شرح الصدور
فی احوال الموتی والقبور
www.besturdubooks.wordpress.com
حضرت امام جلال الدین عبدالرحمن السیوطیؒ
ترجمہ: مولانا محمد عبدالرشید قاسمی لاہو

شرح الصدور

فی احوال الموتیٰ والقبور

اس کتاب میں علمِ برزخ، ذکر موت، کیفیتِ موت، ملک الموت کی آمد، مرتے وقت کیا محسوس ہوتا ہے؟ روح کی حالت، مرنے کے بعد روح کہاں جاتی ہے؟ روحوں سے روح کی ملاقات، قبر کا حال اور آخری ٹھکانہ وسعتِ قبر، عذاب قبر، موت کے آنے سے لے کر قیامت تک کی کیفیات اور تمام تفصیلات درج ہیں

تصنیف

حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا محمد عبدالرشید قاسمی ۔ لاہور

کتب خانہ شانِ اسلام

راحت مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور، پاکستان

فون: 042-7351120 — 0321-4363585

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرح الصدور

فی احوال الموتی والقبور

تصنیف ــــــــ حضرت امام جلال الدین عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ــــــــ مولانا محمد عبدالرشید قاسمی

ناشر ــــــــ احمد سعید

قیمت ــــــــ -/350 روپے

ــــــــ ناشر ــــــــ

کتب خانہ شانِ اسلام

راحت مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔ پاکستان

فون: 042-7351120 — 0321-4363585

فہرست

----❖❖❖----

مقدمہ مؤلف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَيْقَظَ مَنْ شَآءَ مِنْ سِنَةِ الْغَفْلَةِ ، وَرَفَعَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآئَهٗ اِلٰی عِلِّيِّيْنَ وَوَضَعَ عَنْهُ اَوْزَارَهٗ وَ ثِقْلَهٗ ، اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ۔ شَهَادَةً عَلَيْهَا مِنْ رِّدَآءِ الْاِخْلَاصِ حُلَّةٌ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الشَّادَةِ الْاَجِلَّةِ ○

یہ وہ کتاب ہے۔ جس کی طرف لوگ گردنیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے ہیں۔ یہ ایک تسلی بخش کتاب ہے۔ جو عالم برزخ کے بارے میں لکھی گئی ہے۔ جس کے اندر میں موت کی کیفیت اور فضیلت بیان کروں گا۔ نیز ملک الموت (عزرائیلؑ) اور اُن کے معاون فرشتوں کا بیان ہوگا۔ اور مرتے وقت انسان کو کیا حالات پیش آتے ہیں اور رُوح بدن سے کس طرح جدا ہوتی ہے۔ اور بدن سے جدا ہو کر کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف اوپر کو جاتی ہے۔ اور روحوں کے ساتھ کس طرح جا کے شامل ہوتی ہے۔ اور اُس کا ٹھکانہ کہاں ہوتا ہے۔ اور قبر میں میت پر کیا گذرتی ہے۔ اور قبر میں کس طرح سے آزمائشیں ہوتی ہیں۔ اور عذاب کس طرح ہوتا ہے۔ اور قبر کشادہ اور تنگ کس طرح ہوتی ہے۔ اور کس کو کس طرح سے بھینچتی اور کس کو کس طرح سے فائدہ پہنچاتی ہے؟ یہ سب احوال مرنے سے لے کر قیامت

کے دن اُٹھائے جانے تک پوری تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ مرضِ موت سے پیدا ہونے سے لے کر نفخ صور تک مکمل لکھا ہے۔اور یہ سب حالات میں نے احادیث کی مستند کتابوں سے احادیث مرفوعہ وصحیحہ اور آثار صحابہ کرامؓ ائمہ حدیث کے کلام سے لے کر درج کتاب کئے ہیں۔اور اس سلسلے میں امام قرطبی کی کتاب تذکرہ کو سامنے رکھا ہے۔اور پھٹک چھانٹ کر احادیث کی تخریج کر کے اپنی اس کتاب میں تحریر کیا ہے۔اور قابل قدر اضافے کیے ہیں۔ جو اس کتاب میں نہیں تھے۔اور میں نے اس کتاب کا نام "شرح الصُّدُور فِیْ اَحْوَالِ الْمَوْتٰی وَالْقُبُوْرِ" رکھا ہے۔اور مجھے امید ہے کہ اگر عمر نے اجازت دی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے آگے نفخ صور سے جنت اور دوزخ میں جانے تک کے مکمل حالات یعنی قیامت کی نشانیوں کے بارے میں تفصیل سے لکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وتوفیق سے اسے تکمیل تک پہنچائے آمین۔ امام ابونعیمؒ حضرت مجاہد سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں حدیث بیان فرماتے ہیں۔

وَمِنْ وَّرَآءِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

اوران کے مرنے کے بعد ایک عرصہ زندگی ہے۔ روز قیامت کو اُٹھائے جانے تک۔تو برزخ کے معنی موت سے قیامت تک کے بتائے ہیں۔

---- ✸ ✸ ✸ ----

باب نمبر:۱
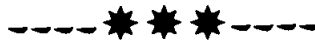
موت کے آغاز کا بیان

(۱) حضرت ابن ابی شیبہ "المصنف" میں اور امام مالکؒ "الزھد" میں روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم سے حضرت حماد بن سلمہ نے حضرت حبیب بن شہید سے انھوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا کہ آپؓ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور اُن کی ذریت کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ اتنے انسان تو اس زمین پر سمانہیں سکیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں اُن کو فنا کرنے کے لیے موت کو بھی ساتھ ہی زمین پر اتار رہا ہوں۔ تو فرشتوں نے عرض کیا۔ پھر تو انسان کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں انہیں امید دلاؤں گا۔

(۲) امام ابونعیم نے "الحلیہ" میں حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام زمین کی طرف اُتارے گئے تو اُن سے اُن کے رب کریم نے فرمایا: "اِبْنُوْا لِلْخَرَابِ وَلِدُوْا لِلْفَنَاءِ" اُجاڑ ہونے کے لیے تعمیر کرلو۔ اور مرنے کے لیے جن لو۔ یعنی جو تم تعمیر کرو گے اس نے ویران ہونا ہے اور جو تم جنو گے وہ فنا کے گھاٹ اتر جائے گا۔ یعنی آخر ہر چیز کو موت ہے۔

---- ❖❖❖ ----

باب نمبر:۲

کسی جسمانی یا مالی تکلیف کی وجہ سے موت کی خواہش کی ممانعت

(۱) امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے حدیث درج فرمائی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی کسی مصیبت کے آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ اور اگر ضرور ہی تمنا کرنا ہو تو اس طرح سے کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ

اے اللہ کریم! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ۔ جس وقت تک زندگی میرے لیے بہتر ہے۔ اور مجھے موت دے دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔

(۲) امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث درج فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کوئی شخص موت کی خواہش نہ کرے اور موت کے آنے سے پہلے اُس کی دعا نہ کرے۔ کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور طویل عمری مومن کے بھلے میں اضافہ ہی کرتی ہے۔

(۳) امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے۔ اگر تو نیک ہے۔ تو وہ اپنی نیکی میں اضافہ کرے گا۔ اور یا گنہگار ہوگا تو شاید برائی سے اس مدت میں باز آ جائے۔

(۴) امام احمد، البزار، ابو یعلیٰ، الحاکم اور البیہقی نے شعب الایمان میں حدیث درج کی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کی تمنا مت کرو۔ کہ اس سامنے سے آنے والی کا خطرہ سخت ہے اور انسان کی خوش نصیبی ہے کہ اُس کی عمر لمبی ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنی بارگاہ میں رجوع کرنے کی توفیق بخشے۔ یعنی اُسے توبہ اور نیک عمل کی توفیق بخش دے۔

(۵) امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان فرمائی ہے۔ کہ آپؓ فرماتے ہیں۔ اگر ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کی تمنا کرنے سے روکا نہ ہوتا تو ہم ضرور موت کی تمنا کرتے۔

(۶) حضرت امام بخاریؒ نے حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت بیان فرمائی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت خباب کی بیمار پرسی کے لیے اُن کے پاس گئے۔ اور انہوں نے دس جگہ داغ لگوائے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اگر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں موت کی تمنا کرنے سے روکا نہ ہوتا تو میں اپنے لیے موت کی دعا کرتا۔

(۷) امام مروزی نے حضرت معاویہؓ کے غلام القاسم سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ موت کی تمنا کی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن رہے تھے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت کی تمنا نہ کرو اگر تم جنتی ہو تو تمہارا باقی رہنا تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم جہنمی ہو تو تمہیں اُس کے لیے کیا جلدی ہے۔

(۸) خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کوئی تم میں سے موت کی خواہش مت کرے کہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اُس نے اپنے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔

(۹) امام احمد اور ابو یعلیٰ ،طبرانی اور حاکم نے حضرت اُم الفضلؓ سے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے ہاں تشریف لائے تو آپؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کسی تکلیف میں مبتلا تھے اور انہوں نے موت کی تمنا کی ۔تو آنجنابؐ نے ان سے ارشاد فرمایا: چچا جان! موت کی تمنا مت کیجئے۔اس لیے کہ اگر آپ نیکو کار ہیں تو اس صورت میں عمر زیادہ ہونے سے نیکیوں میں اضافہ ہو جائے ۔تو یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔اور تم گنہگار ہو۔اور تمہیں عمر میں مہلت مل جائے گی ۔تو تم برائیوں سے توبہ کرلو گے تو یہ بھی تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔لہٰذا موت کی تمنا مت کریں۔

(۱۰) امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی موت کے آنے سے پہلے اس کی خواہش نہ کرے اور نہ اس کی دعا کرے۔ہاں اگر اُسے اپنے اعمال پر مکمل بھروسہ ہو تو۔

----❖❖❖----

باب نمبر:۳

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لمبی عمر گزارنے کی فضیلت

(۱) امام احمد اور ترمذی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حدیث درج کی ہے اور حاکم نے اسے درست قرار دیا ہے۔ کہ ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہؐ! لوگوں میں کون بہتر ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو۔ اور اعمال اچھے ہوں۔ اور پھر اُس نے پوچھا۔ لوگوں میں زیادہ بُرا کون ہے؟ ارشاد فرمایا: جس کی عمر طویل ہو اور اعمال بُرے ہوں۔

(۲) امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث درج کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جن کی عمریں لمبی اور اعمال نیک ہوں۔

(۳) امام احمدؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے بہتر لوگ لمبی عمر کے ہیں جن کے اعمال اچھے ہیں۔

(۴) امام طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت درج کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کیا میں تمہیں بہتر شخص کے بارے میں نہ بتادوں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں یارسول اللہؐ! ضرور آپؐ نے ارشاد فرمایا: جس نے اسلام میں زیادہ عمر پائی اور وہ

اسلام پر مضبوطی سے قائم رہا۔

(۵) امام طبرانی نے بھی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ جب مسلمان کی عمر لمبی ہو جاتی ہے تو یہ اُس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

(۶) امام احمدؒ نے اور زنجویہ نے اپنی ''الترغیب'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قضاعہ کے قبیلہ جہنی کے دو شخص مسلمان ہوئے اور وہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ ایک تو جلد ہی درجہ شہادت پا گیا اور ایک دوسرا ایک برس بعد فوت ہوا۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے دوسرے شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ شہید سے پہلے جنت میں پہنچ گیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ میں بہت حیران ہوا، اور صبح کو میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا اُس نے اُس کے بعد رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے؟ اور کیا اُس نے چھ ہزار رکعات نمازیں نہیں پڑھیں؟ اور اتنی سنتیں نہیں پڑھیں؟

(۷) امام احمدؒ اور بزار نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس مومن سے بڑھ کر افضل کوئی نہیں ہے۔ جسے لمبی عمر ملی۔ تسبیحات کیں۔ اللہ اکبر کا ذکر کیا اور لا الہ الا اللہ کا وظیفہ کرتا رہا۔

(۸) ابو نعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ مومن کی ایک ایک دن کی زندگی غنیمت ہے کہ وہ اُسے فرائض اور نمازوں کی ادائیگی میں گزارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے ذکر اللہ کی توفیق بخشتا ہے۔

(۹) امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم بن ابی عبدہ سے روایت کی ہے فرمایا: کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ مومن جب فوت ہوتا ہے تو وہ دنیا میں واپس جانے کی تمنا کرتا ہے اور یہ محض اس لیے کہ وہ دنیا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرے یا لا الہ الا اللہ کا ذکر کرے۔ یا اللہ تعالیٰ کی تسبیحات بیان کرتا رہے۔

باب نمبر: ۴

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی تمنا اور دعا کرنے کی اجازت کا بیان

۱۔ امام مالکؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت تب قائم ہوگی کہ کوئی کسی شخص کی قبر پر سے گزرے گا اور کہے گا کہ کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

۲۔ حضرت امام مالکؒ اور بزار نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِالنَّاسِ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ

اے اللہ کریم! میں تجھ سے نیک کاموں کی توفیق اور برے کاموں کو چھوڑنے کی توفیق اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق طلب کرتا ہوں۔ اور اگر تو لوگوں کو کسی آزمائش میں ڈالے تو مجھے کسی فتنہ میں پڑے بغیر اپنے پاس بلا لینا۔

۳۔ حضرت امام مالکؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ قَدْ ضَعُفَتْ قُوَّتِيْ وَكَبُرَتْ سِنِّيْ وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِيْ فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ وَّلَا مُقَصِّرٍ

اے اللہ کریم! میری طاقت کمزور پڑ گئی ہے اور میری عمر زیادہ ہو گئی ہے اور میری رعیت دُور دراز تک پھیل گئی ہے۔ بس اب مجھے بغیر ضائع کرنے کے اور قاصر رہنے کے اپنے پاس بلا لے۔

اور ابھی اس دعا کو ایک ماہ نہیں گزرا تھا کہ آپؓ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

موت کی تمنا کرنا کب جائز ہے؟

۴۔ امام ابن عبداللہ نے "التمہید" میں اور مروزیؒ نے "الجنائز" میں اور امام احمدؒ نے اپنی "المسند" میں اور طبرانی نے "الکبیر" میں علیم الکندی سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں ابوعبس الغفاری کے ہمراہ چھت پر بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ طاعون کے ڈر سے سامان اُٹھائے جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: "یَا طَاعُوْنُ خُذْنِيْ اِلَيْكَ" اے طاعون مجھے اپنی گرفت میں لے لو۔ تین بار انہوں نے ایسا کہا۔ تو حضرت علیم نے اُن سے فرمایا: تم یہ بات کیوں کہہ رہے ہو کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ کوئی تم میں سے موت کی تمنا مت کرے۔ کیونکہ اس سے اس کے عملوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ دوبارہ اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع نہیں کر سکتا کہ توبہ ہی کرے۔ تو ابوعبسؓ نے فرمایا کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا ہے کہ آپ نے فرمایا تھا۔ چھ باتوں کی وجہ سے موت میں جلدی کی تمنا کرو (۱) بے وقوفوں کی سرداری میں (۲) ظلم کی زیادتی میں (۳) فیصلے کے بکنے کے وقت (۴) خون کو ارزاں سمجھنے کے وقت (۵) قطع رحمی کے وقت (۶) قرآن کریم کو موسیقی کے ساتھ پڑھنے کے وقت۔ کہ قرآن کریم کے ساتھ رکھتے ہیں اور ایک شخص سے کہتے ہیں کہ اس پر قرآن کریم کو گا دو چاہے سمجھتے کچھ نہ ہوں۔

۵۔ امام حاکم نے الحسن سے روایت کی ہے کہ الحکم بن عمرو نے کہا۔ اے طاعون! مجھے اپنی گرفت میں لے لے۔ اُن سے کہا گیا تم ایسا کیوں کہتے ہو حالانکہ تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ کوئی تم میں سے موت کی خواہش نہ کرے۔ تو انہوں نے فرمایا جو تم نے سنا ہے۔ میں نے بھی سنا ہے لیکن میں چھ مقام پر موت کی تمنا کرتا ہوں۔ فیصلہ بکنے کے وقت، کثرت ظلم کے وقت، بچوں کی سرداری کے وقت، خون ریزی کے وقت، قطع رحمی کے وقت اور ان گویے قاریوں کے ظاہر ہونے کے وقت جو آخر زمانہ میں ہوں گے۔ جو قرآن کو موسیقی بنالیں گے۔

۶۔ ابن سعد نے "الطبقات" میں حبیب بن ابی فضالہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے موت کا ذکر فرمایا: گویا کہ آپ اس کی تمنا کر رہے ہیں تو کسی صحابی نے کہا کہ تم موت کی تمنا کیسے کر رہے ہو؟ جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کسی کے لیے موت کی تمنا کرنا جائز نہیں ہے۔ نہ کسی نیک کو نہ کسی بدکار کو، نیک کو تو اس لیے نہیں کہ شاید وہ مزید نیکی کرے اور بدکار کو اس لیے نہیں کہ شاید وہ توبہ کرے۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ میں موت کی تمنا کیوں نہ کروں کہ مجھے چھ باتوں کا خطرہ ہے۔ (۱) گناہ میں بے پرواہی (۲) فیصلہ کی فروخت (۳) قطع رحمی (۴) ظلم کی زیادتی (۵) نادانوں کی حکومت (۶) قراء کی موسیقی۔

۷۔ امام طبرانیؒ نے حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص موت کی خواہش مت کرے جب تک اُسے اپنے نیک اعمال پر بھروسہ نہ ہو اور اگر تم اسلام میں یہ چھ خصلتیں دیکھو تو موت کی تمنا کرو۔ اگر تمہارا نفس تمہارے قابو میں ہو تو رہنے دو۔ وہ چھ خصلتیں یہ ہیں۔ خون ریزی کی فراوانی، نادانوں کی حکومت، ظلم کی کثرت، بچوں کی سرداری، فیصلہ کی فروخت قراء کی قرآنی موسیقی۔

۸۔ امام ابو نعیمؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ الدجال کذاب اس وقت تک ظاہر نہیں ہوگا۔ جب تک مومن کو موت زیادہ محبوب نہ ہوگی۔

۹۔ ابن ابی الدنیاؒ نے حضرت سفیانؒ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ کہ علماء لوگ موت کو سرخ سونے سے زیادہ پسند کریں گے۔

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امکان ہے کہ کسی وقت موت مومن کو ٹھنڈے شہد ملے پانی کے پینے سے زیادہ مرغوب ہوگی۔

۱۱۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا: کہ لوگوں پر وہ زمانہ ضرور آئے گا کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرے گا تو آدمی کہے گا۔ کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

۱۲۔ ابن سعد نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے میں ان کی بیمار پرسی کے لیے آیا۔ میں نے دعا کی۔ اے اللہ ابوہریرہ کو شفا عطا فرما۔ تو انہوں نے کہا اللہ کریم ایسا نہ کیجئے۔ اور فرمایا: اے ابوسلمہ! ممکن ہے کہ وہ زمانہ آجائے کہ لوگوں کو موت سونے چاندی سے زیادہ محبوب ہوگی۔ اور اے ابوسلمہ اگر تم زندہ رہے کہ جلد وہ زمانہ آجائے کہ ایک شخص کسی قبر پر سے گزرے اور یہ کہے کہ کاش میرا یہ مکان ہوتا۔

۱۳۔ حضرت ابوعثمان سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے چبوترے پر تھے اور چبوترے کے نیچے فلاں فلاں دو صاحب منصب و جمال عورتیں تھیں۔ اور ان دونوں سے ان کی خوبصورت اولاد تھی۔ کہ آپ کے سر پر ایک چڑیا آکر چہچہانے لگی۔ اور ان پر بیٹ ڈال دی آپؓ نے وہ بیٹ اپنے ہاتھ سے ہٹائی اور فرمایا: کہ یہ آل مسعود اس دنیا سے چلی

جائے۔اور پھر اس کے بعد اور آجائے، مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ یہ چڑیا مرجائے۔

۱۴۔ مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجنائز" میں حضرت حمزہ ہمدانی سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے موت کی تمنا فرمائی۔تو ان سے کہا گیا کہ تم نے اپنے اہل وعیال کے لیے تو موت کی تمنا فرمائی۔اپنے لیے کیوں فرمائی؟ تو انہوں نے فرمایا۔اگر میں جانتا کہ تم اپنی اسی حالت پر سلامت وقائم رہو گے تو میں خواہش کرتا کہ میں تمہارے اندر بیس برس تک زندہ رہوں۔

۱۵۔ امام مروزیؒ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بچے آپ کے سامنے سخت جھگڑا کر رہے تھے۔تو آپ نے فرمایا: کہ دیکھو ان کا مرجانا مجھ پر آسان ہے کہ میں ان کا جرمانہ بھرتا پھروں یا انہیں جانوروں میں شمار کروں۔

۱۶۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اس شہر میں ایک عبادت گزار شخص تھا۔وہ مسجد سے نکلا اور اپنا پاؤں ابھی اس نے سواری پر رکھا ہی تھا کہ ملک الموت اس کے پاس آگیا۔اور اس عبادت گزار شخص نے ملک الموت کو دیکھتے ہی کہا۔مرحبا! مجھے تمہارا ہی انتظار تھا اور اُن کی روح پرواز کر گئی۔

۱۷۔ ابن سعید نے "الطبقات" میں اور مروزیؒ نے حضرت خالد بن معدانؓ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ کوئی بھی ذی روح جو سمندر اور خشکی میں ہے۔میں اس بات کے لیے راضی ہوں کہ اس کی جگہ میں قربان ہو جاؤں اور اگر موت اپنے اختیار میں ہوتی تو مجھ سے بڑھ کر موت کو گلے سے لگانے والا کوئی اور نہ ہوتا۔ہاں اگر وہ مجھ سے فضل وتقویٰ میں بڑھا ہو تو۔

۱۸۔ حضرت ابونعیم نے بھی انہیں سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: واللہ اگر موت کسی جگہ رکھی ہوئی ہوتی کہ اُسے جا کر لے لو تو میں سب سے آگے بڑھ کر اُسے

لے لیتا۔

۱۹۔ حضرت عبدربہ بن صالح کے بارے میں روایت ہے کہ وہ حضرت مکحولؒ کی وفات کے وقت اُن کے پاس آئے۔ اور اُن سے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کو تندرستی عطا فرمائے تو انہوں نے فرمایا:

كَلَّا اَللَّحُوْقُ بِمَنْ يُّرْجٰى عَفْوُهٗ خَيْرٌ مِّنَ الْبَقَاءِ مَعَ مَنْ لَّا يُؤْمَنُ شَرُّهٗ شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَاِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ

ہرگز نہیں جس ذات سے معافی کی امید ہے اُس سے جاملنا ایسے لوگوں کے ساتھ زندہ رہنے سے بہتر ہے۔ جن کے شر سے بچنے کی امید نہ ہو۔ یعنی شریر انسانوں ابلیس لعین اور اُس کے لشکر سے۔

۲۰۔ ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابومسہر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ حضرت سعید بن عبدالعزیز المتوخی رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ تو وہ ناراض ہوگئے۔ اور فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے جلد اپنی رحمت کی طرف لے جائے۔

۲۱۔ حضرت ابونعیمؒ نے حضرت عبیدہ بن المہاجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اگر یہ کہا جائے کہ اُس لکڑی کو جاکر چھولو تو تمہاری موت واقع ہو جائے گی تو میں اُٹھ کر فوراً لکڑی کو چھولوں گا۔

۲۲۔ حضرت ابوعبداللہ الصنابحی نے فرمایا کہ دنیا فتنہ کی طرف بلاتی ہے۔ اور شیطان گناہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جاملنا ان دونوں کے ساتھ رہنے سے بہتر ہے۔

۲۳۔ حضرت ابن ابی الدنیاؒ حضرت عمرو بن میمون کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ کبھی موت کی تمنا نہیں فرماتے تھے فرماتے ہیں کہ مجھے روزانہ اتنی اتنی نماز ادا کرنے کی توفیق ہوتی ہے یہاں تک کہ حضرت یزید بن مسلمؒ نے انہیں پیغام بھیجا۔ اور سختی سے انہیں سمجھایا۔ اور وہ خود یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالْاَخْیَارِ وَلَا تُخَلِّفْنِیْ مَعَ الْاَشْرَارِ

اے اللہ کریم! مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ اور مجھے شریر لوگوں کے ساتھ اس دنیا میں زندہ نہ رکھ۔

۲۴۔ حضرت اُم الدرداءؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوالدرداءؓ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی نیک شخص فوت ہو جاتا۔ تو آپ فرمایا کرتے تھے مبارک ہو۔ کاش تمہاری جگہ میں ہوتا۔ تو حضرت اُم الدرداء رضی اللہ عنہا نے اُن سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اری بے وقوف عورت! تو نہیں جانتی کہ ایک شخص صبح کو مومن ہوتا ہے اور شام کو وہ منافق ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا ایمان اُس کے ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ اور اُسے معلوم ہی نہیں ہوتا۔ تو مجھے اس مرنے والے نیک شخص پر رشک آتا ہے کہ میری نماز اور روزہ کے باوجود یہ شخص اچھا ہے۔ (کہ خاتمہ ایمان پر ہو گیا)

۲۵۔ ابن ابی شیبہ نے "المصنف" میں ابن ابی الدنیا سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اپنی جگہ کسی دوسرے کی موت پر خوش نہیں ہوں۔ یہاں تک کہ میں اپنے لیے ایک مکھی کی موت بھی پسند نہیں کرتا۔

۲۶۔ ابن ابی الدنیا، خطیب اور ابن عساکر نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کسی کی جان سے اپنی جان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ بلکہ اس اُڑنے والی مکھی سے بھی زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ تو لوگ یہ بات سن کر ڈر گئے اور عرض کرنے لگے کہ کیوں؟ آپ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ میں ایسے زمانے میں پہنچ جاؤں کہ میں اس میں نیکی کا حکم نہ کر سکوں اور برائی سے نہ روک سکوں۔ اس صورت میں میرا کچھ بھلا نہ ہوگا۔

۲۷۔ حضرت ابن ابی شیبہؒ نے "المصنف" میں اور ابن سعد نے تاریخ میں اور البیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ کہ

اُن کے پاس ایک شخص کا گزر ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا بازار۔ تو آپ نے اُس سے فرمایا: اگر واپسی پر میرے لیے موت خرید کر لاسکو تو لے آنا۔

۲۸۔ ابن ابی الدنیاؒ نے اور الطبرانیؒ نے ''الکبیر'' میں اور ابن عساکر نے حضرت عروہ بن رویم سے انہوں نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے اور حضرت ''العرباض'' صحابہ کرام میں سے بزرگ اور عمر رسیدہ صحابی تھے۔ اور وہ موت کو اپنے لیے پسند فرماتے تھے۔ اور دعا فرمایا کرتے تھے۔

''اَللّٰھُمَّ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَوَھَنَ عَظْمِیْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ''

اے اللہ کریم! میری عمر زیادہ ہوگئی ہے۔ میری ہڈیاں کمزور پڑ گئی ہیں۔ اب مجھے اپنے پاس بلالے۔

ایک مرتبہ میں دمشق کی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور موت کی دعا کررہا تھا۔ کہ اچانک میری ملاقات ایک خوبصورت نوجوان سے ہوگئی۔ اور اُس نے ایک سبز چادر اوڑھ رکھی تھی۔ اُس نے مجھ سے پوچھا۔ کہ ''یہ کیا دُعا کر رہے ہو؟ تو میں نے اُس سے کہا بھتیجے میں کیا دُعا کروں؟ اُس نے کہا کہ اس طرح کہو۔

''اَللّٰھُمَّ حَسِّنِ الْعَمَلَ وَبَلِّغِ الْاَجَلَ''

اے اللہ کریم! میرے عمل کو اچھا کردے اور اجل تک پہنچادے۔

میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ تو اُس نے جواب دیا میں ذرّائیل فرشتہ ہوں ہا میر لوگوں کے دلوں سے غم نکال باہر کرتا ہوں، پھر میں نے توجہ کی۔ تو وہاں کوئی نہیں تھا۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۵

موت کی فضیلت

علماء کرام کا فرمانا ہے کہ موت ختم ہونے اور محض فنا ہونے کا نام نہیں ہے۔ یہ روح بدن سے جدا ہونے کا نام ہے۔ اور انسان کا ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل جانے کا نام ہے۔ اور دار دنیا سے دار برزخ میں پہنچنے کو موت کہتے ہیں۔

۱۔ ابوالشیخ نے اپنی تفسیر قرآن میں اور ابونعیم نے حضرت بلال بن سعد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے وعظ میں فرمایا: اے ہمیشہ کی زندگی پانے والو، تم فنا ہونے کے لیے نہیں ہمیشہ رہنے کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہو۔ اور بس۔

۲۔ طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تم ہمیشہ زندہ رہنے کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ بس تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہو۔

۳۔ ابن المبارکؒ نے ''الزھد'' میں اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں اور حاکم نے المستدرک میں اور امام بیہقیؒ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ '' کہ مومن کا تحفہ موت ہے اور دیلمیؒ نے بھی مسند الفردوس میں یہی حدیث درج کی ہے۔

۴۔ انہیں سے روایت ہے کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اَلْمَوْتُ رَيْحَانَةُ

الْمُؤْمِنِ" کہ موت مومن کی خوشبو ہے۔

۵۔ امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں اور دیلمیؒ نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت نعمت ہے اور گناہ مصیبت ہے۔ اور دولت عذاب ہے اور عقل اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔ اور جہالت گمراہی ہے اور ظلم شرمندگی ہے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونا نارِ جہنم سے نجات ہے اور زیادہ ہنسنا بدن کی ہلاکت ہے۔ اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ امام بیہقیؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

۶۔ امام احمد نے مسند میں اور سعید بن منصور نے سنن میں صحیح سند کے ساتھ محمود بن لبید سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو چیزوں کو انسان ناپسند کرتا ہے۔ موت کو ناپسند کرتا ہے، جو فتنہ سے اس کے لیے بہتر ہے۔ اور مال کی کمی کو انسان ناپسند کرتا ہے۔ حالانکہ قلت مال میں روز قیامت حساب وکتاب آسان ہوگا۔

۷۔ امام بیہقیؒ نے "شعب الایمان" میں حضرت زرعہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت درج کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان زندگی کو پسند کرتا ہے۔ حالانکہ موت اس کی ذات کے لیے بہتر ہے۔ اور انسان مال کی کثرت کو پسند کرتا ہے۔ حالانکہ قلت مال حساب کتاب کی آسانی کے لیے اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

۸۔ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: "اَلْمُسْتَرِیْحُ اَوِ الْمُسْتَرَاحُ" ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ المستریح اور المستراح کیا چیز ہیں؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ دنیا کی مشقتوں سے نجات پا گیا ہے۔ اور اس کی

اذیتوں سے چھوٹ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت تک پہنچ گیا ہے۔ یہ مستریح ہے۔ اور فاسق و فاجر اُس سے ملک اور لوگوں نے اور درختوں اور مویشیوں نے راحت پائی ہے۔ یہ مستراح ہے۔

۹۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت یزید بن ابی زیاد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا لوگ حضرت ابوجحیفہ کے پاس سے جنازہ لے کر گزرے تو آپ نے فرمایا یہ خود بھی بچ گیا اور لوگ بھی اس سے بچ گئے۔

دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت

۱۰۔ ابن المبارک اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَتُهٗ فَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ

دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور قحط سالی ہے۔ جب وہ دنیا سے جدا ہو جاتا ہے۔ تو وہ قید خانہ اور قحط سالی سے جدا ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ ابن المبارکؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ دنیا کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ اور مومن کی مثال، جب اس کی روح نکلتی ہے۔ اس شخص کی مثال ہے۔ جو قید خانہ سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور پھر وہ آزادی سے جہاں چاہے چلتا پھرتا ہے۔

۱۲۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ جب مومن فوت ہوتا ہے۔ دنیا سے اُس کا پیچھا چھوٹ جاتا ہے۔ اور وہ جنت میں جہاں چاہے سیر کرتا ہے۔

۱۳۔ ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! یہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے۔ اور قبر اس کے لیے امن کی جگہ ہے۔ اور جنت اُس کا مقام اصلی ہے۔ اے ابوذر، یہ دنیا کافر کے لیے جنت ہے اور قبر اس کے لیے عذاب کا مقام ہے۔ اور جہنم وہ اُس کا اصلی ٹھکانہ ہے۔

۱۴۔ امام نسائی، طبرانی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: روئے زمین پر جو انسان بھی فوت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُن کے لیے خیر ہی ہوتی ہے۔ وہ پسند کرتا ہے کہ اُسے دوبارہ دنیا میں جانا نصیب ہو اور وہ بھی دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائے۔ سوائے شہید کے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ وہ دوبارہ جا کر راہ خدا میں جنگ کرے۔ اور ثواب پائے۔ کیونکہ شہید اس عمل جہاد کا ثواب اور مرتبہ دیکھ چکا ہے۔

۱۵۔ ابن ابی شیبہ نے "المصنف" میں اور مروزی نے "الجنائز" میں اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ دنیا سے صفائی چلی گئی۔ اور گدلا پن رہ گیا۔ اور یہ موت مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کا تحفہ ہے۔

۱۶۔ مروزی اور ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعیب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ دو ناپسندیدہ چیزیں کیا ہی اچھی ہیں۔ "فقیری اور موت"

۱۷۔ ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت طاؤس سے روایت کی ہے۔ فرمایا۔ کہ انسان کے دین کی حفاظت اُس کی قبر ہی کرتی ہے۔

۱۸۔ ابن ابی شیبہ نے اور ابن المبارکؒ نے "الزہد" میں اور مروزی نے حضرت الربیع بن خیثم سے روایت کی ہے۔ فرمایا جس غیب چیز کا مومن کو انتظار ہے۔ موت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

موت سے مومن کو خوشی حاصل ہوتی ہے

۱۹۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن مغول سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

سب سے پہلی خوشی جو مومن کو حاصل ہوتی ہے وہ موت سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں اُسے ثواب اور عزت نصیب ہوتی ہے۔

۴۰۔ امام احمد نے ''الزھد'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: مومن کو تو بس اللہ تعالی سے مل کر ہی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

۴۱۔ سعید بن منصور اور ابن جریر نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: مومن کے لیے موت ہی باعث خیر ہے۔ اور کافر کے لئے بھی موت ہی کا باعث خیر ہے۔ جو میری بات نہیں مانتا، دیکھو اللہ تعالی فرماتا ہے۔

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ .... وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ

جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لیے بہتر ہے.....اور فرمایا کافر یہ خیال نہ کریں کہ جو ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں اُن کے لیے بہتر ہے۔

۴۲۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اور حاکم نے المستدرک میں طبرانی اور مروزی نے الجنائز میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا کوئی نیک ہو یا بد ہو۔ موت اس کے لیے زندگی سے بہتر ہے۔ اگر تو وہ نیک ہے تو اللہ تعالی نے فرمایا ہے۔'' وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ '' کہ جو کچھ اللہ تعالی کے پاس ہے وہ نیکوکاروں کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر بدکار ہو تو فرمان باری تعالی ہے'' وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ '' کافر یہ خیال نہ کریں کہ یہ جو ہم انہیں مہلت دے رہے ہیں یہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا فرمان

۴۳۔ ابن المبارک نے اور احمد نے الزہد میں حضرت حیان بن جبلہ سے روایت کی

ہے کہ ابوذر نے ابوالدرداء سے فرمایا: تم مرنے کے لیے جنتے ہو، اور ویران ہونے کے لیے تعمیر کرتے ہو۔ اور فنا ہونے والی چیز کی حرص کرتے ہو۔ اور باقی رہنے والی چیز کو چھوڑ دیتے ہو۔ یہ تین ناپسندیدہ چیزیں کتنی اچھی ہیں۔ موت، بیماری اور فقیری۔

حضرت ابوالدرداء کی تین پسندیدہ چیزیں

۲۴۔ امام احمد نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دو ناپسندیدہ چیزیں کیا ہی اچھی ہیں۔ موت اور فقیری

۲۵۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت جعفر الاحمر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جس کے لیے موت میں بھلائی نہیں۔ اس کے لیے زندگی میں بھی بھلائی نہیں ہے۔

۲۶۔ ابن سعد نے طبقات میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوالدرداء سے روایت کی ہے کہ فرمایا میں اپنے رب کے سامنے عاجز رہنے کے لیے فقیری کو پسند کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کے کفارے کے لیے بیماری کو پسند کرتا ہوں۔

۲۷۔ ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے اور احمدؒ نے الزہد میں حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ اُن سے فرمایا گیا۔ کہ تم کس کے لیے کیا پسند کرو گے؟ فرمایا موت۔ عرض کیا گیا اگر اُسے موت نہ آئے تو؟ فرمایا اُس کے مال اور اولاد میں کمی۔

۲۸۔ ابن ابی شیبہ نے عبادہ بن الصامتؓ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے دلی دوست کے لیے یہ پسند کرتا ہوں کہ اس کا مال کم ہو جائے اور وہ جلد اس دنیا سے چلا جائے۔

۲۹۔ امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: کہ میرے لیے السلام علیکم سے بڑھ کر میرے کسی دوست کا تحفہ نہیں

ہے۔اور موت سے بڑھ کر اچھی خبر میں نے نہیں سنی۔

۳۰۔ ابن ابی الدنیا نے محمد بن عبدالعزیز التیمی سے روایت کی ہے۔فرمایا کہ عبدالاعلیٰ التیمی سے پوچھا گیا۔کہ تم اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کیا پسند کرتے ہو؟ فرمایا موت۔

۳۱۔ امام طبرانی نے ابو مالک الاشعری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلٰى مَنْ يَّعْلَمُ اَنِّىْ رَسُوْلُكَ

اے اللہ کریم! موت کو ہر اُس شخص کے لیے محبوب بنا دے جو یہ جانتا ہے کہ میں تیرا رسول ہوں۔

۳۲۔ امام احمد نے روایت کی ہے۔کہ ملک الموت حضرت ابراہیم صَلَوٰاتُ اللّٰهِ وسلامہ علیہ کے پاس روح قبض کرنے کے لیے آیا۔تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے ملک الموت! کیا تم نے کبھی کسی دلی دوست کو دیکھا ہے۔کہ اپنے دلی دوست کی روح قبض کرتا ہو؟ تو ملک الموت اللہ کریم کے پاس واپس گیا۔اور حضرت ابراہیمؑ کا قول نقل کیا۔تو اللہ تعالیٰ نے فرشتہ موت سے فرمایا کہ انہیں جا کر کہو کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی دلی دوست اپنے دلی دوست کے پاس آنے اور ملاقات کرنے کو نا پسند کرتا ہو؟ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی اسی وقت میری روح قبض کر کے لے جاؤ۔

۳۳۔ اصفہانی نے الترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میری ہدایت کو یاد رکھو تو تمہیں موت سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ ہو۔

۳۴۔ ابن سعد نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا: جب حضرت حذیفہ کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: دوست فاقہ کی حالت میں آیا ہے۔کامیاب نہیں ہوا جو اس پر شرمندہ ہوا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے فتنہ سے پہلے ہی

مجھے بلالیا۔

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: تین شخص موت کی تمنا کرتے ہیں۔(۱) ایک وہ جسے پتہ نہیں کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہے۔(۲) وہ شخص جو تقدیر الہٰی سے بھاگتا ہے۔(۳) اور وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق ہے۔

اور حیان بن اسود فرماتے ہیں۔ موت وہ پل ہے جو محبوب کو محبوب سے ملادیتا ہے۔

اور حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ شوق الہٰی کی علامت یہ ہے کہ انسان شوق سے موت کو قبول کرلے۔

عاشقانِ الٰہی موت کے وقت لذت محسوس کرتے ہیں

اور کسی بزرگ کا قول ہے۔ عارفان وعاشقان الہٰی موت کے وقت لذت محسوس کرتے ہیں۔ اور لقاء الہٰی (اللہ کی ملاقات) انہیں شہد سے بڑھ کر شیریں لگتی ہے۔

۳۶۔ ابن عساکر نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمایا ہے فرمایا: کہ شوق الہٰی بلند ترین درجہ ہے۔ جب وہ اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے شوق میں اُسے موت بہت دور دکھائی دیتی ہے۔

۳۷۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عتبہ الخولانی الصحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ اُن سے کہا گیا کہ حضرت عبداللہ بن الملک طاعون سے بھاگ کر نکلے۔ تو فرمایا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' میرا نہیں خیال تھا کہ میں ایسی بات سننے کے لیے زندہ رہوں گا۔ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے بھائیوں میں کیا کیا خصلتیں ہوا کرتی تھیں؟ سب سے اعلیٰ خصلت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات انہیں شہد سے زیادہ محبوب تھی۔(۲) دوسری خصلت یہ کہ چاہے وہ کم ہو یا زیادہ دشمن سے بالکل خوف نہیں کھاتے تھے۔(۳) تیسری خصلت یہ کہ وہ دنیا میں

غربت سے بالکل نہیں ڈرتے تھے۔ (۴) اگر ان میں طاعون پھیل جاتا تو وہ ڈر کر کہیں نہیں بھاگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہتے تھے۔

۳۸۔ ابونعیم نے "حلیہ" میں ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت مکحولؒ سے فرمایا: کیا تم جنت کو پسند کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ جنت کو کون پسند نہیں کرتا؟ تو انہوں نے فرمایا: تو پھر موت کو پسند کرو۔ کہ مرے بغیر تم جنت کو نہیں دیکھ سکتے۔

ایک بزرگ کا فرمان

۳۹۔ عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی زکریا فرمایا کرتے تھے۔ اگر مجھے اختیار دے دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سو برس گزار لو۔ یا اسی وقت اللہ کو پیارے ہو جاؤ تو میں اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے ملاقات کے شوق میں اسی وقت فوراً مرنا قبول کروں گا۔

۴۰۔ ابونعیم نے اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں احمد بن ابوالحواری سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ النباجی سے سنا ہے۔ اگر مجھے یہ اختیار دیا جائے کہ تم اپنی پوری زندگی حلال کے عیش و آرام میں گزار لو کہ قیامت کے روز اس کا تم سے کوئی سوال نہ ہو۔ یا کہ اسی وقت دنیا سے چلے جاؤ۔ تو اسی وقت مرنا پسند کروں گا۔ کیا تم اپنے آقا کریم سے ملنا نہیں چاہتے؟

موت ہر مسلمان کیلئے کفارہ ہے

۴۱۔ ابونعیم نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ موت ہر مسلمان کے لیے کفارہ ہے۔ ابن عربی نے اسے صحیح کہا ہے کیونکہ موت کے وقت بندے کو آلام و مصائب سے واسطہ پڑتا ہے اور جناب رسول اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بھی مسلمان کو کوئی کانٹا چبھتا ہے۔ یا کوئی اور بڑی مصیبت آتی ہے تو مومن کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ تو آپ کا کیا خیال ہے۔ موت سے نہیں جھڑیں گے؟ جو ایسا دیکھے ہے کہ تین سو تلواروں کی کاٹ سے زیادہ سخت ہے۔

حضرت مسروق کا فرمان

۴۲۔ ابن المبارک نے "الزہد" میں اور ابن الدنیا نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کسی چیز پر ذرا بھی رشک نہیں کیا۔ سوائے اس مومن کے کہ وہ قبر میں جائے اور اُسے عذاب نہ ہو۔ اور وہ دنیا کی مصیبتوں سے بھی نجات پا جائے۔

۴۳۔ اور ابن ابی الدنیا نے ان الفاظ میں بھی روایت کی ہے کہ قبر میں پڑے ہوئے اس مومن سے کوئی بہتر نہیں ہے۔ جو دنیا کے آلام سے بھی نجات پا جائے۔ اور عذاب سے بھی بچ جائے۔

سب سے زیادہ انعام یافتہ کون ہے

۴۴۔ ابن المبارک نے الہثیم بن مالک سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت اشفع بن عبید سے باتیں کر رہے تھے۔ اور اُن کے پاس حضرت ابو عطیہ مذبوح تشریف فرما تھے۔ کہ نعمتوں کا ذکر شروع ہو گیا۔ تو فرمایا بتاؤ سب سے زیادہ نعمت یافتہ کون شخص ہے؟ کہنے لگے۔ فلاں اور فلاں شخص تو حضرت اشفعؒ نے فرمایا۔ ابو عطیہ! تمہارا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ سب سے زیادہ انعام یافتہ کون ہے۔ وہ جسم جو قبر میں جا کر عذاب سے بچ گیا۔

موت سے خطا کاری بھاگتا ہے

۴۵۔ حضرت محارب بن دثار سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھے حضرت خیثمہؒ

نے کہا کیا تمھیں موت پسند ہے۔ میں نے کہا نہیں، تو فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ خطا کار ہی موت سے گھبراتا ہے۔

۴۶۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں ان الفاظ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے جواب میں فرمایا یہ تمہارے اندر ہوا النقص ہے (کہ موت کو پسند نہیں کرتے)

۴۷۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوالدعورالسلمیؒ کی مجلس میں کہا کہ واللہ موت سے بڑھ کر میری محبوب شے اللہ نے پیدا نہیں فرمائی تو حضرت ابوالدعورؒ نے فرمایا کہ اللہ کرے میں بھی ایسا ہی ہو جاؤں کہ موت مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہو جائے۔

۴۸۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت صفوان بن سلیم سے روایت کی ہے فرمایا کہ موت سے مومن کو دنیا کے آلام سے آرام مل جاتا ہے چاہے موت کی سختی اور کرب کتنا ہی کیوں نہ ہو۔

۴۹۔ حضرت محمد بن زیاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے کسی حکیم نے بیان کیا کہ عقلمند کے لیے موت ایک بے خبر عالم کی لغزش سے اچھی ہے۔

۵۰۔ حضرت سفیان سے روایت ہے کہ موت عابدوں کے لیے راحت ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۲

موت اور موت کی تیاری کا بیان

۱۔ امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اُسے حسن کہا ہے۔ اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اَکْثِرُوْ ذِکْرَھَا ذِمِر اللَّذَّات" کہ لذتوں کو توڑنے والی کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ یعنی موت کا۔ اور ابو نعیم نے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

۲۔ بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو توڑنے والی کا ذکر زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ جو کوئی تنگدستی میں اسے یاد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے خوشحالی عطا فرمائے گا۔ اور اگر خوشحالی میں ذکر کرے گا۔ تو تنگدستی ہوگی۔

دانش مند کون ہے؟

۳۔ ابن ماجہ نے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا شخص دانش مند ہے؟ تو آنجناب ؑ نے ارشاد فرمایا: موت کو زیادہ یاد کرنے والا۔ اور اس کے لیے اچھی طرح تیاری کرنے والا۔ بس یہ لوگ دانشمند ہیں۔

۴۔ امام ترمذی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنا حساب لیا۔ اور موت کے بعد کے لیے تیاری کی وہ دانش مند ہے۔ اور جس نے اپنے آپ کو

نفس کی خواہش کے تابع بنا لیا اور اللہ سے نیک امید رکھی وہ عاجز اور بے بس ہے۔

خوشحالی اور تنگدستی دونوں میں اللہ کو یاد رکھا کرو

۵۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ موت کا ذکر اکثر کیا کرو۔ یہ گناہوں کو صاف کر دیتا ہے۔ اور دنیا سے بے نیاز بنا رہتا ہے۔ اگر تم خوشحالی کے دوران اسے یاد رکھو گے، تو اس کے ضرر سے تمہیں بچائے گا اور اگر محتاجی میں اسے یاد رکھو گے تو تمہیں خوش عیش بنا دے گا۔

۶۔ ابن ابی الدنیا نے ہی حضرت عطاء الخراسانی سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ایک مجلس پر سے ہوا جسے ہنسی کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ لذتوں کی میل کچیل سے اپنی مجلس کو آلودہ کر لو۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ کہ لذتوں کی میل کچیل کیا ہے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "موت"

۷۔ ابن ابی الدنیا ہی نے حضرت سفیان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ہدایت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کہ اس کا ذکر تمہیں ماسوا سے بے نیاز کر دے گا۔

۸۔ ابن ابی الدنیا نے اور البیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زید السلمی سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے اصحاب کرامؓ سے غفلت محسوس فرماتے تو بلند آواز سے اعلان فرماتے۔ یہ موت تمہارے تک حتمی اور لازمی پہنچ جانی ہے۔ یا بدنصیبی کے ساتھ یا خوش نصیبی کے ساتھ۔

۹۔ امام بیہقیؒ نے حضرت الوضین بن عطاء سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب لوگوں میں موت سے غفلت محسوس فرماتے۔

تو آپ تشریف لاتے اور دروازہ کے دونوں کواڑ تھام کر تین دفعہ پکارتے۔

یَآاَیُّھَا النَّاسُ ۔ یَآ اَھْلَ الْاِسْلَامِ اَتَتْکُمُ الْمَنِیَّۃُ رَاتِبَۃً لَازِمَۃً جَآءَ الْمَوْتُ بِمَا جَآءَ بِہٖ جَآءَ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَۃِ وَالْکَثْرَۃِ الْمُبَارَکَۃِ لِاَوْلِیَآءِ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَھْلِ دَارِ الْخُلُوْدِ کَانَ سَعْیُھُمْ وَرَغْبَتُھُمْ فِیْھَا اَلَا اِنَّ لِکُلِّ سَاعٍ غَایَۃً وَغَایَۃُ کُلِّ سَاعٍ الْمَوْتُ وَسَابِقٌ وَمَسْبُوْقٌ۔

اے لوگو! اے اہل اسلام ۔ یہ موت تمہاری طرف مسلسل اور لازمی آرہی ہے۔ یہ موت آرام اور راحت لائے گی ۔ اور کثرت سے برکت لائے گی ۔ اپنے دوستوں کے لیے جو جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔ اور انہیں جنت میں جانے کا شوق ہے اور دیکھو ہر کوشش کرنے والے کے لیے ایک منزل ہے ۔ اور ہر کوشش کرنے والے کے لیے آخر میں موت ہے ۔ کوئی پہلے جائے گا ۔ کوئی بعد میں ۔

۱۰۔ طبرانی نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت ایک اچھی نصیحت کرنے والی چیز ہے ۔

شہیدوں کے ساتھ کون اُٹھایا جائے گا

۱۱۔ روایت ہے کہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا ۔ یا رسول اللہ! کیا شہیدوں کے ساتھ بھی کوئی اُٹھایا جائے گا؟ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا ۔ جی ہاں جو دن رات میں موت کو بیس مرتبہ یاد کرے گا ۔

اور حضرت سدی فرماتے ہیں فرمان باری تعالیٰ ہے ۔ ''خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا'' اس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا ہے ۔ تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے ۔ اور اچھا عمل کرنے والا

وہ ہے جو موت کو بہت یاد کرتا ہے۔ اور اُس کے لیے اچھی طرح سے تیاری کرتا ہے۔ اور موت سے ڈرتا رہتا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اس روایت کو روایت کیا ہے۔ اور البیہقیؒ نے اسے شعب الایمان میں درج فرمایا ہے۔

۱۲۔ ابن ابی شیبہ نے "المصنف" میں اور امام احمد نے الزہد میں حضرت ابن سابط رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کا ذکر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کیا گیا۔ تو اس کی تعریف کی گئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا وہ موت کو یاد رکھتا تھا۔ تو اس بارے میں اس کا کوئی کردار مذکور نہیں ہوا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: وہ ایسے نہیں ہے جیسے کہ تم اُس کا ذکر کر رہے ہو۔ امام ابن ابی الدنیا نے اور بزار نے موصولاً حضرت نے انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سے روایت کی ہے۔ اور امام طبرانی نے حضرت سہل بن سعدؓ سے ایسی ہی روایت فرمائی ہے۔

موت کو یاد رکھنے کے فوائد:

بعض نے کہا ہے کہ جس نے موت کو یاد رکھا۔ اُسے تین کرامتیں حاصل ہوئیں۔ (۱) جلدی سے توبہ کی توفیق۔ (۲) تھوڑے رزق پر کفایت (۳) عبادت میں خوشی" اور جو ذکر موت سے غافل رہا۔ اُسے تین باتوں سے سزا ملے گی (۱) توبہ میں تاخیر (۲) قدر کفایت پر ناراضگی (۳) عبادت میں سستی"

حضرت مکیؒ فرماتے ہیں دو چیزوں نے مجھے لذت سے ناآشنا کر دیا۔ (۱) موت کی یاد نے (۲) اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کی یاد نے" اسے ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔ ایک بزرگ کا فرمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں کہتے ہیں۔ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا "کہ دنیا سے اپنا حصہ لینا نہ بھولنا اور وہ حصہ کفن ہے۔ اور وہ اسی طرح کا وعظ ہے کہ فرمایا "وَابْتَغِ فِيْمَا اٰتٰكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ " کہ اس دنیا میں ہی تم دار آخرت لینے کا انتظام کر لو۔ اور وہ جنت ہے۔ یعنی ایسی کوشش کرو کہ آخرت میں تمہیں جنت مل جائے۔ اور یہ نہ بھولو کہ تم نے یہ مال یہیں دنیا میں چھوڑ جانا ہے۔ ہاں بس ایک کفن

دنیا میں سے تمہارے حصے میں آئے گا۔ جیسے:

نَصِیْبُكَ مِمَّا تَجْمَعُ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ، رِدَاءَ انِ تُلْوٰی فِیْهِمَا وَحَنُوْطٌ

تمہارا حصہ جو تم اس دنیا سے لے کر جاؤ گے۔ بس دو چادریں ہیں۔
جس میں تمہیں لپیٹا جائے گا۔ اور تھوڑی سی خوشبو اور بس۔

۱۳۔ ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یارسول اللہؐ! کیا وجہ ہے کہ مجھے موت سے پیار نہیں ہے، آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کیا آپ کے پاس دولت ہے؟ اُس نے عرض کیا جی ہاں! آنجنابؐ نے اُس سے ارشاد فرمایا اُسے آگے بھیج دو۔ کیونکہ مومن کا دل مال کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اگر وہ اُسے آگے بھیج دے تو وہ چاہے گا کہ اُس کے ساتھ ہی جا ملے۔ اور اگر مال کو یہیں رکھے گا۔ تو انسان خواہش کرے گا۔ کہ وہ اُس کے ساتھ یہیں رہے۔

۱۴۔ سعید بن منصور نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کی ہے۔ فرمایا: اعلیٰ درجہ کی نصیحت اور فوراً غفلت کو دور کرنے کے لیے موت کافی واعظ ہے۔ اور زمانہ میں ڈرانے کے لیے کافی ہے۔ آج کل گھروں میں اور کل قبروں میں۔

موت کی یاد سے عیش وعشرت بھول جائے گا

۱۵۔ ابن ابی الدنیا نے رجاء بن حیاۃ سے روایت کی ہے۔ فرمایا جو شخص موت کو زیادہ یاد رکھے گا۔ وہ عیش وعشرت اور حسد کو چھوڑ دے گا۔

۱۶۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: تو موت کا ذکر کثرت سے کرے گا۔ اُس میں حسد نہیں رہے گا۔ اور اُس کی عیش وعشرت میں کمی ہو جائے گی۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ نے اور امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے

شعب الایمان میں الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا سے بے نیاز بنا دینے والی اور آخرت کی رغبت دلانے والی موت کافی چیز ہے۔

۱۸۔ امام طبرانی نے حضرت طارق المحاربی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت سے پہلے موت کی تیاری کرلو۔

۱۹۔ ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عون بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ موت کا حق وہی شخص ادا کرتا ہے۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ آنے والا کل اُس کا نہیں ہے۔ اور کتنے ہی آنے والے دن تکمیل کو نہیں پہنچے۔ اور کل کی امید کرنے والا اپنی امید کو نہیں پا سکتا ہے۔ اگر تم موت کو اپنی نظروں کے سامنے رکھو۔ تو سب امیدوں سے نفرت کرنے لگو۔ اور کبھی دھوکے میں نہ پڑو۔

جو تمہیں آخرت میں ساتھ دے اس سے محبت کرو

۲۰۔ ابن ابی شیبہ نے ہی حضرت ابو حازم سے روایت فرمائی ہے۔ فرمایا: دیکھو اس سے محبت کرو جو آخرت میں تمہارا ساتھ دے سکے۔ اور اُسے آج ہی آگے بھیج دو۔ اور جسے تم اپنے ساتھ رکھنا پسند نہیں کرتے۔ اُسے آج ہی چھوڑ دو۔

۲۱۔ انہیں سے روایت ہے۔ فرمایا: جس عمل کی وجہ سے تم موت سے نفرت کرتے ہو اس عمل کو ترک کر دو۔ پھر تمہیں کچھ نقصان نہیں کہ کب مرو۔

۲۲۔ ابو نعیم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جس نے موت کو اپنے دل کے قریب کرلیا۔ اُس نے اپنی دولت میں اضافہ کرلیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خط

اور حضرت رجاء بن نوح سے روایت ہے۔ فرمایا: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے کسی اہل بیت رسولؐ کے ایک فرد کو خط لکھا۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّكَ إِنِ اسْتَشْعَرْتَ ذِكْرَ الْمَوْتِ فِيْ لَيْلِكَ وَنَهَارِكَ بَغَّضَ إِلَيْكَ كُلَّ فَانٍ وَّ حَبَّبَ إِلَيْكَ كُلَّ بَاقٍ

حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو۔ اگر تمہیں موت کی یاد کا احساس ہو جائے اور دن رات تم موت کو یاد رکھو۔ تو ہر باقی رہنے والی چیز تمہیں محبوب ہو جائے گی۔ اور ہر فانی چیز سے تمہیں نفرت ہو جائے گی۔

۲۳۔ مجمع التیمی میں روایت ہے۔ فرمایا: موت کا ذکر بڑی دولت ہے۔

۲۴۔ حضرت سمیط سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں جس نے موت کو اپنا مطمحِ نظر بنا لیا اُسے دنیا میں تنگدستی اور خوشحالی کی کوئی پرواہ نہیں رہے گی۔

۲۵۔ حضرت کعب سے روایت ہے۔ فرمایا: جس نے موت کو پہچان لیا۔ دنیا کے غم اور مصائب اُس کے لیے آسان ہو گئے۔

۲۶۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جس نے موت کی یاد کو اپنے دل میں بٹھا لیا۔ دنیا اُس کی نظروں میں حقیر ہو گئی۔ اور دنیا کی ہر شے اُس کے لیے معمولی ہو کر رہ گئی۔ اور حضرت قتادہ فرمایا کرتے تھے۔ وہ شخص خوش نصیب ہے۔ جس نے موت کی گھڑی کو یاد رکھا۔

۲۷۔ حضرت مالک بن دینار سے روایت ہے۔ فرمایا: ایک دانش مند کا قول ہے دل میں موت کی یاد سے عمل زندہ ہوتے ہیں۔

دل کی سختی کا علاج

۲۸۔ حضرت صفیہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دل کی سختی کی شکایت کی۔ تو حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ اس سے تمہارا دل نرم ہو جائے گا۔

۲۹۔ حضرت ابو حازم فرماتے ہیں۔ اے انسان! تمہیں موت کے بعد خبر ہو گی۔

۳۰۔ ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا

یہ قبر عملوں کا صندوق ہے۔ یہ تمہیں مرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

بہتر زہد موت کی یاد ہے

۳۱۔ امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دنیا میں بہتر زہد موت کی یاد ہے۔ اور افضل عبادت غور و فکر ہے۔ جسے موت کی ہر وقت فکر رہی اُس کی قبر جنت کا ایک باغ بن جائے گی۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: یہ لوگ سو رہے ہیں۔ جب مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ اور حافظ ابوالفضل عراقی نے اس مضمون پر کہا ہے۔

إِنَّمَا النَّاسُ نِيَامٌ مَنْ يَّمُتْ مِنْهُمْ اَزَالَ الْمَوْتُ عَنْهُ سِنَةً

یہ سب لوگ غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ جو شخص ان میں سے فوت ہوگیا۔ موت نے ان کی اونگھ کو دور کر دیا۔

ہر مرنے والا نادم ہوگا

۳۲۔ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مر جائے گا۔ وہ شرمسار ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ ندامت کیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: وہ اس لیے کہ اگر نیکوکار ہوگا۔ تو وہ اس بات پر نادم ہوگا۔ کہ میں نے زیادہ نیکیاں کیوں نہیں کیں۔ اور اگر وہ گنہگار رہا۔ تو اس بات پر شرمسار ہوگا۔ کہ میں نے کیوں کچھ عمل نہیں کیا۔ اور برائی سے باز کیوں نہ رہا۔

باب نمبر: ۷

جو چیزیں موت کی یاد دلاتی ہیں

۱۔ امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت درج کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کہ اس سے موت کی یاد آتی ہے۔

۲۔ ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا کرتا تھا اب زیارت قبور کیا کرو۔ کہ اس سے دنیا سے بے نیازی ہوتی ہے۔ اور آخرت یاد آتی ہے۔

۳۔ حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں پہلے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کیونکہ اس کے اندر عبرت ونصیحت ہے۔

۴۔ حاکم نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں زیارت قبور سے روکا کرتا تھا۔ دیکھو تم قبور کی زیارت کیا کرو۔ یہ دل کو نرم کرتی ہے۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر لاتی ہے۔ اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ اور بے حیائی کی باتیں مت کیا کرو۔

۵۔ حاکم نے ہی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قبرستان میں جایا کرو۔

اس سے تمہیں آخرت یاد آئے گی۔ اور مردوں کو غسل دیا کرو۔ کہ روح سے خالی جسم کو ہاتھ لگانا نہایت شاندار نصیحت ہے۔ اور نماز جنازہ پڑھا کرو۔ شاید اس سے بھی تمہارے اندر کچھ غم پیدا ہو۔ کیونکہ غمگین شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ کے نیچے ہوتا ہے۔ اور وہ ہر بھلائی کے درپے ہو جاتا ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۸

اللہ تعالیٰ کی ذات پر اچھا گمان رکھنا اور اُس سے ڈرنا

۱۔ امام بخاری اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ کہ آنجنابؐ نے اپنی وفات سے پہلے ارشاد فرمایا۔ جس کی موت بھی آئے اُسے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اچھا گمان ہونا چاہیے۔ یعنی اُس کی رحمت وعنایت کا امیدوار رہنا چاہیے۔

۲۔ اور ابن الدنیا نے کتاب "حُسْنُ الظَّنِّ" میں یہ روایت فرمائی اور اس میں یہ الفاظ زیادہ بیان فرمائے۔ کہ ایک قوم کو اُن کی اللہ تعالیٰ پر بدگمانی نے ہلاک کر دیا۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

اور تمہاری اس بدگمانی نے جو تم نے اپنے پروردگار کے ساتھ کی اُس نے تمہیں برباد کر دیا۔ اور تم خسارے میں پڑ گئے۔

۳۔ امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موت کے وقت ایک نوجوان کے پاس تشریف لائے۔ تو آنجنابؐ نے اُس سے پوچھا کہ تم اپنے آپ کو کیسا محسوس

کر رہے ہو؟ اُس نے عرض کیا کہ مجھے اپنے رب کی رحمت کی امید ہے۔ اور میں اپنے گناہوں سے بھی ڈر رہا ہوں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ایسی چیزیں ایک وقت میں اپنے موقعہ پر بندے کے دل میں یکجا نہیں ہوسکتیں۔ مگر اُسے اللہ تعالیٰ اُس کی امید کے مطابق ضرور عطا فرمائے گا۔ اور گناہوں سے اُسے بے خوف کردے گا۔ جس سے وہ ڈر رہا ہے۔ وہ سب معاف ہوجائے گا۔

فرمان باری کہ میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا

۴۔ حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا: کہ تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے پر دو خوف اکٹھے نہیں کروں گا۔ اور نہ دو امن یکجا کروں گا۔ جو شخص دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہے گا میں اُسے آخرت میں امن عنایت کروں گا۔ اور جو شخص دنیا میں مجھ سے بے خوف رہے گا۔ میں اُسے آخرت میں خوف سے دوچار کروں گا۔ ابو نعیم نے اس روایت کو حضرت شداد بن اوس سے موصولاً روایت کیا ہے۔

۵۔ ابن المبارک نے حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب تم کسی شخص کو موت کی حالت میں دیکھو۔ تو اُسے حوصلے دینے کے لیے خوش خبری سناؤ۔ تاکہ وہ حسن ظن لے کر اپنے رب کریم سے ملے۔ اور زندگی میں اُسے رب کریم کا خوف دلاتے رہو۔

۶۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مرے۔ تو اُسے رب کریم پر حسن ظن ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن جنت کی قیمت ہے۔

۷۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم النخعی سے روایت کی ہے۔ فرمایا: مسلمان موت

کے وقت بندے کو اُس کے اچھے اعمال یاد دلایا کرتے تھے۔ تاکہ اُس کا رب کریم پر حسن ظن ہو جائے۔

۸۔ ابن ابی شیبہ نے ''المصنف'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اچھا گمان رکھتا ہے۔ اللہ کریم اُس کا گمان پورا فرما دیتا ہے۔

۹۔ امام احمد نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں اپنے بندے کے لیے اُس کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں تو جو چاہے مجھ پر گمان کرے۔

۱۰۔ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں بندے کے گمان کے مطابق ہوتا ہوں۔ تو وہ جو چاہے مجھ سے گمان کرے۔ اگر وہ اچھا گمان کرے گا۔ اُسے وہی کچھ مل جائے گا۔ اور اگر وہ بُرا گمان کرے گا تو اُسے وہی ملے گا۔

قیامت کے دن مومنوں سے سب سے پہلا سوال

۱۱۔ ابن المبارکؒ اور احمد نے اور طبرانی نے ''الکبیر'' میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتا دوں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب سے پہلے مومنوں سے کیا فرمائے گا؟! اور وہ کیا جواب دیں گے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہاں ضرور یا رسول اللہ! تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ مومنوں سے فرمائے گا۔ کیا تم مجھ سے ملنا پسند کرتے ہو؟ وہ کہیں گے۔ ہاں اے ہمارے رب کریم! تو رب کریم اُن سے پوچھے گا۔ کس لیے؟ وہ کہیں گے۔ اس لیے کہ ہمیں آپ سے مغفرت اور معافی کی امید ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔ میں نے

اپنی مغفرت تمہارے اوپر لازم کردی۔

۱۲۔ ابن المبارک نے حضرت عقبہ بن مسلم سے روایت کی ہے۔فرمایا: مومن کی سب سے زیادہ محبوب خصلت اللہ تعالیٰ کو یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا عجیب واقعہ

واقعہ نمبر ا:

۱۳۔ ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عسا کر نے ابو امامہ کے دوست حضرت ابی غالب سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ میں شام میں تھا۔تو میں ایک شخص حضرت قیس کے پاس ٹھہرا۔جو ایک پسندیدہ شخص تھا۔اُس کا ایک بھتیجا تھا۔جو اُس کی ضد تھا۔وہ بھتیجے کو بہت ہی ڈانٹ ڈپٹ کرتا اور برائیوں سے منع کرتا۔لیکن وہ باز نہ آتا۔ایک روز وہ نوجوان بیمار پڑ گیا اور اُس نے اپنے چچا کو پیغام بھیجا۔لیکن چچا نے آنے سے انکار کر دیا۔تو میں اُس کے چچا کو اُس کے پاس لے گیا۔وہ اُسے گالیاں دینے لگا۔اور اُس سے کہنے لگا۔اے دشمن خدا۔کیا تم نے یہ یہ بدمعاشی نہیں کی؟ نوجوان نے کہا۔چچا جان۔اگر اللہ تعالیٰ مجھے میری ماں کے حوالے کر دے۔تو وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی؟ چچا نے کہا کہ تیری ماں تو تجھے جنت میں داخل کر کے رہے گی۔اور کیا کرے گی۔تو نوجوان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ واللہ! میری ماں سے بھی زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔جب وہ نوجوان فوت ہو گیا۔اور اُس کے چچا نے اُسے دفن کر دیا۔جب اُس کی لحد پر اینٹیں برابر کر رہے تھے کہ ایک اینٹ اندر جا گری۔تو اُس کا چچا آگے بڑھ کر اینٹ اُٹھانے لگا تو ایک دم سے پیچھے ہٹ گیا۔میں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اُس نے کہا۔نوجوان کی قبر تو نور سے بھری ہوئی ہے۔اور وہ حد نظر تک پھیلی ہوئی ہے۔

واقعہ نمبر ۲:

۱۴۔ ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حمید سے روایت کی

ہے کہ فرماتے ہیں۔ میرا ایک بھانجا تھا۔ تو مرتے وقت اُس کی ماں نے میرے پاس پیغام بھیجا۔ میں وہاں پہنچا تو وہ اس کے سرہانے کھڑی رو رہی تھی کہ بھانجے نے مجھ سے پوچھا ماموں جان! ماں کیوں رو رہی ہے؟ میں نے کہا۔ اُسے تیرے کرتوت جو معلوم ہیں۔ اُس نے کہا۔ کیا وہ مجھ پر رحم نہیں کرتی؟ میں نے کہا کیوں نہیں کرتی ہے۔ تو اُس نے کہا۔ تو اللہ تعالیٰ تو ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ وہ مجھ پر ضرور رحم فرمائے گا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ہم نے اسے دفن کیا۔ اور دفن کرتے وقت ایک اینٹ لحد کے اندر جا گری۔ تو میں نے جھانک کر لحد میں دیکھا۔ کہ حد نظر تک نور ہی نور تھا۔ میں نے ساتھی سے کہا۔ کہ تم نے کچھ دیکھا؟ اُس نے کہا ہاں۔ آپ کو یہ مبارک ہو۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے یہ اُن کلمات کی برکت تھی جو اس نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر امید کے بارے میں کہے تھے۔

---- ❖❖❖ ----

موت بندے کوخبردار کرنے والی ہے

بیماریاں بڑھاپا موت کے قاصد ہیں

۱۔ قرطبی فرماتے ہیں۔حدیث میں ہے کہ ایک پیغمبر نے ملک الموت سے فرمایا: کیا تمہارا کوئی قاصد نہیں ہے۔ کہ تو اُسے بندوں کے پاس پہلے بھیج دے کہ وہ موت سے باخبر ہو جائیں؟ اُس نے کہا کہ ہاں ہے۔ واللہ! میرے بہت سے قاصد ہیں۔ جو بندے کو موت سے پہلے ہی خبردار کر دیتے ہیں۔ بیماریاں، بڑھاپا، کمزوری، آنکھوں اور کانوں کا بیکار ہو جانا۔ جب وہ ان قاصدوں کے آنے سے خبردار نہیں ہوتا اور توبہ نہیں کرتا تو میں اُسے پکارتا ہوں۔ اور اُس کی جان قبضے میں کر لیتا ہوں تو دیکھو کیا میں اُس کے پاس اپنے قاصد نہیں بھیجتا ہوں؟ اور تنبیہ کرنے والے کے بعد ایک اور تنبیہ کرنے والا، اور پھر میں آخری قاصد ہوتا ہوں جس کے بعد اور کوئی قاصد نہیں ہوتا۔ اور میں وہ خبردار کرنے والا ہوتا ہوں جس کے بعد کوئی اور ڈرانے والا نہیں آتا۔

۲۔ ابونعیم نے ''الحلیہ'' میں حضرت مجاہد سے روایت کی ہے جب بھی کوئی شخص بیمار پڑتا ہے۔ تو یہ بیماری موت کا قاصد ہوتا ہے۔ جس کے بعد ملک الموت آتا ہے۔ وہ آ کر کہتا ہے کہ میری طرف سے تیرے پاس ایک قاصد کے بعد دوسرا قاصد آتا رہا۔ اور ایک خبردار کرنے والے کے بعد دوسرا خبردار کرنے والا آتا رہا۔ لیکن تم نے اُن کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور پھر وہ قاصد آ گیا جس نے دنیا سے تیرا پتہ کاٹ دیا۔

ساٹھ برس کی عمر تک بندے کے سب عذر ختم ہو جاتے ہیں

۳۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندے کے سب عذر ختم کر دیے ہیں۔ کہ اس کی عمر ساٹھ برس تک دراز کر دی۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۱۰

خاتمہ بالخیر ہونے کی نشانی

جب اللہ تعالیٰ کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو موت سے پہلے اس کو نیک عمل کی توفیق عطا فرماتے ہیں:

۱۔ امام ترمذی نے اور حضرت امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے کام پر لگا دیتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! کام پر کیسے لگا دیتا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ موت سے پہلے عمل صالح کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

۲۔ امام احمد اور حاکم نے حضرت عمر بن احمق سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ تو اُسے شہد بنا دیتا ہے۔ عرض کیا گیا۔ اُسے شہد کیسے بنا دیتا ہے۔ ارشاد فرمایا: اُسے اللہ تعالیٰ موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق بخش دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے پڑوسی بھی اُس پر راضی ہو جاتے ہیں۔

۳۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو اُس کے مرنے سے ایک سال پہلے ایک فرشتہ اُس کے پاس بھیج دیتا ہے۔ جو اُسے برائی سے روکتا ہے۔ اور اُسے نیک راہ پر ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ اچھے وقت پر اس کی موت واقع ہوتی ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ بندہ بہت مبارک وقت پر فوت ہوا ہے۔ جب

اُس کی موت کا وقت قریب آتا ہے۔ اور وہ اپنے نیک اعمال تیار دیکھتا ہے تو اس کا دل فوراً اس دنیا سے نکل جانے کو چاہتا ہے۔ اور اپنے رب کریم کو ملنے کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اُسے ملنا پسند کرتا ہے۔

بُرے خاتمہ کی نشانی

اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی موت سے ایک سال پہلے اُس کے ساتھ ایک شیطان مقرر کر دیتا ہے۔ جو اُسے گمراہ کرتا اور بہکاتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کسی بُرے وقت میں اُس کی موت آتی ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص کتنے بُرے وقت میں مرا ہے۔ اور اُس کی موت کا وقت آتا ہے۔ اور وہ اپنے بُرے اعمال سامنے تیار دیکھتا ہے۔ تو اُس کا نفس اس دنیا سے جانے سے نفرت کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس جانے سے ڈرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اُس کی شکل دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

صاحب ''الافصاح'' اس حدیث کے مفہوم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ملک الموت کے بلانے کے وقت روح کے نکلنے کی مثال سانپ کی طرح سے ہے۔ کہ سانپ اپنے بل سے اپنی کسی حاجت کے لیے اپنی مرضی سے پھدک کر باہر آ جاتا ہے۔ اور بعض سانپ اُس کو پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو وہ بل کے اندر کی طرف سکڑتا ہے۔ اور باہر آنا نہیں چاہتا اس طرح مومن کی روح خوشی سے اپنے جسم سے نکل آتی ہے۔ اور کافر کی روح کو زبردستی کھینچ کر باہر نکالا جاتا ہے۔

بُرے خاتمہ کے چار اسباب ہیں:

بعض علماء نے لکھا ہے۔ العیاذ باللہ بُرے خاتمہ کے چار اسباب ہوتے ہیں۔

(۱) نماز میں سستی (۲) شراب پینا

(۳) والدین کی نافرمانی (۴) مسلمانوں کو ستانا

موت کا قرب، کیفیت اور سختی

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ،

اور موت کی سختی کا آنا برحق ہے۔

اور فرمایا:

وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ

اور اگر تو ظالموں کو موت کی سختیاں سہتے دیکھے تو۔

نیز فرمایا گیا ہے۔

فَلَوْلَا اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ،

اور کیوں نہیں اگر جان حلق تک پہنچ جائے۔

نیز فرمان گرامی ہے۔

كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ،

ہرگز نہیں جب جان ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ کوئی ہے جھاڑنے والا۔

بوقت موت آپ اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال کر اپنے چہرہ مبارک پر مل لیتے تھے:

۱۔ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک مشکیزہ تھا۔ یا ڈبہ تھا جس میں پانی تھا۔ تو آپ اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے اور اپنے چہرہ مبارک پر مل لیتے۔ اور ارشاد فرماتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بیشک موت کے اثرات سخت ہوتے ہیں۔ یہ آپ کے وصال کے وقت کا قصہ ہے۔

۲۔ امام ترمذیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں میں نے کسی کی آسان موت پر رشک نہیں کیا۔ جب سے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موت کی شدت کو ملاحظہ کیا۔

۳۔ امام بخاریؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد کسی کی موت کی شدت کو ناپسند نہیں کیا۔

۴۔ عبداللہ بن امام احمد نے ''الزوائد'' میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت آپ موت کی سختی سے گزر رہے تھے۔ اگر انسان صرف اس وقت کے لیے عمل نیک کرتا تو اُسے لگتا کہ اسی کے لیے کرتا رہے۔

۵۔ حضرت لقمان الحنفی اور حضرت یوسف بن یعقوب الحنفی سے روایت ہے دونوں فرماتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس بشیر خوش خبری لے کر آیا۔ تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اُس سے فرمایا: میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں تمہیں کیا انعام دوں؟ بس میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر موت کی سختی آسان کردے۔

مومن اور کافر کی جان نکلنے کی مثال

۶۔ طبرانی نے ''الکبیر'' میں اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مومن

کی جان ایسے نکل جاتی ہے۔ جیسے پانی ٹپکتا ہے۔ اور کافر کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے گدھے کی جان گھٹ گھٹ کر نکلتی ہے۔ اور مومن گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو موت کے وقت اس پر جو سختی ہو جاتی ہے۔ وہ اُس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اور کافر اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے۔ تو موت کے وقت اس پر آسانی ہو کر اُس کے نیک عمل کا بدلہ اُسے مل جاتا ہے۔

نیک بندے کے گناہوں کی موت کی سختی سے تلافی کی جاتی ہے

اور برے آدمی کے نیک عمل کا بدلہ دنیا میں دیدیا جاتا ہے

۷۔ دینوری نے "المجالسہ" میں وہیب بن الورد سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جس پر اپنا رحم کرنا چاہتا ہوں۔ میں اُس وقت تک اُسے دنیا سے نہیں لے جاتا۔ جب تک کہ اس کے گناہوں کی سزا اُسے دنیا میں نہیں دے لیتا کبھی اُسے جسمانی طور پر بیمار کر کے۔ کبھی اُس کے گھر والوں پر مصیبت ڈال کر۔ اور کبھی اُسے مالی لحاظ سے تنگدست کر کے۔ کبھی رزق کی تنگی کے ساتھ۔ یہاں تک کہ ایک چیونٹی کے برابر بھر اُس کا گناہ نہیں رہنے دیتا۔ اور اگر کچھ رہ بھی جائے تو میں اس پر موت کے وقت سختی کر کے اس کے گناہوں کی تلافی کر دیتا ہوں۔ اور پھر وہ میرے پاس پہنچتا ہے۔ تو ایسے پاک ہوتا ہے۔ گویا آج ہی اُسے ماں نے جنا ہے۔ اور مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ جس بندے کو میں عذاب دینا چاہتا ہوں۔ تو اس کے ہر عمل نیک کا بدلہ میں اُسے اسی دنیا میں ہی دے دیتا ہوں۔ اور اُس کی گزران بافراغت کر دیتا ہوں۔ اور اُسے دنیا میں امن وسلامتی عنایت کرتا ہوں۔ کہ اُس کا میرے ذمہ ذرہ بھر باقی نہیں رہتا۔ اور اگر اُس کا کچھ بدلہ دینا رہ جائے۔ تو موت کے وقت آسانی کے ساتھ اُس کی تلافی کر دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ میرے پاس پہنچتا ہے۔ تو اُس کے پاس کوئی نیکی باقی نہیں رہ جاتی۔ جس کے ذریعے سے وہ نار جہنم سے نجات حاصل کر سکے۔

۱

۸۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب مومن کے ذمہ کچھ گناہ رہ جاتے ہیں۔ جس کے لیے اُس کے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہوتا۔ تو اس پر موت کی سختی نازل کی جاتی ہے۔ تاکہ سکرات الموت اور موت کی سختیاں اس کے درجات کو بلند کریں۔ اور وہ جنت میں جا سکے۔ اور کسی کافر نے جب کوئی نیک عمل دنیا میں کیے ہوتے ہیں تو موت کی آسانی کے ذریعے سے اس کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اور پھر وہ دوزخ کی طرف سدھار جاتا ہے۔

مومن کو مت کی سختی کا بھی اجر ملتا ہے

۹۔ ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو اُس کی ہر چیز میں اجر دیا جائے گا یہاں تک کہ موت کے وقت سختی کا بھی۔

۱۰۔ امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اُسے حسن کہا ہے۔ اور ابن ماجہ نے بھی اور امام حاکم نے بھی اُسے صحیح کہا ہے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بعض مومن تو پیشانی کے پسینہ سے ہی جان دے دیتے ہیں۔ یعنی انہیں نہایت آسانی ہوتی ہے۔

اچھی اور بُری موت کی علامات کی پہچان

۱۱۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور حاکم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مرنے والے کی موت کے وقت تین چیزوں پر غور کرو۔ اگر پیشانی پر پسینہ آ جائے۔ آنکھوں میں آنسو آ جائیں اور نتھنے پھیل جائیں۔ یہ مرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے جو اس پر

نازل ہو رہی ہے۔ اور اگر اونٹ کے گلا گھونٹے ہوئے بچے کی طرح آواز نکالے۔ اور رنگ بجھا بجھا سا ہو جائے۔ اور جبڑوں سے جھاگ نکلنے لگے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی نشانی ہے۔ جو اس پر نازل ہو رہا ہے۔

۱۲۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں مروزی نے "الجنائز" میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ مومن کے وہ گناہ جو اس کے ذمہ رہ جاتے ہیں۔ موت کے وقت اُسے ان کی سزا مل جاتی ہے۔ اس لیے اس کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی ہے۔

۱۳۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ اُس کے چچازاد پر موت وقت آیا۔ تو انہوں نے اپنا ماتھا پونچھا۔ تو وہ عرق آلود تھا۔ تو اس نے کہا۔ "اللہ اکبر" مجھ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی موت کے وقت اُس کی پیشانی پر پسینہ آجاتا ہے۔ اور جس مومن کے کچھ گناہ اُس کے ذمہ ہوتے ہیں۔ اُس کی دنیا میں ہی اُسے سزا مل جاتی ہے۔ اور جو رہ جاتے ہیں وہ موت کی سختی سے معاف ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ میں گدھے کی سی موت مرنا پسند نہیں کرتا۔

۱۴۔ ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُس کے چچازاد بھائی کی موت کا وقت آیا۔ تو اُن کے ماتھے سے پسینہ بہ پڑا۔ تو وہ ہنس پڑے۔ اور فرمایا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ مومن کو مرتے وقت پسینہ آتا ہے۔ اور کافر و فاسق و فاجر کی جان نکلتے وقت جبڑوں سے جھاگ بہنے لگتا ہے۔ اور اُس کی جان گدھے کی جان کی طرح نکلتی ہے۔ اور جس مومن کے ذمہ کچھ برائیاں کی ہوتی ہیں۔ تو موت کے وقت اس پر سختی ہوتی ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ اور کافر و فاجر نے کوئی نیک عمل کیا ہوتا ہے۔ تو اس کی موت کے وقت آسانی ہو جاتی ہے۔ تاکہ اس کی

نیکی کا بدلہ اُسے دنیا میں ہی مل جائے۔

۱۵۔ مروزی نے حضرت ابراہیم النخعی سے روایت کی ہے کہ حضرت علقمہؓ نے حضرت الاسودؓ سے فرمایا: جب مجھے موت حاضر ہو تو مجھے تلقین لا الٰہ الا اللہ کرنا۔ اگر میری پیشانی پر پسینہ آجائے تو مجھے خوش خبری سنا دینا۔

۱۶۔ ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت سفیانؒ سے روایت کی ہے فرمایا کہ میت کو پسینہ آنا پسند کیا جاتا تھا۔ ایک عالم دین نے کہا ہے کہ یہ پسینہ مرنے والے کو اپنے رب کریم سے شرمساری کی وجہ سے آتا ہے۔ کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں اپنی خطائیں محسوس کرتا ہے۔ اور شرمسار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا سفلی جذبہ مر جاتا ہے اور بلند جذبات اور حیا اُس کی آنکھوں میں باقی رہ جاتی ہے۔ اور کافر ان تمام جذبات سے مردہ ہو جاتا ہے۔ اور توحید پرست اُس سختی میں مبتلا ہوتا ہے جو اس پر بوقت موت ہو رہی ہوتی ہے۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ نے اور امام احمد نے ''الزہد'' میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کے واقعات بھی بیان کیا کرو۔ کیونکہ ان کے اندر عجیب وغریب واقعات پائے جاتے ہیں۔ پھر آنجناب ہم سے بیان فرمانے لگے کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایک قبرستان میں آیا۔ تو وہ کہنے لگے۔ اگر ہم یہاں دو رکعت نماز پڑھیں۔ اور خداوند کریم سے دعا کریں۔ کہ ہمارے سامنے ان میں سے کسی مردے کو اٹھائے اور وہ ہمیں کچھ بتائے۔ لہٰذا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ سیاہ رنگ کا ایک شخص قبر سے نکلا۔ اُس کی پیشانی پر سجدے کے نشان تھے۔ اُس نے پوچھا۔ لوگو! تم کیا چاہتے ہو؟ مجھے مرے ہوئے ایک برس گزر گیا ہے۔ لیکن موت کی سختی کی حرارت ابھی تک میں محسوس کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ میری یہ سختی دور فرمائے۔

۱۸۔ امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن حبیب سے ذکر کیا ہے۔ کہ بنی اسرائیل کے

دو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے کرتے تھک گئے۔ اور اکتا گئے۔ تو انہوں نے سوچا کہ وہ کسی قبرستان جا کر عبادت کریں تاکہ ہمارا عبادت میں دل لگ جائے۔ اور وہاں جا کر عبادت کرنے لگے۔ تو ان کی عبادت کے دوران میں ایک شخص قبر سے نکلا اور کہنے لگا کہ مجھے مرے ہوئے ایک برس بیت چکا ہے۔ لیکن موت کی المناکی ابھی تک محسوس کر رہا ہوں۔

۱۹۔ ابونعیم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مرنے والا جب تک قبر میں رہتا ہے۔ موت کی المناکی کو بھول نہیں پاتا ہے۔ اور مومن پر تو یہ سختی ذرا اور بھی بڑھ کر ہوتی ہے اور کافر پر مومن سے کم سختی ہوتی ہے۔ (وجہ اس کی اوپر بیان ہو چکی)

۲۰۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت امام اوزاعیؒ سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں کہ مومن قبر میں رہنے تک موت کی سختی محسوس کرتا رہتا ہے۔

سکرات موت کی المناک کیفیت اور شدت

۲۱۔ ابن ابی الدنیا نے اس سند کے ساتھ جس کے راوی معتبر ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موت کی سختی اور اس کے حلق میں اٹکنے کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ تلوار کی تین سو کاٹ کے برابر المناک ہے۔

موت کی معمولی کھچاوٹ ایک سو تلوار کے برابر ہوتی ہے

۲۲۔ ضحاک نے حضرت ضمرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موت کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: موت کی معمولی کھینچاوٹ ایک سو تلواروں کے برابر ہوتی ہے۔

۲۳۔ خطیب نے التاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ملک الموت کی جان کھینچنے کی تکلیف ایک ہزار تلواروں کی کاٹ سے زیادہ سخت

ہوتی ہے۔

۲۴۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔ فرمایا: قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ایک ہزار تلواروں کی ضرب بستر پر مرنے کی سختی سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام موت کی شدت بیان فرماتے ہیں

۲۵۔ ابوالشیخ نے اپنی کتاب ''العظمۃ'' میں حضرت حسن سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ آپ نے موت کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا ایسا لگا۔ جیسا آگ میں تپایا ہوا کاویہ میرے پیٹ میں ٹھونس دیا گیا ہے اور اُس کے کئی دندانے ہیں۔ اور اُس کا ہر دندانہ ہر ہر رگ میں اٹک گیا ہے۔ اور پھر اُسے ایک دم سختی سے باہر کھینچا گیا ہے۔ اور پھر مجھے کہا گیا۔ یہ تمہارے ساتھ ہلکا سلوک کیا گیا ہے۔

۲۶۔ ابن ابی الدنیا نے ابواسحاق سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ آپ کو موت کا مزا کیسا لگا؟ فرمایا: جیسے کسی کا دیہ کواون میں ڈال کر سختی سے کھینچا گیا ہو۔ اور فرشتہ نے کہا۔ یہ ہم نے آپ کے ساتھ بہت نرمی کی ہے۔

۲۷۔ امام احمد نے الزہد میں اور مروزی نے الجنائز میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے تو اُن سے پوچھا گیا کہ موت میں آپ پر کیا بیتی؟ فرمایا: مجھے ایسے لگا۔ جیسے میری جان سختی سے کھینچی جارہی ہے۔ اور پھر مجھ سے کہا گیا۔ یہ آپ کے ساتھ نرمی برتی گئی ہے۔

۲۸۔ روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی روح اللہ تعالیٰ طرف پرواز کرگئی۔ تو ان کے رب نے اُن سے پوچھا کہ یا موسیٰ! تم نے موت کو کیسا پایا؟ آپ نے عرض کیا۔ اُس چڑیا کی طرح جسے سیخ پر کباب بنایا گیا ہو۔ نہ مرتی ہو۔

کہ آرام پا جائے اور نہ چھوٹی ہو کہ اُڑ جائے اور ایک روایت میں ہے۔ میں نے ایسا محسوس کیا کہ قصاب سیخ پر بکری کے کباب بنا رہا ہے۔

۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ فرشتے بندے کو قابو میں کر لیتے اور روک لیتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ موت کی سختی سے ڈر کر موت کے وقت جنگلوں اور صحراؤں کی طرف دوڑ جاتا۔

۳۰۔ ابوالشیخ نے کتاب ''العظمۃ'' میں حضرت فضیل بن عباس سے روایت کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ جان نکلتے وقت میت کا کیا حال ہوتا ہے؟ اور وہ خاموش پڑا ہوتا ہے۔ اور انسان بندھن سے بہت بے چین ہوتا ہے کہ فرشتے اُسے باندھ کر رکھتے ہیں۔

۳۱۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے موت کی سختی کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ آسان ترین موت یہ ہے کہ ایک کانٹا جسے اُون میں ڈالا جائے اور جب اُسے باہر کھینچا جائے تو اُون کس طرح سے باہر آتی ہے۔

(۱) موت کے درد کا اگر ایک قطرہ اہل آسمان وزمین کے سامنے رکھ دیا جائے تو ایک دم سے مر جائیں

۳۲۔ مروزی نے الجنائز میں حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: موت کے درد کا اگر ایک قطرہ اہل آسمان وزمین کے سامنے رکھ دیا جائے تو ایک دم سے سب موت کے گھاٹ پر اُتر جائیں۔ اور میدان قیامت میں ایک ساعت ایسی ہوگی۔ جس کی شدت موت کی شدت سے ستر گنا بڑھ کر ہوگی۔

(۲) حضرت عمرو بن العاص موت کی کیفیت بیان فرماتے ہیں

۳۳۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن عبداللہ بن نیاف سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں

کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا۔ تو اُن کے صاحبزادے نے اُن سے فرمایا۔ ابا جان! آپ فرمایا کرتے تھے۔ کاش میں موت کے وقت کسی عقلمند شخص سے مل سکوں۔ کہ وہ اپنا درد بیان کرے۔ تو اب آپ کا وقت آگیا ہے۔ تو آپ مجھ سے موت کی کیفیت بیان فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا بیٹے! جب بستر پر تھا تو مجھے ایسا لگا جیسے میں سوئی کے ناکے میں سانس لے رہا ہوں۔ اور گویا ایک کانٹے دار جھاڑی میرے قدموں سے کھوپڑی تک کھینچی جارہی ہے۔

۳۴۔ ابن سعد نے حضرت عوانہ بن الحکم سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اُس شخص پر حیرت ہے۔ جس پر موت طاری ہو۔ اور عقل اُس کا ساتھ دے رہی ہو۔ وہ کیسے اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکے گا۔ تو جب اُن پر موت کا وقت آیا۔ تو ان کے بیٹے نے ان سے کہا۔ ابا جان! آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس شخص پر حیرت ہے کہ جو موت کے وقت ہوش وحواس ہوتے ہوئے موت کی کیفیت بیان نہ کر سکے۔ اب آپ ہم سے موت کی کچھ کیفیت بیان فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا: کہ موت بیان کرنے سے بالا ہے۔ لیکن میں اس کا کچھ بیان کرتا ہوں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے۔ گویا کہ میری جان سوئی کے ناکے میں گزر رہی ہے۔ اور تم مجھے پاؤ گے۔ گویا کہ میری گردن پر رضوی کا پہاڑ رکھ دیا گیا ہے۔ اور مجھے کانٹوں میں گھسیٹا جارہا ہے۔

موت کی شدت اس کانٹے دار جھاڑی کی طرح ہے جو پیٹ میں ڈال کر کھینچی جائے

۳۵۔ ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے اور ابونعیم نے الحلیہ میں وابن ابراہیم بن ملیکہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے موت کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے فرمایا:

یا امیر المومنین! موت کی شدت اس کانٹے دار جھاڑی کی طرح ہے۔ جسے انسان کے پیٹ میں ڈال کر کھینچا جائے۔ تو وہ پیٹ کے اندر کچھ نہ چھوڑے۔

۳۶۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت شداد ابن اوس الصحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا: کہ موت کی سختی مومن پر دنیا و آخرت کی ہر سختی سے بھاری ہے۔ اور موت آروں کے چیرنے سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔ اور قینچیوں کے کاٹنے اور دیگوں کے جوش سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اگر میت کو بیان کرنے کی آزادی ملے اور وہ موت کے درد کو بیان کردے۔ تو دنیا والے آرام سے زندگی نہ گزار سکیں۔ اور ان کی زندگی اجیرن ہو جائے اور نہ وہ آرام سے سوسکیں۔

اپنے مردوں کو لا الہ کی تلقین کیا کرو

۳۷۔ ابونعیم نے الحلیہ میں واثلہ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مرنے والے کے پاس آیا کرو۔ اور انہیں لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو اور انہیں جنت کی خوشخبری سنایا کرو۔ کیونکہ سنجیدہ مرد اور عورت اس وقت حیران ہو جاتے ہیں۔ اور شیطان کا بھی اپنے موقع پر داؤ چل جاتا ہے۔ اور اس وقت انسان کے قریب آجاتا ہے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ملک الموت کو دیکھ لینا ہی ایک ہزار تلواروں کی کاٹ سے زیادہ سخت ہے۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات گرامی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بندہ اس دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا ہے۔ جب تک کہ اس کی رگ رگ موت کا درد نہ چکھ لے۔ اور اسی طرح کی ایک روایت ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو حسین البرجمی سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

سکرات کی آسانی کیلئے نبی کریم ﷺ کی دعا

۳۸۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت طلحہ بن غیلان الجہنی سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَأْخُذُ الرُّوْحَ مِنْ بَیْنِ الْعَصَبِ وَالْقَصَبِ وَالْاَنَامِلِ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلَی الْمَوْتِ وَھَوِّنْہُ عَلَیَّ،

اے اللہ کریم تو روحوں کو پٹھوں اور ہڈیوں اور انگلیوں کے درمیان سے نکالتا ہے۔ اے اللہ کریم مجھ پر موت کے بارے میں مدد فرما اور موت کو مجھ پر آسان فرما دے۔

۳۹۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موت کا سامنا ایک ہزار تلواروں کی کاٹ سے زیادہ شدید ہوتا ہے۔ اور مومن کی ہر رگ کو الگ الگ درد پہنچتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا دشمن (شیطان) اس وقت عموماً بندے کے قریب آ جاتا ہے۔

۴۰۔ ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت فرمائی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اس بیمار کی ہر رگ جان میں درد والم محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والے نے یہ خوش خبری دی ہے کہ اس کے بعد اسے کوئی درد والم نہیں ہوگا۔

۴۱۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک بیمار صحابی کے ہاں تشریف لائے۔ آپؐ نے اُن سے ارشاد فرمایا: اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا۔ امید بھی ہے اور خوف بھی ہے۔ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت کسی میں دونوں چیزیں یکجا نہیں کرتا۔ ہاں اُس کی امید پوری کرتا ہے۔ اور خوف سے محفوظ رکھتا ہے۔

۴۲۔ امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ سب سے بڑی سختی موت کی ہے۔

۴۳۔ ابونعیم اور مروزی نے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ مجھے سب سے زیادہ یہ محبوب ہے کہ موت کی سختی مجھ پر آسان ہو جائے۔ اور یہ آخری اجر ہے۔ جو کسی مسلمان کو ملتا ہے۔

۴۴۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا ہے۔ موت کی سختی سے زیادہ اور کسی سختی سے اُسے واسطہ نہیں پڑا ہے۔

۴۵۔ سعید بن منصور نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ سب سے زیادہ سختی انسان کو امر آخرت میں پیش آتی ہے۔ وہ موت کی سختی ہے۔

ایسی بیماری جس کا کوئی علاج نہیں

۴۶۔ حضرت زید بن اسلمؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ وہ کونسی بیماری ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں فرمایا: موت اور حضرت زید بن اسلمؓ فرماتے ہیں۔ موت ایک بیماری ہے۔ اور اُس کی دوا رضائے الٰہی ہے۔

۴۷۔ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ "الرسالہ" میں اور ابوالفضل طوسیؒ نے "عیون الاخبار" میں اور دیلمیؒ نے حضرت ابراہیمؒ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بندے کو موت کی سختی سے واسطہ پڑتا ہے۔ اور موت کی مدہوشی اُسے پیش آتی ہے۔ تو اُس کے اعضاء بدن ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ اور ہر ایک عضو کہتا ہے۔ تجھ پر سلام ہو۔ تم مجھ سے جدا ہو رہے ہو۔ اور میں بھی قیامت تک کے لیے تم سے جدا ہو رہا ہوں۔

۴۸۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: بندے پر

جو موت کے وقت گزرتی ہے۔ کہ جب اُس کی روح حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی سانس اُونچی ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بس ایک شہید ایسا خوش قسمت انسان ہے۔ کہ اُسے موت کی سختی کا احساس نہیں ہوتا ہے جو دوسروں کو ہوتا ہے۔

۴۹۔ امام طبرانی نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شہید کو اتنا ہی درد موت کے وقت محسوس ہوتا ہے۔ جتنا کسی کو کانٹا چبھنے کا ہوتا ہے۔

اگر مرنے والے کی چیخ آسمان وزمین والے سن لیں تو خوف سے مر جائیں

۵۰۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے بیان کیا ہے کہ فرمایا مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جس شخص کی جان ملک الموت قبض کرتا ہے۔ وہ آخری بات اُسے کہتا ہے۔ یا ملک الموت میں مر گیا۔ اور اس وقت وہ چیختا ہے۔ کہ اگر اُس کی چیخ اہل آسمان وزمین سن لیں تو وہ خوف وگھبراہٹ سے مر جائیں۔

ملک الموت کی موت سب لوگوں کی موت سے سخت ہے

۵۱۔ زیاد النمیری فرماتے ہیں۔ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے۔ موت ملک الموت پر تمام لوگوں کی موت سے بڑھ کر سخت ہے۔

موت کی سختی کے انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات میں اضافہ

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو موت کی سختی کے دو فائدے ہیں۔ پہلا فائدہ یہ ہے کہ ان کی فضیلت ودرجات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور یہ کوئی کمی یا عذاب نہیں ہے۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام پر مشقتیں نسبتاً زیادہ ہوتی ہیں جو ان سے کم درجہ لوگ ہیں انہیں ان سے کم ہوتی ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ تمام لوگوں کو موت کی سختی کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ الم باطنی طور پر

محسوس ہوتا ہے۔ اور کسی کسی مرنے والے پر ظاہر بھی ہو جاتا ہے۔ اور بعض کی شدت ظاہر میں محسوس نہیں ہوتی۔ اور اس کی روح آسانی سے نکلتی محسوس ہوتی ہے۔ اور تمام لوگوں کو اس کا درد محسوس نہیں ہوتا۔ جب انبیاء کرام پر موت کی شدت کا ذکر ہوا۔ کہ باوجود ان کے اکرام واحترام کے انہیں اس منزل سے گزرنا پڑتا ہے۔ تو لوگوں نے محسوس کر لیا۔ کہ ہمیں بھی ضرور اس منزل سے گزرنا ہے۔ کہ بڑے بڑے صادقین اس سے دوچار ہوئے ہیں۔ سوائے شہداء کرام کے جو کافروں سے لڑتے ہوئے جان اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دیتے ہیں۔ وہ اس تنگی اور کرب سے محفوظ رہتے ہیں۔

مسواک موت کیلئے آسانی کا سبب ہے

۵۲۔ علماء کرام کی ایک جماعت نے ذکر فرمایا ہے کہ مسواک روح کو آسانی سے نکلنے میں مددگار ہوتی ہے۔ اور علماء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مبارک سے دلیل نکالی ہے۔ کہ موت کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسواک پیش کرنا صحیح حدیث شریف میں آیا ہے۔

۵۳۔ امام احمد نے الزہد میں حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کوئی شخص تم میں سے عمل صالح کرتا رہتا ہے۔ تو وہ موت کے وقت آسانی کا سبب بن جاتا ہے۔ یا کوئی نیک عمل یاد کرتا ہے۔ تو بھی اسے موت میں آسانی ہوتی ہے۔

۵۴۔ ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمان باری تعالیٰ کے بارے میں نقل فرمایا ہے۔ ''اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ'' وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا۔ اس سلسلے میں فرمایا۔ کہ الحیاۃ (زندگی) جبریل امین کا گھوڑا ہے۔ اور موت ایک مینڈھے کی شکل میں ہے۔ وہ جس کے پاس سے گزر جائے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اور زندگی کو گھوڑے کی صورت میں پیدا فرمایا ہے۔ وہ جس چیز سے گزرتا ہے۔ اسے زندگی مل جاتی ہے۔

۵۵۔ ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور ابن حبان نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موت کو ایک سفید رنگ مینڈھے کی صورت میں جس کی سفیدی پر سیاہی کا پردہ ہے۔ پیدا فرمایا ہے۔ اُس کے چار پَر ہیں۔ ایک پَر عرش کے نیچے اور ایک پَر ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ ایک پَر مشرق میں اور ایک پَر مغرب میں ہے۔ اُسے فرمایا: ہو جا وہ ہو گیا۔ پھر اُس نے فرمایا: موت بن جا۔ تو موت کی صورت بن گیا عزرائیل کے لیے۔

قیامت کے روز موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لاکر ذبح کردیا جائے گا

ان آثار صحابہؓ سے معلوم ہوا کہ موت ایک جسم ہے جو ایک ایک مینڈھے کی شکل میں پیدا کیا گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں یہ وضاحت ہے۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں آیا ہے۔ کہ قیامت کے دن موت کو ایک سفید مینڈھے کی صورت میں لاکر جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ اور لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے۔ ہاں پہچانتے ہیں۔ اور جس کے دیکھتے دیکھتے موت کے اُس مینڈھے کو ذبح کر دیا جائے گا۔ اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ اُسے ایسے ذبح کر دیا جائے گا۔ جس طرح بکری کو ذبح کیا جاتا ہے۔

۵۶۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اچانک موت کے بارے میں پوچھا۔ کیا کوئی اُسے ناپسند کرتا ہے۔ آپؓ نے فرمایا۔ کوئی کیوں ناپسند کرے گا۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: موت مومن کے لیے راحت ہے۔ اور فاجر کے لیے آنجنابؐ نے افسوس کا اظہار فرمایا۔

مرض موت میں انسان کیا کہے۔ اور اس وقت کیا پڑھے۔ اور جب کسی پر موت طاری ہو۔ تو اس کے سامنے کیا کہا جائے۔ اور اُسے تلقین کرنے کا بیان اور جب انسان فوت ہو جائے تو کیا اُس کی آنکھیں بند کر دی جائیں۔

۱۔ امام احمد اور ابن ابی الدنیا اور دیلمی نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میت کے پاس سورۃ یٰس کی تلاوت کی جائے اللہ تعالیٰ اُس کی موت میں آسانی فرمادیتا ہے۔

۲۔ ابن ابی شیبہ امام احمد اور ابوداؤد، نسائی، حاکم اور ابن حبان نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰس کی تلاوت کیا کرو۔ ابن حبان فرماتے ہیں۔ اس سے مراد موت کی حاضری کا وقت ہے۔ کیونکہ موت پر تو تلاوت نہیں کی جاتی۔

۳۔ ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ کسی کی موت کی حاضری پر سورۂ رعد پڑھنا مستحب ہے۔ اس سے میت کی سختی میں آسانی ہو جاتی ہے۔ جان آسانی سے نکلتی ہے۔ اور اُسے راحت ہو جاتی ہے۔

اور مرنے سے ایک گھڑی قبل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں یہ الفاظ کہے جاتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ وَبَرِّدْ عَلَيْهِ مَضْجَعَهٗ وَ وَسِّعْ عَلَيْهِ قَبْرَهٗ وَاَعْطِهِ الرَّاحَةَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ وَتَوَلَّ نَفْسَهٗ وَصَعِّدْ رُوْحَهٗ فِيْ

اَرْوَاحِ الصّٰلِحِيْنَ وَاَجْمِعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ فِيْ دَارٍ تَبْقٰى فِيْهَا الصِّحَّةُ وَيَذْهَبُ عَنَّا النَّصَبُ وَالتَّعَبُ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَيُكَرِّرُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُقْبَضَ۔

اے اللہ کریم! فلاں بن فلاں کو بخش دے۔ اس کے لیٹنے کی جگہ کو ٹھنڈا فرما دے۔ اس کی قبر کو اس کے لیے کشادہ کر دے۔ اور مرنے کے بعد اس کے لیے راحت کر دے۔ اور اسے اس کے نبیؐ سے ملا دے اور اس سے محبت فرما۔ اور اس کی روح کو نیکوں کی روح کی طرف چڑھا دے۔ اور ہمیں اور اسے اس گھر میں اکٹھا کر دے۔ جس میں صحت باقی رہے۔ اور اس میں ہماری تمام تکلیفیں اور مشقتیں دُور ہو جائیں۔ اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر درود بھیجا جاتا۔ اور جان قبض ہونے تک اسے بار بار دہراتے رہتے۔

۴۔ ابن ابی شیبہ اور مروزی نے حضرت شعبیؒ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرات انصار رضی اللہ عنہم میت کے پاس سورۃ البقرہ پڑھا کرتے تھے۔

۵۔ ابو نعیم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے "وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا" جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی نجات کا کوئی راستہ نکال دیتا ہے۔ فرمایا: اُسے شبہات اور ناجائز کاموں سے بچالیتا ہے۔ اور موت کی سختیوں سے نجات عطا فرماتا ہے۔ اور میدان قیامت کی ہولناکیوں سے اس کی نجات کا سامان پیدا کر دیتا ہے۔

۶۔ امام مسلم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ ابن حبان وغیرہ نے فرمایا ہے۔ کہ موت کی حاضری کے وقت۔

۷۔ امام احمد، ابو داؤد اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا۔ وہ جنت میں جائے گا۔

۸۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کی تعلیم کا آغاز کلمہ لا الہ الا اللہ سے کرو۔ اور اپنے مرنے والوں کو بھی موت کے وقت لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ کیونکہ جس کا آغاز وانجام کلمہ لا الہ الا اللہ سے ہوگا۔ پھر وہ ہزار برس بھی زندہ رہے گا۔ تو اس کے ایک گناہ کے بارے میں بھی سوال نہیں ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے اسی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔

۹۔ حضرت امام ابوالقاسم قشیری نے اپنے امالی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جب تمہارے کسی صاحب کو مرض میں سختی لاحق ہو جائے۔ تو انہیں کلمہ لا الہ الا اللہ پر مجبور نہ کرو۔ بلکہ اُس کے سامنے پڑھتے رہو۔ کہ منافق سے یہ ادا نہیں ہوتا۔

ماں کی نافرمانی کا نتیجہ

۱۰۔ طبرانی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور دلائل النبوت میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا: کہ ایک شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں ایک لڑکے پر موت طاری ہے۔ اُسے کہا جا رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ کہو۔ اور وہ کلمہ شریف کہہ نہیں پا رہا۔ آپ نے پوچھا کیا وہ زندگی میں نہیں پڑھتا تھا؟ عرض کیا ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: پھر موت کے وقت اُسے کس نے روکا ہے؟ تو آنجنابؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ہمراہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپؐ لڑکے کے پاس تشریف لائے۔ لڑکے سے ارشاد فرمایا۔ کہو لا الہ الا اللہ

اس نے عرض کیا۔ مجھ سے نہیں کہا جا رہا۔ آپ نے پوچھا کس وجہ سے؟ اس نے عرض کیا۔ ماں کی نافرمانی کی وجہ سے۔ آپؐ نے پوچھا کیا ماں زندہ ہے؟ اُس نے عرض کیا ہاں آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اُسے بلاؤ۔ وہ آنجنابؐ کے پاس حاضر ہوئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے ارشاد فرمایا کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ اس نے عرض کیا، ہاں! تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کیا خیال ہے اس کے لیے آگ بھڑکائی جائے؟ اور ہم نے اس کی والدہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی سفارش کر دو۔ ورنہ ہم اسے اسی آگ میں دفن کر دیں گے۔ تو اُس نے عرض کیا کہ میں اُس کی سفارش کرتی ہوں۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو اور ہمیں گواہ بنا کر کہو کہ میں اس سے راضی ہوں۔ تو اُس عورت نے کہا کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گئی ہوں۔ تو آنجنابؐ نے اس لڑکے سے ارشاد فرمایا لڑکے! لا الہ الا اللہ کہو۔ تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ" "اس اللہ کریم کا شکر ہے جس نے اُسے نارِ جہنم سے خلاصی دی۔

اصحاب کرام کو بُرا کہنے والے کا انجام

۱۱۔ ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن المحاربی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص پر موت طاری ہوئی۔ اُسے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کہو۔ اُس نے کہا میں نہیں کہہ پا رہا۔ کیونکہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ رہتا تھا۔ جو مجھ حکم دیتے تھے کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی گلوچ کرو۔

۱۲۔ ابویعلیٰ اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت طلحہ وعمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ دونوں فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے۔ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں۔ کہ اگر اُسے موت کے وقت کوئی شخص کہتا ہے تو اس کی روح جسم سے الگ ہوتے وقت اُسے راحت نصیب ہوگی۔ اور قیامت کے دن اُسے ایک روشنی حاصل ہوگی۔ اور ایک

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کی مشکل آسان فرمائے گا۔ اُس کا رنگ نورانی بنادے گا۔ اور اُسے آسانی مہیا کرے گا۔ وہ ہے کلمہ لا الہ الا اللہ۔

ایک گنہگار کا واقعہ

۱۳۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ''المحتضرین'' میں اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ ایک شخص کی موت کے وقت ملک الموت حاضر ہوا۔ اُس نے اُس کے اعضا کو پھاڑ کر دیکھا۔ تو کوئی عمل نیک اس نے نہیں پایا۔ اور پھر اس کا دل ٹٹولا۔ تو کوئی نیک عمل نہیں ملا۔ پھر اس کے جبڑوں کو ٹٹولا تو زبان کے ایک طرف حلق کے پاس وہ کہہ رہا تھا لا الہ الا اللہ۔ تو اس کلمہ اخلاص کی وجہ سے اُسے بخش دیا گیا۔

۱۴۔ ابو نعیم نے حضرت فرقد السنجی سے روایت کی ہے فرمایا: جب بندے پر موت طاری ہوتی ہے۔ تو بائیں والا فرشتہ دائیں والے فرشتے سے کہتا ہے۔ اس پر آسانی کرو۔ تو دائیں والا کہتا ہے۔ لیکن ابھی آسانی نہیں کرتا شاید یہ لا الہ الا اللہ کہہ لے۔ اور میں اس کا یہ عمل لکھ لوں۔

۱۵۔ طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جس نے موت کے وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہہ لیا۔ اُسے نارِ جہنم کبھی نہیں کھائے گی۔

آیت کریمہ پڑھنے کی فضیلت

۱۶۔ حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تمہیں اسم اعظم بتادوں؟ جو حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہے۔ وہ یہ ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۝

تو ہی معبود برحق ہے۔ تو پاک ذات ہے۔ میں ظالم ہوں۔

جو مسلمان اپنے مرض موت کے وقت یہ دعا چالیس مرتبہ پڑھ لے گا۔ اور اُسی مرض میں فوت ہو جائے گا۔ اُسے ایک شہید کا اجر ملے گا۔ اور اُس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔

موت کے وقت درج ذیل کلمہ پڑھنے والے کو بہشت نصیب ہوگی:

۱۷۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب ''المرض والکفارات'' اور ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ کیا میں تمہیں ایک حق بات کی خبر نہ دوں؟ کہ جو شخص بستر پر بیمار پڑنے کے ساتھ ہی یہ الفاظ منہ سے ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے نار دوزخ سے نجات بخشے گا۔ میں نے عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّاللّٰهُ اَکْبَرُ کِبْرِیَآؤُهٗ وَجَلَالُهٗ وَقُدْرَتُهٗ بِکُلِّ مَکَانٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ اَمْرَضْتَنِیْ لِتَقْبِضَنِیْ رُوْحِیْ فِیْ مَرَضِیْ هٰذَا فَاجْعَلْ رُوْحِیْ فِیْ اَرْوَاحِ مَنْ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنْكَ الْحُسْنٰی وَاَعِذْنِیْ مِنَ النَّارِ کَمَا اَعَذْتَ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنْكَ الْحُسْنٰی۔

اگر تم اس بیماری سے فوت ہو جاؤ گے تو سیدھے اللہ تعالیٰ کی رضوان کو جنت کی طرف جاؤ گے۔ اور اگر تم نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر توجہ فرما کر انہیں معاف فرما دے گا۔

۱۸۔ ابن عساکر نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ کلمات آنجناب کی وفات کے وقت سنے جو آپؐ نے زبان مبارک سے ادا فرمائے۔ کہ جو انہیں پڑھے گا۔ جنت میں داخل ہوگا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ تین مرتبہ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

۱۹۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً قدسی روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کہ مومن میرے نزدیک ہر مرتبہ و درجہ میں بہتر ہے۔ وہ میری حمد کرتا ہے۔ تو میں اُس کے نفس یعنی جان کو اس کے دونوں پہلوؤں سے بآسانی نکال لیتا ہوں۔

۲۰۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی روح اس کے دونوں پہلوؤں سے اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے ہی نکل جاتی ہے۔

۲۱۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور مروزی، مسلم اور ابن ابی شیبہ نے حضرت اُم الحسن سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ کہ ایک انسان نے آ کر کہا کہ فلاں شخص پر موت کی حالت طاری ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جاؤ موت کے وقت اُسے یہ الفاظ کہو سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حضرت ابو سلمہؓ کی موت کے وقت حضور ﷺ کا دعا فرمانا

۲۲۔ طبرانی نے ''الاوسط'' میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور وہ اس وقت موت کی حالت میں تھے۔ جب اُن کی

آنکھیں پھٹ گئیں۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھا کر اُن کی آنکھیں بند کردیں۔ جب ان کی آنکھیں بند ہوئیں۔ تو گھر والوں نے رونا شروع کردیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خاموش کرادیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب روح نکل کر جاتی ہے تو نظر اُس کا پیچھا کرتی ہے۔ اور فرشتے میت کے پاس آتے ہیں۔ تو گھر والوں کی باتوں پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ دعا فرمائی

اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ دَرَجَةَ اَبِیْ سَلْمَةَ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ یَوْمَ الدِّیْنِ

اے اللہ کریم ابوسلمہ کا ہدایت یافتہ لوگوں میں درجہ بلند فرما۔ اور پچھلوں میں اُس کا کوئی نائب بنادے اور ہمیں اور اُسے روز قیامت بخش دے۔

فرشتے میت کے گھر والوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں

۲۳۔ حاکم نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میت کے پاس موجود ہو۔ تو اُس کی آنکھیں بند کردو۔ کیونکہ نظر روح کے پیچھے جاتی ہے۔ اور میت کے لیے کلمات خیر کہو۔ کیونکہ فرشتے گھر والوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔

وضو کے بغیر مت سویا کرو

۲۴۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وضو کے بغیر مت سویا کرو۔ کیونکہ روحیں اُسی حالت میں اُٹھائی جائیں گی، جس حالت میں اُن کی جان قبض کی جاتی ہے۔

۲۵۔ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس ملک الموت وضو کی حالت میں جان قبض کرنے آیا۔ وہ فرشتہ اس کے ایمان کی گواہی دے گا۔

میت کی آنکھیں بند کرتے وقت کیا پڑھنا چاہیے

۲۶۔ مروزی نے حضرت ابوبکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کی ہے۔ فرمایا جب تم میت کی آنکھیں بند کرو۔ تو یہ الفاظ کہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

---- ٭ ٭ ٭ ----

باب نمبر: ۱۲

ملک الموت اور اس کے معاون فرشتوں کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ بِكُمْ۔

فرما دیجئے۔ تمہاری جان قبض کرتا ہے وہ موت کا فرشتہ جو تمہارے لیے مقرر ہے۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ○

یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی ہے۔ تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے جان قبض کرتے ہیں۔ اور وہ کمی بیشی نہیں کرتے۔

۱۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان "تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا" سے مراد ملک الموت کے مددگار فرشتے ہیں۔ اور ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابراہیم نخعیؒ سے ایسی ہی روایت فرمائی ہے۔ اور یہ الفاظ زیادہ کیے ہیں۔ کہ اس کے بعد اُن میں سے ملک الموت جان قبض کرتا ہے۔

۲۔ ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت کی ہے فرمایا

کہ وہ فرشتے جو لوگوں کے پاس آتے ہیں وہی ان کی جانیں قبض کرتے ہیں اور اُن کی عمریں لکھتے ہیں اور وہ جان قبض کر کے ملک الموت کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ ان فرشتوں کا نگران ہوتا ہے اور دوسرے اس کے ماتحت ہوتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کی پیدائش کے وقت کہاں کہاں سے مٹی اٹھائی گئی

۳۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو عرش اُٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو زمین سے مٹی لانے کے لیے بھیجا۔ جب اس نے زمین سے مٹی لینے کا ارادہ کیا۔ تو زمین نے کہا۔ تجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے تجھے بھیجا ہے کہ آج مجھ سے وہ مٹی نہ لینا جس کا کل کو نارِ جہنم ٹھکانہ ہو۔ تو فرشتے نے مٹی لینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ جب فرشتہ بارگاہِ الٰہی میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا۔ میرے حکم کو پورا کرنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ فرشتہ نے کہا کہ زمین نے تیرا نام لے کر مجھ سے فریاد کی تو میں نے تیری عظمت کی خاطر مٹی لینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ تو اللہ کریم نے دوسرے کو بھیجا۔ تو زمین نے اُسی طرح سے کہا۔ اور وہ فرشتہ بھی چھوڑ آیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے تمام حاملین عرش کو باری باری بھیجا۔ اور وہ خالی ہاتھ واپس چلے آئے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا تو زمین نے اُس سے بھی اُسی طرح کہا۔ تو موت کے فرشتے نے کہا کہ جس نے مجھے مٹی لینے کو بھیجا ہے وہ سب سے زیادہ قابل اطاعت ہے۔ تو وہ فرشتہ تمام زمین پر سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے آیا۔ اچھی مٹی بھی اور بُری مٹی بھی۔ اور اُسے بارگاہِ الٰہی میں پیش کر دیا۔ اور اُس پر جنت کا پانی ڈال دیا۔ وہ نرم و ملائم ہو گئی۔ اور اُس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

۴۔ ابوحذیفہ نے اور اسحاق بن بشیر نے کتاب المبتدا میں ابو اسحاق کے حوالے سے امام زہری سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ اور پہلے بھیجے جانے والے فرشتہ کا نام اسرافیل اور دوسرے کا نام میکائیل بتایا ہے۔

۵۔ ابن عساکر نے سدی کی سند سے ابومالک اور ابو صالح کی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ نیز مرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت کی ہے کہ پہلے مرسل فرشتہ کا نام جبرئیل اور دوسرے کا نام میکائیل بتایا ہے۔

۶۔ ابن عساکر نے بھی یحییٰ بن خالد سے اسی طرح کی روایت کی ہے۔ اور پہلے فرشتہ کا نام جبرئیل اور دوسرے کا نام میکائیل بتایا ہے۔ اور آخر میں جس فرشتہ کی ذمہ داری لگی اس کا نام ملک الموت کہا ہے اور اُسے موت پر متعین فرمایا۔

۷۔ ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم نے اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن سابط سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ دنیا کے امور کی تدبیر چار فرشتے کرتے ہیں۔ جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت یعنی عزرائیل۔

جبریل امین لشکروں اور ہواؤں پر متعین ہے۔ اور میکائیل بارش اور نباتات کے لیے مقرر ہے۔ اور ملک الموت جانوں کو قبض کرنے پر مامور ہے۔ اور اسرافیل انہیں کام سپرد کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ان کے سپرد وہ کام کرتا ہے جس کا انہیں حکم ہوتا ہے۔

۸۔ ابوالشیخ بن حیان" العظمۃ میں حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن سے ملک الموت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہ کیا وہ اکیلا ہی جانیں قبض کرتا ہے؟ تو جواب میں فرمایا جو روحوں کو قبض کرنے پر مامور ہے۔ اس کام میں اُس کے اور بھی مددگار فرشتے ہیں اور ملک الموت اُن کا سردار ہے۔ اور مشرق سے مغرب تک اُس کا ایک قدم پڑتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ مومنوں کی روحیں کہاں جاتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

۹۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ آیات مبارکہ "فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا" کے بارے میں فرمایا: وہ مددگار فرشتے ہیں۔ جو ملک الموت کے ساتھ لوگوں کی روحیں قبض کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اُن میں کچھ وہ ہیں جو روحوں کو آسمان پر لے کر جاتے ہیں۔ اور کچھ دعا پر آمین

کہتے ہیں۔ اور کچھ میت کے لیے بخشش مانگتے ہیں۔ ان کی نماز جنازہ پڑھنے اور انہیں دفن کرنے تک۔

۱۰۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عکرمہ سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں روایت کی ہے "وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ" فرمایا ملک الموت کے مددگار فرشتے۔ جو ایک دوسرے سے کہتے ہیں۔ جو اس کی روح کو قدم سے لیکر سانس نکلنے تک اُوپر چڑھا تے ہیں۔

۱۱۔ طبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن مندہ نے ان کے راوی دونوں صحابی ہیں۔ انہوں نے جعفر بن محمد سے ان کے باپ کے ذریعہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حارث بن الخزرج سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک الموت کو ایک انصاری آدمی کے سرہانے کھڑے ملاحظہ فرمایا: تو جنابؐ نے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت! میرے صحابی پر نرمی کرنا۔ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کیا۔ آپؐ تسلی رکھیں اور آنکھیں ٹھنڈی رکھیں۔ اور آپ مطمئن رہیں۔ کہ میں ہر مومن کا دوست ہوں۔ اور یا محمد! یہ بھی تسلی رکھیں۔ کہ میں انسان کی روح قبض کرتا ہوں۔ جب چیخنے والا چیخ رہا ہوتا ہے۔ تو میں گھر سے روح کو لے کر روانہ بھی ہو جاتا ہوں۔ میں نے پوچھا یہ صارخ کون ہے؟ واللہ ہم نے اُس پر زیادتی نہیں کی اور نہ پہلے اُس کی موت لے کر آئے۔ اور نہ اُس کی تقدیر میں جلدی نہیں کی۔ اور ہمارے قبضہ میں اُس کے گناہ نہیں ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے کیے پر راضی رہو گے۔ تو تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ناراض ہو گے۔ تو تم گنہگار رہو گے۔ اور تم پر بوجھ رہے گا۔ اور ہم تو آپ کے پاس بار بار آتے رہیں گے۔ بس تم لوگ بچ جاؤ۔ اپنا بچاؤ کر لو۔ براو بحر، نیک وبد میدان دو پہاڑ روزانہ ہم اُن کی تفتیش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے اُن کے ہر چھوٹے اور بڑے کے بارے میں معلوم ہے۔ واللہ اگر میں چاہوں۔ کہ اپنی مرضی سے ایک مچھر کی جان بھی قبض کروں۔ تو میں نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو کہ قبض کرو۔ میں قبض نہیں کرتا۔

امام جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ موت کا فرشتہ نمازوں کے وقت لوگوں کی تفتیش کرتا ہے۔ اور پھر موت کے وقت دیکھتا ہے۔ کہ کون پانچوں نمازوں کا پابند ہے تو فرشتہ اُس کے قریب آتا ہے۔ اور شیطان کو اس سے دور ہٹا دیتا ہے۔ اور فرشتہ خود اُسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتا ہے۔ اور اس پر خطر موقعہ پر اس کی مدد کرتا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے مرفوعاً یہی روایت فرمائی ہے۔ جو مفصل ہے۔

۱۲۔ ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا ہے کہ ملک الموت روزانہ ہر ایک گھر میں تین مرتبہ تفتیش کرتا ہے۔ تو جس کو پاتا ہے کہ اس کا رزق پورا ہو چکا ہے۔ اور اُس کی اجل پوری ہو چکی ہے۔ تو اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ جب اُس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ تو اس کے گھر والے اس پر رونا دھونا شروع کرتے ہیں۔ تو ملک الموت دروازے کے کواڑ پکڑ کر کہتا ہے۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ میں تو اس کام پر مامور ہوں واللہ میں نے اس کا رزق نہیں کھایا ہے۔ اور نہ میں نے اس کی عمر ختم کی ہے۔ اور نہ میں نے اس کی موت میں کمی بیشی کی ہے۔ مجھے تو تمہارے ہاں بار بار آنا ہے۔ یہاں تک کہ میں تم میں سے کسی کو باقی نہیں رہنے دوں گا۔ حسن فرماتے ہیں واللہ اگر وہ لوگ اُس کا مقام دیکھ لیں۔ اور اس کا کلام سن لیں۔ تو وہ میت کو بھول جائیں۔ اور اپنی جانوں پر رونے لگیں۔

۱۳۔ مروزی نے الجنائز میں حضرت سلیم بن عطیہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سلمان اپنے ایک دوست کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ اور ان پر موت طاری تھی۔ تو انہوں نے ملک الموت سے کہا۔ اے موت کے فرشتے اس پر نرمی کرو۔ یہ مومن ہے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ یہ کہتا ہے کہ میں ہر مومن پر نرمی کرتا ہوں۔

۱۴۔ زبیر بن بکار اور ابن عساکر نے حضرت حمید بن میمون سے اور انہوں نے اپنے

باپ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ان لوگوں میں شامل تھا۔ جو حضرت مطلب بن عبداللہ بن حطب کی موت کے وقت نزع میں موجود تھے۔ اور وہ جان اللہ تعالیٰ کے سپرد کر رہے تھے۔ اور موت کی شدت سے گزر رہے تھے۔ کہ ایک شخص نے اُن کی غشی کی حالت میں دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ كَانَ سَخِيًّا وَّ كَانَ يُثْنٰى عَلَيْهِ۔

اے اللہ کریم! اس پر آسانی فرما۔ یہ سخی آدمی تھا۔ اور لوگ اس کی تعریف کرتے تھے۔

جب انہیں ہوش آیا تو پوچھا یہ باتیں کون کر رہا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ فلاں شخص آپ کے لیے دعا کر رہا تھا۔ تو وہ فرمانے لگے۔ کہ ملک الموت کہہ رہا تھا کہ میں ہر سخی مومن پر نرمی کرتا ہوں۔ اور پھر انہوں نے جان اللہ کریم کے سپرد کر دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کا واقعہ

۱۵۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت کی ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیمؑ اپنے گھر میں تھے کہ ایک خوش شکل شخص آپ کے گھر میں داخل ہو گیا۔ آپ نے پوچھا۔ کہ تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے؟ اُس نے کہا مجھے میرے رب نے بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا: خیر اب تو حقدار ہے۔ لیکن تم کون ہو؟ کہا میں موت کا فرشتہ ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ مجھے تمہاری چند صفات بتائی گئی تھیں۔ جو دکھائی نہیں دے رہیں۔ لہٰذا واپس جاؤ۔ اور وہ واپس چلا گیا۔ تو اچانک دیکھا کہ اس کی دو آنکھیں سامنے سے دیکھنے والی اور دو آنکھیں پیچھے سے دیکھنے والی اور اُس کے بال نیزے کی طرح سے کھڑے اور تنے ہوئے ہیں تو حضرت ابراہیمؑ اس سے پناہ مانگنے لگے اور آپ نے اُس سے فرمایا۔ اپنی پہلی صورت پر آ جاؤ۔ تو ملک الموت نے کہا۔ اے ابراہیمؑ! اللہ تعالیٰ نے مجھے جب بھی اُس

شخص کی طرف بھیجا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ ملنا چاہتا ہے۔ تو مجھے اسی پہلی صورت میں بھیجا ہے جس میں آپ نے مجھے دیکھا ہے۔

روایت نمبر ۲:

۱۶۔ حضرت وہب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے گھر میں ایک شخص کو دیکھا۔ تو پوچھا تم کون ہو؟ اُس نے کہا۔ میں ملک الموت ہوں۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے اپنی اصلی صورت میں دکھاؤ۔ تاکہ مجھے معلوم ہو کہ واقعی تم موت کے فرشتے ہو۔ ملک الموت نے کہا۔ منہ دوسری طرف کرو۔ اور پھر دیکھو۔ آپ نے منہ موڑ کر دوبارہ دیکھا۔ تو موت کے فرشتے نے اپنی وہ شکل دکھائی جس میں وہ مومنوں کی روح قبض کرتا ہے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک نور اور رونق ہے۔ جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جان سکتا ہے۔ پھر فرشتہ نے کہا۔ ذرا منہ دوسری طرف کرو۔ جب آپ نے منہ دوسری طرف موڑ کر دوبارہ دیکھا۔ تو آپ کو وہ صورت نظر آئی جس میں فرشتہ کافروں کی روح قبض کرتا ہے۔ اور فاسقوں کی جان نکالتا ہے۔ تو حضرت ابراہیمؑ پر بہت رعب طاری ہوگیا۔ اور آپ کا جسم کانپنے اور تھرتھرانے لگا۔ اور آپ نے اپنا پیٹ زمین کے ساتھ چمٹا لیا۔ اور آپ کی جان نکلنے کو ہوگئی۔

مومنوں اور کافروں کے پاس فرشتے کس شکل میں آتے ہیں؟

۱۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ دونوں حضرات فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا ولی دوست بنایا۔ تو حضرت ملک الموت نے اپنے رب کریم سے عرض کیا کہ آپ کی اجازت ہو تو میں حضرت ابراہیمؑ کو خوش خبری سنا دوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت فرمائی۔ تو ملک الموت نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس آکر انہیں خوش خبری سنائی۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے الحمد للہ کہا۔ پھر فرمایا: اے ملک الموت! مجھے دکھاؤ کہ تم کافروں کی روحیں کیسے قبض

کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا یا ابراہیمؑ! آپ انہیں دیکھ سکیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں دیکھ سکوں گا۔ ضرور دکھائیں۔ فرشتے نے کہا۔ ذرا مُنہ دوسری طرف کریں۔ جب انہوں نے منہ پھیر کر دوبارہ دیکھا۔ تو انہیں نے ایک سیاہ رنگ کا ہیبت ناک شخص دکھائی دیا۔ جس کا سر آسمان پر تھا اور اُس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ اور اُس کے تمام بال ایسے مردوں کی شکل تھے۔ جن کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو فرشتہ پہلی صورت میں آ چکا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: اے موت کے فرشتے! اگر کافر کو اور کوئی سختی اور مشقت نہ بھی پہنچی۔ وہ تمہاری ہولناک صورت ہی دیکھ لیتا۔ تو یہ اس کی دہشت و گھبراہٹ کے لیے کافی ہوتا۔ اب مجھے یہ دکھاؤ۔ کہ تم مومنوں کی روح کیسے قبض کرتے ہو۔ فرشتے نے کہا۔ ذرا منہ اُدھر کو کرو۔ آپ نے جو منہ موڑ کر دوبارہ توجہ فرمائی۔ تو وہ ایک خوبصورت جوان کی شکل میں تھا۔ اور تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل اور پاکیزہ نظر آ رہا تھا۔ اور نہایت خوشبودار لباس میں ملبوس تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ملک الموت! اگر مومن موت کے وقت تمہاری یہ حسین و جمیل اور پاکیزہ شکل ہی دیکھ لے تو اس کی مسرت اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کافی ہو جائے اور اسے کوئی فکر و غم نہ رہے۔

ملک الموت کیلئے زمین ایک طشت کی طرح ہے

۱۸۔ امام احمد نے الزہد میں اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابونعیم نے مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: زمین ملک الموت کے سامنے ایک طشت کی طرح بنا دی گئی ہے۔ جہاں سے جسے چاہے پکڑ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُس کے معاون و مددگار مقرر فرمائے ہیں۔ جو روحوں کو قبض کرتے ہیں۔ اور پھر ملک الموت روحوں کو ان سے لے لیتا ہے۔

۱۹۔ ابوالشیخ نے حضرت الحاکم بن عتبہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ دنیا ملک الموت

کے سامنے ایسے ہے جس طرح ایک طشت کسی آدمی کے سامنے رکھا ہوا۔

۴۰۔ ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت اشعث بن اسلم سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے جس کا نام عزرائیل ہے۔ جس کی آنکھیں چہرے پر اور دو آنکھیں گردن پر ہیں پوچھا ملک الموت! جب ایک روح مشرق میں اور ایک مغرب میں ہوتی ہے تو تم کیا کرتے ہو؟ اور پھر جب عام بیماری پڑ جاتی ہے۔ اور مرنے والوں کا انبوہ ہو جاتا ہے۔ تو تم کس طرح سے کرتے ہو؟ فرمایا میں روحوں کو بلاتا ہوں۔ تو وہ باذن الٰہی ان دو انگلیوں کے درمیان ہوتی ہیں۔ اور زمین میرے لیے سکڑ جاتی ہے۔ اور میرے سامنے ایک طشت کی طرح ہوتی ہے۔ میں جس طرح چاہتا ہوں روح کو قبضہ میں کر لیتا ہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ملک الموت سے سوال

۴۱۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بن عمارہ کے ذریعہ سے حضرت الحکم سے روایت کی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کیا ہر روح کو تم ہی قبض کرتے ہو؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا کیسے کہ ابھی تم میرے پاس ہو؟ اور لوگ دنیا میں ادھر اُدھر مر رہے ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو میرے لیے ایک طشت کی طرح سے سامنے کر کے مسخر کر دیا ہے۔ جیسے تم طشت میں سے آسانی سے کوئی چیز لے لیتے ہو۔ میں دنیا سے اسی طرح جب چاہوں جہاں سے چاہوں لے لیتا ہوں۔

۴۲۔ دینوری نے المجالسۃ میں حضرت ابوقیس الازدی سے روایت کی ہے فرمایا: کہ ملک الموت سے کسی نے پوچھا۔ تم روحوں کو کس طرح قبض کرتے ہو؟ فرمایا: میں روحوں کو بلاتا ہوں۔ اور وہ آ جاتی ہیں۔

۴۳۔ ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ اور ابونعیم نے حضرت شہر بن حوشب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ملک الموت بیٹھا ہوا ہے۔ اور پوری دنیا اُس کے گھٹنوں

کے سامنے ہے۔ اور وہ تختی جس میں لوگوں کی عمریں لکھی ہوئی ہیں۔ اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اور اُس کے سامنے فرشتے کھڑے ہیں۔ اور وہ تختی سامنے کرتا ہے۔ جب کسی بندے کی موت کا وقت آجاتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اس کی روح قبض کرلو۔

۲۴۔ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ اُن سے اُن دو شخصوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ جن کی موت ایک ہی وقت میں واقع ہوتی ہے۔ اور ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہوتا ہے۔ تو ملک الموت ان کی روحیں بیک وقت کس طرح قبض کرتا ہے۔ فرمایا فرشتے کو مغرب و مشرق اندھیروں اُجالوں۔ سمندروں اور خشکیوں میں اس طرح قدرت حاصل ہے جس طرح تمہارے سامنے مختلف کھانوں کا دستر خوان رکھا ہو۔ اور ہر چیز تمہاری دسترس میں ہوتی ہے کہ جہاں سے چاہو لے سکتے ہو۔

ملک الموت کے ساتھ رحمت اور عذاب کے فرشتے متعین ہیں

۲۵۔ جو یبر نے اپنی تفسیر میں حضرت کلبی سے انہوں نے حضرت مجاہد سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا: ملک الموت روحوں کو قبض کرتا ہے۔ اور اسے زمین پر تسلط حاصل ہے۔ جیسے تمہیں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر قدرت حاصل ہے۔ اور اُس کے ساتھ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے متعین ہیں۔ جب کوئی پاک روح جانے والی ہوتی ہے۔ تو اُسے رحمت کے فرشتوں کے سپرد کرتے ہیں اور جب کوئی خبیث روح جانے والی ہوتی ہے۔ تو اُسے عذاب کے فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں۔

۲۶۔ ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے ابوالمثنی الحمصی سے روایت کی ہے فرمایا۔ یہ تمام دنیا میدان ہوں یا پہاڑ۔ ملک الموت کے سامنے ہیں۔ اور اُن کے ہمراہ رحمت اور عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ اور وہ انہیں ان کی ذمہ داریاں سپرد کرتا ہے۔ یعنی رحمت کے فرشتوں کو نیک روحیں اور عذاب کے فرشتوں کو بد روحیں، اور

جب جنگ زوروں پر ہوتی ہے اور تلواریں بجلی کی طرح چمکتی ہیں۔ تو ملک الموت روحوں کو بلاتا ہے۔ تو وہ آتی جاتی ہیں۔

۲۷۔ ابن ابی حاتم نے حضرت زہیر بن محمد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ! ملک الموت ایک ہے۔ اور مشرق و مغرب میں مرنے والوں کی بھیڑ ہے۔ کئی حادثے ہوتے رہتے ہیں اور ہلاکتیں ہوتی ہیں؟ آنجناب نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ملک الموت کے لیے سکیڑ دیا ہے۔ اور پوری دنیا اُس کے سامنے ایک طشت کی طرح ہے۔ کوئی شخص اُس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا۔

۲۸۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں فرمایا ہے۔ کہ ہم سے عبداللہ بن محمد نے حضرت الاعمش سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حضرت خیثمہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے۔ وہ اُن کے دوست تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا۔ کیا بات ہے کہ تم کسی گھر میں آتے ہو۔ اور وہاں سے روح قبض کر کے چلے جاتے ہو۔ اور پڑوس میں کسی کو کچھ نہیں کہتے۔ فرشتے نے کہا۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہوتا میں نے کس کی روح قبض کرنا ہے۔ میں تو عرش کے نیچے ہوتا ہوں کہ مجھے ایک چٹ ملتی ہے۔ جس میں مرنے والوں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔

جہاں جس کی موت مقرر ہوتی ہے تو وہ آدمی وہاں پہنچا دیا جاتا ہے

۲۹۔ اسی سند سے حضرت خیثمہ سے روایت ہے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس میں آئے تو وہاں حاضرین میں سے ایک شخص کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ کہ وہ شخص گھبرا گیا۔ جب ملک الموت چلے گئے۔ تو اس شخص نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا کہ یہ صاحب کون تھے۔ آپ نے فرمایا یہ ملک الموت تھے تو اُس شخص نے حضرت سلیمانؑ سے کہا۔ وہ تو میری طرف ایسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے مجھے ہی لے جانا چاہتا ہو۔ حضرت سلیمانؑ نے

پوچھا۔ تو اب تم کیا چاہتے ہو؟ اُس آدمی نے کہا۔ آپ ایسا کریں کہ مجھے ملک ہندوستان میں پہنچا دیں۔ حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم دیا۔ اور اُس نے اُڑ کر اُس آدمی کو ملک ہند میں جا ڈالا۔ پھر جب ملک الموت دوبارہ حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ آپ اس شخص کو گھور کر کیوں دیکھ رہے تھے؟ ملک الموت نے کہا۔ کہ میں اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ ملک ہندوستان میں اس شخص کی جان قبض کروں۔ اور وہ آپ کی مجلس میں یہاں موجود تھا۔

۳۰۔ ابن عساکر نے حضرت خیثمہ سے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت سلیمانؑ نے حضرت ملک الموت سے فرمایا: کہ جب تمہارا ارادہ میری جان قبض کرنے کا ہو۔ تو پہلے مجھے بتا دینا۔ تو ملک الموت نے کہا کہ میں آپ کی موت کے بارے میں آپ سے زیادہ نہیں جانتا۔ اصل میں کاغذات ہوتے ہیں لکھے ہوئے جس میں مرنے والوں کے نام ہوتے ہیں۔ مجھے تو وہ دیئے جاتے ہیں۔ اور بس۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی موت کا عجیب واقعہ

۳۱۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ ایک فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی۔ کہ وہ حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس جائیں۔ انہوں نے آ کر سلام کہا۔ اُن سے حضرت ادریسؑ نے فرمایا۔ کیا ملک الموت سے تمہاری جان پہچان ہے؟ فرشتے نے کہا۔ کہ وہ میرا بھائی فرشتہ ہے۔ کیا بات ہے۔ حضرت ادریسؑ نے ان سے فرمایا: کیا تم اُس کے سامنے مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو؟ فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ موت میں وقت کی کچھ کمی بیشی ہو جائے۔ یعنی وقت آگے پیچھے ہو جائے تو یہ تو نہیں ہو سکتا۔ ہاں میں اُن سے تمہارے بارے میں اتنی بات کر سکتا ہوں۔ کہ موت کے وقت تمہارے ساتھ نرمی برتے۔ چلو میرے پروں پر سوار ہو جاؤ۔ میں تمہیں اُن کے پاس لے چلتا ہوں۔ حضرت ادریسؑ فرشتے کے پروں پر سوار ہو گئے۔ اور فرشتہ

انہیں اوپر آسمان پر لے چڑھا۔ وہاں ملک الموت سے ملاقات ہوئی۔ اور حضرت ادریسؑ فرشتہ کے پروں پر ہی تھے کہ فرشتہ نے ملک الموت سے کہا کہ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ ملک الموت نے کہا مجھے تمہارا کام معلوم ہے۔ تم مجھ سے حضرت ادریسؑ کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہو۔ اوران کی موت میں صرف آدھا لمحہ رہ گیا ہے۔ اور زندوں کے رجسٹر سے ان کا نام کاٹ دیا گیا ہے۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام نے فرشتہ کے پروں پر ہی جان دے دی۔

کسی بھی انسان کی موت کے وقت کا ملک الموت کو بھی علم نہیں ہے

۳۲۔ امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ ملک الموت کو خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کس شخص کی جان کب نکلے گی۔ بس انہیں اسی وقت معلوم ہوتا ہے جب اس کے قبض کا حکم ہوتا ہے۔

۳۳۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت جریج رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ ملک الموت سے کہا جاتا ہے کہ فلاں وقت فلاں شخص کی جان قبض کرنی ہے۔ اور فلاں جگہ قبض کرنی ہے۔

بیماریوں وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے موت کا بہانہ بنادیا

۳۴۔ مروزی، ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت ابوالشعثاء سے روایت کی ہے۔ کہ پہلے پہل ملک الموت بغیر بیماری کے ہی لوگوں کی روحیں قبض کیا کرتا تھا۔ تو لوگ اُسے بُرا بھلا کہتے اور گالی گلوچ کرتے۔ تو اس نے اس کی شکایت بارگاہ الٰہی میں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بیماریاں پیدا فرمادیں۔ اور لوگ ملک الموت کو بھول گئے۔ اب کہتے ہیں کہ فلاں شخص اس طرح مر گیا۔ اس طرح فوت ہو گیا۔

۳۵۔ ابونعیم نے حضرت الاعمش سے روایت کی ہے۔ فرمایا: پہلے ملک الموت لوگوں کی جان لینے ظاہر ہو کر آیا کرتا تھا۔ وہ کسی شخص کے پاس آکر اُسے کہتا کہ کوئی

ضروری کام کرنا ہو تو کر لو۔ میں تمہاری روح قبض کرنا چاہتا ہوں۔ تو لوگ شکایت کرتے۔ لیکن پھر بیماریاں پیدا ہو گئیں۔ اور ملک الموت خفیہ طور پر آنے لگا۔

موت کے فرشتے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مار دیا

۳۶۔ امام احمد اور بزار نے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ان سب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ ملک الموت لوگوں کے پاس کھل کر آیا کرتا تھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی اسی طرح سامنے آیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی وہ رب کریم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا اے رب کریم! تیرے بندے موسیٰ نے تھپڑ مار کر میری آنکھ پھوڑ دی ہے۔ اگر اے رب کریم تیرا اکرام ملحوظ خاطر نہ ہوتا تو میں ان پر سختی کرتا۔ رب کریم نے فرمایا میرے بندے سے جا کر کہو۔ کہ ایک بیل کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ رکھو۔ تو جتنے بال اُن کے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے۔ ان بالوں کی تعداد کے مطابق اُتنے برس اُن کی عمر بڑھا دوں گا۔ تو ملک الموت نے آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس طرح کہا۔ آپ نے ملک الموت سے پوچھا کہ پھر اتنے سالوں بعد کیا ہوگا؟ فرمایا موت۔ تو آپ نے فرمایا پھر ابھی جان نکال لو۔ ملک الموت نے آپ کو سونگھا۔ اور آپ کی روح قبض ہو گئی۔ یونس کہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھ لوٹا دی۔ اور ملک الموت لوگوں کی جان لینے خفیہ طور پر آنے لگے۔

۳۷۔ ابو حذیفہ اسحاق بن بشیر نے کتاب "المبتدا" میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کی ہے۔ فرمایا: ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔ اے رب کریم! تیرا بندہ حضرت ابراہیمؑ موت سے گھبراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُن سے جا کر کہو کہ دلی دوست کو جب دوست سے ملے ہوئے عرصہ گزر جائے تو وہ اُسے ملنے کو بے قرار ہو جاتا ہے۔ میرا یہ پیغام میرے بندے تک پہنچا دو۔ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا۔ ہاں اے رب کریم! میں آپ سے ملنے کا

مشتاق ہوں۔ تو ملک الموت نے انہیں ایک پھول سونگھنے کو دیا۔ آپ نے اُسے سونگھا۔ اور آپ کی روح قبض ہو گئی۔

۳۸۔ ابوالشیخ نے محمد بن المنکدر سے روایت کی ہے۔ کہ ملک الموت نے حضرت ابراہیمؑ سے عرض کیا۔ کہ میرے رب نے حکم دیا ہے۔ کہ میرے بندے ابراہیمؑ کی جان کسی مومن بندے کی جان کی طرح آسانی سے قبض کرنا۔ تو آپ نے فرمایا میں اُس ذات کے حوالے سے تم سے مطالبہ کرتا ہوں جس نے تمہیں اس کام کے لیے بھیجا ہے۔ کہ میرے بارے میں دوبارہ جا کر بات کرو۔ تو فرشتے نے جا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ تیرے ولی دوست نے دوبارہ آپ سے بات کرنے کو کہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا کر کہو۔ سچا دوست تو اپنے ولی دوست سے ملنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ تو فرشتے نے آ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتا دیا۔ تو آپ نے فرمایا: بس جو تمہیں حکم ہوا ہے۔ وہ کر گزرو۔ اور پھر ملک الموت نے پوچھا ابراہیمؑ! کیا آپ نے کبھی شراب پی ہے؟ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تو ملک الموت نے کہا۔ تو یہ لو اس کی بو ہی سونگھ لو۔ اور شراب کی بو سونگھتے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی روح پرواز کر گئی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی موت کا واقعہ

۳۹۔ امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت داؤد علیہ السلام بہت غیرت مند انسان تھے۔ جب آپ گھر سے نکلتے تو دروازوں کو تالہ لگا دیتے تا کہ آپ کے واپس آنے تک کوئی غیر شخص اندر نہ آنے پائے۔ ایک دن آپ دروازے بند کر کے نکلے جب واپس آنے تو انہوں نے اپنی ایک بیوی کو باہر کی طرف جھانکتے دیکھا۔ تو عورت نے کسی سے پوچھا کہ یہ شخص گھر میں کیسے گھس آیا ہے کیا یہ ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ کہ اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام واپس تشریف لے آئے۔ تو آپ نے دیکھا کہ ایک شخص گھر کے درمیان کھڑا ہے۔

آپ نے پوچھا تو کون ہے۔ کہنے لگا میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے بھی نہیں ڈرتا۔ اور آنے سے مجھے کوئی روک نہیں سکتا۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا پھر تو تم موت کے فرشتے ہی ہو سکتے ہو۔ مرحبا خوش آمدید تم اللہ تعالیٰ کا حکم لے کر آئے ہو۔ یہ فرما کر آپ کمبل اوڑھ کر لیٹ گئے۔ اور اُن کی روح پرواز کر گئی۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بیان

۳۰۔ امام طبرانی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم کی وفات کے روز جبریل امین جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا آپ اس وقت کیسا محسوس فرما رہے ہیں؟ ارشاد فرمایا: جبریل! کچھ غمگین سا لگ رہا ہوں۔ اور کچھ بے چینی سی محسوس ہو رہی ہے۔ کہ اتنے میں ملک الموت نے دروازے پر حاضر ہو کر اندر آنے کی اجازت چاہی۔ تو جبریل امین نے عرض کیا۔ یا محمدؐ! یہ عزرائیل دروازے پر کھڑا اذنِ باریابی چاہتا ہے۔ اور اس نے آنجنابؐ سے پہلے کسی سے اندر آنے کی اجازت نہیں مانگی۔ اور نہ کبھی آپؐ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ تو فرشتے کو اندر آنے کی اجازت دی گئی؟ وہ اندر آیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنجناب کی طرف بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں۔ اگر آپؐ اجازت مرحمت فرمائیں تو میں آنجناب کی روح مبارک بارگاہِ الٰہی میں لے جاؤں۔ اور اگر آپ کو جانا ابھی ناپسند ہو۔ تو آپ کو اسی طرح چھوڑ کر رخصت ہو جاؤں۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: ملک الموت! جو تمہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کر گزرو۔ تو فرشتے نے عرض کیا۔ ہاں مجھے یہی حکم الٰہی ہے۔ تو جبریل امین نے بارگاہِ نبوت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپؐ سے ملنے کا مشتاق ہے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو۔

۴۱۔ امام احمد نے الزہد میں اور سعید بن منصور نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ موت کا فرشتہ روزانہ پانچ مرتبہ ہر گھر کے لوگوں کی تفتیش کرتا ہے۔ کہ کوئی شخص ان میں سے ہے، جس کی جان قبض کرنے کا حکم ہوا ہے۔

موت کا فرشتہ بار بار گھر میں چکر لگا کر شناخت کرتا ہے کہ کس کی وفات کا مجھے حکم ہے

۴۲۔ ابن ابی حاتم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ ملک الموت روزانہ سات مرتبہ ہر دروازے پر آ کر ٹوہ لیتا ہے کہ کوئی ہے جس کی وفات کا حکم ہوا ہو۔

۴۳۔ احمد نے الزہد میں اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے کہ زمین پر کوئی گھر چاہے اون کے بالوں کا خیمہ ہو۔ یا مٹی کا گھروندا ہو کہ ملک الموت روزانہ دو مرتبہ ادھر کا چکر لگاتا ہے۔

۴۴۔ ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عبداللہ علی الیثمی سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ ہر گھر میں ملک الموت روزانہ دو مرتبہ ٹوہ لگاتا ہے۔ کہ کس کا وقت آخر آ گیا ہے۔

۴۵۔ ابونعیم نے حضرت ثابت البنانی سے روایت فرمائی ہے کہ دن رات میں چوبیس ساعتیں ہوتی ہیں۔ اور ہر ساعت میں ملک الموت ہر جاندار کے پاس کھڑا ہو کر دیکھتا ہے۔ اگر اسے کسی کی جان قبض کرنے کا حکم ہو۔ تو کر لیتا ہے ورنہ چلا جاتا ہے۔

۴۶۔ ابوالفضل طوسی نے "عیون الاخبار" میں اپنی سند سے اور ابن النجار نے تاریخ بغداد میں حضرت ابراہیم بن ہدبہ کے واسطے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے براہ راست روایت کی ہے۔ کہ ملک الموت روزانہ ستر بار بندوں کے چہروں کو غور سے دیکھتا ہے۔ جب وہ موت کے قریب شخص کو ہنستے ہوئے دیکھتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ حیرت ہے میں اس کی جان لینے کو آیا ہوں۔ اور یہ ہنس رہا ہے۔

(یعنی اسے موت کی کوئی فکر ہی نہیں ہے)

۴۷۔ ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ ملک الموت روزانہ پانچ بار تمام مکانوں میں جا کر تلاش کرتا ہے۔ اور ہر شخص کے چہرے کو بغور دیکھتا ہے۔ تو ان میں سے بعض ایسے ہیں۔ جو موت کی دہشت سے کپکپاتے ہوئے جان دے دیتے ہیں۔

۴۸۔ ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ فرشتہ لوگوں کی زندگی کا رجسٹر نہ دیکھتا ہو۔ بعض کہتے ہیں تین مرتبہ اور بعض کہتے ہیں پانچ مرتبہ روزانہ دیکھتا ہے۔

کیڑے مکوڑوں اور چوپایوں کی زندگیاں تسبیح سے قائم ہیں

۴۹۔ ابوالشیخ نے اور العقیلی نے الضعفا میں اور امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے قائم ہیں۔ جب اُن کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے۔ اُن کی روح نکل جاتی ہے۔ اور اُن کی جان نکالنا ملک الموت کی ذمہ داری نہیں ہے۔

اور انہوں نے ایک سند سے روایت کی ہے۔ اور خطیب نے بھی اس روایت کو الرواۃ میں درج فرمایا ہے۔ امام مالک کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ اور ابن عطیہ اور امام قرطبی نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں کی جان نکالنا ملک الموت کے ذمہ نہیں ہے۔ یہ شرف اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ہی بخشا ہے۔ کہ ان کی روحیں قبض کرنے کے لیے ملک الموت اور اُس کے معاون فرشتے مقرر ہیں۔

۵۰۔ لیکن خطیب نے الرواۃ میں امام مالک کے واسطہ سے حضرت سلیمان بن معمر الکلابی سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ایک شخص نے آپ سے جھینگا مچھلیوں کے بارے میں پوچھا۔

کہ کیا ان کی روحیں بھی ملک الموت نکالتا ہے۔ تو آپ تھوڑی دیر سر نیچا کیے غور کرتے رہے۔ اور پھر فرمایا: کیا اُن میں بھی روح ہوتی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں! تو فرمایا: کہ پھر قرآن کریم کے مطابق ان کی جان بھی ملک الموت ہی نکالتا ہے۔ کہ فرمان گرامی ہے: "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" اللہ تعالیٰ موت کے وقت ان کی جانیں لیتا ہے۔ پھر میں نے حضرت جو یبر کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی تفسیر میں حضرت ضحاک کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ ملک الموت آدمیوں کی روحیں قبض کرنے کے لیے مقرر ہے۔ اور ایک فرشتہ جنوں کی روحیں اور ایک فرشتہ شیاطین کی روحیں اور ایک فرشتہ پرندوں، وحشی جانوروں، درندوں، کیڑوں مکوڑوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں کی جانیں نکالنے کے لیے مقرر ہے۔ اور یہ کل چار فرشتے ہیں موت کے اور تمام فرشتے قیامت کے روز پہلے صاعقہ کے وقت وفات پا جائیں گے۔ اور جو فرشتہ لوگوں کی جانیں نکالنے پر مقرر ہے۔ وہ بھی موت سے ہمکنار ہو جائے گا۔

اور سمندر کے راستے جہاد کرنے والے شہداء کی روحیں اللہ تعالیٰ بذات خود قبض فرماتا ہے۔ انہیں ملک الموت کے سپرد نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ سمندر کی لہروں اور طوفانوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُن کا خاص مقام ہے۔

جو یبر نہایت ضعیف ہیں اور ضحاک کی حضرت ابن عباس سے ملاقات نہیں ہوئی اس لیے یہ روایت منقطع ہے۔ لیکن دوسری مرفوع احادیث اس کی شاہد ہیں۔

سمندری راستے میں جہاد کرنے والوں کی روحیں اللہ تعالیٰ آپ قبض فرماتے ہیں

۵۱۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں

نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو لوگوں کی روحیں قبض کرنے کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ لیکن سمندروں کے جہاد میں شہید ہونے والوں کی روحیں اللہ تعالیٰ بہ نفس نفیس قبض فرماتا ہے۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد کی موت کا واقعہ

۵۲۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت عبداللہ بن عیسیٰ سے روایت کی ہے۔ فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک بندۂ خدا تھا۔ جس نے چالیس برس تک زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ پھر اس نے عرض کیا۔ اے رب کریم! مجھے شوق ہے کہ میں سمندر میں تیری عبادت کروں۔ لہٰذا وہ بندۂ خدا ساحل سمندر پر آیا۔ اور کشتی والوں سے سوار کرنے کی درخواست کی انہوں نے اُسے سوار کرلیا۔ جب وہ کشتی ایک جزیرے کے قریب سے گزری تو اُس عابد نے اُن سے کہا کہ وہ اُسے اس کنارے کے درخت کے پاس اُتار دیں۔ لہٰذا انہوں نے اُسے وہاں اُتار دیا۔ اور وہ بزرگ وہاں عبادت کرنے لگا۔ وہاں سے فرشتہ اُڑ کر آسمان پر پہنچا۔ اور رب کے حضور گفتگو کرنے لگا۔ تو وہ گفتگو نہیں کر پایا۔ تو اس نے سمجھ لیا کہ مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہوگئی ہے۔ لہٰذا اُس فرشتے نے اُس درخت والے بزرگ سے بارگاہِ الٰہی میں سفارش طلب کی اور اُس کی سفارش قبول ہوگئی۔ تب ان بزرگ نے خواہش ظاہر کی۔ جب میری موت آئے تو آپ ہی میری جان قبض کریں۔ ان بزرگ کی یہ خواہش منظور ہوگئی۔ اور اُن کی موت کا وقت آیا تو وہ فرشتہ آیا۔ اور آ کر اُن بزرگ سے پوچھا۔ اب آپ جس طرح چاہیں گے میں آپ کی روح قبض کروں گا۔ تو وہ بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوگئے۔ اور اُن کی آنکھ سے ایک آنسو ٹپکا اور اُن کی روح پرواز کر گئی۔

۵۳۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوزرعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے نجیب بن ابی عبید الیسری نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں ملک

الموت کو دیکھا۔ کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اپنے والد سے کہو کہ میرے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعا کریں۔ تو میں نے اپنے والد سے یہ بات کہہ دی۔ تو انہوں فرمایا کہ میں ملک الموت سے تمہاری ماں سے بھی زیادہ مانوس ہوں۔

دوزخ سے نجات کا پروانہ

۵۴۔ ابن عساکر نے حضرت زید بن اسلم کے واسطے سے ان کے والد سے روایت کی ہے کہ میں نے اُس حدیث کا ذکر کیا۔ جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ اُس مسلمان کا کیا حق ہے۔ جس کی وصیت تین دن تک اُس کے سرہانے لکھی رکھی ہے؟ تو میں نے وصیت لکھنے کے لیے دوات اور کاغذ منگوائے۔ اور نیند مجھ پر غالب آگئی۔ اور سو گیا۔ اور سوتے کے دوران میں نے دیکھا کہ سفید لباس میں ملبوس ایک حسین وجمیل نوجوان جس کے جسم سے خوشبو آرہی تھی۔ اندر آیا تو میں نے اُس سے پوچھا تجھے اندر آنے کی اجازت کس نے دی؟ اس نے کہا مجھے میرے رب نے آنے کی اجازت دی ہے۔ اُس نے کہا ڈریے مت مجھے تمہاری جان قبض کرنے کا حکم نہیں ہوا ہے۔ تو میں نے اُس سے کہا کہ مجھے دوزخ سے برائت کا پروانہ لکھ دو۔ تو اس نے کہا دوات اور کاغذ لاؤ۔ سو میں نے کاغذ اور دوات کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ جو سوتے وقت میرے سرہانے رکھے ہوئے تھے۔ میں نے وہ اُسے پکڑا دیے۔ تو اُس نے لکھا: "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ" یہاں تک کہ کاغذ کی دونوں طرفیں بھر گئیں۔ پھر اُس نے وہ کاغذ مجھے دے دیا۔ اور فرمایا یہ دوزخ سے تمہاری نجات کا پروانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ تو میں گھبرا کر جاگ گیا۔ اور میں نے دیا منگوایا۔ تو میں نے دیکھا کہ اُس کاغذ پر جو میرے سرہانے رکھا تھا۔ اُس کے دونوں طرف استغفر اللہ لکھا ہوا تھا۔

----❖❖❖----

باب نمبر:۱۳

موت کے بارے میں سوال

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دو آیات مبارک میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ "قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ" اور اس آیت کے درمیان "تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا" اور "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" کہ موت کی نسبت فرشتہ موت کی طرف اس لئے ہے کہ وہ براہ راست جان قبض کرتا ہے اور اس کے مددگار فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں کہ جان جسم سے نکلتے ہی اپنے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔ اور وفات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب اس لئے ہے کہ فاعل حقیقی یعنی موت کا دینے والا اصل میں وہی ذات ہے۔ اور امام کلبی کہتے ہیں کہ ملک الموت روح کو جسم سے قبض کرتا ہے۔ اور اسے رحمت کے فرشتوں عذاب کے فرشتوں کے سپرد کرتا ہے۔ اور ملک الموت کا مومن اور کافر کے ساتھ امتیازی سلوک کی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔

اور رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کی شکل وصورت میں بھی فرق ہے کہ فرشتوں میں مختلف شکلوں کے بدلنے کی صلاحیت حاصل ہے۔ وہ جو چاہیں شکل اختیار کر سکتے ہیں۔

باب نمبر:۱۴

ہر سال لوگوں کی زندگی کے فیصلے ہوتے ہیں

۱۔ امام دیلمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر سال ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لوگوں کی زندگیوں کے فیصلے ہو جاتے ہیں۔ (کہ اس برس کون کون مرے گا) یہاں تک کہ ایک انسان نکاح کرتا ہے اور اُس کے اولاد ہوتی ہے اور اس برس اُس کا نام زندوں کی فہرست سے نکل کر مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

۲۔ ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے بھی امام زہری کے حوالے سے اسی طرح کی روایت حضرت عثمان بن مغیرہ بن الاخنس سے مرفوعاً نقل کی ہے۔ اور اسے امام بیہقی نے شعب الایمان میں بھی روایت کیا ہے۔ اور امام ابن ابی حاتم نے بھی اس روایت کو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۳۔ امام ابو یعلیٰ نے سند حسن کے ساتھ المنذری کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے ماہ شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے آنجناب ؐ سے اس بارے میں استفسار کیا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس ماہ میں ہر انسان کی موت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ میری اجل آئے۔ تو میں روزہ رکھے ہوئے ہوں۔

پندرہ شعبان کی رات ملک الموت کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے جن کی اس سال موت لکھی ہوتی ہے

۴۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے۔ تو ملک الموت کو ایک رجسٹر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ جن کے نام رجسٹر میں لکھے ہوئے ہیں۔ اُن کی روحیں اس سال قبض کر لو۔ تو کوئی شخص پودے لگا رہا ہوتا ہے۔ اور نکاح کرتا ہے اور مکان بناتا ہے۔ اور اُس کا نام مردوں کی فہرست میں لکھا جا چکا ہوتا ہے، (اور اُسے معلوم تک نہیں ہوتا)۔

۵۔ ابن جریر نے حضرت کے غلام عمر سے روایت کی ہے۔ فرمایا ملک الموت کو ایک لیلۃ القدر سے دوسری لیلۃ القدر تک نام لکھ کر دے دیے جاتے ہیں۔ اور انسان عورتوں سے نکاح کرتا پایا جاتا ہے اور باغ پودے لگا رہا ہوتا ہے۔ مگر اُس کا نام مردوں میں لکھا ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ پندرھویں شعبان کو لوگوں کی قسمت کے فیصلے سال بھر تک کے لیے کر دیے جاتے ہیں۔ زندوں کا نام لکھا جاتا ہے اور مرنے والوں کا نام لکھا جاتا ہے حاجی لکھے جاتے ہیں پھر ان میں نہ کمی ہوتی ہے نہ زیادتی۔

۷۔ حضرت الدینوری نے "المجالسۃ" میں حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پندرھویں شعبان کو ملک الموت کی طرف وحی ہوتی ہے۔ ہر اس بندے کے متعلق جس کی اس سال روح قبض ہوتی ہے۔

۸۔ ابن ابی الدنیا نے اور حاکم نے مستدرک میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے بندے کی موت کا علم محافظ فرشتے کو ہوتا

ہے جو بندے کے اعمال آسمان پر لے جاتا ہے اور اس کا رزق لے کر آتا ہے جب اس کا رزق اس فرشتے کو نہیں دیا جاتا تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ مرنے والا ہے۔

۹۔ ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن حماد سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے، تمام مخلوق کے نام کا اس میں ایک پتہ ہوتا ہے تو جب وہ پتہ اس درخت سے گر جاتا ہے تو اس بندے کی روح اس کے جسم سے نکل جاتی ہے اسی کے متعلق قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا۔ (سورۃ الانعام آیت:۵۹)

----❖❖❖----

باب نمبر: ۱۵

میت کے پاس فرشتوں کے آنے کا بیان اور مرنے والا کیا کچھ دیکھتا ہے؟ اور اُسے کیا کہا جاتا ہے؟ اور مومن کو کیا خوش خبری دی جاتی ہے۔ اور کافر کو کس طرح سے ڈرایا جاتا ہے؟......؟......؟

۱۔ امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور طیالسی اور عبد البر نے اپنی اپنی مسندوں میں اور ہناد بن السری نے الزہد میں اور امام ابوداؤد نے سنن میں حاکم نے مستدرک میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں اور کئی دوسرے محدثین نے صحیح سندوں کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری شخص کے جنازہ کے لیے نکلے اور قبرستان تک پہنچے۔ جب انہیں دفن کر دیا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر جلوہ افروز ہو گئے۔ اور ہم لوگ آنجنابؐ کے آس پاس بیٹھ گئے اور ہم ایسے خاموش بیٹھے تھے۔ گویا ہمارے سروں کے اُوپر پرندے ہیں۔ اور آنجنابؐ کے دستِ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے آپؐ زمین کو کرید رہے تھے۔ تو آنجنابؐ نے اپنا سر مبارک اوپر اُٹھایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ عذاب قبر سے

پناہ مانگو دو یا تین مرتبہ آنحضورؐ نے فرمایا۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ جب دنیا سے رخصت ہونے لگتا ہے۔ اور آخرت کی طرف رُخ کرتا ہے۔ تو اُس کے پاس فرشتے روشن چہرہ سورج کی طرح چمکتے ہوئے آسمان سے اُترتے ہیں۔ اُن کے پاس جنت سے لائے ہوئے کفن کے کپڑے ہوتے ہیں۔ اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ وہ حد نظر تک اُس کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پھر موت کا فرشتہ آکر اُس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ اور اُس سے کہتا ہے۔ اے نفس مطمئنہ! چلو یہاں سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رضوان کی طرف چلو۔ تو وہ نکلنے کے لیے ایسے چل پڑتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ چلتا ہے۔ چاہے تمہیں اور طریقہ سے دکھائی دیتا ہے۔ جب فرشتہ جان نکال لیتا ہے۔ تو فرشتے اُس سے اُس روح کو لے لیتے ہیں۔ اور ایک لحہ بھی موت کے فرشتے کے پاس اُسے نہیں چھوڑتے۔ پھر وہ اُسے جنتی کفن پہناتے ہیں۔ اور جنت کی خوشبو میں اُسے بساتے ہیں۔ اور زمین اُس کی خوشبو سے مہک اُٹھتی ہے۔ اور وہ اُسے آسمان پر لے کر چڑھ جاتے ہیں اور جہاں سے وہ روح گزرتی ہے۔ فرشتے اُسے دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ خوشبو روح کس کی ہے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ یہ روح فلاں بن فلاں کی ہے۔ اور بڑے ادب و احترام سے اُس کا نام لیتے ہیں۔ جیسے اُس کے دنیا میں اچھے اچھے نام ہوتے تھے۔ اور پھر وہ اُسے پہلے آسمان پر لے کر چڑھ جاتے ہیں۔ اور دروازہ کھولنے کا کہتے ہیں۔ دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک مقرب فرشتے اُس کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح سے اُسے ساتویں آسمان تک لے جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے۔ کہ اس کا حساب علیین میں لکھ دو۔ اور اسے واپس زمین کی طرف لے جاؤ۔ کہ میں نے انہیں وہیں سے پیدا فرمایا ہے۔ وہی پر لوٹاؤں گا۔ اور وہیں سے انہیں دوبارہ اُٹھاؤں گا۔ تو اُس کی روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور دو فرشتے آکر اُسے بٹھا دیتے ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں۔ مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے رَبِّیَ اللّٰهُ کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ مَا دِیْنُکَ؟ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ میرا دین اسلام ہے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ یہ شخص کون ہے جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے وہ کہے گا آپ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔ یعنی ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وہ کہیں گے۔ یہ تمہیں کس نے بتایا؟ وہ کہے گا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی۔ اور میں اس پر ایمان لایا۔ اور اُسے سچا جانا۔ تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا۔ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو۔ اور اسے جنت کا لباس پہنا دو۔ اور جنت کی طرف اس کے لیے دروازہ کھول دو۔ تو اُسے جنت کی ہوائیں اور لپٹیں آئیں گی۔ اور خوشبوئیں ہر طرف مہک جائیں گی۔ اور حد نظر تک اُس کی قبر فراخ اور کشادہ کر دی جائے گی۔ اور اُس کے پاس ایک حسین وجمیل خوش لباس شخص آئے گا۔ جس سے خوشبوئیں آ رہی ہوں گی۔ وہ آ کر اُسے کہے گا کہ مسرت کے انعامات پر خوش ہو جاؤ۔ یہ وہی دن ہے۔ جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تو وہ پوچھے گا تم کون ہو؟ کیا خیر کی خبر لے کر آئے ہو؟ تو وہ کہے گا۔ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ تو وہ کہے گا۔ اے رب کریم قیامت برپا کر دے۔ اے رب کریم قیامت برپا کر دے۔ کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس چلا جاؤں۔

راوی کہتے ہیں۔ کہ کافر بندہ جب دنیا سے الگ ہوگا۔ اور آخرت کو سدھارے گا۔ تو آسمان سے اُس کی طرف سیاہ چہرہ والے آئیں گے۔ اُس کے پاس اس کافر کے لیے بوری کا لباس ہوگا۔ وہ حد نظر تک اُس کے سامنے بیٹھ جائیں گے پھر ملک الموت آئے گا۔ جو اس کے سرہانے بیٹھ جائے گا۔ اور اُس سے کہے گا۔ اے خبیث روح! چلو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی طرف چلو۔ اور اُس کے پورے جسم میں پنجہ گاڑ دے گا۔ اور اُسے ایسے کھینچ کر نکالے گا۔ جس طرح لوہے کے کانٹوں سے گیلی اُون کو تار تار کیا جاتا ہے۔ اُس کے جان نکلتے ہی عذاب کے فرشتے اُسے اُچک لیں گے۔ اور اُسی بوری میں لپیٹ کر جس سے مردار کی بدبو آ رہی ہوگی۔ کہ زمین پر اُس جیسی بدبو اور کوئی نہیں ہے۔ اُسے لیکر چڑھیں گے۔

اور جہاں سے بھی اُسے لے کر گزریں گے۔ فرشتے کہیں گے۔ یہ خبیث روح کس کی ہے؟ وہ کہیں گے فلاں بن فلاں کی اور دنیا کے بدترین نام لے کر بتائیں گے۔ یہاں تک وہ اُسے پہلے آسمان پر لے کر پہنچیں گے۔ اور دروازہ کھولنے کو کہا جائے گا۔ لیکن دروازہ نہیں کھولا جائے گا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ" کہ ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا۔ اسے سب سے نچلے درجے میں لکھ دو۔ جو ساتوں زمینوں کے انتہائی نیچے ہے۔ اور اُس کی روح بری طرح سے وہاں پر پھینک دی جائے گی۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: "مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ كَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ" جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔ گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا اور پرندے اُسے نوچ رہے ہیں۔ یا ہوا نے اُسے اٹھا کر کسی دور دراز جگہ میں پھینک دیا ہے۔

اور پھر اُس کی روح اُس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اور دو فرشتے اُس کے پاس آ کر اُسے بٹھا دیتے ہیں اور اُسے کہتے ہیں۔ مَنْ رَّبُّكَ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا۔ میرے بندے نے جھوٹ بولا ہے۔ اس کے لیے جہنم کا بچھونا بچھا دو۔ اور جہنمی لباس پہنا دو۔ اور دوزخ کا دروازہ اس کی طرف کھول دو۔ کہ اس کی گرم ہوائیں اور لپیٹیں آتی رہیں گی۔ اور اُس پر اُس کی قبر تنگ کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اُس کی دونوں پسلیاں آپس میں گڈمڈ ہو جائیں گی اور ایک بدنما چہرے والا شخص اُس کے پاس آئے گا۔ جس سے بدبو کے بھبکے اُٹھ رہے ہوں گے۔ اس نے بدنما اور کریہہ لباس پہنا ہوگا وہ اس سے کہے گا کہ اپنے برے اعمال کا انجام دیکھ لے۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ تھا وہ پوچھے گا۔ تم کون ہو؟ تمہارے چہرے سے حشر کی خبر مل رہی ہے۔ وہ کہے گا۔ میں تمہارا برا

عمل ہوں۔ خبیث ترین، تو وہ کہے گا۔ اے رب قیامت برپا نہ کرنا۔

۲۔ ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور ابن ابی الدنیا نے یزید الرقاشی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے۔ میرے دوست کے پاس جاؤ۔ میں نے اُسے خوشی اور غمی میں آزمایا ہے۔ میں نے اُسے اپنی مرضی کے مطابق پایا ہے۔ جاؤ میں اُسے دنیا کے غموں سے نجات دینا چاہتا ہوں۔ تو ملک الموت اُس بندۂ خدا کے پاس آتا ہے اور اُس کے ساتھ پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں۔ اور ان کے پاس جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے۔ اور ایمان کے پھولوں کے گلدستے ہوتے ہیں۔ اُس میں ایک پھول ایمان کا خاص طور پر ہوتا ہے۔ اور اُس کے اوپر بیس رنگ کے پھول ہوتے ہیں۔ اور ہر پھول کی خوشبو جدا ہوتی ہے۔ اور اُن کے پاس سفید رنگ کا ریشم ہوتا ہے۔ اور اس میں خالص کستوری کی مہک ہوتی ہے۔ اور ملک الموت اُس بندے کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ اور فرشتے اُس کے گرد حلقہ باندھ لیتے ہیں۔ اور ہر فرشتہ اس کے اعضاء بدن پر اپنا اپنا ہاتھ رکھتا ہے۔ اور اُس کے اوپر یہ ریشمی کپڑا پھیلا دیتا ہے۔ اور خالص کستوری کی خوشبو اس کی ٹھوڑی کے نیچے لگائی جاتی ہے۔ اور جنت کی طرف دروازہ اُس کے لیے کھول دیا جاتا ہے۔ اور اُسے اس وقت جنت کے عجائبات کی امید ہو جاتی ہے۔ کبھی جنت کی حوروں کی۔ کبھی جنت کے جوڑوں کی۔ کبھی جنت کے پھلوں کی۔ جیسے بچے کو روتے وقت گھر والوں کی طرف سے بہلایا جاتا ہے۔ اور اس کی حور بیویاں اس موقع پر بہت خوشی کا اظہار کرتی ہیں۔ اور راوی فرماتے ہیں۔ کہ مومن کی روح شوق سے بڑھ کر آگے جاتی ہے۔ اور موت کا فرشتہ کہتا ہے۔ اے پاک روح۔ بے خار پھلوں کی طرف نکل چل اور تہ بہ تہ خوشوں کی طرف روانہ ہو جا۔ اور لمبے سایوں، بہتے چشموں میں پہنچ جا۔ اور ملک الموت اُس پر ماں کے بچہ پر نرمی و شفقت کرنے سے بھی زیادہ نرمی اور شفقت کرتا ہے۔ اُسے معلوم

ہوتا ہے کہ یہ روح اُس کے رب کو محبوب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل اکرام ہے۔ اور وہ اس پاکیزہ روح پر نرمی کر کے رضاء الٰہی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور اُس بندۂ خدا کی روح جسم سے ایسے نکل جاتی ہے۔ جس طرح آٹے سے بال با آسانی نکل آتا ہے۔ فرمایا اس کی روح نکلتی ہے۔ اور اُس کے آس پاس فرشتے کھڑے ہوتے ہیں۔ "سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ" تم پر سلامتی ہے جنت میں داخل ہو جاؤ کہ تم نیک اعمال کیا کرتے تھے۔ اور نیز فرمان باری تعالیٰ ہے۔ "الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ" یہی لوگ ہیں۔ جنہیں پاکیزہ فرشتے وفات دیتے ہیں۔ اور فرمایا "فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّةُ نَعِيمٍ" اگر بندہ اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے۔ تو وہ راحت و آرام اور جنت کی نعمتوں میں رہتا ہے۔ فرمایا: روح موت کی سختی سے آرام اور ریحان روح کے نکلتے وقت آسانی، اور جنت کی نعمتیں اس کے سامنے حاضر۔ جب ملک الموت اُس کی جان قبض کر لیتا ہے۔ تو روح جسم سے کہتی ہے۔ "جَزَاكَ اللّٰهُ عَنِّيْ خَيْرًا لَقَدْ كُنْتَ بِيْ سَرِيْعًا اِلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى بَطِيْئًا بِيْ عَنْ مَعْصِيَتِهٖ فَهَنِيْئًا لَكَ الْيَوْمَ لَقَدْ نَجَوْتَ وَاَنْجَيْتَ" اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے۔ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں تیز رفتار تھا۔ اور اُس کی نافرمانی میں سست تھا۔ آج تجھے مبارک ہو کہ تو خود بھی بچ گیا۔ اور مجھے بھی بچا لیا۔ تو جسم جواب میں روح سے اسی طرح کہتا ہے۔ اور زمین کے وہ تمام ٹکڑے اُس پر روتے ہیں جن پر وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیا کرتا تھا۔ اور آسمان کے ہر دروازے سے اُس کے نیک اعمال اوپر چڑھتے ہیں۔ اور چالیس دن تک اُس کا رزق آسمان سے اُترتا رہتا ہے۔ جب اُس کی جان قبض ہو جاتی ہے۔ تو پانچ سو فرشتے اُس کے جسم کے قریب مقیم ہو جاتے ہیں۔ اور جب لوگ اُسے قبر میں لٹا جاتے ہیں۔ تو فرشتے اس کی کروٹیں بدل دیتے ہیں۔ لوگوں کے کفن پہنانے سے پہلے ہی اُسے جنت کا کفن پہنا دیتے ہیں۔ اور خوشبو لگانے سے پہلے ہی جنت کی خوشبو لگا دیتے ہیں۔

اور میت کے گھر کے دروازے سے قبر تک اُس کے استقبال کے لیے دو رویہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کے لیے استغفار کرتے جاتے ہیں۔ اس وقت شیطان اتنے زور سے چیخ مارتا ہے۔ کہ اُس کے جسم کی بعض ہڈیاں کڑکڑا جاتی ہیں۔ اور وہ اپنے لشکروں سے کہتا ہے۔ تمہارے لیے بربادی ہے کہ تمہارے ہوتے ہوئے یہ بندہ بچ کر کیسے نکل گیا۔ وہ کہتے ہیں یہ تو تھا ہی معصوم جب ملک الموت اُس نیک بندے کی روح کو لے کر آسمان پر جاتا ہے تو جبریل امین ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اُس کا استقبال کرتا ہے۔ اور سب اُسے رب العزت کی جانب سے بشارت دیتے آتے ہیں۔ جب ملک الموت اُس کی روح کو لے کر عرش تک پہنچتا ہے تو روح اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے۔ کہ میرے بندے کی روح کو لے جا کر گنجان سدرہ کے پاس رکھ دو۔ جہاں بھرپور خوشے ہیں۔ لمبے سائے ہیں۔ اور بہتے چشمے ہیں جب اُسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو نماز آ جاتی ہے۔ اور اُس کے دائیں جانب کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور روزہ آ کر اُس کے بائیں جانب کھڑا ہو جاتا ہے اور قرآن کریم اور ذکر اللہ اُس کے سر پر ڈھال بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اُس کا نماز کے لیے چل کر جانا۔ اُس کے پیروں کی حفاظت کے لیے پہنچ جاتا ہے۔ اور صبر آ کر قبر کے ایک کنارے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عذاب کی ایک لمبی گردن بھیجتا ہے اور وہ اس کے دائیں طرف سے آتی ہے۔ تو نماز اُسے کہتی ہے۔ دُور رہو، اس شخص کی تمام عمر جفاکشی میں گزری ہے۔ یہ اب آرام کر رہا ہے۔ اور پھر گردن اُس کے بائیں جانب سے آتی ہے۔ تو روزہ اُسے اسی طرح کہہ کر پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ اور پھر وہ سر کے اوپر کی جانب سے آتی ہے۔ تو اُسے اسی طرح سے کہہ کر ہٹا دیا جاتا ہے۔ تو ن طرح عذاب کسی طرف سے بھی نہیں آ سکتا۔ تو عذاب کوئی راستہ تلاش کرتا ہے۔ تو ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کے اس دوست کی اطاعت اُس کی حفاظت کرتی ہے۔ تو یہ دیکھ کر عذاب وہاں سے نکل جاتا ہے۔ اور صبر تمام اعمال سے کہتا ہے۔ میں اس وقت اس کی مدد کو نہیں

اُٹھا۔ کیونکہ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ تم کیا کرتے ہو؟ اگر تم کچھ نہ کرتے تو میں اس کی مدد کے لیے آگے بڑھتا۔ اب جبکہ تم نے اس کی مدد کی ہے۔ لہٰذا اب میں پل صراط اور اعمال کے تلنے کے وقت اس کی مدد کو پہنچوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے۔ جن کی دونوں آنکھیں بجلی کی طرح چمک رہی ہوتی ہیں۔ اور اُن کی آواز گرجنے والی کڑک دار بجلی کی طرح ہوتی ہے۔ اور اُن کی داڑھیں سینگوں کی طرح نوکدار اور سخت ہوتی ہیں۔ اور اُن کے سانس شعلوں کی طرح نکل رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنے بالوں کو پیروں تلے روندتے ہوئے چل رہے ہوتے ہیں۔ اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان لمبا فاصلہ ہوتا ہے۔ نرمی اور شفقت اُن کے قریب بھی پھٹکی نہیں ہوتی۔ ہاں صرف مومنوں کے لیے ہوتی ہے۔ انہیں منکر اور نکیر کہتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں اتنے بڑے بڑے ہتھوڑے ہوتے ہیں۔ جو اتنے وزنی ہوتے ہیں۔ جنہیں جن وانس بھی مل کر نہیں اُٹھا سکتے۔ وہ آکر اُسے کہتے ہیں۔ اُٹھ کر بیٹھ جاؤ۔ وہ اپنی قبر میں سیدھا ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اُس کا کفن اُس کے دونوں پہلوں میں گر جاتا ہے۔ وہ اُسے کہتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے۔ اور تیرے نبی ؐ کون ہیں؟ تو مومن بندہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسلام میرا دین ہے اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے نبی ہیں۔ اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں۔ تم نے سچ کہا۔ تو وہ قبر کو اس کے لیے کھول دیتے ہیں۔ اور آگے پیچھے۔ دائیں بائیں اور اوپر نیچے کشادہ کرتے ہیں۔ اور پھر اُسے کہتے ہیں۔ ذرا اُوپر دیکھو۔ وہ اوپر دیکھتا ہے۔ تو جنت تک دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ کے دوست یہ تمہارا اصلی گھر ہے۔ کیونکہ تم نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے۔ کہ اس مومن کے دل کو ایسی فرحت پہنچتی ہے۔ کہ وہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ پھر اُسے کہا جائے گا۔ اپنے نیچے کی طرف جھانک کر دیکھو۔ تو وہ نیچے دیکھے گا۔ تو جہنم پر اُس

کی نظر پڑے گی۔ تو وہ دونوں کہیں گے۔ اے اللہ تعالیٰ کے دوست تم اس سے بچ گئے ہو۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس سے اُسے اتنی راحت حاصل ہوگی۔ کہ کبھی ختم ہونے میں نہیں آئے گی۔ اور اُس کے لیے جنت کے سات دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور پھر اُسے جنت کی طرف سے ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبوئیں پہنچتی رہیں گی۔ یہاں تک کہ اُسے روز قیامت قبر سے اُٹھایا جائے گا۔

اور آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرماتا ہے۔ جاؤ میرے دشمن کو میرے پاس لے کر آؤ۔ کہ میں نے دنیا میں اُس کے رزق و لباس میں فراخی عطا فرمائی اور ہر قسم کی نعمتوں سے اُسے مالا مال فرمایا۔ لیکن وہ میری نافرمانی ہی کرتا رہا۔ اُسے میرے پاس لاؤ کہ آج میں اس سے بدلہ لوں۔ تو فرشتہ نہایت ہی بدصورت شکل میں اُس کے پاس جاتا ہے۔ کہ ایسی بدصورت کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ اُس کی بارہ آنکھیں ہوتی ہیں۔ اور اُس کے پاس کانٹے دار لوہے کی سیخیں ہوتی ہیں۔ اور اُس کے ہمراہ پانچ سو فرشتے ہوتے ہیں جن کے پاس گرم تانبہ کے انگارے ہوتے ہیں۔ اور بھڑکتی ہوئی آگ کے کوڑے ہوتے ہیں۔ اور انہیں لوہے کی کانٹے دار سیخوں سے مارتے ہیں۔ کہ اُن کا ہر کانٹا ایک ایک بال کی جڑ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اس کے رگ و ریشے میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ اُسے گھماتا ہے۔ اور یکدم سے اُسے کھینچتا ہے۔ کہ روح اُس کے ناخنوں اور پیروں کے ذریعے سے نکلتی ہے۔ اور پھر وہ اُسے پیچھے کی طرف سے ڈالتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا دشمن مدہوش ہو جاتا ہے۔ اور فرشتے اُس کے چہرے اور دُبر پر کوڑے برساتے ہیں۔ اور پھر ایک دم سے اُس کی ایڑیوں کے راستہ سے اُس کی روح کو کھینچتے ہیں۔ اور پھر اُس کے دونوں گھٹنوں میں ڈالتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا دشمن مدہوش ہو جاتا ہے۔ اور پھر اُس کے چہرہ اور دُبر پر کوڑے برستے ہیں۔ اور اسی طرح سے اُس دونوں پہلوں میں گاڑ دیتے ہیں۔ اور اسی طرح سے اُس کے حلق، سینہ پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

اور پھر فرشتے اس کی ٹھوڑی کے نیچے، تانبے اور آگ کے اُن انگاروں کو رکھتے ہیں۔ اور فرشتہ موت اُس سے کہتا ہے۔ کہ اے لعین وملعون نفس چل بھڑکتے ہوئے جہنم کی طرف چل۔ اور کھولتے ہوئے پانی کی طرف چل۔ اور گرم جھلنے والے سایوں کی طرف چل۔ جن میں نہ ٹھنڈک ہے نہ آرام۔ اور جب ملک الموت اُس کی روح کو قبض کر لیتا ہے۔ تو روح جسم سے کہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے شر کا بدلہ دے۔ کہ تو خود بھی ہلاک ہوا۔ اور مجھے بھی ہلاکت میں ڈالا۔ اور جسم بھی روح کو اسی طرح کہتا ہے۔ اور زمین کے وہ مقامات اس پر لعنت کرتے ہیں۔ جن پر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیا کرتا تھا۔ اور ابلیس لعین کے لشکر ابلیس کے پاس جاتے ہیں۔ اور اُسے خوش خبری سناتے ہیں کہ ہم نے ایک انسان کو جہنم تک پہنچا دیا ہے۔

جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اُس کے لیے تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی پسلیاں آپس میں گڈمڈ ہو جاتی ہیں۔ اور دائیں پسلی بائیں پسلی میں گھس جاتی ہے۔ اور بائیں دائیں میں اور پھر اللہ تعالیٰ اُس کے لیے کالے رنگ کے ناگ (اژدہے) بھیجتا ہے۔ جو اُسے ناک کے نتھنے اور پیروں کے انگوٹھوں سے اُسے دبوچ لیتے ہیں۔ اور اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ اور فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ اُس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے۔ جو اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا تو اُسے کہا جاتا ہے۔ نہ تو نے جانا نہ پڑھا۔ اور پھر اُسے بہت زور سے مارتے ہیں۔ کہ اُس کی قبر سے شعلے اُٹھنے لگتے ہیں۔ پھر اُس کے پاس دوبارہ متوجہ ہوتے ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں۔ ذرا اُوپر دیکھو۔ وہ دیکھتا ہے۔ تو جنت کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو دونوں فرشتے اُسے کہتے ہیں۔ اے دشمن خدا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا۔ تو یہ تیرا مقام ہوتا۔ فرمایا: قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تو جنت سے محرومی کے بعد، اس کے دل میں ایسی حسرت پیدا ہوگی۔ جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اور پھر جہنم کی

طرف اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے۔ اے اللہ کے دشمن۔ اب یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا۔ اور پھر اُس کے لیے جہنم کے ستتر (۷۷) دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ جن سے اُسے گرمی کی شدت اور جھلسا دینے والی گرم ہوائیں آتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ روزِ قیامت اُسے قبر سے دوزخ کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

۳۔ حضرت سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی "وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا" کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ وہ فرشتے ہیں۔ جو کافروں کی روح قبض کرتے ہیں۔ "وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا" یہ وہ فرشتے ہیں۔ جو کافروں کی جان ناخنوں اور جلد کے درمیان سے کھینچ کر نکالتے ہیں۔ "وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا" یہ وہ فرشتے ہیں جو مومنوں کی روحیں زمین و آسمان کے درمیان تیرتے ہوئے آرام سے لے جاتے ہیں۔ "فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا" یہ وہ فرشتے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر مومنوں کی روحوں کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے ہیں۔

۴۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ کافروں کی روحیں ہیں جو کھینچ کر نار دوزخ میں غرق کردی جاتی ہیں۔

۵۔ حضرت جویبر نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے "وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا" فرمایا یہ کافروں کی روحیں ہیں۔ جب موت کا فرشتہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی خبر دیتا ہے۔ تو وہ غم کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور اُن کی جان گوشت اور پٹھوں سے الگ کرتے ہیں۔ اور "وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا" وہ فرشتے ہیں جو مومنوں کی روحیں لے کر جاتے ہیں۔ جب ملک الموت مومن کو دیکھتا ہے۔ تو اُس سے کہتا ہے۔ اے پاک روح! چل یہاں سے نکل کر راحت اور خوشبو کے مقام پر چلی جا۔ تمہارا رب تم پر

ناراض نہیں ہے۔ تو وہ ایک تیراک کی طرح آسمان کی وسعتوں میں تیرتا ہوا جائے گا۔ اور خوش و خرم جنت کی طرف بڑھے گا۔ "وَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا" یعنی احترام و عزت کے ساتھ چلتے ہوئے جاتے ہیں۔

۶۔ ابن ابی حاتم حضرت ربیع بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے "وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا، وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا" کے بارے میں فرمایا۔ یہ دونوں آیات کفار کے لیے ہیں کہ نزع کے وقت شدت اور سختی کا بیان ہے۔ کہ کانٹے دار سیخوں سے جیسے اُون کو دھنا جاتا ہے۔ اس طرح سختی اور درد سے اُن کی جان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نکلے گی۔ اور فرمان باری تعالیٰ "وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا، فَالسَّابِقَاتِ سَبْقًا" یہ دونوں آیتیں مومنوں کے بارے میں ہیں۔

۷۔ سدی نے اس فرمان باری تعالیٰ کے بارے میں "وَالنَّازِعَاتِ غَرْقًا" فرمایا جب سانس سینے میں تیرتی ہے "وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطًا" کے بارے میں فرمایا فرشتے آرام سے پیروں کے انگوٹھوں کے راستے مومن کی روح نکال لیں گے۔ "وَالسَّابِحَاتِ سَبْحًا" جب روح مومن جوف سے تیرتی ہوئی نکل جاتی ہے۔

۸۔ عبدالرحیم دمشقی نے کتاب "الاخلاص" میں فرمایا ہے کہ ہمیں ابن المقرا نے الاصبح سے اور انہوں نے ضحاک سے خبر دی ہے۔ فرمایا: جب مومن بندے کی روح قبض کی جاتی ہے۔ تو اُسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور اُس کے ساتھ مقرب فرشتے چلتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ مقرب کون ہیں؟ فرمایا جو دوسرے آسمان کے فرشتوں سے افضل ہیں۔ پھر وُہ اسے آسمان ثالث کی طرف لے کر جاتے ہیں۔ پھر چوتھے، پانچویں، چھٹے، ساتویں یہاں تک سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا اُسے سدرۃ المنتہیٰ کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے تمام احکام وہیں جا کر پہنچتے ہیں۔ اُس سے آگے نہیں بڑھتے، فرشتے جا کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔ یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ حالانکہ اللہ کریم کو سب معلوم ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے لیے عذاب سے نجات

کی مہر لگی ہوئی ایک چٹ (پرچہ) آتی ہے۔ اور فرمان باری سے یہی مراد ہے۔

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ○ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ ○ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ○ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں کافروں کا نامہ اعمال سجین میں رہے گا۔ اور آپ کو کچھ معلوم ہے۔ کہ سجین میں رکھا ہوا نامہ عمل کیا چیز ہے؟ وہ لکھا ہوا ایک دفتر ہے۔ جھٹلانے والوں کے لیے بربادی ہے۔ اور آگے جا کر ارشاد باری ہے۔

كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ○ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ○ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ○ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ○ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ○

ترجمہ: ہرگز نہیں، نیک لوگوں کا اعمال نامہ علیین میں رہے گا۔ اور آپ کو کچھ معلوم ہے۔ کہ علیین کیا چیز ہے؟ رجسٹر ہے لکھا ہوا۔ جسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔ بے شک نیک لوگ بڑے آرام میں ہوں گے۔

۹۔ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرائی گئی۔ اور آنجناب ؐ کو سدرۃ المنتہٰی تک لے جایا گیا۔ تو آنجناب ؐ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ نیک لوگوں کی روحیں پہلے وہاں پہنچائی جاتی ہیں۔

۱۰۔ حدیث اسریٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ پھر آنجناب ؐ سدرۃ المنتہٰی تک پہنچے۔ تو آنجناب ؐ سے کہا گیا۔ کہ یہ سدرۃ المنتہٰی ہے۔ اور آپ کی اُمت کی روحیں یہیں پر پہنچائی جاتی ہیں۔ سوائے ان کے جو آنجناب ؐ کے راستہ پر نہیں چلتے۔ اس روایت کو ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بزار وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

۱۱۔ ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب "الاحوال والایمان" میں حضرت ابوسعید الخدری

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی مومن جب آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور دنیا کی طرف پیٹھ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے آتے ہیں۔ جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ اُن کے پاس جنت کا کفن اور خوشبو ہوتی ہے۔ وہ آکر اُس کے قریب وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ جہاں سے وہ اُسے دکھائی دیتے ہیں۔ جب اُس کی روح بدن سے جدا ہو جاتی ہے۔ تو زمین سے آسمان تک فرشتے اُس کے لیے دعائیں کرتے جاتے ہیں۔

۱۲۔ امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا جب مومن کی روح نکل جاتی ہے۔ تو دو فرشتے اُسے ہاتھوں ہاتھ لے لیتے ہیں۔ اور اُسے لے کر اوپر آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔ حماد فرماتے ہیں۔ پھر انہوں نے اُن کی خوشبو کی مہک کا ذکر فرمایا۔ اور پھر وہاں کی کستوری کا ذکر فرمایا پھر فرمایا کہ آسمان والے کہتے ہیں۔ پاک روح آئی ہے۔ اور زمین کی طرف آئی ہے۔ تم پر اے روح اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں۔ اور تیرے جسم پر ہوں جس کو تو (نیکیوں) سے آباد کرتی رہی۔ پھر اُسے بارگاہِ الٰہی میں لے جاتے ہیں۔ اور رب ذوالجلال اُن سے کہتا ہے۔ کہ اسے اخیر تک پہنچا دو۔ فرمایا: جب کافر کی روح نکلتی ہے۔ تو اس کی بدبو کا ذکر فرمایا۔ اور اس پر لعنت لعنت کا تذکرہ کیا۔ اور اہل آسمان کہتے ہیں کہ ایک خبیث روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ اسے اس کے آخری انجام تک لے جاؤ۔

۱۳۔ امام احمد، ابن حبان، نسائی، الحاکم اور البیہقی نے روایت کی ہے۔ اور الفاظ امام بیہقی کے ہیں۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے۔ تو رحمت کے فرشتے سفید رنگ کا ریشمی کپڑا لے کر آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اے روح مومن راضی خوشی اللہ تعالیٰ کے تیار کردہ آرام کی طرف چل پڑو۔ جہاں خوشبوئیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تجھ پر ناراض بھی نہیں ہے۔ تو وہ روح

کستوری کی خوشبو کی طرح مہکتی ہوئی چل پڑتی ہے۔ اور فرشتے اُسے ہاتھوں ہاتھ لے کر چلتے ہیں۔ اور اُس کی خوشبو سونگھتے ہوئے جاتے ہیں۔ اور اُسے آسمان کے دروازے تک لے جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ دیکھو کتنی پاکیزہ روح زمین کی طرف سے آئی ہے۔ جب بھی کسی آسمان پر یہ روح پہنچتی ہے۔ فرشتے اسی طرح سے ہی کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ مومنوں کی روحوں میں اُسے لے آتے ہیں۔ تو وہ بھی اسے دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور پھر اُس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں رشتہ دار کا کیا حال ہے؟ تو روح کہتی ہے۔ اُسے جانے دو وہ بھی اس دنیا داروں سے نجات حاصل کرے گا۔ اس وقت تو وہ دنیا کی مشقتوں میں گرفتار ہے۔ اور روح اُن سے پوچھتی ہے کہ فلاں شخص فوت ہو کر آیا تھا اس کا کیا حال ہے۔ وہ کہیں گے کہ اُسے چھوڑو۔ وہ اپنے ٹھکانے ہاویہ جہنم میں پہنچ گیا ہے۔

اور کافر کے پاس فرشتہ عذاب ایک موٹا بالوں کا کمبل لے کر آتے ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں۔ چلو نکلو یہاں سے اللہ تعالیٰ تم پر ناراض ہے۔ تو وہ مردار جیسی بدبو کے ساتھ وہاں سے نکلتی ہے۔ اور اُسے زمین کے دروازے پر لے کر جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں یہ بدبودار روح کہاں سے آئی ہے۔ اور جس زمین سے بھی اُسے لے کر گزرتے ہیں۔ سب یہی کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے کافروں کی روحوں کے ساتھ جا ملاتے ہیں۔

۱۴۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مرنے والے کے پاس موت کے فرشتے آتے ہیں۔ اگر وہ آدمی نیک ہوتا ہے تو کہتے ہیں۔ اے پاکیزہ روح چلو۔ جو پاک جسم کے اندر رہی ہے۔ چل تو قابل تعریف ہے۔ تجھے راحت اور جنت کی بشارت ہے۔ تیرا رب تجھ پر راضی ہے۔ ناراض نہیں ہے۔ اسی طرح مسلسل کہتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے لے کر پہلے آسمان پر پہنچ جاتا ہے اور دروازہ اُس کے لیے کھول دیا جاتا ہے۔ پوچھتے ہیں۔ یہ کون ہے؟ فرشتے کہتے ہیں۔ یہ فلاں بن فلاں ہے۔ تو اُسے کہا جاتا ہے۔ پاک روح کو خوش آمدید۔ جو

پاک جسم کے اندر تھا اور چلو تم قابلِ تعریف ہو اور تمہیں راحت اور جنت کی خوشخبری ہو۔ تجھ پر رب ناراض نہیں ہے۔ اور اس طرح کہتا ہوا اُسے اس آسمان کے اوپر تک لے جاتا ہے۔ جہاں رب العزت کا نزولِ اجلال ہوتا ہے۔

اور جب آدمی برا ہوتا ہے۔ فرشتہ موت اُسے کہتا ہے۔ چل خبیث رُوح نکل کر چل تو خبیث جسم کے اندر رہی ہے۔ نکل تو قابلِ مذمت ہے۔ تجھے کھولتے ہوئے گرم پانی اور پیپ کی بشارت ہے۔ اور اس طرح کئی اور عذاب اور مصیبتیں ہیں۔ اور اسی طرح سے اُسے کہتے جائیں گے۔ کہ اُسے آسمان کی طرف لے چلیں گے۔ دروازہ کھلوایا جائے گا۔ تو پوچھا جائے گا یہ کون ہے؟ بتائیں گے فلاں بن فلاں ہے۔ تو کہا جائے گا۔ اس خبیث روح کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں ہے۔ یہ خبیث جسم کے اندر رہی ہے۔ واپس جاؤ تم قابلِ مذمت ہو۔ اور اُس کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ اور اُسے آسمان سے واپس قبر میں لایا جائے گا۔

۱۵۔ بزار، ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن کی وفات کا وقت آتا ہے۔ تو فرشتے ریشمی کپڑے لے کر آتے ہیں۔ جو کستوری کی خوشبو میں بسائے ہوتے ہیں۔ اور ساتھ میں ایمان کے پھولوں کے گلدستے ہوتے ہیں۔ اور پھر مومن کی روح جسم سے اس طرح نکال لی جاتی ہے۔ جس طرح آٹے سے بال بہ آسانی نکالا جاتا ہے۔ اور اُس سے کہا جاتا ہے۔ اے پاکیزہ رُوح! خوشی سے چل پڑ کہ تجھ سے سب راضی ہیں۔ تم راحت و آرام اور اکرام کی طرف چلو۔ جب روح نکلتی ہے۔ تو اُسے اُن ہی ریشمی کپڑوں اور کستوری اور ریحان کے اُوپر رکھ کر علیین کی طرف لے جاتے ہیں۔

اور جب کافر کی موت آتی ہے۔ تو فرشتے موٹے بالوں کا کمبل لے کر آتے ہیں۔ جس میں آگ کے انگارے ہوتے ہیں۔ اور سختی سے اُس کی روح کو کھینچ کر نکالتے ہیں۔ اور اُسے کہتے ہیں۔ اری خبیث روح! چل نکل یہاں سے تجھ پر

سب ناراض ہیں۔ اب تجھے ذلت اور عذاب کی طرف جانا ہے۔ اور جب اُسے جسم سے نکال کر ان انگاروں کے اوپر رکھ کر چلتے ہیں۔ تو اس کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ اور بدبودار کمبل میں لپیٹ کر اُسے سجین میں جا پھینکتے ہیں۔

۱۶۔ ہناد بن السری نے کتاب ''الزہد'' میں اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں اور طبرانی نے الکبیر میں ثقات آدمیوں کی سند سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا جب بندہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہوتا ہے۔ تو اس کے پہلے قطرۂ خون کے زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو ملیامیٹ کر دیتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت سے ایک چادر بھیجتا ہے۔ اس میں اس کی روح لپیٹی جاتی ہے۔ اور روح کے علاوہ جسم بھی جنت کی چادر میں لپیٹا جاتا ہے۔ اور پھر اُسے فرشتوں کی فوج کے ساتھ اوپر کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے۔ کہ فرشتوں کی یہ فوج جب سے اللہ تعالیٰ نے اُسے پیدا کیا ہے۔ اُس کی خدمت میں مقرر ہے۔ اور پھر اُسے خدائے رحمان کی بارگاہ میں لایا جاتا ہے۔ اور شہید کی روح فرشتوں سے پہلے بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اُسے بخش دیا جاتا ہے۔ اور اُسے پاک و مطہر کر دیا جاتا ہے۔ اور پھر شہدائے کرام میں لے جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ شہداء کو دیکھتا ہے۔ کہ وہ سبز رنگ کے باغیچوں، ریشم کے خیموں میں ہیں۔ اور وہاں مچھلی اور بیل ہوتے ہیں۔ کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا شکار کرتا ہے۔ مچھلی جنت کی نہروں میں ہوتی ہے۔ جو جنت کے ہر رنگ اور ہر مزے اور خوشبو کے پھل کھاتی ہے۔ جب شام ہوتی ہے۔ تو بیل اُسے سینگ سے جنتیوں کے لیے شکار کرتا ہے۔ اور اُسے کھانے کے لیے پاک کر دیتا ہے۔ اور شہداء اُس کے گوشت میں جنت کے تمام پھلوں کا ذائقہ پاتے ہیں۔ اور ہر قسم کی خوشبو اس میں موجود ہوتی ہے۔ اور مچھلی بیل کو اپنی دم سے شہدا کے لیے شکار کرتی ہے۔ کہ وہ لوگ اس کا خوشبودار گوشت کھاتے ہیں۔ جس میں جنت کے ہر پھل کا ذائقہ موجود ہوتا ہے۔ اور بیل جنت میں رات دن کھلا پھرتا رہتا ہے۔

اور جنتی اپنے اپنے مقامات معلوم کرلیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے قیامت قائم ہونے کی دعا کریں گے۔ تا کہ ان مقامات کو حاصل کرسکیں۔

جب اللہ تعالیٰ مومن بندے کو فوت کرنا چاہتا ہے تو دو فرشتے اس کی طرف روانہ فرماتا ہے جو جنت سے کفن لے کر آتے ہیں جس میں ریحان جنت کی خوشبو بسی ہوتی ہے۔ وہ دونوں مومن سے کہتے ہیں۔ اے پاک روح! یہاں سے نکل کر راحت وریحان کی طرف چل۔ جہاں تیرا رب تجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوگا۔ چل تو نے بہتر سامان آگے بھیجا ہے۔ تو وہ نہایت عمدہ کستوری کی خوشبو میں لپٹی ہوئی وہاں سے روانہ ہوگی۔ کہ ایسی خوشبو کبھی تمہارے ناک میں نہیں پہنچی ہوگی۔ اُسے آسمان تک لے چلیں گے۔ فرشتے کہیں گے۔ سبحان اللہ۔ زمین سے آج کیسی پاکیزہ روح آئی ہے۔ وہ روح جس دروازے پر بھی پہنچے گی۔ دروازہ کھل جائے گا۔ اور سب فرشتے اُس کے لیے دعائیں اور سفارشیں کریں گے۔ یہاں تک کہ اُسے بارگاہِ الٰہی میں لایا جائے گا۔ پہلے فرشتے بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہوں گے۔ اور پھر عرض کریں گے۔ اے رب کریم یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔ ہم اسے فوت کرکے لائے ہیں۔ اور تو اسے خوب جانتا ہے۔ اللہ پاک فرمائے گا۔ اسے کہو کہ میری بارگاہ میں سجدہ کرے تو روح سجدہ ریز ہو جائے گی۔ پھر میکائیل فرشتے کو بلایا جائے گا۔ اور اُسے حکم ہوگا کہ اس پاک روح کو مومنوں کی روحوں سے ملا دو۔ اور تم سے روزِ قیامت اس کے بارے میں پوچھوں گا۔ پھر اس کی قبر کو کشادہ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ اور وہ ستر گز تک وسیع کردی جاتی ہے۔ اور اس میں ریحان کے گلدستے رکھے جاتے ہیں۔ اور ریشم کا بستر بچھایا جاتا ہے۔ اور اگر اُسے کچھ قرآن کریم یاد ہو تو وہ اُس کی قبر میں روشنی کا کام دیتا ہے۔ اور مزید سورج کی روشنی اس کے لیے کردی جاتی ہے۔ اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اور پھر وہ صبح وشام جنت میں اپنا ٹھکانہ ملاحظہ کرتا رہتا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ کافر کو موت دینا چاہتا ہے۔ تو وہ فرشتے اس کی طرف بھیجتا ہے۔ جن کے پاس دو موٹے موٹے کپڑے ہوتے ہیں نہایت بدبودار۔ اور نہایت کھردرے اور غلیظ۔ وہ کہتے ہیں چل خبیث روح! جہنم اور عذاب دردناک کی طرف چلو۔ تم پر تمہارا رب ناراض ہے چلو تم نے برے اعمال آگے بھیجے ہیں۔ تو وہ مردار کی بدبو کے ساتھ جسم خبیث سے نکلتا ہے۔ اور فرشتے اُسے آسمان کی طرف لے کر چلتے ہیں۔ تو اہل آسمان کہتے ہیں سبحان اللہ! زمین سے کیسی مردار اور خبیث روح آئی ہے۔ اس کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں۔ اب اس کے جسم کے لیے قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ اور اونٹوں کی گردنوں جیسے لمبے لمبے سانپ اس کی قبر میں بھر دیے جاتے ہیں۔ جو اُس کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے ہیں۔ اور ہڈیوں کے سوا کچھ نہیں چھوڑتے۔ اور اس پر اندھے فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں۔ اُن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں۔ وہ کچھ نہیں دیکھتے کہ کہاں ضرب پڑ رہی ہے۔ بے رحمی سے مارتے چلتے جاتے ہیں۔ نہ وہ اُس کی چیخ و پکار سنتے ہیں کہ سن کر رحم کھائیں۔ بس دھڑا دھڑ مارتے چلے جاتے ہیں۔ اور اُس کے لیے قبر میں جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ کہ جہنم میں اُسے صبح و شام اپنا ٹھکانا نظر آتا رہتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا کہ اے اللہ کریم مجھے قبر میں ہمیشہ ہی رہنے دینا۔ تا کہ مجھے اس کے بعد جہنم میں نہ جانا پڑے۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور بیہقی اور الالکائی نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: مومن کی روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو وہ کستوری کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار ہوتی ہے۔ اُسے فرشتے جسم سے نکال کر اُوپر لے جاتے ہیں۔ تو آسمان سے پہلے ہی دوسرے فرشتے انہیں ملتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ وہ کہتے ہیں فلاں شخص ہے۔ اور اُس کے اچھے اعمال کا ذکر کرتے ہیں۔ تو آسمان کے فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے اور اُسے بھی جو تمہارے ساتھ ہے۔ اور آسمان کے دروازے اس

کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اُس کا چہرہ پُرنور ہوتا ہے۔ وہ اپنے رب کے حضور آتا ہے۔ اور اُس کے چہرے پر نورِ ایمان کی دلیل سورج کی طرح روشن ہوتی ہے۔

فرمایا: کہ کافر کی روح مردار کی طرح بدبودار ہوکر نکلتی ہے۔ اور فرشتے جان قبض کر کے اُسے آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں اور آسمان سے پہلے ہی کچھ فرشتے اُن سے آملتے ہیں۔ تو پوچھتے ہیں۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے۔ اور اُس کے بداعمال کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ تو وہ فرشتے کہتے ہیں اسے واپس لے جاؤ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے کچھ ظلم نہیں کیا۔ اور ابوموسیٰ نے اس موقعہ پر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ "لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ" کہ جب تک اونٹ سوئی کے ناکہ سے نہ گزر جائے۔ یہ لوگ جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور امام ابوداؤد الطیالسی نے بھی اس طرح کی روایت کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ اُسے اس دروازے سے گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس سے اُس کے عمل جایا کرتے تھے۔ پھر اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ حکم ہوتا ہے۔ اسے واپس لے جاؤ۔ تو اُسے لے جا کر ساتوں زمینوں کے نیچے (تحت الثریٰ) پھینک دیا جاتا ہے۔

۱۸۔ ابن المبارک نے الزہد میں شمر بن عطیہ کے حوالے سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب الاحبار سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا۔ "کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ" فرمایا: جب روح مومن کی قبض کی جاتی ہے۔ اُسے آسمان کی جانب لے جاتے ہیں۔ تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور فرشتے خوش خبری لے کر اس کا استقبال کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے عرش الٰہی کے زیرِ سایہ لے جاتے ہیں۔ اور اُسے اور بلند کرتے ہیں۔ وہاں اس کے لیے سفید رنگ کا ایک پرچہ نکالا جاتا ہے۔ اُس پر لکھ کر مہر لگائی جاتی ہے۔ اور اُسے نجات حساب سے پہچان کے لیے عرش الٰہی کے نیچے قیامت تک رکھ دیا جاتا ہے۔ اور

اس فرمان الٰہی کا یہی مطلب ہے "کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ" اور آیت قرآن کریم "کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ" فرمایا: کہ فاسقوں فاجروں کی روحوں کو آسمان کی طرف لایا جاتا ہے۔ تو آسمان اُنہیں قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ تو اُسے دوبارہ زمین کی طرف لا گراتے ہیں۔ اور ساتویں زمین کے نیچے لا ڈالتے ہیں۔ اور سجین اس کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔ اور وہ ابلیس کے گال کے نیچے ہے۔ اور ابلیس کے گال کے نیچے سے گزار کر اس پر مہر لگائی جاتی ہے۔ اور آخرت میں بربادی کے لیے ابلیس کے گال کے نیچے ہی رکھ دیا جاتا ہے۔ اسی لیے فرمایا: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ○ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ○

۱۹۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کی ہے۔ فرمایا: مومن کی روح آسمان پر لے جائی جاتی ہے۔ فرشتے کہتے ہیں "سُبْحَانَ الَّذِیْ نَجّٰی ھٰذَا الْعَبْدَ مِنَ الشَّیْطٰنِ یَاوَیْحَهٗ کَیْفَ نَجَا" پاک ہے وہ ذات جس نے اس بندے کو شیطان سے بچالیا۔ حیرت ہے یہ شیطان سے کیسے بچ کر آ گیا۔

۲۰۔ ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں فرمایا: "وَقِیْلَ مَنْ رَاقٍ" کہ کون اس شخص کی روح کو اُوپر لے کر جائے گا۔ رحمت کے فرشتے یا عذاب کے فرشتے؟

۲۱۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت یزید الرقاشی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی ہے۔ فرمایا: فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اس شخص کے اعمال کس دروازے سے اوپر جاتے ہیں؟ تاکہ اس کی روح بھی اسی دروازے سے اوپر جائے۔

۲۲۔ حضرت ضحاک سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں روایت ہے۔ "وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ" کہ پنڈلیاں پنڈلیوں سے لپٹی ہیں۔ فرمایا کہ ادھر لوگ مرنے

والے کی تجہیز و تکفین میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اُدھر فرشتے اس کی جان لے جانے کی تیاری میں لگے ہوئے ہیں۔ (اس طرح سے اُن کی پنڈلیاں آپس میں ٹکرائی ہوتی ہیں)

۲۳۔ ابو نعیم حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص برے اعمال کرتا تھا۔ اور اُس نے ننانوے لوگوں کو قتل کیا تھا۔ اور یہ ننانوے لوگ اُس نے ظلم سے ناحق ہلاک کیے تھے۔ ایک دن وہ گھر سے نکلا۔ اور ایک گرجے میں ایک پادری کے پاس آیا۔ اور اُس سے پوچھا کہ ایک بداعمال شخص نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں۔ اور وہ بھی ظلم سے ناحق ہلاک کیے ہیں۔ کیا اُس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ پادری نے کہا نہیں۔ تو اُس نے اس پادری کو بھی غصے سے قتل کردیا۔ اور سو قتل پورے کردیے۔

اب وہ آخر میں ایک اور راہب کے پاس آکر اُس نے کہا۔ کہ ایک شخص جس نے دنیا کا کوئی برا عمل نہیں چھوڑا۔ اور اُس نے سو آدمیوں کو ناحق ظلم سے ہلاک کیا ہے۔ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ تو اُس راہب نے کہا اگر میں یہ کہوں کہ اس کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی تو میں جھوٹ کہوں گا۔ فلاں گرجے کے گوشہ عبادت میں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں اُن کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ تمہاری توبہ ضرور قبول ہوگی۔ وہاں ضرور جاؤ۔ تو وہ شخص توبہ کرنے کے لیے اُس گرجے کی طرف چل پڑا۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھا۔ کہ اُسے موت نے آلیا۔ اور ملک الموت کے ساتھ ہی رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے بھی پہنچ گئے۔ ان کی آپس میں تکرار ہوگئی۔ رحمت والے کہتے تھے کہ ہم اس کی روح کو بارگاہ الٰہی میں لے کر جائیں گے۔ کہ یہ توبہ کے لیے چلا تھا۔ اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے۔ کہ اس کی روح ہم لے کر جائیں گے کہ ابھی اس نے گناہوں سے توبہ نہیں کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے درمیان فیصلہ

کرنے کے لیے ایک اور فرشتے کو بھیجا۔ اُس نے کہا کہ تم دونوں گرجوں کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو۔ وہ جس گرجے کے قریب ہے۔ اُسے اس کے مطابق سمجھ کر فیصلہ کرلو۔ تو جب انہوں نے فاصلہ کو ناپا تو توبہ کرنے والوں کا گرجا قریب نکلا۔ اور وہ بھی چند پوروں کا فرق تھا۔ لہٰذا رحمت کے فرشتے اُسے لے گئے۔ اور اُس کی توبہ قبول ہو کر اُس کی بخشش ہوگئی۔

اور یہ اصل حدیث بخاری اور مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اُس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والے گرجے کی طرف کی زمین کو ہدایت کی کہ وہ سکڑ کر توبہ کے گرجے کے قریب ہوجائے اور دوسرے گرجے سے دور ہوجائے۔ اور یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ مقدام بن معدیکرب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہوئی ہے۔

۱۴۔ سعید بن منصور نے اپنی "السنن" میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب مومن کی وفات کا وقت آتا ہے۔ تو پانچ سو فرشتے اُس کی روح کی پیشوائی کے لیے آتے ہیں۔ اور اُس کی روح کو قبض کر کے پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں۔ تو اُسے پرانے فوت شدہ مومنوں کی روحیں اُسے ملنے کے لیے آتی ہیں۔ جو اپنے عزیزوں بھائیوں کے حالات معلوم کرتی ہیں۔ اور اُن کے حالات انہیں بتاتا ہے۔ اور وہ بھی اُن سے پہلے اپنے کئی بزرگوں کے بارے میں اُن سے پوچھتا ہے۔ اور وہ اُسے ان کے حالات سے باخبر کرتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اس سے شفقت سے پیش آؤ۔ کہ یہ ایک سختی سے گزر کر آیا ہے۔ اور وہ روحیں اُس سے پھر اپنوں کے حالات معلوم کرنے لگتی ہیں۔ اور وہ اُن کے بھائی بندوں کے حالات انہیں بتاتا ہے۔ اور ایک شخص کے بارے میں اُس سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس کا کیا حال ہے۔ حالانکہ وہ اس سے پہلے فوت ہو چکا ہوتا ہے۔ تو وہ اُن سے پوچھتا ہے۔ کیا وہ تمہارے پاس نہیں پہنچا؟ وہ پوچھتے ہیں کیا وہ فوت ہو چکا ہے؟ تو وہ کہتا ہے ہاں واللہ! تو وہ کہتے ہیں۔ اوہ! معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہاویہ میں پہنچ گیا ہے۔ بُرا ہو اُس کی ماں کا جس نے اُس کی تربیت کی۔

۲۵۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ موت کے وقت مومن کا استقبال جنت کی خوشبوؤں سے کیا جاتا ہے۔ کہ اس کی روح قبض کر کے جنت کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر جس پر جنت کی خوشبو چھڑکی جاتی ہے۔ پھر رحمت کے فرشتے آسمان کی طرف احترام کے ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ اور اُسے علیین میں رکھا جاتا ہے۔

۲۶۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مومن کو فوت ہونے سے پہلے ہی خوش خبری مل جاتی ہے۔ اور جن وانس کے علاوہ تمام مخلوق اُس خوش خبری کی آوازیں سنتی ہے۔ مومن کی روح اُن سے کہتی ہے۔ مجھے جلدی سے ارحم الراحمین کی بارگاہ میں لے چلو۔ اور جب اُسے نہلانے کے لیے تخت پر رکھتے ہیں۔ اور پھر چار پائی لے کر چلتے ہیں۔ تو کہتا ہے۔ تم کتنی آہستہ چل رہے ہو۔ جب اُسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُسے بٹھاتے ہیں۔ تو وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ اور جو نعمتیں اُس کے لیے جنت میں تیار ہیں وہ ملاحظہ کرتا ہے۔ اور اُس کی قبر راحت اور کستوری اور پھولوں سے بھر دی جاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ اے رب کریم! مجھے آگے لے جاؤ۔ تو اُسے کہتے ہیں۔ کہ ابھی تمہارا وہاں جانے کا وقت نہیں آیا۔ جب تمہارے سب بھائی بہن یہاں آ جائیں گے۔ تب تم وہاں جا سکو گے۔ بس ابھی آنکھیں ٹھنڈی کیے لیٹے سوئے رہو۔ یہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قسم ہے مجھے اُس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ایسا کوئی سونے والا سویا نہیں ایسا کوئی کھانے والا اُس نے کھایا نہیں اور ایسی نعمتیں کسی نے پائی نہیں۔ جو اس سونے والے نے پائی ہیں۔ اور نہ کسی نے اتنی مختصر اور میٹھی نیند کوئی سویا ہوگا۔ یہاں تک کہ اُسے روز قیامت خوش خبری ملے گی اور وہ اُٹھ کھڑا ہوگا۔

۲۷۔ ابن مردویہ اور ابن مندہ نے نہایت کمزور سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو بندہ بھی اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ وہ مرنے کے فوراً بعد جنت یا جہنم

میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ اس موقعہ پر فرشتوں کی دو صفیں دورویہ کھڑی ہو جاتی ہیں۔ جو اس انتظام پر مامور ہوتے ہیں۔ اُن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ وہ مومن ان کی طرف دیکھتا ہے۔ بس اس وقت وہ انہیں ہی دیکھتا ہے۔ اور تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ ہر فرشتے کے پاس کفن اور خوشبوئیں ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ مومن ہوتا ہے۔ تو سب اُسے جنت کی خوش خبری دیتے ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح! چلو رضاء الٰہی اور جنت کی طرف چلو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے عزت کا مقام تیار فرمایا ہے۔ جو اس دنیا اور اس کی تمام دولت سے بہتر ہے۔ اور وہ اُسے برابر خوش خبری دیتے اور اس کے آس پاس ہجوم کیے رہتے ہیں۔ اور وہ اُس کے لیے والدہ سے اپنے بچے کے لیے زیادہ نرم اور شفیق ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ اُس کی روح کو ناخنوں اور جوڑوں کے راستہ سے بہ آرام نکال لیتے ہیں۔ اور بہت دھیمے پن سے اس کی جان جسم سے جدا ہوتی ہے۔ چاہے تمہیں اس پر بظاہر سختی نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ جب روح ٹھوڑی تک پہنچتی ہے۔ اور یہ جان نکلنے کا شدید ترین لمحہ ہوتا ہے۔ جیسے بچہ رحم سے نکلتا ہے۔ اور پھر ہر فرشتہ اُس کی جان کو ہاتھوں ہاتھ لینے کے لیے آگے بڑھتا ہے۔ لیکن ملک الموت اس کی جان نکالنے پر مامور ہوتا ہے۔ اور اس موقعہ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ "قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ" کہ تمہاری جان موت کا وہی فرشتہ نکالتا ہے۔ جو تمہارے لیے مقرر ہے۔ وہ سفید کفن لے کر آگے بڑھتا ہے۔ اور پھر وہ مومن کی روح کو اُن فرشتوں کے سپرد کر دیتا ہے۔ اور وہ ماں کی اپنے بچے سے بڑھ کر اُس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرتے ہیں۔ پھر مومن کی روح سے اعلیٰ درجہ کی خوشبو مہک اٹھتی ہے۔ جسے وہ سونگھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اس پاک روح اور پاکیزہ خوشبو کو خوش آمدید۔ اے اللہ کریم! اس روح پر رحمتیں نازل فرما اور اُس جسم پر بھی جس سے یہ نکل کر آئی ہے۔ اور پھر وہ اُسے بارگاہ الٰہی میں لے جاتے ہیں۔ اور اُس کی پیشوائی کے لیے فضاء میں مخلوق خدا

موجود ہوتی ہے۔ جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ انہیں بھی مومن کی روح میں خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ وہ اُس کے لیے رحمت الٰہی کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور اُسے خوشخبری دیتے ہیں۔ اور اُن سب کے لیے آسمان کے دروازے کھلتے جاتے ہیں۔ اور جہاں سے اس مومن کی روح آسمان پر سے گزرتی ہے۔ اہل آسمان (فرشتے) اُس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ روح مومن ملک جبار جل جلالہٗ کی بارگاہ میں پہنچ جاتی ہے۔ اب ملک جبار جل شانہٗ اس پاک روح اور اُس پاک جسم کو جس سے یہ نکل کر آئی ہے یہ نفس نفیس مرحبا فرماتا ہے۔ اور جب رب کریم کسی کو خوش آمدید فرماتا ہے۔ تو ہر چیز اُسے خوش آمدید کہتی ہے۔ اور اُس کی ہر مشقت دور ہو جاتی ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اس پاکیزہ روح کے لیے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ اس پاک روح کو جنت میں لے جاؤ۔ اور اسے اس کا اصل ٹھکانہ دکھا دو۔ اور اسے وہ نعمتیں اور عزتیں دکھا دو جو میں نے اس کے لیے تیار کر رکھی ہیں۔ پھر اُسے زمین کی طرف لے جاؤ۔ کیونکہ میرا یہ فیصلہ ہے کہ زمین سے ہی انہیں پیدا کیا ہے۔ اور وہیں انہیں لوٹاؤں گا۔ اور وہیں سے انہیں دوبارہ اُٹھاؤں گا۔

تو قسم ہے مجھے اس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اسے جسم سے باہر نکلنا نہایت ناگوار تھا۔ اور کہے گی۔ کہ مجھے کہاں لئے جا رہے ہو؟ اُسی جسم کی طرف جس کے اندر میں تھی؟ فرشتے کہیں گے۔ ہم اس بات کے پابند ہیں۔ وہاں اُسی جسم میں تمہارا جانا ضروری ہے۔ اور اُس کے کفن دفن سے فراغت تک اُسے لے کر زمین پر پہنچ جاتے ہیں۔ اور اُس روح کو اُسی جسم میں جا کے داخل کرتے ہیں۔

۴۸۔ ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب کافر کی روح نکالی جاتی ہے۔ اور زمین سے فرشتے اُس کی پٹائی کرتے ہوئے اُسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور جب اُس کی روح آسمان پر پہنچتی ہے۔ تو آسمان پر فرشتے اس کی دھنائی کرتے ہیں۔ اور وہاں سے پھر اُسے زمین پر پٹخ

دیتے ہیں۔ تو زمین کے فرشتے اُس کی پٹائی کرتے ہیں۔ پھر اُوپر لے جاتے ہیں۔ تو آسمان کے فرشتے پھر اُس کی پٹائی کرتے ہیں۔ اور پھر اُسے ساتوں زمینوں کے نیچے گرا دیتے ہیں۔

بعض حضرات کا اپنی وفات کے بعد کلام فرمایا

۲۹۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت ربعی بن حراش سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے پیغام پہنچا۔ کہ تمہارے بھائی صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ میں فوراً وہاں پہنچا۔ تو اُسے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ اور میں اپنے بھائی کے سرہانے کھڑا تھا۔ اور اُس کے لیے استغفار پڑھ رہا تھا۔ اور افسوس سے انا للہ وانا الیہ راجعون کہہ رہا تھا۔ کہ اس دوران میں کپڑا اس کے چہرے سے ہٹ گیا۔ تو اس نے کہا السلام علیکم! ہم نے کہا وعلیکم السلام! سبحان اللہ۔ اس نے بھی کہا سبحان اللہ۔ میں مر کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ گیا ہوں۔ مجھے راحت و آرام اور خوشبوئیں نصیب ہوتی ہیں۔ اور میرا رب مجھ پر ناراض نہیں ہے۔ اُس نے مجھے سبز رنگ کا ریشمی لباس پہنایا ہے۔ اور موت میں مجھ پر بہت سہولت ہوئی ہے۔ اب زیادہ باتیں نہ کرو۔ میں نے رب کریم سے اجازت لی تھی کہ تمہیں اپنے حالات بتا دوں۔ اور خوش خبری سنا دوں۔ اور مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جلدی لے کے چلو۔ کہ میں ان سے ملنے کے لیے بے قرار ہوں۔ اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔

۳۰۔ ابو نعیم نے حضرت ربعی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم چار بھائی تھے۔ اور تیسرا بھائی ربیع ہم سب سے زیادہ عبادت گزار اور نمازی تھا۔ اور سخت گرمیوں کے موسم میں اُس نے کبھی روزہ ترک نہیں کیا تھا۔ وہ فوت ہو گیا۔ تو ہم اُس کفن کی تیاری کر رہے تھے۔ اور اُس کے آس پاس ہی کھڑے تھے کہ اُس کے چہرہ سے کپڑا ہٹ گیا۔ اور اُس نے ہمیں السلام علیکم کہا۔ اور ہم نے اس کے سلام کا جواب دے کر اُس سے پوچھا کہ تم موت کے بعد بول رہے ہو؟ اُس

نے کہا ہاں! میں مرنے کے بعد اپنے رب کریم سے ملا۔ تو وہ مجھ پر ناراض نہیں تھا۔ اللہ کریم نے راحت وریحان سے میرا استقبال فرمایا۔ اور ریشمی لباس سے نوازا۔ دیکھو میرے پیارے رسول ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے درود شریف کا انتظار فرمارہے ہیں جلدی سے مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ دیر نہ کرو۔ پھر وہ خاموش ہوگئے۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک پہنچایا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ ارشاد فرماتے تھے۔ میری امت کے بعض لوگ مرنے کے بعد بھی بات کیا کریں گے۔ ابونعیم فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ اور اسے انہوں نے دلائل النبوۃ میں ذکر فرمایا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہے۔

۔۳۱ جو یبر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابان بن ابی عیاش سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہم حضرت مورق العجلی کی وفات کے موقعہ پر موجود تھے۔ جب ان کی کر قبر تیار ہوگئی ہم نے دیکھا کہ ان کے سر سے ایک روشنی نکل کر چھت کو پھاڑتی ہوئی اوپر کو نکل گئی اور اسی طرح سے ان کے پیروں کی جانب سے بھی روشنی پھوٹتی ہوئی نکلی۔ اور اسی طرح سے ان کے درمیان سے روشنی کا ظہور ہوا۔ اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ اور پوچھنے لگے تم نے کچھ دیکھا ہے؟ ہم نے کہا ہاں! دیکھا ہے۔ اور انہوں نے بتایا کہ ہم نے کیا دیکھا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ سورہ سجدہ کی برکت ہے۔ جو میں ہر رات کو پڑھا کرتا تھا۔ اور یہ نور جو تم نے میرے سر کے پاس دیکھا ہے۔ یہ پہلی چودہ آیات مبارکہ کی برکت ہے۔ اور یہ نور جو تم نے میرے پیروں کے پاس دیکھا ہے۔ یہ آخری چودہ سورتوں کی برکت ہے۔ اور یہ نور جو تم نے میرے درمیان سے دیکھا ہے۔ یہ صرف ایک آیت سجدہ کا کمال ہے۔ جس نے اوپر بارگاہِ الٰہی میں پہنچ کر میری سفارش کی ہے۔ اور دوسری آیت مبارک میری حفاظت کررہی ہے۔ یہ کہہ کر آپ خاموش ہوگئے۔

۳۲۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب (من عاش بعد الموت) میں ایک دوسرے طریقے سے حضرت سورق العجلی کے بارے میں روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی عیادت کرنے گئے جس پر بے ہوشی طاری تھی۔تو اس کے سر سے ایک روشنی نکل کر چھت سے گزر کر اوپر جارہی تھی۔اور ایک روشنی ناف سے نکل کر اوپر جارہی تھی۔اور ایک پیروں کی طرف سے نکل کر اوپر جارہی تھی۔پھر انہیں ہوش آیا۔تو ہم نے ان سے پوچھا۔کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! یہ نور جو میرے سر کی طرف سے نکلا یہ سورالم تنزیل کی چودہ آیات کی برکت سے پیش آیا۔اور جو نور میری ناف سے نکلا۔وہ آیت سجدہ کی وجہ سے پیدا ہوا۔اور جو نور میرے پیروں کی طرف سے نکلا وہ سورۂ سجدہ کی آخری آیات کی برکت سے نکلا۔ان آیات نے بارگاہ الٰہی میں جاکر میری سفارش کی۔اور بتایا آیات میری حفاظت کررہی ہیں۔میں یہ سورۂ شریف روزانہ رات کو پڑھا کرتا تھا۔

۳۳۔ ابن ابی الدنیا نے بھی اور ابن سعد نے ایک اور واسطے سے حضرت ثابت البنانی سے روایت کی ہے۔کہ وہ اور ایک اور شخص حضرت مطرف بن عبداللہ الشخیر کی عیادت کے لیے گئے تو وہ بے ہوش پڑے تھے۔اور اُن کے جسم مبارک سے تین روشنیاں سر،ناف اور پیروں کی طرف سے پھوٹ رہی تھیں۔ہم یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔جب انہیں ہوش آیا۔تو ہم نے اُن سے پوچھا کہ ہم نے آپ سے حیرت ناک بات دیکھی ہے۔انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے۔تو ہم نے ان روشنیوں کا بتایا۔تو انہوں نے پوچھا تم نے وہ روشنیاں دیکھی ہیں؟ ہم نے عرض کیا ہاں دیکھی ہیں تو انہوں نے فرمایا: کہ سورۂ سجدہ کی برکت ہے۔اور یہ کل انتیس آیات ہیں جس کے اول کا میرے سر سے اور میرے درمیان کا درمیانی آیات سے اور آخری نور پیروں کی طرف سے ان آخری آیات کی وجہ سے اور سورۂ تبارک (الملک) میری حفاظت کررہی ہے۔فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔

۳۴۔ ابوالحسن بن المشری نے کتاب ''کرامات الاولیاء'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کی ہے۔ کہ ابن المنذر کو اپنے ہمراہ نور دکھائی دیا کرتا تھا۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا تو اُن سے پوچھا گیا۔ جو نور تم اپنی زندگی میں اپنے ساتھ دیکھتے رہتے تھے۔ وہ کہاں ہے؟ فرمایا: وہ یہ میرے پاس ہے۔

۳۵۔ ابن ابی الدنیا نے الحارث الغنوی سے روایت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ربیع بن حراش نے قسم کھائی تھی وہ کبھی کھل کر نہیں ہنسیں گے جب تک انہیں آخری ٹھکانے کا پتہ نہ چل جائے۔ تو وہ بس اپنی وفات کے بعد ہی ہنس پائے۔ اوراُن کے بعد اُن کے بھائی۔ ربعی نے قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے۔ جب تک کہ انہیں یہ معلوم نہ ہو جائے۔ کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟ تو حضرت الحارث بیان فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ان کو غسل دینے والے نے بتایا کہ وہ غسل کے دوران میں مسکراتے رہے۔ اور ہمارے غسل سے فارغ ہونے تک وہ مسکراتے رہے۔

۳۶۔ حضرت مغیرہ بن خلف سے روایت ہے کہ بی جان کی بیٹی حضرت ذوب فوت ہوگئی۔ اُسے غسل دے کر کفن پہنایا گیا۔ تو ان میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور وہ گھر والوں کو دیکھنے لگیں۔ اور فرمانے لگیں۔ خوشخبری ہو کہ میرا معاملہ بہت ہی آسانی سے نپٹ گیا ہے۔ جس طرح تم مجھے ڈرایا کرتے تھے۔ ایسا نہیں ہوا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ رشتہ داری توڑنے والا شخص جنت میں نہیں جائے گا۔ اور نہ ہی مسلسل شراب پینے والا اور مشرک جنت میں جائے گا۔

۳۷۔ خلف بن حوشب فرماتے ہیں۔ مدائن میں ایک شخص فوت ہوگیا۔ جب اُسے کپڑے میں لپیٹا گیا۔ تو کپڑا کو حرکت ہوئی۔ اور وہ کھل گیا۔ اورانہوں نے فرمایا: یہاں اس مسجد میں کچھ لوگ ہیں۔ جن کی ڈاڑھیاں رنگی ہوئی ہیں۔ حضرت ابوبکر و عمر الفاروق رضی اللہ عنہما پر لعنت کرتے ہیں اوراُن سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ فرشتے جو میری روح قبض کرنے آئے ہیں۔ ان رنگی ڈاڑھیوں والوں پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ اور ان سے بیزاری کا اظہار کر رہے

ہیں۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

حضرات شیخین کو گالیاں دینے والے کا واقعہ

۳۸۔ ایک اور طریقہ سے حضرت عبد الملک بن عمر سے روایت ہے اور ابوالخصیب بشیر سے بھی روایت ہے۔ اور الفاظ انہیں کے ہیں۔ فرمایا: میں مدائن میں کسی میت کے ہاں آیا۔ اور میت کے پیٹ پر ایک اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ ہم وہیں کھڑے تھے۔ کہ میت نے ایک دم سے جھٹکا مارا۔ اور اینٹ اس کے پیٹ سے دور جا گری۔ اور مرنے والا آہ وزاری کرنے لگا۔ یہ دیکھ کر اس کے متعلقین گھبرا کر اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ میں میت کے قریب گیا۔ اور پوچھا تمہیں کیا دکھائی دیا۔ اور تیرا کیا حال ہے۔ اُس نے بتایا۔ کہ میں کوفہ میں کچھ لوگوں میں پھنس گیا تھا۔ جنہوں نے مجھے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو گالی گلوچ کا قائل کرلیا تھا۔ اور یہ کہ ان دونوں حضرات سے برأت کا اظہار کرو۔ اس کے نتیجے میں دوزخ میں میرا ٹھکانہ مجھے دکھایا گیا ہے۔ میں نے کہا فوراً توبہ کرو۔ اُس نے کہا۔ میں نے توبہ کی ہے۔ مجھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ جب تم واپس جا کر لوگوں کو اس برائی کا برا انجام بتاؤ گے تو تمہاری حالت درست ہوگی۔ راوی کہتے ہیں کہ اتنی بات بتاتے ہی اس کی حالت سنبھل گئی۔ اور اپنی حالت پر آ گیا۔

۳۹۔ ابن عساکر نے حضرت ابومعشر سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہاں مدینہ منورہ میں ہمارے یہاں ایک شخص فوت ہو گیا۔ جب اُسے نہلانے کے لیے تخت پر رکھا۔ تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا۔ میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ میری آنکھیں عبد الملک بن مروان اور حجاج بن یوسف کو دیکھ رہی ہیں کہ اُن دونوں کی آنتیں دوزخ کی آگ میں گھسیٹی جا رہی ہیں۔ اور پھر وہ شخص تخت پر خاموش ہو کر لیٹ گیا۔

ایک صحابیؓ کا اپنی وفات کے بعد حجاج بن یوسف اور عبدالملک بن مروان کے انجام کی خبر دینا

۱۴۰۔ ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ جب انہیں ہوش آیا تو انہوں نے کلمہ اشہد ان لاالہ الا اللّٰہ وان محمداً رسول اللّٰہ پڑھ کر فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رفیق اعلیٰ میں ہیں۔ اور عبدالملک بن مروان اور حجاج کی آنتیں نار دوزخ میں گھسیٹی جا رہی ہیں۔ اور یہ واقعہ عبدالملک اور حجاج کے حاکم بننے سے پہلے پیش آیا تھا۔ کیونکہ مسور اس دن فوت ہوئے ہیں۔ جس دن یزید کی موت کی خبر مدینہ پہنچی ہے۔ اور یہ واقعہ حجاج کی حکومت سے ستر برس پہلے کا ہے۔

۱۴۱۔ ابن ابی الدنیا نے ایک کمزور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم اپنے ایک مریض کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ وہ سکون سے لیٹا ہوا تھا۔ کہ اس پر موت کے آثار ظاہر ہوئے۔ اور ہم نے اُسے ڈھانپ دیا۔ اور اس کی آنکھیں بند کردیں۔ اور اُسے نہلانے کے لیے تخت پر لے گئے۔ تو اس میں حرکت پیدا ہوئی۔ تو ہم نے کہا سبحان اللہ ہم تو سمجھے آپ فوت ہوگئے ہیں۔ تو اس نے کہا۔ میں گویا فوت ہی ہوگیا تھا۔ پھر وہ مجھے میری قبر کی طرف لے گئے۔ تو میں نے وہاں ایک حسین وجمیل خوشبودار شخص کو دیکھا جس نے مجھے قبر میں رکھا اور کاغذوں سے مجھے ڈھانپ دیا۔ کہ اچانک ایک بدصورت بدبودار عورت کہیں سے آگئی۔ تو اس نے اس شخص سے کہا کہ یہ شخص تو ایسا ہے۔ ایسا ہے۔ اس نے یہ بدعمل کیا ہے یہ بدعمل کیا ہے۔ اور کہتے ہی اُس نے میرے گناہ گنوادیئے۔ کہ میں شرمسار ہوگیا۔ کہ گویا میں نے ابھی یہ گناہ کیے ہیں۔ تو میں نے اس خوبصورت شخص سے درخواست کی کہ مجھے اور اسے اپنے حال پر

چھوڑ دیں۔ اُس عورت نے کہا۔ چلو میں تم سے اس بارے میں بحث کروں گی۔ اور وہ مجھے ایک وسیع اور کشادہ بڑے مکان میں لے گئے۔ جہاں چاندی کا ایک چبوترہ بنا ہوا تھا۔ اور ایک شخص کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ اور سورۂ نحل پڑھ رہا تھا۔ ایک جگہ اُسے پڑھنے میں بھول ہوئی۔ تو میں نے اُسے لقمہ دے دیا۔ تو اس نے گھوم کر مجھے دیکھا اور فرمایا: کیا تمہیں یہ سورت یاد ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں! تو اس نے فرمایا کہ یہ نعمت سے بھرپور سورت ہے۔ اور پھر اُس نے اپنے پاس پڑا ہوا تکیہ اُٹھایا اور اُس میں سے ایک چھوٹی سے کتاب نکالی۔ اور اُس پر نظر ڈالی۔ تو وہ کالی کلوٹی عورت آگے بڑھ کر کہنے لگی۔ کہ اس نے یہ گناہ کیا ہے۔ اس نے یہ کیا ہے وغیرہ۔ تو اس خوبرو چہرہ شخص نے فرمایا: اس نے یہ نیک عمل کیا ہے۔ اور یہ نیک عمل کیا ہے۔ وہ میری نیکیاں گنوانے لگے۔ اور پھر اس شخص نے فرمایا: ٹھیک ہے اس شخص نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا۔ لیکن اب اس کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا ہے۔ اور یہ آج اس کی موت کا دن نہیں ہے۔ اس کی وفات سوموار کے دن ہوگی۔

تو دیکھو۔ اگر تو میں سوموار کے دن فوت ہوا۔ تو مجھے یہ سب کچھ مل جائے گا۔ اور اگر میں سوموار کے دن فوت نہیں ہوا۔ تو سمجھنا یہ بیماری کا ہذیان تھا۔ اور وہ شخص واقعی سوموار کے دن عصر تک تو بھلا چنگا تھا۔ کہ عصر کے بعد اس پر موت طاری ہوئی اور وہ اُسی دن فوت ہوگیا۔

بنی اسرائیل کے ایک قاضی کا موت کے بعد اپنے حال بتانا

۴۴۔ عطاء الخراسانی نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کو قاضی بنایا گیا۔ اور چالیس برس تک وہ قاضی رہا۔ جب اُس کی وفات کا وقت ہوا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میرا خیال ہے کہ میں اس بیماری میں فوت ہوجاؤں گا۔ اگر میں فوت ہوگیا۔ تو مجھے چار پانچ دن تک روکے رکھنا۔ اس کے بعد اگر مجھ سے کچھ ظاہر ہو۔ تو ایک شخص مجھے زور سے پکارے۔ جب وہ قاضی فوت ہوگیا۔ تو اُسے ایک

تابوت میں بند کیا۔ جب تین دن گزر گئے اور اس سے بدبو آنے لگی تو ایک شخص نے اس سے خطاب کیا۔ اور پوچھا۔ اے شخص یہ بدبو کیسی ہے؟ تو اُسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بولنے کی اجازت ہوئی۔ تو وہ بولا۔ میں چالیس برس تک تمہارے فیصلے کرتا رہا۔ لیکن ایک دفعہ دو آدمیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا۔ ایک شخص میری جان پہچان کا تھا۔ تو میں اُس کی بات سنتا۔ اور دوسرے کی ان سنی کر دیتا تو یہ بدبو اُسی ناانصافی کی ہے۔ اور وہ فوت ہو گیا۔

ایک عورت کا اپنی موت کے بعد کلام کرنا اور حضرت جعفر بن زبیرؓ کے حالات کی خبر دینا

۴۳۔ ابن عساکر نے قرہ بن خالد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک عورت فوت ہو گئی۔ اور ایک رگ اُس کی حرکت کرتی تھی۔ جس کی وجہ سے ہم نے سات روز تک دفن نہیں کیا۔ پھر اس نے بات کی۔ اور پوچھنے لگی۔ کہ جعفر بن الزبیر کا کیا بنا؟ جو انہیں دنوں فوت ہوا تھا۔ جو اُسے معلوم نہیں تھا۔ تو میں نے کہا وہ تو فوت ہو گیا ہے تو اس عورت نے بتایا کہ اس نے اُسے ساتویں آسمان پر دیکھا ہے۔ کہ اہل آسمان اُسے دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ میں نے اُسے پہچان لیا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ نیک شخص آیا ہے۔ نیک شخص آیا ہے۔

حضرت صالح فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی مجھے نماز پڑھتا دیکھ کر نمازی بن گیا تو یہ نیکی میرے اعمالنامہ میں بھی لکھی گئی

۴۴۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت صالح بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: مجھے میرے پڑوسی نے بتایا کہ ایک شخص کی روح آسمان پر پہنچی تو اس کے عمل اُس کے سامنے پیش کیے گئے۔ تو میں نے دیکھا کہ جن گناہوں سے میں نے توبہ کر لی تھی وہ معاف کر دیے گئے تھے۔ اور جن سے توبہ نہیں کی تھی وہ جوں کے توں موجود تھے

۔ یہاں تک کہ انار کا ایک دانہ جو میں نے زمین سے اُٹھا کر کھا لیا تھا۔ اس کی بھی ایک نیکی میرے لیے لکھی گئی تھی۔ اور ایک رات کو میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میری قرأت کی آواز سن کر ایک پڑوسی بھی نماز پڑھنے لگا۔ تو یہ نیکی بھی میرے لیے لکھی گئی تھی۔ اور ایک دن میں نے ایک سائل کو ایک درہم لوگوں کے سامنے خیرات کیا تھا۔ چونکہ اس کے اندر نمائش تھی۔ اس کا مجھے کچھ نہیں ملا۔

حضرت ابن ماجشون کا واقعہ

۴۵۔ ابن عساکر نے ابن ماجشون سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجشون فوت ہوئے۔ تو ہم نے انہیں نہلانے کے لیے تخت پر رکھا۔ اور ہم نے لوگوں سے کہا۔ کہ غسل تک ہم کوئی اور کام نپٹا لیں۔ جب غسل دینے والے صاحب آئے۔ تو والد محترم کے جسم میں حرکت ہو رہی تھی۔ اور اُن کے قدم مل رہے تھے۔ لہٰذا ہم نے ان کا نہلانا مؤخر کر دیا۔ اور وہ تین دن کے بعد اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمانے لگے۔ میرے لیے ستو لاؤ۔ تو وہ اُن کو لا کر دیئے گئے۔ اور آپ نے پی لیے۔ ہم نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے مرنے کے بعد کیا دیکھا؟ فرمانے لگے۔ ہاں! میری روح کو فرشتہ اوپر لے کر گیا۔ اور پہلے آسمان پر پہنچا۔ دروازہ کھولا گیا۔ اور یونہی آسمانوں طے کرتے ہوئے ساتویں آسمان تک پہنچے۔ تو پوچھا گیا۔ تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا گیا کہ ماجشون ہیں۔ کہا گیا انہیں تو آنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ابھی تو ان کی اتنی اتنی عمر باقی ہے۔ پھر واپس نیچے لے آئے۔ وہاں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ اور آنجناب کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آنجناب کے بائیں جانب حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ اور آنجناب کے سامنے جناب عمر بن عبدالعزیز کو دیکھا۔ تو میں نے اپنے ساتھ والے فرشتے سے پوچھا۔ یہ کون صاحب ہیں؟ اُس نے کہا۔ آپ انہیں نہیں پہچانتے؟ میں نے عرض کیا میں شہادت چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: کہ یہ حضرت عمر بن

عبدالعزیز ہیں۔ میں نے پوچھا یہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے قریب بیٹھے ہوئے ہیں۔ فرشتہ نے کہا۔ کہ انہوں نے ظلم وستم کے زمانے میں عدل وانصاف قائم کیا۔ اور حق پر عامل رہے۔ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے حق پر عمل کیا حق کے زمانے میں۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف کی وفات کا واقعہ:

۴۶۔ ابن ابی الدنیا نے اور حاکم نے المستدرک میں اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بیمار ہوگئے۔ اور اُن پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ یہاں تک کہ لوگوں نے سمجھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ لہٰذا لوگ آپ کے پاس سے ہٹ گئے اور اُن پر چادر ڈھانپ دی۔ پھر آپ ہوش میں آگئے۔ اور فرمایا: میرے پاس دو سخت جان ہیبت ناک فرشتے آئے۔ اور مجھ سے کہنے لگے۔ ہمارے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں چلو۔ وہاں تمہارا فیصلہ ہوگا۔ وہ مجھے لے جارہے تھے۔ کہ راستے میں انہیں دو رحمدل فرشتے ملے۔ اور پوچھنے لگے انہیں کہاں لئے جارہے ہو؟ وہ کہنے لگے۔ ہم انہیں فیصلہ کے لیے بارگاہِ الٰہی میں لے کر جارہے ہیں۔ اُن دو فرشتوں نے کہا۔ اسے چھوڑ دو یہ تو ماں کے شکم سے ہی باسعادت اور نیکوکار پیدا ہوئے ہیں۔ اور اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف ایک ماہ تک زندہ رہے اور پھر اُن کی وفات ہوئی رضی اللہ عنہ۔

حضرت فضل بن عطیہ کی وفات کا واقعہ:

۴۷۔ حضرت ابوبکر الشافعی نے "الغیلانیات" میں سلام بن مسلم سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں فضل بن عطیہ کی مصاحبت میں مکہ مکرمہ گیا۔ جب ہم فید کے راستے سے داخل ہوئے۔ اور آدھی رات کو انہوں نے مجھے جگایا۔ میں نے جگانے کی وجہ پوچھی۔ تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا آپ تو بالکل تندرست ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نیند میں دو فرشتے دیکھے ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں آپ کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا ہے۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ مجھے ارکان حج کے ادا کرنے کی تو مہلت دے دو۔ انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارا حج قبول فرمالیا ہے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا۔ کہ اپنی دو انگلیاں انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کھول کر دکھاؤ۔ تو اُن کے درمیان میں سے ایک جوڑا کپڑوں کا نکلا جس کی سبزی اور خوشبو زمین و آسمان کی فضا میں پھیل گئی۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ یہ تمہارا جنتی کفن ہے۔ اور پھر ہمارے منزل پر پہنچتے ہی اُن کی وفات ہو گئی۔

بعض انتقال فرمانے والوں کے عجیب وغریب حالات

۴۸۔ سعید بن منصور اپنی سنن میں روایت فرماتے ہیں کہ ہم سے سفیان نے حضرت عطاء کے واسطہ سے بیان کیا۔ کہ حضرت سلمان کو کہیں سے کستوری دستیاب ہوئی۔ انہوں نے وہ کستوری اپنی بیوی کے پاس امانت رکھوا دی۔ جب اُن کی وفات کا وقت آیا۔ تو انہوں نے بیوی سے فرمایا: میری وہ امانت کہاں ہے۔ اُس نے کہا۔ وہ میرے پاس ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: اسے پانی میں گھول کر میرے بستر کے آس پاس چھڑک دو۔ کیونکہ آج میرے پاس اللہ تعالیٰ کی خاص مخلوق آئی ہے۔ جو نہ کھانا کھاتے ہیں۔ نہ کوئی مشروب پیتے ہیں۔ بس وہ خوشبو سے خوش ہوتے ہیں۔

۴۹۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوبکرہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ جب آدمی پر موت کا وقت آتا ہے۔ تو فرشتے سے کہا جاتا ہے۔ کہ اس کا سر سونگھ کر دیکھو۔ وہ سونگھ کر کہتا ہے۔ کہ اس سے قرآن کریم کی خوشبو آرہی ہے۔ پھر حکم ہوتا ہے۔ اس کے دل کو سونگھو۔ وہ سونگھ کر کہتا ہے۔ اس کے دل سے روزہ کی خوشبو آرہی ہے۔ حکم ہوتا ہے۔ اس کے پیروں کو سونگھ کر دیکھو۔ تو وہ سونگھ کر کہتا ہے۔ کہ اس کے پیروں سے عبادت کے لیے قیام کی خوشبو آرہی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ اس

شخص نے اپنی حفاظت کی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا۔

۵۰۔ ابو نعیم نے حضرت سفیان سے انہوں نے حضرت داؤد بن ہند سے روایت کی ہے۔ کہ وہ طاعون میں مبتلا ہو گئے۔ اور ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر جب انہیں ہوش آئی۔ تو فرمایا: میرے پاس دو فرشتے آئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ تمہیں اس میں کیا چیز دکھائی دے رہی ہے؟ اُس نے کہا۔ مجھے تو تسبیح و تکبیر اور مسجد کی طرف چل کر جانا۔ اور کچھ قرآن کریم کی تلاوت اس کے اعمال میں دکھائی دے رہی ہے۔ اور اسے تو یہ سب کچھ یاد بھی نہیں رہا تھا۔

۵۱۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب "مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ" (جو شخص مرنے کے بعد زندہ ہوا) میں داؤد بن ابی ہند سے روایت کی ہے۔ کہ وہ سخت بیمار ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے سے ایک عظیم الجثہ، بھاری کندھے والا چلا آ رہا ہے۔ وہ ان لوگوں سے لگتا تھا۔ جسے سوڈان اور ہندوستان میں جاٹ کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اُسے دیکھتے ہی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ میں نے اُس سے کہا۔ کیا تم میری جان قبض کرتے ہو۔ کیا میں کوئی کافر ہوں، میں نے سنا ہوا تھا کہ کافروں کی روحیں ایک کالا فرشتہ قبض کرتا ہے۔ میں یہی سوچ رہا تھا۔ کہ میں نے گھر کی چھت پھٹنے کی آواز سنی۔ اور چھت میں سوراخ ہو گیا۔ کہ مجھے آسمان دکھائی دینے لگا۔ پھر آسمان سے ایک شخص اُترا۔ جس نے سفید لباس زیب تن کر رکھا تھا۔ پھر اُس کے بعد ایک اور آ گیا۔ تو یہ دو ہو گئے۔ وہ دونوں اُس پہلے کالے فرشتہ کو زور سے آواز دینے لگے۔ وہ مڑ کر دور سے مجھے گھورنے لگا۔ اور وہ دونوں اُسے خبردار کرتے رہے۔ اُن میں سے ایک فرشتہ میرے سرہانے بیٹھ گیا۔ اور دوسرا میرے پیروں کی طرف، سرہانے والے نے پیروں کی طرف والے سے کہا۔ اس کو چھولو۔ تو اس نے میری انگلیوں کو چھوا۔ تو اُس نے دوسرے سے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص نمازوں کے لیے بہت جاتا رہا ہے۔ پھر پیروں کی طرف والے نے کہا۔ ذرا ٹٹولو تو۔ تو اس نے میرے حلق کے اندر ٹٹولا۔ تو کہنے لگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر بہ تر ہے۔

حضرت ابوقلابہ کے ایک بدکار بھتیجے کی وفات کا واقعہ:

۵۲۔ الا لکائی نے "السنۃ" میں اوزاعی کے واسطے سے قاسم بن مخیمرہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ابوقلابہ جرمی کا بھتیجا بہت بدکار تھا۔ جب اُس کی موت کا وقت آیا۔ تو دو سفید رنگ کے پرندے جو چیلوں سے ملتے جلتے تھے آئے۔ اور مکان کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ ایک پرندہ دوسرے سے کہنے لگا۔ اتر کر ذرا معلوم تو کرو۔ تو اُس نے اپنی لمبی چونچ اس کے پیٹ میں داخل کر دی۔ اور یہ واقعہ ابوقلابہ کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا۔ پرندے نے اپنے ساتھی سے کہا "اللہ اکبر" اس کے اندر اُن نعرہ ہائے تکبیر کی تاثیر ہے۔ جو اس نے جہاد میں فی سبیل اللہ کے دوران میں لگائے تھے۔ تو ایک پرندے نے ایک سفید رنگ کا کپڑا نکالا۔ اور دونوں نے اُسے اس میں باحترام لپیٹ دیا۔ اور پھر ابوقلابہ سے کہا۔ لو اپنے بھتیجے کو دفن کر دو یہ جنتی ہے۔ اور ابوقلابہ بھی لوگوں میں نیک اور ہر دل عزیز تھے۔ آپ نے لوگوں کو واقعہ بتایا۔ اور اُس نوجوان کے جنازے سے بڑھ کر اس کے خاندان میں میں نے کسی اور کا جنازہ نہیں دیکھا۔

حضرت ابوقلابہ کے بھتیجے کی وفات کے متعلق دوسری روایت:

۵۳۔ حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں نضر بن معبد کے واسطہ سے حضرت ابوقلابہ سے روایت کی ہے۔ کہ ان کا ایک بھتیجا بہت بے حیا تھا۔ وہ سخت بیمار ہو گیا۔ اور ابوقلابہ ساری رات اُس کے پاس جاگتے رہے۔ اسی دوران میں انہوں نے دیکھا۔ دو شخص چھت پر سے نیچے آئے ایک نے دوسرے سے کہا۔ جا کر دیکھو۔ کہ اس شخص کے پلہ میں کوئی بھلائی ہے۔ ابوقلابہ کہتے ہیں کہ میں یہ باتیں سن رہا تھا۔ اُس نے اس کے قریب آ کر اُس کے سر کو سونگھا۔ اور پھر پیٹ کو سونگھا۔ پھر اُس کے پیروں کو سونگھا۔ پھر اپنے ساتھی کے پاس جا کر کہنے لگا۔ میں نے اس کے سر کو سونگھا ہے۔ اس میں سے قرآن کریم کی خوشبو نہیں ہے۔ اور میں نے اس کے پیٹ کو سونگھا ہے۔ تو اُس میں سے روزے کی خوشبو نہیں ہے۔ اور

اس کے پیروں کو سونگھا ہے۔ اُن میں سے قیام لیل (تہجد) کی خوشبو نہیں ہے۔ پھر اُس کے ساتھی نے آ کر اُس کے سر کو سونگھا۔ اُس سے دونوں ہاتھوں کو سونگھا۔ اُس کے پیٹ کو سونگھا۔ اس کے دونوں پیروں کو سونگھا۔ تو وہ کہنے لگا۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرد ہے۔ اور اس میں ان کی کوئی خصلت موجود نہیں ہے۔ پھر اُس نے دوبارہ اُس کے منہ کو اچھی طرح سے کھول کر دیکھا۔ پھر اُس کی زبان کو اچھی طرح سے ٹٹولا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ "اللہ اکبر" اس سے اُس تکبیر کی خوشبو آ رہی ہے۔ جو اس نے انطاکیہ کی دیوار پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے تھے۔ اسی نیک عمل کی برکت سے کستوری کی خوشبو آ رہی ہے۔ اور اُس نے اُس کی روح قبض کر لی اور پھر وہ چلا گیا۔ اور کالے فرشتوں سے کہا۔ تمہارے لیے اس کے اندر کچھ نہیں ہے۔ صبح کو حضرت ابوقلابہ نے لوگوں کو یہ واقعہ بتایا۔ اور بہت سے لوگ اُس نوجوان کے جنازے میں شامل ہوئے۔

ایک بدکار کی موت کا واقعہ:

۵۴۔ الالکائی نے السند میں میمون الراوی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں ہمارے پاس ایک فاسق وفاجر رہتا تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا۔ تو لوگ اُس کے جنازہ میں شامل ہونے سے احتراز کرنے لگے۔ اور اُسے راستہ پر ایک طرف ڈال دیا۔ اور اُس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ میں اُس کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ کہ سب لوگ اسے چھوڑ گئے ہیں۔ کہ میرے سر کے اوپر حرکت ہوئی۔ تو میں نے سفید رنگ کے دو پرندے وہاں پر دیکھے کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا۔ جاؤ جا کر دیکھو کوئی بھلائی اس کے اندر ہے۔ اس نے اس کے اندر کا جائزہ لے کر کہا۔ اس کے اندر مجھے کوئی بھلائی نظر نہیں آئی۔ دوسرے نے کہا کہ جلدی نہ کرو۔ پھر دوسرے نے ملاحظہ کیا۔ تو کہنے لگا اللہ اکبر ایک کلمہ طیبہ اُس کی طحال کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔ اور وہ کہہ رہا ہے۔ اشهد ان لا اله الا الله محمد رسول الله تو میں نے لوگوں سے کہا۔ آؤ اسے لے چلیں۔

حضرت شہر بن حوشب کے بھتیجے کی وفات کا واقعہ:

۵۵۔ ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے۔ کہ میرا ایک نوجوان بھتیجا تھا۔ وہ میرے ساتھ ایک غزوے میں شریک تھا۔ کہ وہ بیمار ہو گیا۔ تو میں ایک عبادت گاہ میں گیا۔ اور وہاں جا کر نماز میں مصروف ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ عبادت گاہ پھٹی اور اس میں دو سفید رنگ کے اور دو فرشتے سیاہ رنگ کے اندر آئے۔ سفید فرشتے اُس کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ اور سیاہ رنگ کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ سفید رنگ والوں نے اسے اپنے ہاتھوں سے چھوا کہ اتنے میں سیاہ رنگ کے فرشتے کہنے لگے ہم اسے لے جانے کے حقدار ہیں۔ سفید والوں نے کہا ہرگز نہیں۔ سفید والوں میں سے ایک نے اپنی انگلی اُس کے منہ میں ڈالی۔ اور زبان کو پلٹ کر دیکھا اور کہنے لگا۔ اللہ اکبر ہم اسے لے جانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کہ اس نے فتح انطاکیہ کے موقعہ پر نعرہ ہائے تکبیر بلند کیے تھے یہ سن کر حضرت شہر باہر نکلے اور لوگوں کو نماز جنازہ میں شرکت کے لیے بلایا۔

وضو کر کے سویا کرو شاید اسی حالت میں موت آجائے

۵۶۔ طبرانی نے "الکبیر" میں حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتی ہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! کیا کوئی شخص جسم ناپاک ہونے کی حالت میں سو سکتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ میں یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ کوئی وضو کے بغیر سو جائے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اسی حالت میں فوت ہو جائے۔ اور جبریل اُس کے پاس آجائے۔

مرنے والے وہ کچھ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور ان کو کلمہ کی تلقین کیا کرو

۵۷۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب المحتضرین میں حضرت مکحول کے واسطہ سے حضرت عمر

بن الخطاب سے روایت کی ہے۔ فرمایا: اپنے مرنے والوں کے پاس رہا کرو۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلایا کرو۔ کہ وہ لوگ وہ کچھ دیکھتے ہیں۔ جو تم نہیں دیکھ سکتے۔

۵۸۔ ابن ابی حاتم اور سعید بن منصور نے اور مروزی نے کتاب الجنائز میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے واسطے سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے پاس موجود رہا کرو۔ اور انہیں لا الہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ کیونکہ وہ کچھ دیکھتے ہیں۔ اور انہیں کچھ کہا جاتا ہے۔

۵۹۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور مروزی نے حضرت مکحول کے واسطے سے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ اپنے مرنے والوں کو لا الہ الا اللہ تلقین کیا کرو۔ اور جو کچھ تم ان سے سنو۔ اُسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ انہیں کئی سچی باتیں بتائی جاتی ہیں۔

۶۰۔ ابن ماجہ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ بندے کو لوگوں کی پہچان کب ختم ہو جاتی ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جب وہ ملک الموت اور فرشتوں کو دیکھ لیتا ہے۔

۶۱۔ ابن ابی الدنیا نے اور ابو نعیم نے الحلیہ میں لیث بن ابی رقیہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو آپ نے سر اُٹھا کر غور سے دیکھا۔ آپ سے پوچھا گیا۔ آپ یہ غور سے کیا دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ اور اس کے بعد آپ کی وفات ہو گئی۔

۶۲۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب المحتضرین میں حضرت فضالہ بن دینار سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت محمد بن واسع کی وفات کے وقت وہاں موجود تھا۔ تو وہ فرما رہے تھے کہ میں اپنے پروردگار کے فرشتوں کو مرحبا کہتا ہوں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ اور میں وہ خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ جو میں نے

ایسی کبھی نہیں سوئی تھی۔ پھر ان کی نظریں ایک طرف کو لگ گئیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

ایک بزرگ کی موت کے وقت عجیب کرامت

۶۳۔ حافظ ابو محمد الخلال نے کرامات الاولیاء میں حضرت حسن بن صالح اور ابوالقاسم بن مندہ سے کتاب "الاحوال والایمان بالسؤال" میں اور ابوالحسین بن العریف نے "الفوائد" میں حسن بن صالح السماعی سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا: میرے بھائی علی بن صالح نے اپنی وفات کی رات کو مجھ سے فرمایا: میرے بھائی! مجھے پانی پلاؤ۔ اور میں اس وقت کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نماز ختم کر کے اُن کے پاس آیا اور کہا لو یہ پانی پی لو۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: میں نے ابھی پانی پیا ہے۔ میں نے پوچھا تمہیں پانی کس نے پلایا ہے؟ اور یہاں کمرے میں میرے سوا کوئی اور آدمی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا۔ ابھی جبریل امین نے مجھے پانی پلایا ہے۔ اور جبریل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم، تمہارے بھائی اور تمہاری ماں ان لوگوں میں سے ہیں۔ "مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ" یہ کہہ کر انہوں نے جان دے دی۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کے صاحبزادے کی وفات کا واقعہ

۶۴۔ ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ کے بیٹے عمواس کے سال طاعون میں مبتلا ہوئے۔ آپ نے صبر و ہمت سے کام لیا۔ اور وہ طاعون کی حالت میں آپ کی گود میں تھے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ ان دنوں ہم فاقہ کشی کا شکار تھے۔ اور پھر بھی انہوں نے صبر و شکر کیا۔ کیونکہ پریشان ہونے والا فلاح نہیں پاتا۔ میں نے کہا۔ معاذ! کیا تم نے کچھ دیکھا؟ فرمایا: ہاں! میرے اس صبر پر اللہ کریم نے میری قدر دانی

فرمائی۔ میرے بیٹے کی روح نے میرے پاس آکر مجھے یہ خوش خبری سنائی۔ کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرب فرشتوں اور شہداء وصالحین کی ایک سو صفوں میں کھڑے میری روح پر رحمتوں کی دعائیں کررہے ہیں۔ اور اپنے ساتھ مجھے جنت کی طرف لے کر جارہے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا بیٹا کچھ لوگوں سے مصافحہ کررہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ خوش آمدید مرحبا۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں، اور یہ کہہ کر وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوا۔ اور اس کے بعد بھی میں نے اُسے خواب میں دیکھا۔ کہ اس کے اِردگرد بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ اور ابلق گھوڑوں پر سوار سفید کپڑوں میں ملبوس آ جارہے ہیں۔ اور وہ برستے تیزوں اور برچھوں میں پکار رہا ہے۔ یا سعد! اُس اللہ کریم کا شکر ہے۔ جس نے ہمیں جنت کا وارث بنادیا۔ ہم جہاں چاہتے ہیں رہتے سہتے ہیں۔ نیک عمل کرنے والوں کا اجر بہت اچھا ملتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔

مرنے والے کو اس کے ہم نشین دکھائے جاتے ہیں

۶۵۔ ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابونعیم نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جو کوئی شخص فوت ہوتا ہے۔ اُس کے ہم نشین اور ساتھی اس کے سامنے لائے جاتے ہیں اگر وہ ذکر کرنے والا ہوتا ہے تو اہل ذکر اُسے دکھائے جاتے ہیں۔ اور اگر کھیل تماشے میں رہنے والا ہوتا ہے۔ تو کھیل تماشے والے اس کے ساتھی اُسے دکھائے جاتے ہیں۔

۶۶۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد کے واسطہ سے حضرت یزید بن شجرہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں جو شخص بھی فوت ہوتا ہے۔ اُس کے اہل مجلس اُسے دکھائے جاتے ہیں۔ اگر کھیل تماشے والا ہو تو وہ اور اگر اہل ذکر ہو تو وہ دکھائے جاتے ہیں۔

وفات کے وقت ایک بدکار کی حالت

۶۷۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ربیع بن برہ سے روایت کی ہے کہ بصرہ میں ایک عبادت گزار تھا۔ اس نے شام میں لوگوں کو دیکھا۔ کہ وہ ایک شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کر رہے تھے۔ تو وہ کہہ رہا تھا۔ میں شراب پینا چاہتا ہوں۔ مجھے وہ پلاؤ۔ اور اہواز میں ایک مرتے ہوئے شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کی گئی۔ تو وہ کہنے لگا۔ دس، گیارہ، دس گیارہ اور یہاں بصرہ میں ایک شخص کو کہا گیا۔ بھائی لا الہ الا اللہ کہو۔ تو وہ کہتا ہے۔

يَارُبَّ قَائِلَةٍ يَوْمًا وَّقَدْ تَعِبَتْ كَيْفَ الطَّرِيْقُ اِلٰى حَمَّامِ مِنْجَابِ

بہت سی تھکی ہوئی عورتیں مجھ سے منجاب کے گرم حمام کا پوچھ رہی ہیں۔

ابوبکر اس شعر کے مفہوم میں کہتے ہیں کہ اس شخص سے کسی عورت نے نہانے کے حمام کا راستہ پوچھا۔ تو اُس نے شراب و بدمعاشی سے اُسے اپنے گھر کا راستہ بتا دیا۔ بس مرتے وقت اُسے وہی کیفیت یاد آرہی تھی اور وہ بجائے کلمہ طیبہ پڑھنے کے یہ شعر دہرا رہا تھا۔

موت کے وقت اعمال مجسم صورت میں سامنے آجاتے ہیں

۶۸۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جو شخص فوت ہوتا ہے۔ اُس کے اعمال مجسم صورت میں اُس کے سامنے آجاتے ہیں۔ نیک یا بدتمام ہی۔ تو وہ اپنے نیک اعمال کو خوشی سے تکتا رہتا ہے۔ اور بُرے اعمال سے بدک کر منہ پھیر لیتا ہے۔

۶۹۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس فرمان باری تعالیٰ کے متعلق فرماتے ہیں۔ "يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ" کہ موت کے وقت اُس کے نگران فرشتے آتے ہیں۔ اور نیکی اور برائی اس کی اُس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے نیک اعمال دیکھتا ہے۔ تو وہ ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ اور اُس کا چہرہ کھل

اُٹھتا ہے۔ اور جب وہ اپنے برے اعمال دیکھتا ہے۔ تو وہ کڑھتا ہے۔ اور اس کے چہرے پر بل پڑ جاتے ہیں۔

۷۰۔ حضرت حنظلہ بن اسود سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میرے مالک فوت ہوئے۔ تو وہ کبھی اپنا چہرہ کھولتے اور کبھی ڈھانپ لیتے۔ اس بات کا جب حضرت مجاہد سے ذکر ہوا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ ہم نے سنا ہے کہ مومن کے سامنے مرتے وقت نیک اعمال اور بداعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ جب اس کی وفات ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا اپنے ایک انصاری صحابی کیلئے دعا فرمانا

۷۱۔ بزار نے اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے پاس تشریف لائے جن پر حالت نزع طاری تھی۔ آنجنابؐ نے ان سے پوچھا۔ تم اس وقت کیسا محسوس کر رہے ہو؟ عرض کیا۔ اچھا محسوس کر رہا ہوں۔ اس وقت دو فرشتے میرے پاس آئے ہیں ایک سیاہ رنگ کا ہے۔ ایک گورے رنگ کا ہے۔ آنجنابؐ نے ان سے پوچھا۔ تم سے زیادہ قریب کونسا ہے؟ عرض کیا۔ کالا فرمایا: کہ خیر قلیل ہے۔ اور شر کثیر ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرے لیے دعا فرما کر اپنی طرف سے مجھے نفع پہنچائیں۔ تو آنجنابؐ نے اُن کے لیے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرِ الْكَثِيْرَ وَاَنْمِ الْقَلِيْلَ

اے اللہ کریم! اس کے زیادہ گناہوں کو معاف فرمادے اور تھوڑی نیکیوں میں اضافہ فرمادے۔

اس کے بعد آپؐ نے ان سے پوچھا۔ اب کیسا محسوس کر رہے ہو؟ عرض کیا۔ خیر ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے میری نیکیاں بڑھتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ اور برائیاں کمزور ہو رہی ہیں اور کالا فرشتہ دور ہٹتا جا رہا ہے۔ تجھے اپنا کون سا عمل عمدہ دکھائی دیتا ہے؟ عرض کیا۔ میں لوگوں کو پانی پلایا

کرتا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ موت کا دکھ کیا ہوتا ہے۔ موت کے دوران جسم کا بند بند اور رگ رگ میں موت کی الننا کی محسوس ہوتی ہے۔

موت کے وقت اچھے آدمی کیلئے کراماً کاتبین دعا خیر کرتے ہیں اور برے آدمی کیلئے افسوس کا اظہار کرتے ہیں

۷۲۔ ابن ابی الدنیا نے وہب بن الورد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں ہمیں یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ موت کے وقت مرنے والے کو وہ فرشتے جو اُس کے اعمال لکھتے ہیں۔ اُس کے اعمال دکھاتے ہیں۔ اگر اس نے اُن کے ساتھ عبادت واطاعت خداوندی میں زندگی گزاری ہوتی ہے۔ تو وہ اُسے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھے ہماری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ بہت سی اچھی مجلسوں میں ہمیں تو نے بٹھایا۔ اور بہت سے نیک اعمال ہمارے سامنے کئے۔ اور بہت اچھا اچھا کلام تو نے ہمیں سنوایا۔ اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے تمہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔ اور اگر اس نے اس کے الٹ کام کیا ہوگا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی نہ ہوگی۔ تو اس کے اُلٹ بیان کریں گے۔ وہ کہیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہماری جانب سے جزاء خیر نہ دے۔ کہ تو ہمارا اچھا ساتھی ثابت نہیں ہوا۔ کتنی ہی بری مجلسوں میں تو نے ہمیں بٹھایا۔ اور کتنے ہی بُرے عمل تو نے ہمارے سامنے کئے۔ اور کتنا ہی بُرا کلام تو نے ہمیں سنوایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہماری جانب سے اچھی جزا نہ دے۔ فرمایا تو یہی وجہ ہے کہ مرتے وقت بندہ ایک طرف کو نظریں کئے دیکھے جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ کبھی دنیا میں واپس نہیں آتا۔

۷۳۔ حضرت سفیان سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچا ہے کہ مومن بندہ جب موت سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اُس کے زندگی کے ہمراہی فرشتے جو اُس کے زندگی بھر اعمال پر نگران ہوتے ہیں۔ جب اُس کے گھر والے اس پر روتے

لگتے ہیں۔ تو وہ گھر والوں سے کہتے ہیں۔ ٹھہرو! ہمیں اس کی تعریف تو کرنے دو۔ جو صرف ہمیں ہی معلوم ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اے اچھے ساتھی اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر عطا فرمائے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں چست تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سست تھا۔ ہم وہ ہیں جو تیری غیر حاضری میں تیری حفاظت کرتے تھے۔ ہم اس کی روح کو اوپر لے کر جا رہے ہیں۔ ہمیں فرشتوں کے ساتھ مل کر ذکر کرنے سے نہ روکو۔ اور جب بُرے آدمی کو موت آتی ہے۔ اور گھر والے آہ وزاری کرنے لگتے ہیں۔ تو وہ فرشتے کہتے ہیں۔ ٹھہرو! ہمیں اپنے علم کے مطابق اس کا کچھ وطیرہ تو بیان کرنے دو۔ تو کہتے ہیں۔ اے صاحب شر تمہیں شر کی جزا ہو۔ کہ برائی و نافرمانی کرنے میں چست تھا۔ اور نیکی کرنے میں سست تھا۔ ہم نے تمہاری غیر حاضری میں تمہاری حفاظت نہیں کی۔ پھر اُسے آسمان کی طرف لے کر جاتے ہیں۔

نیک آدمی اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے
اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتے ہیں

۴۷۔ بخاری و مسلم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق ہوتا ہے۔ اللہ کریم کو بھی اُس سے ملنے کا شوق ہوتا ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ سے ملنا ناگوار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملنے سے نفرت کرتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ فرمایا ایسی بات نہیں ہے۔ جب موت کا وقت آتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رضا اور عزت افزائی کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اُس وقت موت سے بڑھ کر اُسے اور کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ جلد از جلد اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور کافر کو جب موت آتی ہے۔ تو

عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا اُسے پیغام ملتا ہے۔ تو اس سے بڑھ کر ناگوار اس کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملنا نہیں چاہتا ہے۔

۷۵۔ آدم بن ایاس فرماتے ہیں۔ ہم سے حماد بن سلمہ نے حضرت عطا بن السائب سے انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ اور فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ اور فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ

پھر ارشاد فرمایا: جب موت کا وقت آتا ہے۔ تو یہ آیات اُسے سنائی جاتی ہیں۔ اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں سے ہوتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملنا پسند کرتا ہے۔ اور اگر وہ بائیں ہاتھ والوں سے ہوتا ہے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ بھی اُس سے ملنا نہیں چاہتا۔

۷۶۔ احمد نے ہمام کے واسطے سے عطاء بن السائب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا۔ اور وہ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے فلاں بن فلاں نے روایت کی کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کا شوق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بھی اُس سے ملنے کا شوق ہوتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنا نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کو بھی اس سے ملنے کا کوئی شوق نہیں ہوتا۔ یہ سن کر لوگ سر جھکا کر رونے لگے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ کس وجہ سے رو رہے ہو؟ عرض کیا: کہ ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ (حالانکہ موت ہی اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ذریعہ ہے) آنجنابؐ نے فرمایا: یہ بات نہیں ہے۔ لیکن یہ موت کے وقت کی بات ہے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝

جب اُسے راحت، ریحان اور جنت کی نوید ملتی ہے۔تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔تو وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو بے چین ہو جاتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝

اس آیت کے مطابق جب اُسے اپنے بُرے انجام کی خبر ملتی ہے۔تو اللہ تعالیٰ کے ہاں جانا ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی اس سے ملنا گوارہ نہیں ہوتا۔

کافر موت کے وقت دنیا میں واپس آنے کو چاہتا ہے

۷۷۔ ابن جریر اور ابن المنذر دونوں نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت ابن جریج سے روایت کی ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کہ جب مومن فرشتوں کو اپنے سامنے دیکھتا ہے۔تو اس سے کہتے ہیں۔ہم تمہیں دنیا کی طرف واپس لے جائیں۔جو غموں اور پریشانیوں کا گھر ہے؟ وہ کہتا ہے۔بس مجھے اللہ پاک کی بارگاہ میں لے چلو۔اور کافر سے کہا جاتا ہے۔کیا ہم تمہیں واپس دنیا کی طرف لے جائیں؟ تو وہ کہتا ہے۔

رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ

اے میرے رب کریم! یہ مجھے واپس دنیا میں لے جائیں تاکہ میں نیک عمل کرسکوں جو میں پہلے نہیں کرسکا۔

حج نہ کرنے والا اور زکوٰۃ نہ دینے والا موت کے وقت دنیا میں واپسی چاہتا ہے

۷۸۔ امام ترمذی اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جس کے پاس مال ہو۔ جس سے اس پر حج فرض ہو جائے۔ یا زکوٰۃ واجب ہو جائے۔ اور اس نے نہ حج کیا۔ نہ زکوٰۃ ادا کی۔ تو وہ موت کے وقت دنیا میں واپس جانے کی خواہش کرے گا۔ ایک شخص نے کہا۔ ابن عباس خدا سے ڈرو۔ دنیا میں واپس جانے کی تمنا تو کافر کریں گے۔ تو آپ نے فرمایا: میں ثبوت کے لیے قرآن کریم آیت پڑھ کرتا ہوں۔ اور آپؓ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۝

اے ایمان والو! یہ تمہارے مال و اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔

۷۹۔ دیلمی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً حدیث روایت کی ہے۔ جب انسان کی وفات کا وقت آتا ہے۔ تو ہر چیز اُسے حق سے روکنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور ہر چیز اُس کے سامنے کر دی جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ کہتا ہے۔ رب کریم یہ مجھے واپس دنیا میں لے جائیں۔ تاکہ میں نیک عمل کر سکوں جو میں اب تک نہیں کر سکا۔

مومن کی روح ایک پھول میں نکل کر جاتی ہے اور کافر کی روح دوزخ کی ایک بوری میں لپیٹی جاتی ہے

۸۰۔ مروزی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے رویت کی ہے۔ کہ مومن کی روح ایک

پھول میں نکل کر جاتی ہے۔اور پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○

۸۱۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ فرمایا: الروح سے مراد رحمت اور ریحان سے مراد پھول ہے۔ جس میں مومن کی روح جاتی ہے۔

۸۲۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت بکر بن عبداللہ سے روایت کی ہے فرمایا: جب ملک الموت کو مومن کی روح قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے۔تو جنت سے ایک پھول لایا جاتا ہے۔اور فرشتے سے کہا جاتا ہے۔روح کو قبض کر کے اس پھول میں لے جاؤ۔اور جب کافر کی روح کو قبض کرنے کا حکم ہوتا ہے۔تو دوزخ سے ایک بوری لائی جاتی ہے۔اور حکم ہوتا ہے اس کی روح قبض کر کے اس میں لے جاؤ۔

۸۳۔ عبداللہ بن امام احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے ابوعمران الجونی سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ ہمیں روایت پہنچی ہے۔کہ جب مومن کی وفات قریب ہوتی ہے۔تو جنت سے پھولوں کے گلدستے لائے جاتے ہیں۔اور اُس میں مومن کی روح رکھ کر اوپر لے جائی جاتی ہے۔

۸۴۔ ابن الدنیا نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔فرتے ہیں۔کہ مومن کی روح جنت کے ریشمی کپڑوں میں لپیٹ کر اوپر لے جاتے ہیں۔

۸۵۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں۔کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مقرب بندہ دنیا سے جدا نہیں ہوتا ہے۔یہاں تک کہ جنت سے اُس کے لیے شاخیں لائی جاتی ہیں۔اور وہ انہیں سونگھتا ہے۔اور اس کی روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے۔

۸۶۔ امام احمد نے الزہد میں الربیع بن خثیم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی ہے۔"فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ" فرمایا

یہ موت کے وقت خوشخبری ہوتی ہے۔اور اس کے پردے میں اُسے جنت کا پیغام ملتا ہے۔اور اس آیت کے بارے میں فرمایا: "وَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلْمُكَذِّبِينَ ٱلضَّآلِّينَ ○ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ" کہ یہ موت کے وقت کافر کے لیے دوزخ کا پیغام ہوتا ہے۔

۸۷۔ ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر نے حضرت عدی بن حاتم الطائی ؓ سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ایک آواز سنی "اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ بِرَوْحٍ وَّ رَیْحَانٍ" "اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ بِرَبٍّ غَیْرِ غَضْبَانٍ۔ اَبْشِرْ یَا ابْنَ عَفَّانَ بِرِضْوَانٍ وَّ غُفْرَانٍ" اے عفان کے بیٹے! رحمت اور پھولوں کی خوش خبری سن لے۔" اے ابن عفان! یہ خوش خبری سن لے تیرا رب تجھ پر ناراض نہیں ہے۔اے ابن عفان رضاء الٰہی اور بخشش کی خوشخبری سن لے۔فرماتے ہیں کہ میں نے آواز کی طرف گھوم کر دیکھا۔تو مجھے وہاں کوئی شخص دکھائی نہیں دیا۔

۸۸۔ ابوالقاسم بن مندہ نے الاحوال والایمان بالسّوال میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ واللہ! یہ خوش خبری مومن کو موت کے وقت ہی مل جاتی ہے۔

۸۹۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کے وقت مومن کو سب سے پہلے قبر میں راحت، پھولوں اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری ملتی ہے۔اُسے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوشخبری لے لو۔تم اچھی طرح سے اچھی جگہ آگئے ہو۔اور جن لوگوں نے قبر تک تمہارے جنازے میں شرکت کی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی بخش دیا ہے۔اور جو تمہارے جنازے میں شریک ہوا ہے۔وہ سچا مسلمان ہے۔ اور جس نے تیرے لیے استغفار کیا ہے۔اس کی دعا قبول ہوگئی ہے۔

۹۰۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔کہ

فرمان باری تعالیٰ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ سے مراد ہے۔ کہ کافر اس دار فانی سے تب تک رخصت نہیں ہوگا۔ جب تک جہنم کے کھولتے ہوئے گرم پانی کو نہ پی لے گا۔

۹۱۔ حضرت ضحاک سے روایت ہے۔ "فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ" جو شخص شراب خوری کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوا تو کھولتے ہوئے گرم پانی کو اس کے چہرہ پر بہایا جائے گا۔

۹۲۔ امام احمد نے الزھد میں ابو عمران الجونی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ فاسق و فاجر اور کفار اس دنیا سے موت کے وقت پیاسے اٹھائے جائیں گے۔ اور قبروں میں بھی پیاسے ہی جائیں گے۔ اور میدان قیامت میں بھی پیاسے ہی اُٹھیں گے۔ اور پیاس کی حالت میں ہی اُنہیں جہنم کی طرف لے جانے کا حکم ہوگا۔

۹۳۔ ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مومن کی روح کو قبض کرنا چاہتا ہے۔ ملک الموت کو بذریعہ وحی حکم ہوتا ہے۔ کہ اسے میری جانب سے سلام کہو۔ اور پھر جب فرشتہ مومن کی جان قبض کرنے کے لیے آتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ تمہارے رب کریم نے تمہیں سلام بھیجا ہے۔

۹۴۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے "تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ" کے بارے میں فرمایا: جس دن ملک الموت سے ملاقات ہوگی۔ تو اس وقت فرشتہ ہر مومن کو سلام کہتا ہے۔

۹۵۔ ابن المبارک نے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال میں حضرت محمد بن کعب القرظی

سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب مومن کی روح پرواز کرنے کو ہوتی ہے۔ تو ملک الموت آ کر کہتا ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاوَلِیَّ اللّٰہِ، اے اللہ کے دوست تجھ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بھی تجھے سلام کہا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھ کر جان قبض کرتا ہے۔ "اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ" پھر اللہ تعالیٰ کے فرشتے بڑے پاکیزہ انداز میں ان کی روحیں قبض کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں تم پر سلامتی ہو۔

۹۶۔ قاضی ابوالحسین بن العریف نے الفوائد میں اور ابوالربیع المسعودی نے اپنی الفوائد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اللہ تعالیٰ کے دوست کے پاس پہنچتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ کے ولی تم پر سلامتی ہو۔ اٹھو۔ اب اس گھر سے جسے تم نے ویران کیا ہے۔ چل پڑو۔ اور اُس گھر میں جا پہنچو جسے تم نے آباد کیا ہے۔ اور جب وہ شخص اللہ تعالیٰ کا دوست نہیں ہوتا۔ تو فرشتہ اس سے کہتا ہے۔ اُٹھو اس گھر کو چھوڑ دو جسے تم نے سنوارا ہے۔ اور اب اس گھر کی طرف سدھارو جسے تم نے خوب برباد کیا ہے۔

۹۷۔ ابونعیم نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مومن کو اس کی وفات کے بعد اُس کی اولاد کے نیک ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ تا کہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور اُسے خوشی حاصل ہو۔

۹۸۔ ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے ضحاک سے روایت کی ہے۔ کہ فرمانِ باری تعالیٰ "لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ" سے مراد یہ ہے کہ اُسے بتا دیا جاتا ہے کہ اُس کا مقام مرنے کے بعد کہاں ہے؟

۹۹۔ ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جب تک انسان مرنے کے بعد اپنے ٹھکانے کو دوزخ یا جنت میں دیکھ نہیں لیتا دنیا سے رخصت نہیں ہوتا۔

۱۰۰۔ ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ تعالٰی کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا "لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دنیا کی زندگی میں نیک خواب مومن کو دکھائے جاتے ہیں۔ جس سے وہ دنیا میں خوش رہتا ہے۔ اور آخرت میں سے مراد وہ خوشخبری ہے جو مومن کو موت کے وقت دی جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالٰی نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔ اور جن لوگوں نے تمہیں قبر تک پہنچایا ہے انہیں بھی بخش دیا ہے۔

۱۰۱۔ امام بیہقی نے حضرت مجاہد سے فرمان باری تعالٰی

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا۔ ہمارا رب اللہ کریم ہے۔ پھر اس پر قائم رہے۔ تو فرشتے ان پر اترتے ہیں۔ کہ کوئی خوف نہ کرو۔ اور کوئی غم نہ کرو۔ اور جنت کی خوشخبری سن لو۔ جس کا تمہارے ساتھ وعدہ ہوا تھا۔

کے بارے میں روایت کی ہے کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ خوش خبری موت کے وقت مومن کو ملتی ہے۔

۱۰۲۔ حضرت سفیان نے بھی اسی طرح سے روایت کی ہے۔ اور فرمایا: کہ مومن کو تین بار بشارتیں ملتی ہیں۔ موت کے وقت، جب قبر سے نکلے گا۔ اور جب حساب کتاب سے فارغ ہوگا۔

۱۰۳۔ ابن ابی حاتم اور ابن مندہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ اسی سابقہ آیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مومن کو خوش خبری ملتی ہے۔ کہ دنیا و آخرت کے

بارے میں تم کسی قسم کا خوف وغم نہ کرو۔ اور نہ بعد میں اپنی اولاد کے بارے میں کوئی فکر کرو۔ کہ ہم تمہارے بعد اُن کی کفالت کریں گے۔

۱۰۴۔ ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ اُسے موت کے وقت، قبر میں اور جس وقت وہ اپنی قبر سے اُٹھے گا۔ اس وقت بھی اُسے جنت کی خوش خبری سنائی جائے گی۔ اور اس خوش خبری کا اثر اس کے دل سے زائل نہیں ہوگا۔ اور روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ مومن کو موت کے وقت لایا جائے گا۔ اور اُسے کہا جائے گا۔ تم جس طرف جارہے ہو۔ وہاں کے بارے میں کوئی خوف نہ کرو۔ تو وہ مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور پھر اُسے تسلی دی جاتی ہے۔ کہ اپنے بعد اپنے اہل وعیال کی فکر بھی مت کرو۔ ان کا اللہ حافظ ہے۔ اور تمہیں جنت کی خوش خبری ہے۔ لہٰذا مرتے وقت اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور وہ بے فکر ہو جاتا ہے۔

۱۰۵۔ ابن مندہ نے کثیر بن ابی کثیر سے روایت کی ہے۔ اور یہ صاحب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے خادم تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ہر جنتی پر ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے۔ جب اُسے جنت کی خوشخبری ملتی ہے۔ تو فرشتہ اُس کا ہاتھ اُس کے دل پر رکھ دیتا ہے۔ اگر فرشتہ ایسا نہ کرے۔ تو خوشی سے اس کا دل سر کے راستہ سے باہر نکل جائے۔

۱۰۶۔ ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور یہ آیت تلاوت کی "یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ" تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ تو بہت اچھا ہے۔ پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! فرشتہ تمہاری وفات کے وقت بھی ایسا بھی فرمائے گا۔

۱۰۷۔ ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ اُن سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؓ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ جب کسی مومن

کی روح کو قبض کرنا چاہتا ہے۔ تو اُس مومن کا دل اللہ تعالیٰ کی ذات پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص شفقت اس مومن پر ہوتی ہے۔

۱۰۸۔ حافظ سلفی نے المشیخۃ البغدادیہ میں روایت کی ہے۔ کہ میں نے حضرت ابوسعید الحسن بن علی ابوالحنفؒ سے سنا۔ کہ آپ نے فرمایا: میں نے کسی کتاب میں دیکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ملک الموت کے ہاتھ پر نورانی خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ظاہر کر دیتا ہے۔ اور پھر اُسے حکم دیتا ہے کہ اس خط کو میرے عارف بندے کے سامنے وفات کے وقت پھیلا دو۔ وہ اس لکھائی کو دیکھتا ہے۔ اور اُس خط نورانی کے دیکھتے ہی مومن عارف کی روح ایک آنکھ جھپکنے کے لمحے میں پرواز کر جاتی ہے۔

۱۰۹۔ الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ ملک الموت جب کسی جہنمی امتی کی روح قبض کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ انہیں جنت کی بشارت دیتا ہے۔ لیکن کئی باتوں کا انتقام لینے کے بعد اور اتنا عرصہ وہ امتی دوزخ میں محبوس (قید) رہے گا۔

۱۱۰۔ ابونعیم نے الربیع بن ابی راشد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ اگر مومنوں کو اللہ تعالیٰ طرف سے بطور اکرام کے امید رحمت نہ ہوتی۔ تو غم سے دنیا میں اُن کے پتے پھٹ جائے۔ اور اُن کے شکم چاک ہو جاتے۔

۱۱۱۔ الاصفہانی نے الترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے جمعہ کے روز مجھ پر ایک ہزار بار درود شریف پڑھا۔ وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے بغیر نہیں مرے گا۔

۱۱۲۔ ابن عساکر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے۔ کہ اُن سے اس فرمان باری تعالیٰ کے متعلق پوچھا گیا۔ "وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ" کہ ہر ایک اہل کتاب اپنے مرنے سے پہلے ضرور حضرت عیسیٰ بن مریم

" پر ایمان لے آئے گا۔ فرمایا: یہاں پر یہود مراد ہیں۔ کہ ملک الموت کے اس کی روح قبض کرنے سے پہلے ایک فرشتہ یہودی کے پاس آتا ہے۔ اور اُس کے ہاتھ میں آگ کا ایک بھڑکتا ہوا شعلہ ہوتا ہے۔ وہ اس کے منہ اور پیٹھ پر مارتا ہے۔ اور اُس سے کہتا ہے۔ کیا تم اقرار کرتے ہو۔ کہ حضرت عیسیٰ" اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں؟ تو وہ مسلسل اقرار کرتا رہتا ہے۔ جب وہ اقرار کر لیتا ہے۔ تو ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔

جب روح آسمان پر جاتی ہے تو مرنے والے کی نظر اس روح کے پیچھے جاتی ہے

۱۱۳۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں۔ کہ جب انسان پر موت طاری ہوتی ہے۔ تو وہ ایک طرف کو دیکھے چلا جاتا ہے؟ حضرات صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ بس یہ وہی وقت ہے کہ اس کی نظر روح کے پیچھے جاتی ہے۔

۱۱۴۔ ابن سعد نے حضرت قبیصہ بن ذویب سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان کی روح آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ تو انسان کی نظر اُس کا پیچھا کرتی ہے۔

۱۱۵۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت حسینؓ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ملک الموت جب انسان کی رگ جان کو دباتا ہے۔ تو اسی وقت سے انسان کی نظر روح کے پیچھے لگ جاتی ہے۔ اور اُسے آس پاس کے لوگوں کا کوئی ہوش نہیں رہتا ہے۔

۱۱۶۔ الدینوری نے المجالسۃ میں حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب ملک الموت انسان کی رگ جان کو دباتا ہے۔ تو اس کی جان پہچان لوگوں سے ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ وہ لوگوں سے

بے خبر ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کا اُسے کوئی ہوش نہیں رہتا۔ اور اگر اُسے اس وقت سکرات موت کا سامنا نہ ہو۔ تو وہ موت کی سختی کی وجہ سے لوگوں کو تلوار سے مارنا شروع کر دے۔

۱۱۷۔ ابن ابی الدنیا نے الحکم بن ابان سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا۔ کہ کیا نابینا شخص بھی ملک الموت کو دیکھتا ہے؟ جب وہ اس کی جان قبض کرنے کو آتا ہے؟ تو آپؓ نے فرمایا: ہاں!

۱۱۸۔ ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ملک الموت زمین و آسمان کے درمیان ایک بلند جگہ بیٹھا ہوتا ہے اور اس کے کارکن دوسرے فرشتے ہوتے ہیں۔ جب مرنے والے کی روح حلق کے درمیان پہنچتی ہے۔ تو ملک الموت اوپر سے اُسے دیکھتا ہے۔ تو یہ اُس کی آخری سانس ہوتی ہے۔

۱۱۹۔ ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ ملک الموت کے پاس ایک ہتھیار ہے۔ جو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے۔ جب دنیا میں کسی شخص کی اجل آتی ہے۔ تو وہ اس شخص کا سر اُس ہتھیار پر دے مارتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اب ایک لشکر فرشتوں کا تجھے لینے آئے گا۔

۱۲۰۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت جویبر کے واسطے نے حضرت ضحاک سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً حدیث بیان کی ہے۔ کہ ملک الموت کے پاس ایک زہر آلود حربہ ہے۔ جس کا ایک کنارہ مشرق میں اور دوسرا کنارہ مغرب میں ہے۔ اُسی سے وہ انسان کی زندگی کا چراغ گل کرتا ہے۔ اور اُس کی رگ جان کو کاٹتا ہے۔ ابن عساکر اس روایت کے مرفوعاً ہونے سے منکر ہیں۔ لیکن امام غزالیؒ نے ''کشف علوم الاخرۃ'' میں اس روایت پر اعتماد کیا ہے۔ اور چونکہ امام قرطبی کو یہ روایت نہیں ملی۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے اثر میں مجھے یہ روایت نہیں ملی۔

۱۲۱۔ عبدالرزاق نے اور ابن المنذر نے اپنی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ

عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان کی روح جسم کے ہر حصہ سے نکلتی ہے۔ اور جسم ایک قمیص کی طرح ہے۔ جس کو انسان کی روح گویا اُتار دیتی ہے۔ اگرچہ قمیص بھی کچھ حس رکھتی ہے۔ لیکن اصل آرام اور تکلیف روح ہی محسوس کرتی ہے۔

مرنے سے پہلے توبہ کرنے کا بیان:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ ○

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ جو نادانی سے بُرے اعمال کرتے ہیں۔ اور جلد ہی ان سے توبہ کر لیتے ہیں۔

۱۲۲۔ ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپؓ نے اسی آیت مبارکہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ قریب سے مراد ملک الموت کے آنے سے ہے۔

جان کے حلق تک پہنچنے سے پہلے پہلے تک توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے

۱۲۳۔ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جب تک بندے کی جان حلق تک آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

۱۲۴۔ عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انسان کی جان روانہ ہونے سے پہلے پہلے اس کے لیے گناہوں سے توبہ کرنے کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔

۱۲۵۔ ابن المنذر نے حضرت نخعی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ حلق تک جان آنے سے پہلے پہلے توبہ قبول ہو جاتی ہے۔

۱۲۶۔ ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے۔ کہ فرماتے ہیں۔ "حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ" سے مراد فرشتے کو دیکھ لینا ہے۔

۱۲۷۔ ابن ابی الدنیا نے ابومجاز سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جب تک انسان موت کے فرشتے کو نہیں دیکھ لیتا۔

۱۲۸۔ بکر بن مسکن بن عبداللہ المزنی سے روایت ہے۔ کہ فرشتوں کے آنے تک توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ جب فرشتہ آجاتا ہے تو پھر کسی بات کا ہوش نہیں رہتا ہے۔

۱۲۹۔ ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپ ارشاد فرماتے تھے۔ جسے توبہ کی توفیق عطا ہوگئی۔ اس کی توبہ قبولیت سے محروم نہیں رہتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔ "وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّئَاتِ" کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اور اُن کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب نمبر: ۱۶

میت سے روحوں کی ملاقات اور اُن کے آپس میں سوال جواب

تمہارے اعمال تمہارے مردہ عزیزوں پر پیش ہوتے ہیں:

۱۔ ابن ابی الدنیا نے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے نیکوکار بندے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو چکی ہوتی ہے۔ مومن کو سامنے سے ملتے ہیں۔ اور اُسے اسی طرح خوش خبری دیتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں کوئی کسی کو خوشخبری دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ دیکھو تمہارا بھائی دنیا سے بچ کر آ گیا ہے۔ اب اسے سکھ کا سانس ملے گا۔ اس نے بہت دُکھ جھیلے ہیں۔ پھر اُس سے پوچھتے ہیں۔ کہ فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کیسا ہے؟ اور کیا فلاں عورت نے نکاح کر لیا ہے؟ اور جب وہ اُس شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ جو اس سے پہلے فوت ہو چکا ہوتا ہے۔ تو اُس کے مرنے کا معلوم کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہیں کہ وہ تو کمبخت دوزخ میں داخل ہو چکا ہے۔ اُس کی ماں کا بُرا ہو۔ اس نے اُس کی بُری تربیت کی اور فرمایا یہ تمہارے اعمال تمہارے عزیزوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ جو تم سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں۔ تو وہ اُن کے نیک اعمال دیکھ خوش ہوتے ہیں۔ اور خوشی کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ اور بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ کریم یہ تیرا فضل اور تیری رحمت ہے کہ تو نے انہیں اپنی نعمتوں سے نوازا۔ ان میں اور اضافہ فرما۔ اور جب اُن کے برے عمل پیش کئے جاتے ہیں تو

وہ کہتے ہیں۔ اے اللہ کریم انہیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرما۔ جس سے تو ان پر راضی ہو جائے۔ اور انہیں اپنے قریب کرے۔

کیا مردوں کا آپس میں تعارف ہوتا ہے

ایک صحابیہ کا نبی کریم ﷺ سے سوال

۲۔ ابن ابی الدنیا نے ابولیبہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب حضرت بشیر بن البراء بن المعروف کا انتقال ہوا۔ تو ان کی والدہ کو بہت رنج پہنچا۔ تو انہوں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ! بنی سلمہ کے بہت سے افراد فوت ہوتے رہتے ہیں۔ کیا ان کا وہاں آپس میں تعارف بھی ہوتا ہے؟ تا کہ میں اپنے بیٹے بشر کو سلام بھیج دوں۔ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں! قسم ہے مجھے اس ذاتِ گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ہاں اُن کی آپس میں ایسے ہی ملاقات ہوتی ہے۔ جس طرح پرندے درخت پر ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اس کے بعد بنی سلمہ میں سے جب بھی کوئی فوت ہو جاتا۔ تو بشر کی والدہ وہاں آتیں اور کہتیں۔ کہ تجھ پر سلام ہو۔ میرے بیٹے کو میری جانب سے سلام کہنا۔

۳۔ ابن ماجہ نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اُن کی وفات ہو رہی تھی۔ اور کہتے ہیں کہ میں نے اُن سے عرض کیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں میری جانب سے سلام عرض کرنا۔

۴۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں خالدہ بنت عبداللہ بن انیس سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اُم البنینؓ اپنے والد کی وفات کے آدھ مہینہ بعد حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس آ گئیں۔ اور وہ اس وقت بیمار تھے۔ کہتی ہیں کہ میں نے اُن سے عرض کیا۔ چچا جان! میری جانب سے میرے والد کو میرا سلام کہیں۔

۵۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کہ جنت قرون شمس میں گھری ہوئی ہے۔ سال بھر میں ایک مرتبہ کھولی جاتی ہے۔ اور مومنوں کی روحیں بلبلوں جیسے پرندوں کے قالبوں میں رہتی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں۔ اور جنت کے پھلوں سے انہیں روزی ملتی ہے۔

۶۔ امام احمد نے اور حکیم ترمذی نوادر الاصول میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دو مومنوں کی روحیں ایک دن کے سفر تک آپس ملتی ہوئی چلی جاتی ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے انہوں نے ایک دوسرے کو بالکل نہیں دیکھا ہوتا۔

مومن مردوں کی روحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں اور پیچھے رہ جانے والے رشتہ داروں کے احوال پوچھتے ہیں

۷۔ بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ مومن پر موت کا نزول ہوتا ہے۔ تو کئی چیزیں مشاہدہ کرتا ہے۔ وہ خواہش کرتا ہے۔ کاش میری روح جلد یہاں سے نکل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کا مشتاق ہوتا ہے۔ اور مومن کی روح آسمان کی طرف پرواز کرتی ہے۔ تو مومنوں کی روحیں اس کے استقبال کو آتی ہیں۔ تو اس سے اپنے جان پہچان کے لوگوں کی خیریت معلوم کرتی ہیں۔ جب وہ انہیں بتاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں بتاتا ہے۔ کہ فلاں شخص فوت ہو چکا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ وہ تو ہمارے پاس نہیں آیا۔

۸۔ آدم بن ابی ایاس نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے کہ ہم سے مبارک بن فضالہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مومن بندہ فوت ہوتا ہے۔ تو اس کی روح مومنوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہے۔ تو وہ اسے کہتے ہیں۔ کہ فلاں کا کیا بنا۔ جب وہ بتاتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے کا فوت ہو چکا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ وہ

تو گیا ہاویہ دوزخ میں۔ بری اس کی ماں جس نے اس کی تربیت کی۔

۹۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جب مرنے والا فوت ہوکر آگے جاتا ہے۔ اور سامنے سے اس کا کوئی فوت شدہ لڑکا اس کی پیشوائی کرتا ہے۔ جیسے کسی سفر سے واپس آنے والے کا کیا جاتا ہے۔

یہاں سے رخصت ہوکر جانے والے کا اس کے عزیز واقارب کی روحیں استقبال کرتی ہیں

۱۰۔ حضرت ثابت بنانی نے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہمیں حدیث پہنچی ہے۔ جب کوئی مرنے والا اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ تو اس کے پہلے سے فوت شدہ عزیز واقارب اس کی پیشوائی کرتے ہیں۔ کہ وہ انہیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اور انہیں بھی اسے دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی مسافر سفر سے وطن کو واپس آتا ہے۔

۱۱۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن ابی الدنیا نے عبید بن عمیر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ قبروں میں پہنچنے والے اپنے کسی عزیز کے آنے کے منتظر ہوتے ہیں۔ جیسے کسی مسافر عزیز کا انتظار کیا جاتا ہے۔ جب وہ اس سے ملتے ہیں۔ تو اس سے پوچھتے ہیں۔ کہ فلاں کا کیا حال ہے؟ اور وہ ان سے پوچھتا ہے کہ فلاں شخص فوت ہوا تھا۔ کیا وہ یہاں پہنچ گیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ کیا وہ یہاں نہیں پہنچا؟ تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وہ کسی اور طرف چلا گیا ہے۔ وہ تو سیدھا ہاویہ دوزخ میں گیا ہوگا۔

۱۲۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت صالح المری سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے۔ کہ موت کے بعد جب روحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں۔ تو جو روح ان کے پاس پہنچتی ہے۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں۔ دنیا میں تمہارا کیا حال تھا۔ تو کس جسم میں تھا۔ پاکیزہ جسم میں یا خبیث جسم میں؟

۱۳۔ عبید بن عمیر سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب مرنے والا اس دنیا سے چلا جاتا ہے۔ اور پچھلی روحیں اُس سے ملتی ہیں۔ تو وہ پچھلوں کا حال اُس سے پوچھتی ہیں۔ جیسے کسی آنے والے سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ فلاں عزیز کیسا ہے فلاں کا کیا حال ہے؟

مومنوں کی روحیں اپنے آنے والے سے دنیا کے ہر قسم کے احوال پوچھتے ہیں

۱۴۔ امام ثعلبی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اُسی طرح کی ایک حدیث بیان کی ہے۔ اُس کے آخر میں ہے کہ وہ اس سے گھر کی بلی تک کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان گرامی کے بارے میں کہا گیا ہے۔ جو آپ نے ارشاد فرمایا: "اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ" کہ روحیں گروہ در گروہ بن کر رہتی ہیں۔ سے مراد یہ ہے۔ کہ جو آپس میں متعارف ہوتے ہیں۔ وہ مل جل کر رہتے ہیں۔ اور جو آپس میں متعارف نہیں ہوتے۔ وہ الگ اپنے جاننے والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور ایک مطلب یہ ہے کہ سونے والوں کی روحیں مرنے والوں کی روحوں سے ملاقات کرتی ہیں۔

۱۵۔ امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: اگر میں اپنے سے پہلے فوت ہو جانے والے عزیزوں کی ملاقات سے مایوس ہو جاتا تو میں غم سے مر جاتا۔

۱۶۔ ابن عساکر نے حضرت ابو جعفر احمد بن سعید الداری سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت المہدی سے سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن مہدی سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ جب حضرت سفیان شدید بیمار ہوئے۔ تو انہوں نے بہت واویلا کیا۔ تو حضرت عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اُن کے پاس آئے۔ اور فرمایا: اے ابو عبد اللہ! یہ واویلا کس بات کا ہے۔ تم

اُس رب کریم کے پاس جارہے ہو۔ جس کی تم نے ساٹھ برس تک عبادت کی ہے۔ اُس کے لیے روزے رکھے ہیں۔ اُس کے لیے تم نے نمازیں پڑھی ہیں۔ اُس کے نام پر حج کیا ہے۔ بتاؤ۔ اگر تم پر کسی شخص نے مہربانی کی ہو۔ تو کیا تم نہیں چاہو گے۔ کہ اُس سے مل کر اُس کے احسان کا اُسے بدلہ دو؟ تو یہ بات سن کر حضرت سفیان خوش ہو گئے۔

حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو ایک شخص کا موت کے وقت خوشخبری دینا کہ آپ اپنے والدین اور نانا جان کے پاس جارہے ہیں

ابو جعفر فرماتے ہیں اور اسی سند کے ساتھ حدیث بیان فرمائی اور ہم ابو نعیم کے پاس موجود تھے۔ جب حضرت حسن بن علی ابن ابی طالب کی بیماری شدید ہو گئی۔ اور آپ بہت تکلیف میں تھے۔ تو آپ آہ وزاری کرنے لگے۔ تو ایک شخص آپؓ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ اے ابو محمد! یہ آہ وزاری کیسی ہے؟ تم یہاں دنیا سے نکل کر اپنے پیارے والدین حضرات علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پاس جارہے ہو۔ اور اپنے نانا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پہنچ رہے ہو۔ اور اپنے دونوں چچاؤں حضرات حمزہ اور جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس جانے والے ہو۔ اور اپنے تمام ماموؤں حضرات القاسم، الطیب، الطاہر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے ملنے جارہے ہو۔ اور اپنی خالاؤں حضرات رقیہ، اُمّ کلثوم، زینب رضی اللہ عنہن کے پاس جارہے ہو۔ (پھر فکر وغم کاہے کا؟) تو آپؓ خوش ہو گئے۔

ایک شخص اپنی شہادت کے بعد اپنے والد سے خواب میں ہر جمعہ کی رات کو ملاقات کرنے آتے

۱۷۔ ابو نعیم نے لیث بن سعد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: ایک شامی شخص نے شہادت

پائی۔ وہ ہر جمعہ کی رات کو اپنے والد سے خواب میں ملنے آتے۔ اُن سے باتیں کرتے اور محبت کا اظہار کرتے۔ وہ ایک جمعہ کی رات کو ملنے نہیں آئے۔ پھر وہ دوسرے جمعہ کو اپنے والد سے ملنے آئے۔ تو والد محترم نے پوچھا بیٹے تم نے مجھے اداس کر دیا۔ اور تمہارا مجھ سے نہ ملنا مجھے بہت شاق گزرا۔ تو اس نے عرض کیا۔ میں پچھلے جمعہ کو مصروف رہا۔ کیونکہ ہم تمام شہداء کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے استقبال کا حکم ہوا تھا۔ لہٰذا ہم اُن کی پیشوائی کو چلے گئے تھے۔

دو مومن دوستوں اور کافر دوستوں کے حالات

۱۹۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ دو مومن بھی دوست ہوتے ہیں۔ اور دو کافر بھی دوست ہوتے ہیں۔ ان کا حال یہ ہے کہ جب کوئی مومن دوست فوت ہو جاتا ہے اور اُسے جنت کی بشارت دی جاتی ہے۔ تو وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے۔ اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتا ہے۔

اے اللہ کریم! میرا فلاں دلی دوست ہے۔ جو مجھے تیری فرمانبرداری کا حکم کرتا تھا۔ اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع پر شوق دلایا کرتا تھا۔ اور ہر وقت مجھے نیکی کا حکم دیا کرتا تھا۔ اور برائی سے روکتا رہتا تھا۔ اور وہ مجھے بتایا کرتا تھا۔ کہ تم نے بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونا ہے۔

اے اللہ کریم! اسے میرے بعد اُسے گمراہ نہ ہونے دینا۔ اور اُسے بھی وہی بشارت دینا جو مجھے دی ہے۔ اور اُس پر بھی راضی ہو جانا۔ جیسا کہ مجھ پر تو راضی ہوا ہے۔ پھر دوسرا مومن دوست بھی فوت ہو جاتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے کہ تم دونوں ایک دوسرے کی مدح سرائی کرو۔ تو ہر دوست دوسرے دوست سے کہتا ہے۔ تم اچھے بھائی ہو۔ تم اچھے دوست ہو۔ اور اچھے اور سچے ہمدرد ہو۔ اور جب کافر کے دوستوں میں سے کوئی مر جاتا ہے۔ اور اُسے جہنم کی بشارت ملتی ہے۔ تو اپنے دوست کو یاد کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے اللہ کریم! یہ میرا دوست مجھے تیری اور

تیرے رسول ؐ کی نافرمانی کا حکم دیتا تھا۔ اور مجھے برائی کا حکم دیتا تھا۔ اور مجھے نیکی سے روکتا تھا۔ اور مجھے بتاتا تھا۔ کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں جانا ہے۔ اے اللہ! اُسے میرے بعد ہدایت نہ دینا۔ اور اُسے بھی وہی کچھ دکھانا جو مجھے دکھایا ہے۔ اور اس پر بھی ناراض ہونا جیسے مجھ پر ناراض ہوا ہے۔ پھر دوسرا دوست بھی مرجاتا ہے۔ اور دونوں کی روحیں اکٹھی ہوجاتی ہیں۔ تو انہیں کہا جاتا ہے۔ اب ایک دوسرے کی مذمت کرو۔ تو ہر ایک دوسرے سے کہتا ہے۔ تو بُرا بھائی ہے۔ تو بُرا ساتھی ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر ۱۷

مرنے والا اپنے غسل دینے والوں اور کفن دفن کرنے والوں کو پہچانتا ہے۔ اور جو اس کے بارے میں یا جو کچھ اُسے کہا جائے اُسے سنتا ہے

۱۔ امام احمد نے اور طبرانی نے الاوسط میں اور ابن ابی الدنیا نے اور مروزی وابن منده نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میت اپنے غسل دینے والوں، اُٹھانے والوں کفن پہنانے والوں اور اپنے دفن کرنے والوں کو پہچانتی ہے۔

۲۔ ابوالحسن بن البراء نے کتاب الروضہ میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ جو مرنے والا بھی فوت ہوتا ہے۔ وہ اپنے غسل دینے والوں۔ اُٹھانے والوں۔ اگر اُسے جنت اور ریحان وراحت کی خوش خبری ملی ہو۔ تو وہ تاکید کرتا ہے۔ کہ اُسے جلدی لے چلیں۔ اور اگر اُسے جہنم کی بشارت ملی ہو۔ تو وہ کہتا ہے۔ ٹھہرو! ابھی نہ لے جاؤ۔

۳۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جب میت کی فرشتہ جان قبض کر لیتا ہے۔ تو وہ غسل، کفن دفن تک ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

۴۔ ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ وہ اُسے قبر تک لے کر جاتا ہے۔ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تو فرشتہ بھی قبر میں جا کر روح جسم میں ڈال

رہتا ہے۔

۵۔ ابونعیم نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب انسان مرجاتا ہے۔ تو اس کی روح ایک فرشتہ کے قبضہ میں رہتی ہے۔ وہ اپنے جسم کو دیکھتا رہتا ہے۔ کہ اس کو کیسے غسل دیا جارہا ہے۔ کیسے کفن دیا جارہا ہے۔ اور کیسے اُسے لے جایا جارہا ہے۔ اور وہ اپنے تخت پر غسل کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ کہ اُسے کہا جاتا ہے۔ لوگوں سے اپنی تعریف سن لو۔

۶۔ ابن ابی الدنیا نے بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ جب کوئی انسان مرتا ہے۔ تو وہ جانتا ہے۔ کہ اُس کے گھر والے کیا کر رہے ہیں۔ وہ اُسے غسل دے رہے ہیں۔ اُسے کفن پہنا رہے ہیں۔ وہ سب کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے۔

۷۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جو شخص فوت ہوتا ہے اُس کی روح ملک الموت کے قبضہ میں رہتی ہے۔ پھر وہ اُسے غسل دیتے ہیں۔ کفن پہناتے ہیں۔ اور اپنے گھر والوں کے عمل کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اور اگر بولنے پر قادر ہو۔ تو وہ انھیں رونے دھونے اور واویلا کرنے سے منع کردے۔

۸۔ حضرت سفیان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ مرنے والا اپنے آس پاس کی ہر بات جانتا ہے۔ اور وہ اپنے غسل دینے والے سے التجا کرتا ہے۔ کہ مجھے جلدی سے غسل دے کر تیار کردو۔ اور اُسے کہا جاتا ہے کہ دیکھ یہ لوگ تمہارے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔

۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ روح فرشتے کے پاس ہوتی ہے۔ اور وہ قبر تک اُس کے ساتھ جاتا ہے۔ اور جب قبر ہموار کردی جاتی ہے۔ تو وہ قبر میں اتر کر اُسے مخاطب ہوتا ہے۔

۱۰۔ امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

روح فرشتے کے قبضہ میں رہتی ہے۔ اور جسم کو غسل وکفن دے کر جب اُٹھا کر لے جاتے ہیں۔ تو فرشتہ ان کے ساتھ ساتھ جاتا ہے۔ اور میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو روح جسم میں ڈال دیتا ہے۔

۱۱۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ فرشتہ انسان کی روح کو جنازہ کے ساتھ ساتھ لے کر جاتا ہے۔ اور اُسے کہتا ہے۔ سن لو لوگ تمہارے بارے میں کیا کہہ رہے ہیں۔ جب اُسے قبر میں رکھ دیتے ہیں۔ تو وہ روح کو اس میں داخل کر دیتا ہے۔

۱۲۔ ابن ابی نجیح نے فرمایا ہے۔ جو بھی مرنے والا فوت ہوتا ہے۔ روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ روح اپنے جسم کو غسل دیتے وقت دیکھتی ہے اور یہ کہ اُسے کیسے پہنایا جا رہا ہے اور کیسے اُسے قبر کی طرف لے کر جا رہے ہیں۔ دفن ہونے کے بعد روح جسم میں لوٹ آتی ہے اور مرنے والا قبر میں اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے مشرک مقتولین سے خطاب کرنا

۱۳۔ امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی وکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ بدر کے روز مشرک مقتولوں کے سامنے تشریف لائے۔ جو ایک گڑھے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور اُن سے ارشاد فرمایا: اے فلاں بن فلاں۔ اے فلاں بن فلاں۔ کیا تم نے اپنے رب کریم کے کیے ہوئے وعدے کو سچا پا لیا ہے؟ میں نے اپنے رب کریم کے وعدہ کو سچا پایا ہے۔ تو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ آپؐ بے روح جسموں سے کیا کلام فرما رہے ہیں؟؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں۔ تم اُسے ان سے زیادہ نہیں سن رہے۔ لیکن یہ بات ہے۔ کہ وہ مجھے کسی بات کا جواب نہیں دے سکتے۔

حضور ﷺ مسجد نبوی میں ایک جھاڑو دینے والی عورت سے اس کے مرنے کے بعد اس سے سوال فرماتا کہ تو نے کونسا عمل افضل پایا ہے

۱۴۔ ابو الشیخ نے عبید بن مرزوق سے مرسلا روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک خاتون مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ وہ فوت ہوگئی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی وفات کا علم نہیں ہوا۔ تو آنجناب اس کی قبر پر سے گزرے تو پوچھا۔ یہ کس کی قبر ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ اُم محجن کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی؟ عرض کیا۔ ہاں وہی۔ تو آنجنابؐ نے لوگوں کی صفیں بنائیں۔ اور اُس خاتون کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا: اے خاتون تو نے کونسا عمل افضل پایا؟ تو حضرات صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! کیا یہ سن رہی ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: تم اُس سے زیادہ نہیں سن رہے۔ تو آنجنابؐ نے صحابہ کرامؓ کو بتایا۔ کہ خاتون نے جواب دیا ہے۔ کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو میں نے افضل عمل پایا ہے۔

جب جنازہ قبر کی طرف لے جایا جاتا ہے تو وہ کلام کرتا ہے سوائے جن وانسان کے سب اس کی آواز سنتے ہیں

۱۵۔ امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب جنازہ رکھا جاتا ہے۔ اور پھر لوگ اُسے اپنے کندھوں پر لے کر چلتے ہیں۔ اگر وہ نیک روح ہوتی ہے۔ تو کہتی ہے۔ مجھے جلدی سے آگے لے چلو۔ اور اگر روح نیک نہیں ہوتی ہے۔ تو کہتی ہے۔ ہائے بربادی، مجھے کہاں لے کر جارہے ہو؟ اور اُس وقت سوائے انسان کے تمام مخلوق اُس کی آواز سنتی ہے۔ اور اگر انسان اُس کی آواز سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

۱۶۔ امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جنازہ کو جلد لے جایا کرو۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے۔ تو تم جلد اُسے خیر کی طرف لے اور اگر اس کے خلاف ہے تو وہ شر ہے۔ اُسے تم جلد اپنے کندھوں سے اُتار دو گے۔

۱۷۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنجنابؐ نے حکم فرمایا: کہ میت کو جلدی دفنانے کے لیے لے چلو۔ اور ارشاد فرمایا: یہ اس کی ضروری منزل ہے۔ جس سے چارہ نہیں ہے۔ لہٰذا جلدی لے کر جاؤ۔ تا کہ وہ اپنا اچھا بُرا دیکھ لے۔

میت کا اکرام یہ ہے کہ اسے جلدی دفن کر دو

۱۸۔ حضرت بکر المزنی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حدیث بیان کی گئی ہے۔ کہ میت اپنے کو جلدی قبرستان کی طرف لے جانے سے خوش ہوتی ہے۔

۱۹۔ حضرت ایوب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں یہ کہا جاتا تھا۔ میت کے گھر والوں کی طرف سے میت کا یہ اکرام ہے۔ کہ اُسے جلد دفنانے کے لیے لے جائیں۔

حدیث نمبر ا: میت اپنے جنازہ اٹھانے والوں کو نصیحت کرتی ہے:

۲۰۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میت بھی چار پائی پر رکھی جاتی ہے۔ اور پھر تین قدم اُسے لے کر چلتے ہیں۔ تو وہ باتیں کرتی ہے۔ جسے سوائے جن وانسان کے تمام مخلوق سنتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ بھائیو! اے میری نعش اُٹھانے والو۔ تمہیں یہ دنیا دھوکے میں نہ ڈالے۔ جیسے اس نے مجھے دھوکے میں ڈالا۔ اور زمانہ تمہارے ساتھ ہاتھ نہ کر جائے۔ جیسے اُس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ میں نے جو کمایا اپنے وارثوں کے لیے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اور حساب لینے والا مجھ سے روز قیامت جھگڑے گا۔ اور حساب مانگے گا۔

اور تم بھی مجھے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہو۔

حدیث نمبر۲:

۲۱۔ امام احمد نے الزہد میں حضرت اُم الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں۔ کہ جب میت اپنی چارپائی پر رکھی جاتی ہے۔ وہ پکارتی ہے۔ اے گھر والو! اے پڑوسیو! اے میری چارپائی اٹھانے والو! یہ دنیا تمھیں دھوکہ نہ دے جائے۔ جیسے اُس نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ اور تمہارے ساتھ ہاتھ نہ کر جائے جیسے اُس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ کیونکہ میرے گھر والوں نے میرا کوئی بوجھ نہیں اُٹھایا ہے۔

ایک بزرگ کا اپنی موت کے بعد اپنے ایک دوست کو نصیحت کرنا

۲۲۔ ابن النجار کی تاریخ میں ابو محمد النجار سے روایت کی ہے۔ اور یہ حضرت مروزی کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اور اُن کے دوست ان کی بزرگی کی وجہ سے انھیں ہر کام میں آگے کر دیتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک میت کو غسل دے رہا تھا۔ کہ میت نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ اے ابو محمد! اس سخت موقعہ کے لیے تم بھی تیاری کر لو۔

----❖❖❖----

باب نمبر ۱۱

فرشتے جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں اور کیا کہتے ہیں

۱۔ حضرت سعید بن منصور نے ابن مفضل سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ فرشتے جنازہ کے آگے آگے چلتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ اس نے کیا آگے بھیجا ہے؟ اور دنیا کے لوگ کہتے ہیں کہ اس نے کیا پیچھے چھوڑا ہے؟

قبر تک ساتھ جانے والوں کو کیا ثواب ملتا ہے

۲۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت ابو مخلد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ اے اللہ کریم! جو شخص تیری رضا حاصل کرنے کے لیے قبر تک کسی جنازہ کے ساتھ چلے۔ تو اس کی کیا جزا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا۔ اُسے یہ بدلہ ملے گا کہ اُس کی وفات کے روز میرے فرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ ساتھ جائیں گے۔ اور میں روحوں میں اُس کی روح پر رحمت نازل کروں گا۔

۳۔ ابن عساکر نے ایک اور واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے اللہ! جو میت کو تیری رضا کے لیے قبر تک چھوڑنے جائے اس کی کیا جزا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُس کی جزا یہ ہے کہ میرے فرشتے اُسے قبر تک چھوڑنے جائیں گے اور روحوں میں اُس

کی روح پر رحمت کی دعائیں کریں گے۔

۴۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مرنے والا مر جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں۔ اس نے کیا آگے بھیجا ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں۔ اس نے کیا پیچھے چھوڑا ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۱۹

مومن کی وفات پر آسمان وزمین روتے ہیں

فرمان باری تعالیٰ ہے کہ

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ

کہ کافروں پر زمین وآسمان کوئی بھی نہیں رویا۔

۱۔ امام ترمذی، ابونعیم، ابویعلیٰ ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ہر انسان کے لیے آسمان میں دو دروازے ہوتے ہیں۔ ایک دروازے سے اُس کے اعمال اوپر جاتے ہیں۔ اور ایک دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب مومن بندے کی وفات ہو جاتی ہے تو دونوں دروازے اس کے لیے روتے ہیں۔

۲۔ ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ اُن سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا۔

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ

کہ کیا زمین وآسمان بھی کسی پر روتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں اگر مخلوق میں سے ہر ایک کا ایک ایک دروازہ ہے جس سے اُس کے اعمال اُوپر جاتے ہیں۔ اور رزق نیچے آتا ہے۔ جب کوئی مومن فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کا وہ دروازہ جس سے اُس کے اعمال اوپر جاتے اور رزق نیچے آتا ہے۔ بند ہو جاتا ہے۔ اور وہ دروازہ اُس پر روتا ہے۔ اور جب اس کی

جائے نماز اُسے موجود نہیں پاتی ہے۔ جس پر وہ نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور اُس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتا تھا۔ تو وہ بھی اُس پر روتی ہے۔ اور فرعون کی قوم کے زمین پر کچھ نشانات نیک نہیں تھے۔ اور اُن کی طرف سے کوئی بھلائی اُوپر نہیں جاتی تھی۔ تو نہ زمین ان پر روئی نہ آسمان نے اُن کے لیے آنسو بہائے۔

۳۔ ابن جریر اور ابن الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں شریح بن عبید الحضرمی سے روایت کی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مومن مسافری کی حالت میں فوت ہو جاتا ہے۔ جہاں اُس پر رونے والا کوئی نہیں ہوتا۔ تو آسمان اور زمین اس پر روتے ہیں۔ اور پھر آپ نے یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی: "فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ" پھر فرمایا: کہ کافر کے لیے آسمان و زمین نہیں روتے۔

۴۔ سعید بن منصور اور ابونعیم نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مومن بندہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو زمین اس کے لیے چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔

۵۔ ابونعیم نے عطاء الخراسانی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جو مومن بندہ زمین کے کسی بھی حصے میں سجدہ کرتا ہے۔ تو زمین کا وہ ٹکڑا قیامت کے دن اُس کے لیے گواہی دے گا۔ اور اس کے مرنے پر اُس پر روئے گا۔

۶۔ ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ مومن بندہ جب فوت ہوتا ہے۔ تو زمین پر اُس کے سجدہ کرنے کی جگہ اس مومن کے لیے روتی ہے۔ اور آسمان پر اعمال چڑھنے کا دروازہ بھی مومن کے لیے روتا ہے۔ اور پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی: "فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ" کہ کافروں پر آسمان و زمین نہیں روتے۔

۷۔ ابن ابی الدنیا نے اور الحاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ زمین مومن کے مرنے پر چالیس دن تک روتی

رہتی ہے۔

۸۔ ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن عبدالملک کے ساتھی ابوعبید سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مومن بندہ جب فوت ہوتا ہے تو زمین کے حصے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک مومن بندہ فوت ہوگیا ہے تو زمین و آسمان اس کے لیے رونے لگتے ہیں۔ تو خدائے رحمٰن فرماتا ہے۔ تم میرے بندے پر کیوں رو رہے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ اے رب کریم او وہ زندگی میں جب بھی ہمارے اوپر سے گزرتا تھا۔ تیرا ذکر کیا کرتا تھا۔

۹۔ محمد بن کعب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ زمین ایک آدمی کے مرنے پر روتی ہے کہ وہ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کیا کرتا تھا اور ایک آدمی سے تنگ آکر روتی ہے۔ کہ وہ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا تھا۔

۱۰۔ سعید بن منصور اور ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن قیس سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آسمان اور زمین مومن بندے کی وفات پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے۔ اس کی جانب سے میرے ہاں نیکی آیا کرتی تھی ۔اور زمین کہتی ہے۔ یہ مجھ پر نیک عمل کیا کرتا تھا۔

۱۱۔ ابن جریر نے حضرت ضحاک سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ نیکوکار مومن پر دنیا میں اس کی یادگاریں روتی ہیں۔ اور آسمان پر اس کے اعمال پہنچنے کا مقام روتا ہے۔

۱۲۔ حضرت عطاء سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ آسمان کے رونے کی نشانی اس کے اطراف کا سرخ ہوجانا ہے۔

۱۳۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ آسمان کا رونا اس کی سرخی ہے۔

۱۴۔ حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ یہ جو آسمان پر سرخی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ آسمان کے کسی مومن بندے پر رونے کی نشانی ہے۔

۱۵۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جو مومن بندہ سفر کے دوران میں فوت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مسافری کی وجہ سے اُسے عذاب نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے۔ کہ وہ اس کے لیے روئیں۔ کیونکہ سفر میں اس کے لیے رونے والا کوئی نہیں ہے۔

----❖❖❖----

انسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جہاں سے وہ پیدا ہوتا ہے

۱۔ بزار، الحاکم نے اور البیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ایک مقام سے گزرے تو آنجنابؐ نے ملاحظہ فرمایا: کہ لوگ ایک قبر کھود رہے ہیں۔ تو آپؐ نے اس بارے میں دریافت فرمایا: تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ایک حبشی مدینہ منورہ میں کہیں سے آیا تھا۔ وہ فوت ہوگیا ہے۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ، اُس زمین اور فضا سے چل کر اس زمین پر آگیا ہے۔ جہاں سے وہ پیدا کیا گیا تھا۔

۲۔ الاوسط میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے پاس سے گزر ہوا۔ اور ہم ایک قبر کھود رہے تھے۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کیا کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم اس حبشی کے لیے قبر کھود رہے ہیں۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اسے موت اپنی اصل مٹی کی طرف کھینچ کر لے آئی ہے۔

۳۔ طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ ایک حبشی شخص مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اُسی مٹی میں دفن کیا گیا ہے۔ جس سے وہ پیدا ہوا تھا۔

۴۔ حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی علاقے میں گشت فرمارہے تھے۔ کہ ایک قبر کھودی جارہی تھی۔ آپ اُس طرف متوجہ ہوئے اور وہاں تشریف لے آئے۔ اور وہاں کھڑے ہو کر آنجنابؐ نے سوال فرمایا: کہ یہ کس کے لیے کھود رہے ہو؟ عرض کیا گیا۔ کہ حبشہ سے آنے والے ایک شخص کے لیے جو فوت ہو گیا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: لا الہ الا اللہ: یہ اپنے مقام و زمین کو چھوڑ کر یہاں تک لایا گیا ہے۔ اور اُسی زمین میں دفن کیا گیا ہے۔ جس سے اُس کی پیدائش ہوئی تھی۔

۵۔ ابو نعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ہر پیدا ہونے والے پر اُسی کے مقام پیدائش کی مٹی اس پر ڈالی جاتی ہے۔

۶۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ رحم پر مقرر فرشتہ نطفہ کو رحم سے لے کر اپنے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہے کہ اے رب کریم! اسے پیدا ہونا ہے یا کہ نہیں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ کہ اسے پیدا ہونا ہے۔ پھر فرشتہ عرض کرتا ہے۔ اس کا رزق کیا ہے؟ اور اس نے کس زمین پر جانا ہے۔ اس کی موت کہاں واقع ہو گی۔ اس کا عمل کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُم الکتاب میں دیکھو۔ تو فرشتہ لوح محفوظ میں ملاحظہ کرتا ہے۔ تو وہ وہاں پر اُس کا رزق، اُس کی جائے موت، اُس کی زندگی اور عمل دیکھتا ہے۔ اور جس زمین میں اس نے دفن ہونا ہے۔ وہاں کی مٹی سے لیتا ہے۔ اور نطفہ کو اس مٹی میں گوندھتا ہے۔ اور اسی کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے: "مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ" اس سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے۔

۷۔ دینوری نے المجالسہ میں ہلال بن یساف سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی ناف میں اُس زمین کی مٹی موجود ہوتی ہے۔ جہاں

اُس نے فوت ہونا ہوتا ہے۔

۸۔ امام ترمذی نے حضرت مطر بن عکاس سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جب اللہ کسی بندے کا کسی زمین میں مرنے کا فیصلہ فرماتا ہے۔ تو وہاں اس کی کوئی ضرورت پیدا کر دیتا ہے۔

۹۔ امام حاکم نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کی موت کسی جگہ ہونا ہوتی ہے۔ وہاں کے لیے اُس کو کوئی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ اور وہ وہاں پر جا پہنچتا ہے۔ اور وہیں پر اُس کی موت واقع جاتی ہے۔ اور پھر قیامت کے روز قبر اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گی۔ کہ یا رب کریم! یہ تیری امانت ہے۔ جو تو نے میرے سپرد کی تھی۔

۱۰۔ الحکیم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب نطفہ رحم مادر میں قرار پاتا ہے۔ تو فرشتہ اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتا ہے۔ اے رب کریم! اس میں جان پڑتی ہے۔ یا نہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ فرمائے کہ اس میں جان نہیں پڑتی۔ تو اُس میں روح نہیں پڑتی۔ اور رحم مادر اُسے خون کی صورت میں باہر ڈال دیتا ہے۔ اور اگر اس میں جان پڑنی ہوتی ہے۔ تو فرشتہ پوچھتا ہے۔ اے رب کریم! مرد ہے یا عورت؟ خوش نصیب ہے یا بدنصیب؟ زندگی کتنی ہے؟ اعمال کیا ہیں۔ اور رزق کتنا ہے؟ اور اس نے کونسی زمین پر مرنا ہے؟ تو اللہ رب العزت فرماتا ہے۔ اُم الکتاب میں دیکھو اور اُس نطفہ کا وہاں پر یہ سب کچھ لکھا ہوتا ہے اور وہاں جا کر فرشتہ نطفہ سے کہتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ تو نطفہ جواب دیتا ہے۔ "اللہ" اُس سے پوچھا جاتا ہے۔ تیرا رازق کون ہے؟ وہ کہتا ہے "اللہ" پھر وہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اپنے گھر والوں میں زندگی گزارتا ہے۔ اور اپنا رزق کھاتا ہے۔ اور اپنی زمین پر چلتا پھرتا ہے اور پھر اپنے وقت پر مر جاتا ہے اور پھر اُسی جگہ دفن ہوتا ہے جہاں

سے اُس کی مٹی اٹھائی گئی تھی۔

اپنے مرنے والوں کو نیک لوگوں کے پڑوس میں دفن کیا کرو

۱۱۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اپنے مرنے والوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کیا کرو۔ کیونکہ بُرے پڑوس سے مرنے والے کو اذیت پہنچتی ہے۔ جیسا کہ زندہ آدمی کو اپنے بُرے پڑوس سے اذیت پہنچتی ہے۔

۱۲۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان میں دفن کیا کرو۔ کیونکہ بُرے ہمسایہ سے مرنے والے کو اذیت پہنچتی ہے۔ جیسا کہ زندہ لوگوں کو اپنے کسی بُرے ہمسایہ سے تکلیف پہنچتی ہے۔

بُرے پڑوسی سے مردے کو بھی اذیت پہنچتی ہے

۱۳۔ ابن عساکر نے اور المالینی نے ''المؤتلف والمختلف'' میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے۔ کہ اپنے مرنے والوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کیا کرو۔ کیونکہ مرنے والوں کو بھی زندوں کی طرح اپنے بُرے ہمسایوں سے تکلیف پہنچتی ہے۔

نیک پڑوسی آخرت میں بھی فائدہ پہنچاتا ہے

۱۴۔ المالینی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا کوئی عزیز فوت ہو جائے۔ تو اُسے اچھی طرح سے کفن پہناؤ۔ اور اُس کی وصیت پر جلد عمل درآمد

کرو۔ اور قبر میں گہرا دفن کرو۔ اور اُسے بُرے پڑوسی سے دور رکھو۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ! کیا نیک پڑوسی آخرت میں بھی کوئی فائدہ پہنچائے گا۔ آپؐ نے پوچھا۔ کیا دنیا میں نیک پڑوسی کا کچھ فائدہ ہوتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ ہاں! آپؐ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح آخرت میں اُس سے فائدہ ہوگا۔

۱۵۔ دیلمی اور ابن مندہ نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ اچھا کفن پہنایا کرو۔ اور واویلا کرکے اپنے مرنے والوں کو تکلیف مت پہنچاؤ۔ اور اُس کی وصیت میں تاخیر کرکے۔ اور نہ قطع رحمی کرکے۔ اور اس کا قرضہ جلدی سے ادا کرو۔ اور اُسے بُرے پڑوسیوں سے الگ رکھو۔

نیک مردہ کے پڑوس سے دوسرے مردوں کی شفاعت ہو جاتی ہے

۱۶۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں حضرت عبداللہ بن نافع المرنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ اور اُسے دفن کر دیا گیا۔ تو ایک صاحب نے دیکھا۔ گویا وہ دوزخ میں ہے۔ تو اُسے بہت غم پہنچا۔ پھر سات آٹھ دن کے بعد اُسے دکھائی دیا۔ کہ وہ جنت میں ہے۔ تو انہوں نے اُس سے پوچھا۔ (کیا بات ہے پہلے تم دوزخ میں نظر آئے اور اب جنت میں ہو) تو اُس نے جواب دیا۔ کہ ابھی ایک نیک شخص میرے پڑوس میں دفن ہوا ہے۔ تو چالیس آس پاس والوں کے لیے اس کی شفاعت منظور ہوئی ہے۔ اور میں بھی اُن میں شامل ہوں۔

۱۷۔ ابن سعد نے حضرت معاویہ بن صالح سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا۔ آپ نے وصیت فرمائی۔ کہ میرے لیے گہرا گڑھا قبر کے لیے نہ کھودنا۔ کیونکہ زمین کا اعلیٰ حصہ اس کا اوپر کا ہے۔ اور بُرا حصہ زیادہ نیچے کا ہے۔

۱۸۔ ابن عساکر نے حضرت عمرو بن مہاجر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت سہیل بن عبدالعزیز فوت

ہوئے۔ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مجھے ان کے لیے قبر کھودنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اپنی لمبائی کے مطابق کھودنا۔ یا اپنے کندھے تک ہی کھودنا۔ زمین میں زیادہ گہری نہ کھودنا۔ کہ زمین کا اوپر کا حصہ زیادہ پاک ہوتا ہے۔ اور روایت میں ہے۔ کہ اوپر والا حصہ نیچے والے سے زیادہ پاکیزہ ہوتا ہے۔

مومن مردہ کیلئے زمین کا ہر ٹکڑا خواہش کرتا ہے کہ یہاں دفن ہو

۱۹۔ الحکیم ترمذی نے، ابن عساکر اور ابن مندہ نے ایک سند سے جس ایک راوی ضعیف ہے اور اس میں انقطاع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب مومن فوت ہو جائے۔ تو اس کے لیے قبر سنوار کر بنائی جائے۔ کیونکہ زمین کا ہر ٹکڑا مومن کے لیے خواہش کرتا ہے۔ کہ اُسے اس میں دفن کیا جائے اور جب کافر فوت ہو جاتا ہے۔ تو قبریں اُس کے لیے تاریک ہو جاتی ہیں۔ اور زمین کا ہر ٹکڑا اُس سے پناہ چاہتا ہے۔ کہ اُسے اس میں دفن نہ کیا جائے۔

۲۰۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد میں محمد بن عبداللہ الاسدی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبدالصمد بن علی کے کسی عزیز کے جنازہ میں شریک ہوا۔ وہ انہیں تاکید کر رہے تھے۔ کہ وہ جلد اس کی تجہیز و تکفین کریں۔ اور کہہ رہے تھے۔ کہ شام سے پہلے پہلے اسے دفن کر کے راحت پہنچاؤ۔ ہم نے اُن سے عرض کیا۔ کہ اس بارے میں آپ کے پاس کوئی روایت ہے؟ فرمایا: ہاں میرے والد نے میرے دادا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمائی ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دن کے فرشتے رات کے فرشتوں سے زیادہ نرم دل ہیں۔

۲۱۔ ابن عساکر نے حضرت ابن وہب کے واسطہ سے حضرت حرملہ بن عمران سے انہوں نے محمد بن ابی مدرک سے انہوں نے حضرت سفیان بن وہب الخولانی سے روایت فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم حضرت عمرو بن العاص

رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس پہاڑ (المقطم) کی چوٹی پر تھے۔ اور ہمارے ساتھ مقوقس صاحب بھی موجود تھے۔ تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: مقوقس صاحب! کیا بات ہے۔ یہ تمہارا پہاڑ بے آب و گیاہ کیوں ہے۔ نہ یہاں درخت ہیں نہ سبزہ؟ یہ شام کے پہاڑوں کی طرح سرسبز اور آباد نہیں ہے۔ مقوقس نے کہا۔ اس کی وجہ تو مجھے معلوم نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں دریائے نیل عطا فرما کر ایسے پہاڑوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اور اس کے علاوہ یہاں اس سے بہتر چیز ہمیں عنایت فرمائی ہے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا۔ وہ کیا چیز ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ مدفون فرمائے ہیں جو قیامت کے روز اُٹھیں گے۔ تو ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْهُمْ" "اے اللہ کریم! مجھے بھی ان میں شامل فرما۔ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی قبر بھی وہیں پر ہے۔ اور دیگر کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مزارات مقدسہ بھی وہاں پر ہیں۔ جن میں ابونضرہ الغفاری اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔

۲۲۔ دیلمی نے اور ابوالفضل الطوسی نے کتاب عیون الاخبار میں ابن ہدبہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک کپڑا منگوا کر قبر پر بچھایا۔ اور فرمایا: قبر کے اندر جھانک کر مت دیکھو۔ یہ ایک امانت ہے۔ شاید کہ کوئی پردہ ہٹ جائے۔ اور اُس کی گردن میں سیاہ رنگ کا سانپ لپٹا ہوا ہو اور ہو سکتا ہے۔ کہ بحکم خداوندی اُسے زنجیروں کی آواز سنائی دے جائے۔

جنازہ دفن کر کے واپس آنے والوں پر فرشتہ قبر سے مٹی اٹھا کے پھینک دیتا ہے تاکہ یہ لوگ اس کا غم بھول جائیں

۲۳۔ طوسی نے اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن ہدبہ کے واسطہ سے حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ میت کے جنازہ میں شامل ہونے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کچھ فرشتے مقرر فرما دیتا ہے۔ جو غمگین اور رنجیدہ ہو کر ساتھ جا رہے ہوتے ہیں۔ جب وہ لوگ میت کو دفن کر دیتے ہیں اور واپس لوٹتے ہیں اور وہ فرشتے قبر سے مٹی اُٹھا کر لوگوں پر پھینک دیتے ہیں کہ جاؤ تم اپنی دنیا میں چلے جاؤ۔ تمہیں اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بھلا دیا ہے۔ تو اور میت کا سب رنج و غم بھول جاتے ہیں اور اپنے اپنے دینی اور دنیاوی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ وہ مرنے والا اُن کا کوئی تعلق نہیں۔

۲۳۔ امالی ابن بلہ میں عطا کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہوئی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبروں پر ایک فرشتہ متعین ہے۔ جب میت کو دفن کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس کی قبر کی مٹی ہموار کرتا ہے۔ اور لوگ واپس جانے کے لیے مڑتے ہیں تو قبر سے ایک مٹھی بھر مٹی لے کر لوگوں پر پھینک دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اپنی دنیا کی طرف واپس چلے جاؤ۔ اور اپنے مرنے والوں کو بھول جاؤ۔

باب نمبر: ۲۱

مرنے والے کو تلقین کرنے اور دفن کے وقت دعا کا بیان

۱۔ بزار نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جب جنازہ قبر تک پہنچتا ہے۔ تو لوگ بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن تم نہ بیٹھو۔ بلکہ قبر کے کنارے پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور جب اُسے قبر میں رکھا جانے لگے تو یہ دعا پڑھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ فَخَلَّفَ الدُّنْیَا وَ خَلَّفَ ظَهْرَهٗ فَاجْعَلْ مَا قَدِمَ عَلَیْهِ خَیْرًا مِّمَّا خَلَّفَ فَاِنَّكَ قُلْتَ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملت پر۔ اے اللہ کریم تیرا یہ بندہ تیرا مہمان بن کر آیا ہے۔ اور تو اچھا مہمان نواز ہے۔ یہ دنیا کو پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ اور اپنا مال بھی چھوڑ آیا ہے۔ جس طرف یہ آیا ہے۔ وہ اس کے لیے بہتر بنا دے۔ اُس سے جو یہ پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ کیونکہ تو نے خود فرمایا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ نیکوکاروں کے لیے بہتر ہے۔

میت کی قبر کے سرہانے سورت بقرہ کی شروع کی آیات اور پیروں کی طرف سے بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں

۲۔ طبرانی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کے عیبوں کی ٹوہ نہ کرو۔ اور جلد قبر کی طرف لے جاؤ۔ اور اُس کے سر کے پاس سورۂ فاتحہ شریف پڑھنی چاہیے۔ اور امام بیہقی نے لکھا ہے۔ کہ سورۂ بقرہ کا آغاز پڑھا جائے۔ اور پیروں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کی جائے۔

۳۔ امام طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن العلاء الحلاج سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: بیٹے! جب تم مجھے میری قبر میں رکھو۔ تو یہ پڑھنا "بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" پھر میری قبر پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا۔ پھر میرے سرہانے شروع سورۂ بقرہ اور پیروں کے پاس آخری آیات سورۂ بقرہ تلاوت کرنا۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ایسا فرماتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو دفن کرنے کے بعد دعا پڑھنا

۴۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دفن کیا۔ تو انہیں نے یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ

اے اللہ کریم! زمین کے دونوں پہلوؤں کو خشک کرنے والے اس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھول دے۔ اور اسے اس کے گھر

سے بہتر گھر عطا فرما۔

۵۔ سعید بن منصور نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب آپ میت کو قبر میں رکھتے تھے۔ تو آپ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ جَافِ الْقَبْرَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَصَعِّدْ رُوْحَهُ وَتَقَبَّلْهُ وَتَلَقَّهُ مِنْكَ بِرَوْحٍ

اے اللہ کریم! اس کی قبر کو دونوں پہلوؤں سے خشک فرمادے۔ اور اس کی روح کو اوپر چڑھادے۔ اور اُسے قبول فرمالے۔ اور راحت سے اُسے ہاتھوں ہاتھ لے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کی قبر پر دعا پڑھنا

۶۔ ابن ماجہ نے اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے کے جنازے میں شامل ہوا۔ اور جب انہوں نے قبر میں رکھا۔ تو فرمایا "بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" اور پھر قبر کو برابر کرنے لگے۔ اور پھر دعا کی "اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" جب آپ نے مٹی قبر پر ہموار کر دی۔ تو قبر کے ایک جانب کھڑے ہو گئے۔ اور پھر فرمایا: "اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا" یہ پڑھنے کے بعد آپ نے فرمایا: یہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔

۷۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ وہ دفن کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ افْسَحْ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ وَاَلْحِقْهُ بِنَبِيِّهٖ

اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ اے اللہ کریم! اس کی

قبر کو کشادہ فرمادے۔ اور اُسے روشن فرمادے۔ اور اُسے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملادے۔

۸۔ الحکیم نے حضرت عمرو بن مرہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ اسلاف کا طریق تھا کہ جب میت کو قبر میں رکھتے تھے تو یہ پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

۹۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اسلاف جب میت کو دفن فرماتے تھے تو یہ دعا پڑھنا پسند فرماتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ

۱۰۔ ابو سعید منصور نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر پر مٹی ہموار کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ صَاحِبُنَا وَخَلَّفَ الدُّنْيَا وَخَلَّفَ ظَهْرَهٗ، اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسْاَلَةِ مَنْطِقَهٗ وَلَا تَبْتَلِهٖ فِيْ قَبْرِهٖ بِمَا لَا طَاقَةَ لَهٗ بِهٖ

اے اللہ کریم! ہمارا ساتھی تیرا مہمان بنا تیرے پاس آیا ہے۔ یہ اپنی دنیا اور اہل و عیال پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ سوال کے دوران میں اس کی زبان ثابت رکھنا۔ اور اسے اس کی قبر میں آزمائش میں نہ ڈالنا۔ جس کی اسے طاقت نہیں ہے۔

دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر کیا کہنا چاہیے

۱۱۔ طبرانی نے الکبیر میں اور ابن مندہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارا کوئی مومن بھائی فوت ہو جائے۔ تو تم اس کی قبر پر مٹی ڈالو۔ اور پھر تم میں سے ایک شخص اُس کے سرہانے کھڑا ہو کر یہ الفاظ کہے۔ اے فلاں بن فلاں۔ وہ تمہاری بات سنے گا اور جواب نہیں دے سکے گا۔ کھڑا ہونے والا پھر کہے۔ اے فلاں بن فلاں۔ تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر اُسے کہے۔ اے فلاں بن فلاں۔ تو وہ کہے گا "ارشدنا رحمك الله" "اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے میری رہنمائی کرو۔ تو اس وقت کو یاد کرو جو تم دنیا میں کہتے آئے ہو۔" اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی ہو۔ اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو۔ اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو۔ اور قرآن کے پیشوا ہونے پر راضی ہو۔ تو اس دوران میں منکر و نکیر فرشتے اُس کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے۔ ہمارے ساتھ چلو۔ جس کو اس کی حجت تلقین کر دی گئی ہے۔ ہم اُس کے پاس (پوچھنے کے لیے) مزید نہیں بیٹھیں گے۔ تو بس ان دونوں کے سوا اللہ تعالیٰ اس کے لیے دلیل ہوگا۔ تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر کسی کو اس کی ماں کا نام نہ آتا ہو تو؟ تو آنجناب ؐ نے فرمایا: وہ ماں کی جگہ اماں حوا کا نام لے لے۔ اور کہے اے فلاں حوا کے بیٹے۔

۱۲۔ ابن مندہ نے ایک اور سند سے حضرت ابو امامہ الباہلی سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں اور تم مجھے دفن کر چکو۔ تو ایک شخص میرے سرہانے کھڑا ہو کر یہ کہے۔ اے صدی بن عجلان! یاد کر جس بات پر تو دنیا میں قائم تھا۔ یعنی اس بات کی شہادت کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

۱۳۔ سعید بن منصور نے حضرت راشد بن سعید، ضمرہ بن حبیب اور حکیم بن عمیران سب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جب میت کی قبر پر مٹی ڈال دی جائے اور لوگ واپس آنے لگیں۔ تو میت کے لیے اُس کی قبر پر یہ الفاظ کہنا مستحب ہے۔ اے فلاں کہو "لا الہ الا اللہ" تین بار کہے۔ اور پھر تین بار کہے کہو "رَبِّیَ اللّٰہُ وَدِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ" اور پھر واپس آجائیں۔

دفن کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنا مستحب ہے

تنبیہ: حضرت آجری کہتے ہیں۔ میت کو دفن کرنے کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرنا مستحب ہے اور اس کے لیے یہ دعا کرنا قبلہ رخ ہو کر منقول ہے۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا عَبْدُکَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا خَیْرًا وَّ قَدْ اَجْلَسْتَہٗ لِمَسْئَلَۃٍ فَثَبِّتْہُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْاٰخِرَۃِ کَمَا ثَبَّتَّہٗ فِی الدُّنْیَا اَللّٰھُمَّ ارْحَمْہُ وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ

اے اللہ کریم! یہ تیرا بندہ ہے۔ اور تو اسے ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ ہم اس کی بھلائی ہی جانتے ہیں۔ اور تو نے اسے سوال کے لیے بٹھا دیا ہے۔ اسے آخرت میں بھی حق بات پر قائم رکھنا جیسے تو نے اسے دنیا میں قائم رکھا۔ اور اسے اپنے نبیؐ سے ملا دے۔ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔ اور ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا۔

حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ قبر پر کھڑا ہونا۔ اور دفن کے بعد اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرنا۔ یہ نماز جنازہ کے بعد دفن کے وقت مجموعی دعا ہے۔ اور مومنوں کی ایک جماعت کی دعا میت کے لیے۔ لشکر کی مدد کے برابر ہے۔ یہ میت کی آزمائش کا وقت ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ سوال جواب کی شکل میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور دو فرشتوں کے سوالوں کے

اُسے جواب دینا پڑ رہے ہوتے ہیں۔ اور ابن سعد نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مجھ سے فرمایا: کہ مجھے النزال بن سبرہ نے ہدایت کی۔ کہ جب مجھے قبر میں دفن کر دیا تو یہ دعا کر دینا۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ ھٰذَا الْقَبْرِ وَفِیْ دَاخِلِہٖ

اے اللہ کریم! اس قبر کے باہر اور اندر برکت ڈال دے۔

----❖❖❖----

قبر کا سب کو بھینچنے (دبانے) کا بیان

۱۔ امام احمد نے اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور امام بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب ہم قبر کے پاس پہنچے۔ تو آنجناب قبر کے ایک پہلو میں جلوہ افروز ہوئے۔ اور قبر کو ادھر اُدھر سے ملاحظہ فرمانے لگے۔ پھر آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کے بعد مومن کو دبایا اور بھینچا جاتا ہے۔ کہ اس کی پسلیاں مل جاتی ہیں۔ اور کافر کی قبر آگ سے بھر دی جاتی ہے۔

نہایہ میں ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ یہاں الحمائل سے مراد خصیتین کی رگیں ہیں۔ اور ممکن ہے کہ یہاں حمائل سے مراد تلوار کا حمائل ہو۔ اور عام معنی تو دونوں پہلو اور دونوں پسلیاں ہی ہیں۔

۲۔ امام احمد اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر نے تو دبانا ہوتا ہے۔ اگر کوئی تم میں سے بچنے والا ہوتا۔ تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بچ جاتے۔

۳۔ امام احمد، حکیم ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا۔ تو جناب رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبحان اللہ فرمایا: تو لوگوں نے بھی دیر تک سبحان اللہ کہا۔ پھر آنجنابؐ نے اللہ اکبر فرمایا: تو لوگ بھی دیر تک اللہ اکبر کہتے رہے۔ پھر لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! آپ نے

سبحان اللہ کیوں فرمایا؟ تو آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا: کہ اس اللہ تعالیٰ کے نیک بندے پر قبر تنگ ہونے لگی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے کشادہ فرمادیا۔

۴۔ سعید بن منصور، حکیم ترمذی، طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دفن کے دن ان کی قبر پر تشریف فرما تھے۔ تو آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا: اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو حضرت سعد بن معاذ بچ جاتے بس ذرا سا انہیں بھینچا گیا۔ اور پھر قبر کو ڈھیلا کر دیا گیا۔

۵۔ امام نسائی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ شخص جس کے لیے عرش الٰہی حرکت میں آگیا۔ اور جس کے لیے آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے گئے۔ اور ستر ہزار فرشتوں نے جس کی گواہی دی۔ اُسے بھی ذرا بھینچا گیا۔ اور پھر فوراً اُن کی قبر کشادہ کر دی گئی۔ اور وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شخصیت تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ عرش الٰہی اُن کی روح کی آمد کی خوشی میں حرکت میں آیا تھا۔ (دلائل النبوۃ)

۶۔ حکیم ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر میں اُترے۔ اور کچھ دیر قبر میں ٹھہرے رہے۔ جب آپؐ باہر تشریف لائے تو آنجنابؐ سے عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہؐ! آپ اتنی دیر قبر میں کیوں رکے رہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: قبر حضرت سعد پر تنگ ہو رہی تھی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اُسے کشادہ فرمادے۔

۷۔ حکیم ترمذی اور بیہقی نے ابن اسحاق کے واسطے سے حضرت امیہ بن عبداللہ سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے کسی گھر کے فرد سے دریافت کیا۔ کہ تمہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا

فرمان گرامی حضرت سعدؓ کے بارے میں پہنچا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: کہ پیشاب کے راستے کے بارے میں آپ سے کوتاہی ہو جاتی تھی۔

۸۔ امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ نکلے۔ تو ہم نے آنجنابؐ کو شدید غم میں مبتلا دیکھا۔ تھوڑی دیر آنحضور قبر کے پاس بیٹھے۔ اور آسمان کی طرف ملاحظہ فرماتے رہے۔ پھر آپ قبر میں اُترے۔ میں نے دیکھا کہ آپ بہت زیادہ غمگین تھے۔ پھر آپ قبر سے باہر تشریف لائے۔ تو آپؐ مسرور تھے۔ اور تبسم فرما رہے تھے۔ ہم نے آپؐ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: مجھے قبر کی تنگی اور مشکل کی فکر ہو رہی تھی۔ اور زینب کی کمزوری کا خیال آرہا تھا۔ بس یہ بات مجھ پر ناگوار گزر رہی تھی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ اس کے لیے آسانی فرمادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی۔ لیکن قبر نے تھوڑا سا دبایا۔ جس کی آواز مشرق و مغرب والوں نے سنی۔ لیکن جن و انس نہیں سن سکے۔

۹۔ طبرانی نے ہی صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک بچہ کو دفن کیا گیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر قبر کے دبانے سے کوئی شخص بچ سکتا۔ تو یہ بچہ بچ سکتا تھا۔

۱۰۔ طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو ارشاد فرمایا: اگر قبر کے دبانے سے کوئی بچ سکتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔

۱۱۔ سعید بن منصور نے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت زاذان کے واسطے سے حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کو دفن فرمایا۔ تو آپ قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ پہلے آپ کا چہرہ کربناک ہوا۔ پھر آپ خوش نظر آنے لگے۔ تو حضرات صحابہ کرامؓ نے اس بارے میں آپؐ سے پوچھا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے اپنی بیٹی کی کمزوری اور عذاب قبر کی فکر ہورہی تھی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کشادہ کردی۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ پھر بھی انہیں کچھ دبایا تھا۔ جس کی آواز مشرق ومغرب نے سنی ہے۔

۱۲۔ ہناد بن السری نے الزہد میں حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ قبر کے دبانے سے کوئی نہیں بچ سکا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بھی جن کا ایک جنتی رومال دنیا اور دنیا کی ساری دولت وخوبصورتی سے بڑھ کر تھا۔ وہ نہیں بچ سکے۔

۱۳۔ ہناد نے ہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جب دفن فرمایا گیا ہے۔ تو قبر نے انہیں دبایا۔ یہاں تک وہ بال کی طرح باریک ہوگئے۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ اُس میں کشادگی فرمائے۔ اور یہ اس لیے ہوا۔ کہ وہ بول سے احتیاط نہیں کرتے تھے۔

۱۴۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ ہمیں شبابہ بن سوار نے خبر دی وہ فرماتے ہیں مجھے ابو معشر نے حضرت سعید المقبری سے روایت کی۔ فرماتے ہیں۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا: تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی قبر کے دبانے سے نجات پاسکتا۔ تو سعد نجات پاسکتے تھے۔ لیکن قبر نے انہیں دبایا کہ ان کی پسلیاں آپس میں گڈمڈ ہوگئیں۔ اور یہ محض پیشاب میں بے احتیاطی کی وجہ سے ہوا۔

۱۵۔ عبدالرزاق نے المصنف میں ابن عیینہ سے انہوں نے ابن ابی نجیح سے انہوں نے

حضرت مجاہد سے روایت کی فرمایا: سخت بات جو ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی وہ حضرت سعد بن معاذ کے بارے میں تھی۔ جو قبر کے بارے میں آنجناب ؐ نے بتائی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قبر کے دبانے کو یاد کر کے رونا

۱۶۔ علی بن معبد نے کتاب ''الطَّاعَۃُ وَالْمعَصِیَان'' میں حضرت ابراہیم الغنوی کے واسطہ سے ایک شخص سے روایت بیان فرمائی۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔ کہ ایک چھوٹے بچے کا جنازہ گزرا۔ تو آپؓ رو پڑیں۔ میں نے عرض کیا۔ (یا اُم المومنین!) آپ کس بات پر رو پڑیں۔ فرمانے لگیں۔ میں اس بچے پر شفقت کی وجہ سے روئی ہوں۔ کہ اس کو بھی قبر دبائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر کے دبانے سے میرے بیٹے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی نہیں بچے

۱۷۔ عمر بن شبہ نے کتاب ''المدینۃ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبر کے دبانے سے کوئی نہیں بچا ہے۔ سوائے فاطمہ بنت اسد کے۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہؐ! آپ کے صاحبزادے قاسم بھی نہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: قاسم کیا۔ ابراہیم بھی نہیں۔ جو اُس سے بھی چھوٹا تھا۔

۱۸۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ہم سے کثیر بن ہشام نے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں۔ ہم سے جعفر بن برقان نے بیان کی۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت یہ فرمایا جب آنجنابؐ حضرت سعد کی قبر کے پاس کھڑے تھے کہ انہیں ایک جھٹکا لگا ہے۔ یا فرمایا قبر نے دبایا ہے۔ اگر

کوئی اس سے بچ سکتا۔ تو یہ سعد بچ جاتے۔

وفات کے وقت حضرت نافع رضی اللہ عنہ کا رونا

۱۹۔ ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ المجید بن عبدالعزیز نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت نافع کی وفات کا وقت آیا۔ تو وہ رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا۔ آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ مجھے سعد اور قبر کا انہیں دبانا یاد آ گیا ہے۔

۲۰۔ زبیر بن بکار نے "الموفقیات" میں فرمایا ہے۔ کہ مجھ سے ابو عزیز انصاری نے حضرت ابراہیم بن سعد سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے روایت فرمائی۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس دوران میں کہ سب لوگ چلے جا رہے تھے۔ کہ آپؐ پیچھے رہ گئے۔ تو لوگ رُک گئے۔ اور آنجناب لوگوں سے آ ملے۔ لوگوں نے آپؐ سے پوچھا۔ کہ آپ ہم سے پیچھے کیوں رہ گئے تھے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے حضرت سعد کے قبر میں دبائے جانے کی آواز سنی۔ آپ کو قبر میں دبایا گیا تھا۔ حالانکہ یہ وہ شخص ہیں جن کے لیے عرش الٰہی حرکت میں آ گیا ہے۔ اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کہ سعد اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مکرم ہے یا حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام؟ قسم ہے مجھے اس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی قبر نے دبایا تھا۔ کہ ایک بار انہوں نے جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھائی تھی۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یہاں تحریر فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث منکر ہے۔ متروک راوی کی وجہ سے، اس کا اسناد معضل ہے اور مشہور عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کو قبر نہیں دباتی ہے۔

قبر کی سختی سے کوئی صالح وطالح نہیں بچا

۲۱۔ ابوالقاسم السعدی نے کتاب الروح میں فرمایا ہے کہ قبر کی سختی سے نہ کوئی صالح بچا ہے۔ نہ کوئی طالح۔ ہاں مسلم اور کافر میں فرق ہے۔ کہ کافر کو قبر ہمیشہ دباتی رہے گی۔ اور مومن کے لیے یہ حالت وقتی ہے۔ پھر اس کے فوراً بعد قبر کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور ضغطہ قبر سے مراد قبر کے دونوں پہلوؤں کا میت کے جسم سے مل جانا ہے۔

۲۲۔ اور حکیم ترمذی نے قبر کے اس دبانے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ہر شخص کسی نہ کسی گناہ میں مبتلا رہا ہوتا ہے۔ اگر وہ نیک ہوتا ہے۔ تو قبر کا یہ دبانا اُس کے لیے گناہوں کا بدلہ ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال ہو جاتی ہے اور اسی لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پیشاب کی کوتاہی کی وجہ سے قبر نے دبایا تھا۔

لیکن انبیاء کرام جو اللہ تعالیٰ کے خاص دوست ہوتے ہیں۔ اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ کہ انہیں بھی قبر کا دبانا پیش آتا ہے۔ کیونکہ معصوم لوگوں کا حساب کتاب نہیں ہوتا کسی حدیث میں ان کو عذاب ہونا ثابت نہیں ہے۔

۲۳۔ امام سبکی نے بحر الکلام میں فرمایا ہے۔ کہ فرمانبردار مومن کو قبر میں عذاب نہیں ہوتا ہے۔ البتہ قبر کا دبانا اُنہیں بھی پیش آتا ہے۔ اور اسی کا اُسے خطرہ اور خوف ہوتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اُسے حاصل ہوتی ہیں۔ اور وہ ان کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ تو اس کا اُسے بدلہ ملتا ہے۔

قبر کے دبانے کی عجیب تعبیر

۲۴۔ ابن ابی الدنیا نے محمد التیمی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا۔ یہ قبر کا دبانا اصل میں اس وجہ سے ہے۔ کہ قبر بندوں کی ماں ہے۔ اور وہ اُسی سے

پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ طویل عرصہ اُس سے جدا رہے ہوتے ہیں۔ تو جس طرح سے کوئی ماں بچہ کے واپس آنے پر اُسے گلے سے لگا کر دباتی ہے۔ اسی طرح قبر بھی ماں ہونے کے ناطے سے اس طرح کرتی ہے۔ لیکن اگر بندہ فرمانبردار ہوتا ہے۔ تو اُسے پیار سے دباتی ہے۔ اور اگر بندہ نافرماں ہوتا ہے۔ تو اُسے غصہ سے سختی کے ساتھ دباتی ہے۔ کہ اُس کی ہڈی پسلی ایک ہو جاتی ہے۔

قبر مومن کو ماں کے پیار کی طرح دباتی ہے

۲۵۔ امام بیہقی، ابن مندہ، دیلمی اور ابن النجار نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کہ آنجناب نے مجھ سے ایک حدیث بیان فرمائی تھی جس میں منکر نکیر کی آواز اور قبر کے دبانے کا ذکر تھا۔ کہ اُس سے تمھیں کسی حال میں چارہ نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: عائشہ! یہ منکر نکیر کی آواز تو مومن کے لیے آنکھوں میں سرمہ کی مانند ہے۔ اور یہ قبر کا دبانا مومن کے لیے ایک شفیق ماں کی طرح سے ہے۔ جو پیار سے اپنے بچہ کو دباتی ہے۔ جیسے کوئی بچہ اپنی ماں سے سر درد کی شکایت کرتا ہے۔ تو ماں اس کا سر دباتی ہے اور پیار سے اُسے سہلاتی ہے۔ لیکن اے عائشہ! اُن لوگوں کے لیے بربادی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں شک کرتے ہیں اور وہ تو ایسے دبائے جائیں گے۔ جیسے انڈے کو پتھر کے نیچے دبایا جائے۔

دس اسباب میں سے کوئی بھی سبب گناہ کے عذاب سے انسان کو بچا سکتا ہے

۲۶۔ بعض علماء کرام نے فرمایا ہے۔ کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب کرے۔ دس اسباب سے اُس کا عذاب دور ہو سکتا ہے۔ (۱) وہ گناہ سے توبہ کرے (۲) وہ اپنے قصور اور زیادتی کی دوسرے سے معافی مانگ لے اور وہ اُسے معاف کر دے (۳) یا کوئی نیک کام کرے جس سے اُس گناہ کی تلافی ہو جائے (۴) یا دنیا میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو اور وہ مصیبت اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے (۵) یا قبر

میں اس کو دبایا جائے اور وہ سختی اس کے گناہ کا بدلہ ہو جائے (۶) یا اُس کے مومن بھائی اس کے لیے دعا کریں اور اُس کے لیے استغفار کریں (۷) یا کوئی نیک عمل کر کے اُسے ثواب پہنچائیں۔ جس سے اُسے فائدہ پہنچے (۸) یا قیامت کے روز قیامت کے خطرات سے دوچار ہو اور وہ گھبرا اٹھیں اُس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں (۹) یا جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اُسے نصیب ہو (۱۰) یا رب کریم اپنی رحمت سے اُسے معاف فرمادے۔

مرض الوفات میں سورۂ اخلاص پڑھ لینے سے قبر کے دبانے سے محفوظ رہے گا

۲۷۔ ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عبداللہ بن الشخیرؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی مرض وفات کے دوران میں ''قل ھو اللّٰہ احد'' پڑھ لی۔ اُسے قبر میں سختی پیش نہیں آئے گی۔ اور وہ قبر کے دبانے سے محفوظ رہے گا۔ اور روز قیامت اُسے فرشتے اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر پل صراط سے پار کر کے جنت کے دروازے تک پہنچا دیں گے۔

۲۸۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں ولید بن عمرو بن وشاج سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت ملی ہے۔ سب سے پہلے میت کو اپنے پیروں کے پاس آہٹ محسوس ہوتی ہے۔ تو وہ پوچھتا ہے۔ تو کیا چیز ہے۔ تو کہتا ہے۔ میں تیرا عمل ہوں۔

قبر میں اعمال کو زبان عطا ہوتی ہے

۲۹۔ ابن ابی الدنیا نے یزید الرقاشی سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو اُسے اُس کے اعمال پریشان کرتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اعمال کو زبان عطا فرماتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اے بندے! اب تم اس قبر میں اکیلے ہو۔ تمہارے سب دوست واعزاء تجھے چھوڑ گئے ہیں۔ اور اب ہمارے سوا تمہارا کوئی غم خوار نہیں ہے۔

قبر میں مردے کا پچھتانا

۳۰۔ عطا بن یسار سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں جب مرنے والے کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو سب سے پہلے اس کا عمل اُس کے پاس آتا ہے۔ وہ اُس کے دائیں زانو کو تھپتھپا کر کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں۔ تو مرنے والا پوچھتا ہے۔ کہ میرے اہل دعیال اولاد اور کنبہ کہاں ہے۔ اور میرا مال و دولت کہاں ہے؟ تو عمل جواب دیتا ہے کہ تم اپنے اہل دعیال اور قبیلے کو چھوڑ آئے ہو۔ اور تمہارا مال و دولت بھی پیچھے رہ گیا ہے۔ اور میرے سوا قبر تک تمہارے ساتھ کوئی نہیں آیا ہے۔ تو مرنے والا کہتا ہے۔ کہ کاش میں اہل دعیال کے مقابلہ میں تجھے ہی دنیا میں اختیار کرتا۔ اور مال و دولت کی بھی پرواہ نہ کرتا۔ جو یہ سب میرا ساتھ نہ دے سکے۔

۳۱۔ احمد بن ابی الحواری فرماتے ہیں۔ ہم سے ابراہیم بن الفضل نے حضرت ابوالصلیح الرقی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب انسان کو اس کی قبر میں داخل کیا جاتا ہے۔ تو ہر وہ چیز جس سے سوائے خدا کے وہ خوف کھاتا تھا۔ مثالی صورت میں آ کر اُسے ڈراتی ہے۔ کیونکہ وہ دنیا میں اُسی سے ڈرتا تھا۔

----❖❖❖----

قبر مرنے والے سے بات چیت کرتی ہے

۱۔ امام ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور اُسے حسن کہا ہے۔ کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر فرمایا: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔ لذتوں کو توڑنے والی (موت) کا ذکر زیادہ کیا کرو۔ کہ قبر روزانہ گفتگو کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ میں مسافری کا گھر ہوں۔ میں مٹی کی کوٹھڑی ہوں۔ میں اکیلا رہنے والے کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب کوئی مومن بندہ اس میں دفن ہوتا ہے۔ تو قبر اُسے مرحبا و اھلاً۔ یعنی خوش آمدید کہتی ہے۔ تو مجھے زمین پر چلنے والے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اب تو میرے پاس آیا ہے۔ تو میرا نیک برتاؤ بھی دیکھ لے۔ اب تو میں تیری دوست بن گئی ہوں۔ اور پھر حد نظر تک قبر وسیع ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے لیے ایک دروازہ جنت کی طرف کھل جاتا ہے۔ اور جب فاسق وفاجر شخص یا کافر کو اس میں دفن کیا جاتا ہے۔ تو قبر اُسے کہتی ہے۔ تجھے خوش آمدید نہ ہو۔ روئے زمین پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ آج میں تمہاری ساتھی بن گئی ہوں۔ اب تو میرے قابو میں آ گیا ہے۔ دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کرتی ہوں۔ فرمایا پھر وہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔ اور اس کی ہڈی پسلی برابر کر دیتی ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا۔ اور انہیں ایک کو دوسری میں پھنسایا۔ اور ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے قبر میں ستر سانپ مقرر فرما دیتا ہے۔ کہ اگر ایک ایک سانپ ان میں سے کسی کو ڈس لے یا پھونک مار دے۔ تو رہتی دنیا تک زمین میں

کچھ نہ اُگ سکے۔ وہ اُسے ڈستے اور نوچتے رہیں گے۔ اور حساب تک اُسے عذاب دیتے رہیں گے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔

قبر روزانہ تین بار لوگوں سے کلام کرتی ہے

۲۔ طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ کے لیے نکلے۔ تو آپ ایک قبر کے پاس جلوہ افروز ہو گئے۔ اور ارشاد فرمایا: یہ قبر روزانہ بلا ناغہ واضح آواز سے پکارتی ہے۔ اور شیریں آواز سے مخاطب ہوتی ہے۔ اے انسان! تو مجھے کیسے بھول گیا ہے؟ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں مسافری کا گھر ہوں۔ میں ویرانی کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں اور میں تنگ کوٹھڑی ہوں۔ ہاں جس کے لیے اللہ تعالیٰ مجھے کشادہ کر دے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر یا تو بہشت کا باغیچہ ہے۔ یا آگ کا گڑھا ہے۔

۳۔ ابن ابی الدنیا نے، حکیم ترمذی، ابو یعلیٰ، ابو احمد اور الحاکم نے الکنیٰ میں اور طبرانی نے الکبیر میں اور ابو نعیم نے ابو الحجاج الثمالی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر میت سے کہتی ہے۔ جب مرنے والے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا اے انسان تجھ پر افسوس ہے۔ تجھے میرے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں رکھا۔ کہ کیا تجھے معلوم نہیں ہوا۔ کہ میں آزمائش کا گھر ہوں۔ اور اندھیری کوٹھڑی ہوں۔ تنہائی کا مقام ہوں۔ اور کیڑوں کا گھر ہوں۔ اے انسان! تجھے میرے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈالے رکھا۔ جب کہ تو کئی بار مجھ پر سے گزرتا رہا۔ اگر مومن ہوتا ہے تو فرشتہ اُس کی طرف سے جواب دیتا ہے۔ کہ تیرا کیا خیال ہے۔ اگر یہ شخص نیکی کا حکم کیا کرتا تھا۔ اور برائی سے روکتا تھا۔ تو قبر کہتی ہے۔ پھر تو میں اس

کے لیے سرسبز باغ بن جاؤں گی۔ اور پھر اُس کا جسم پُر نور ہو جاتا ہے۔ اور اُس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔ ابوالحجاج سے پوچھا گیا۔ یہ اتعداد کیا ہے۔ فرمایا: بار بار آنا جانا۔ اور تکبر سے چلنا۔

مومن کی موت کس طرح ہوتی ہے اس کی تفصیل

۳۔ ابن مندہ نے مجاہد کے ذریعہ سے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن پر جب موت کا وقت آتا ہے۔ تو اُس کے پاس ایک فرشتہ خوبصورت شکل میں خوشبو لگائے حاضر ہوتا ہے۔ اور روح قبض کرنے کے لیے اُس کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد دو اور فرشتے جنت سے خوشبو اور کفن لے کر آ جاتے ہیں۔ اور مرنے والے سے دور رہتے ہیں۔ اور ملک الموت آرام سے اُس کی روح قبض کرتا ہے۔ اور جب روح ملک الموت کے پاس آ جاتی ہے تو وہ دونوں فرشتے آگے بڑھتے ہیں۔ اور روح کو اس سے لے کر جنت کی خوشبو لگا کر جنت کا کفن اُسے پہناتے ہیں۔ لہذا اُسے لے کر آسمان کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں۔ آسمان پر پہنچتے ہی آسمان کے دروازے اُس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں جو اس کا بہترین نام تھا۔ وہ اُسے اُس بہتر نام سے پکارتے ہیں۔ اور فرشتے اُسے بشارت دیتے ہیں۔ دوسرے فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ اور کیا اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔ اور اچھے نام سے اُسے بلاتے ہیں۔ تو انہیں بتایا جاتا ہے کہ یہ پاکیزہ روح فلاں شخص کی ہے۔ اور آسمان پر فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ یہاں تک کہ اُسے لا کر عرش الٰہی کے نیچے بارگاہ خداوندی میں رکھا جاتا ہے۔ اور علیین میں اس کے اعمال نکالے جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے مقرب فرشتوں سے فرماتا ہے۔ فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اس اعمال والے شخص کو معاف فرما دیا ہے۔ اور اس کے عمل نامہ پر نجات کی مہر لگا دی ہے۔ اور پھر اُسے اعلیٰ علیین کی طرف بھیج

دیا جاتا ہے۔ اور پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اس بندے کی روح زمین کی طرف لے جاؤ۔ کیونکہ میں نے بندوں سے وعدہ کیا ہے۔ کہ میں انہیں زمین کی طرف لوٹاؤں گا۔ اور جب مومن کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو زمین اُسے کہتی ہے۔ جب تو میرے اوپر تھا۔ تو مجھے محبوب تھا۔ تو اب تو میرے اندر مجھے کیوں محبوب نہیں ہوگا۔ دیکھو میں تمہارے ساتھ کتنا اچھا برتاؤ کروں گی۔ اور پھر قبر حد نظر تک مومن کے لیے کھل جاتی ہے۔ اور اُس کے لیے جنت کی طرف سے ایک دروازہ اُس کے پیروں کی جانب سے کھل جاتا ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کیا ثواب تیار کیا ہوا ہے۔ اور ایک دروازہ اُس کے سر کی جانب جہنم کی طرف کھول کر دکھایا جاتا ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا عذاب تم سے ٹال دیا ہے۔ اور پھر اُسے کہا جاتا ہے بس اب آنکھیں ٹھنڈی کر کے سو جاؤ۔ اور اب قیامت کے قائم ہونے کی خواہش سے بڑھ کر محبوب اُسے کوئی خواہش نہیں ہوگی۔

قبر کا میت سے سوال کرنا

۵۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عبید سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر میں میت کو اُٹھا کر بٹھایا جاتا ہے۔ اور جنازے میں شریک لوگوں کے قدموں کی آواز سنتی ہے۔ اور قبر سے پہلے اُس سے کوئی بات نہیں کرتا۔ قبر اُسے کہتی ہے اے انسان تجھ پر افسوس ہے۔ کیا تو مجھ سے ڈرایا نہیں گیا تھا؟ اور میری تنگی اور مشکل سے تمہیں خبردار نہیں کیا گیا تھا؟ اور تجھے میری ہولناکیوں سے اور میری بدبو سے اور میرے کیڑوں سے نہیں ڈرایا گیا تھا؟ اب تو نے میرے لیے کیا تیاری کی ہے؟

۶۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو وہ اس سے گفتگو کرتی

ہے۔اور کہتی ہے۔اے انسان! کیا تجھے نہیں معلوم تھا کہ میں تنہائی کی کوٹھڑی ہوں ،اور اندھیرے کا گھر ہوں ۔اور بیچ کا مقام ہوں ۔اے انسان تجھے کس نے میرے میں دھوکے میں رکھا؟ تو مجھ پر اکڑ اکڑ کر چلتا تھا۔راوی کہتے ہیں۔ میں نے عظیف سے پوچھا۔ یا ابا اسماء یہ فداد کیا چیز ہے؟ فرمایا: گاہے گاہے۔ میرے ایک دوست نے اُن سے کہا۔اور وہ مجھ سے زیادہ عمر رسیدہ تھا۔ جب مرنے والا مومن ہوتا ہے۔تو قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔اور اُس کا مقام بارونق کر دیا جاتا ہے۔اور اُس کی روح کو جنت کی طرف بھیج دیا جاتا ہے۔

۷۔ ابن ابی شیبہ سے ہی روایت کی ہے۔حضرت یزید بن شجرہ سے فرماتے ہیں۔قبر کافر اور فاسق آدمی سے کہتی ہے۔کیا تمہیں میرا اندھیرا یاد نہیں تھا۔کیا تمہیں میری ویرانی کا خیال نہیں آیا تھا۔کیا تجھے میری تنگی کی فکر نہیں تھی؟ کیا تجھے میرا کوئی غم فکر نہیں تھا؟

۸۔ ابن ابی شیبہ نے ہی حضرت عبید بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ قبر کہتی ہے۔اے انسان! تو نے میرے لیے کیا تیاری کی ہے؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا۔کہ میں مسافری کا گھر ہوں اور تنہائی کی کوٹھڑی ہوں ۔اور دیمک اور کیڑوں کا گھر ہوں۔

۹۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید بن عمر سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں جب کوئی مرنے والا مرتا ہے۔تو جس قبر میں وہ مدفون ہوتا ہے۔وہ اُسے پکار کر کہتی ہے۔ میں اندھیرے ،تنہائی اور علیحدگی کا گھر ہوں۔اگر تو اپنی دنیاوی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا۔تو میں تیرے لیے مصیبت ہوں۔ میں وہ گھر ہوں ۔کہ جو فرمانبردار ہو کر مجھ میں داخل ہوگا۔وہ خوش ہو کر مجھ سے نکلے گا۔اور جو نافرمان ہو کر داخل ہوگا۔وہ ملعون اور ناکام ہو کر مجھ سے نکلے گا۔

۱۰۔ ابو بکر بن عبدالعزیز بن جعفر الفقیہ الحنبلی" کتاب" الشافی فی الفقہ" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے اسمٰعیل بن ابراہیم الشیرازی نے حدیث بیان کی وہ

فرماتے ہیں ہم سے محمد بن حماد نے حدیث بیان کی۔ فرمایا: عبدالرزاق کے سامنے یہ حدیث پڑھی گئی اور میں موجود تھا کہ امام ثوری نے اعمش سے انہوں نے منہال بن عمرو سے انہوں نے زاذان سے انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں شرکت کے لیے نکلے اور ہم نے دیکھا کہ قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تو آنحضورؐ وہیں پر جلوہ افروز ہو گئے اور ہم حضورؐ کے آس پاس بیٹھ گئے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں اتارا جاتا ہے اور مٹی اس پر ڈال دی جاتی ہے۔ تو قبر کی مٹی مرنے والے سے گفتگو کرنے لگتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ میں ویرانی، مسافری اور کیڑوں کا گھر ہوں۔ تو نے میرے لیے کیا تیاری کی ہے؟

۱۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً روایت فرمائی ہے۔ کہ قبر کو زبان ملتی ہے۔ اور وہ بولتی ہے۔ تو وہ کہتی ہے۔ اے آدم کے بیٹے! تو مجھے کیسے بھول گیا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ میں ویرانی، مسافری اور کیڑوں کا گھر ہوں۔ میں تنگ کوٹھڑی ہوں۔ ہاں جس کے لیے اللہ تعالیٰ کشادگی فرمادے۔

۱۲۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت بلال بن سعد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں قبر روزانہ پکار کر کہتی ہے۔ میں مسافری کا گھر ہوں، میں کیڑوں اور ویرانی کا گھر ہوں، میں جہنم کا ایک گڑھا ہوں۔ یا جنت کا ایک باغیچہ ہوں۔ اور جب مومن کو اس میں رکھا جاتا ہے تو وہ اس کے نیچے سے اس سے کلام کرتی ہے۔ کہتی ہے اللہ کی قسم! تو جب تو مجھ پر چلتا تھا تو میں تجھ سے پیار کرتی تھی۔ اور جب کہ تو میرے اندر آ گیا ہے تو تجھ سے پیار کیوں نہیں کروں گی۔ اب تو تُو میرا دوست بن گیا ہے۔ دیکھو میں تمہارے ساتھ کتنا اچھا سلوک کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر قبر اس کے لیے حد نظر تک کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور جب کافر کو اس میں رکھا جاتا ہے تو وہ کہتی ہے۔ میں تو جب تو میرے اوپر چلا کرتا تھا۔ تجھ سے بغض رکھتی تھی۔ اب تیرا مجھ سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ اب تجھے معلوم ہوگا۔ کہ میں تمہارے ساتھ کیا

برتاؤ کرتی ہوں۔تو وہ اُسے اس طرح سختی سے دبائے گی۔ کہ اُس کی دونوں طرف کی پسلیاں آپس میں گڈمڈ ہو جائیں گی۔

۱۳۔ دیلمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبر کے لیے تیاری کرلو۔وہ دن میں سات مرتبہ پکار کر کہتی ہے۔اے کمزور انسان! اپنی زندگی میں اپنے آپ پر رحم کھالے۔مجھ میں آنے سے پہلے پہلے تیاری کرلے۔میں پھر کہتی ہوں۔اپنے آپ پر رحم کھاؤ۔اور میرے اندر کی بربادی سے اپنے آپ کو بچالو۔

۱۴۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں اور ابن مندہ نے حضرت عمرو بن ذر سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں۔جب مومن اپنی قبر میں آتا ہے۔تو قبر اُسے پوچھتی ہے۔فرمانبردار ہو یا نافرمان؟ اگر وہ نیک ہوتا ہے۔تو ایک فرشتہ قبر کے ایک پہلو سے پکار کر قبر سے کہتا ہے۔اے قبر! تو اس کے لیے سرسبز ہوجا۔اس کے لیے رحمت بن جا۔یہ اچھا بندہ ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار تھا۔یہ اچھی طرح سے تیرے پاس آیا ہے۔تو قبر کہتی ہے۔بس پھر تو تو عزت واحترام کا حقدار ہے۔

۱۵۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں محمد بن صبیح سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ہمیں یہ روایت پہنچی ہے۔کہ جب کوئی بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے۔اور اُسے عذاب ہوتا ہے۔یا اُسے کوئی سختی پہنچتی۔ہے۔تو اس کے پڑوسی مردے اُس سے کہتے ہیں۔اے اپنے بھائیوں سے پیچھے دنیا میں رہ جانے والے۔کیا تو ہمارے اندر قابل اعتبار نہیں تھا؟ اور تو ہم سب سے زیادہ معتبر نہ تھا۔کیا تو نے دیکھا نہیں تھا کہ مرنے کے ساتھ ہی ہمارے عملوں کا سلسلہ ختم ہوگیا تھا۔اور تجھے تو موقعہ حاصل تھا۔تو تم نے کیوں تلافی نہیں کی۔اور نیک اعمال کیوں نہ کرلیے؟ اور قبر کے کونے کونے سے آوازیں آئیں گی۔اے زمین کے اوپر دھوکے میں پڑنے والے۔تو نے زمین کے پیٹ کے اندر چھپ جانے والوں سے عبرت کیوں نہ حاصل کی۔جو تم سے پہلے دنیا سے دھوکہ کھا چکے تھے۔اور پھر موت انہیں قبروں

میں گھسیٹ کر لے گئی۔ اور تو انہیں دیکھتا رہا۔ کہ کندھوں پر اُٹھا کر انہیں لے جایا جارہا ہے۔ اور اُس کے عزیز واقارب اُسے آخری منزل کی طرف سپرد کرنے کے لیے لے کر جارہے ہیں؟

۱۶۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں۔ جو قبر کو زیادہ تریاد کرتا رہے گا۔ اُس کے لیے قبر گلزار جنت کا ایک نمونہ بن جائے گی۔ اور جو قبر میں جانے سے غافل رہا اس کے لیے جہنم کا گڑھا ثابت ہوگی۔

۱۷۔ خطیب نے تاریخ دمشق میں حضرت یزید الرقاشی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو اُس کے اعمال اُسے پریشان کرتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اعمال کو زبان عطا فرماتا ہے۔ تو وہ اُس سے کہتے ہیں۔ اے اس گڑھے میں اکیلے رہ جانے والے۔ تیرے دوست احباب اور گھر والے تمہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ آج ہمارے سوا تیرا کوئی غم خوار نہیں ہے۔ یہ کہہ کر حضرت یزید رونے لگے۔ اور فرمایا: خوش قسمت ہے وہ شخص کہ نیک اعمال جس کے ساتھی ہوں گے۔ اور بربادی ہے اُس شخص کے لیے جس کے بُرے اعمال اُس کے لیے وبالِ جان بن جائیں گے۔

۱۸۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: کیا میں تمہارے سامنے دو دنوں اور دو راتوں کا ذکر نہ کروں۔ کہ ایسے دن اور راتیں کسی نے سنی نہیں ہوں گی۔ پہلے دن تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خوش خبری دینے والا آئے گا۔ یا اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی بشارت لے کر یا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا پیغام لے کر۔ اور ایک وہ دن جس دن تو بارگاہِ الٰہی میں کھڑا ہوگا۔ تیرا عمل نامہ تیرے دائیں ہاتھ میں ہوگا۔ یا تیرے بائیں ہاتھ میں اور ایک وہ رات جو مرنے والا قبر میں گزارے گا۔ کہ ایسی سخت رات اُس نے پہلے کبھی نہیں پائی ہوگی۔ اور ایک رات جس کے بعد صبح قیامت طلوع ہوگی۔ پھر اُس کے بعد کوئی رات نہیں آئے گی۔

باب نمبر: ۴۴

قبر میں آزمائش اور منکر نکیر فرشتوں کے سوالات وجوابات

اس مضمون کی تاکید میں متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جن کی روایت کرنے والے یہ اصحاب کرامؓ ہیں۔ حضرت انس، البراء، تمیم الداری، بشیر بن الکمال، ثوبان، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن رواحہ، عبادۃ بن الصامت، حذیفہ، ضمرہ بن حبیب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن عفان، عمر بن الخطاب، عمرو بن العاص، معاذ بن جبل، ابوامامہ، ابوالدرداء، ابورافع، ابوسعید الخدری، ابوقتادہ، ابوہریرہ، ابوموسیٰ، اسماء، عائشہ اُم المومنین رضی اللہ عنہم اجمعین۔

۱۔ امام بخاری ومسلم نے حضرت قتادہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی اُسے چھوڑ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ تو دو فرشتے آکر اُسے بٹھا دیتے ہیں۔ اس سے کہتے ہیں کہ اس ذات گرامی کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ اور ابن مردویہ کی روایت میں ہے کہ اس ذات گرامی کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔ جو تمہارے سامنے ہیں۔ یہ جن کا نام نامی محمد ہے (ﷺ)۔ راوی فرماتے ہیں کہ مومن شخص جواب میں کہتا ہے۔ "اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ" تو اُسے کہا جاتا ہے۔ یہ اپنا جہنم والا ٹھکانہ دیکھ لو جسے اللہ تعالیٰ نے جنت کے آرام دہ ٹھکانہ میں بدل دیا ہے۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر وہ دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں کہ پھر اس کی قبر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور وہ تر وتازگی

سے بھر دی جاتی ہے۔

لیکن منافق اور کافر سے کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارا اس ذات گرامی کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ میں تو وہی باتیں کہتا رہا۔ جو لوگ کہتے تھے۔ تو اُسے کہا جائے گا۔ تم نے کچھ نہیں جانا تم نے کچھ نہیں پڑھا۔ اور لوہے کے ہتھوڑے سے اُسے پیٹا جائے گا۔ اور وہ اس طرح چیخ و پکار کرے گا۔ کہ سوائے جن وانسان کے سب آس پاس والے اُسے سنیں گے۔

۲۔ امام احمد نے اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور امام بیہقی نے عذاب القبر میں اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کی ان کی قبر میں آزمائش ہوگی۔ کہ مومن کو جب قبر کے سپرد کیا جائے گا۔ تو فرشتہ آئے گا۔ اس سے پوچھے گا۔ تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی راہنمائی فرمادی۔ تو کہے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔ پھر اُس سے پوچھا جائے گا۔ کہ تم اس ذات بابرکات کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مومن کہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور اس کے بعد اُس سے کچھ نہیں پوچھا جائے گا۔ تو پھر اُسے ایک ایسے مقام پر لے جایا جائے گا۔ جو جہنم میں ہوگا۔ اور اُسے کہا جائے گا۔ یہ تمہارا گھر تھا جہنم میں۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا ہے۔ اور اس نے اپنی رحمت فرمائی ہے۔ اور اس کے بدلے میں تمہیں جنت میں گھر عطا فرمادیا ہے۔ تو وہ کہے گا۔ کہ مجھے چھوڑ دو۔ کہ میں جا کر اپنے گھر والوں کو یہ بشارت دے آؤں۔ تو اس سے کہا جائے گا۔ بس اب تم یہیں ٹھہرو۔

اور کافر کو جب قبر میں رکھا جائے گا تو ایک فرشتہ آکر اُسے جھڑکے گا۔ اور اُس سے پوچھے گا۔ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ کہے گا۔ مجھے معلوم نہیں۔ اور پھر اُس سے پوچھا جائے گا۔ اس ذات عالی کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو وہ کہے گا۔ جو لوگ کہتے تھے۔ میں بھی وہی کہتا تھا۔ تو وہ اُسے لوہے کے ہتھوڑے

سے اُس کے دونوں کانوں کے درمیان ضربیں لگائے گا۔ تو وہ ایسی چیخ و پکار کرے گا کہ سوائے جن وانس کے تمام مخلوق اس کی چیخ وپکار سنے گی۔

۳۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ منکر نکیر قبر میں مرنے والے کے پاس پہنچیں گے۔ اور اُسے بٹھادیں گے۔ اگر وہ مومن ہوا۔ تو کہیں گے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا۔ ''اللہ'' وہ کہیں گے۔ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہ پوچھیں گے۔ تیرا پیشوا کون ہے۔ وہ کہے گا۔ القرآن۔ تو وہ اس کی قبر کشادہ فراخ کردیں گے۔ اور اگر وہ کافر ہوا۔ تو کہیں گے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہے گا۔ مجھے معلوم نہیں۔ پوچھیں گے۔ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا۔ مجھے معلوم نہیں۔ وہ پوچھیں گے۔ تیرا پیشوا کون ہے؟ وہ کہے گا۔ مجھے معلوم نہیں۔ تو وہ اُسے لمبے سریے سے ماریں گے۔ کہ اس کی قبر آگ کے شعلوں سے بھر جائے گی۔ اور قبر تنگ ہو جائے گی۔ کہ اُس کی پسلیاں آپس میں مل جائیں گی۔ اور ایک روایت اسی مضمون کی حضرت براء اور تمیم رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے پہلے بھی گزر چکی ہے۔

۴۔ بزار، طبرانی اور ابن السکن نے حضرت ایوب بن بشیر سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ جن کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کچھ جھگڑا تھا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے درمیان صلح کرانے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے ایک قبر کی طرف ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا: تم نے نہیں جانا۔ جب آنجناب سے اس بارے میں استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس قبر والے سے میرے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ تو اس نے کہا۔ میں نہیں جانتا۔

۵۔ ابونعیم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مومن اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو جاتا ہے۔ تو نماز اس کے سر پر اور صدقہ اس کے دائیں اور روزہ اس کے سینہ پر ہو جاتے ہیں۔

اور انہوں نے باقی حدیث کو اُسی طرح بیان فرمایا ہے۔ جس طرح حضرت براء رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث شریف ہے۔ اور حلیہ میں بھی اسی طرح سے حدیث پاک کو لائے ہیں۔

۶۔ امام احمد نے اور طبرانی نے الاوسط میں اور امام بیہقی، ابن ابی الدنیا نے حضرت زبیرؓ سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دو آزمائش کرنے والے فرشتوں کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس اُمت کی قبروں میں آزمائش ہوگی۔ جب کوئی مومن قبر میں دفن کیا جائے گا۔ اور اُس کے ساتھی اُسے چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔ تو ایک سخت خو فرشتہ اُس کے پاس آ کر کہے گا۔ کہ تم اس ذاتِ گرامی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مومن کہے گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے بندے ہیں۔ فرشتہ اُس سے کہے گا۔ لو اپنا ٹھکانہ دیکھ لو۔ جو تمہارا آگ میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس سے تجھے بچالیا ہے۔ اور اس کے بدلے میں وہ ٹھکانہ تجھے دے دیا ہے۔ جو تم جنت میں دیکھ رہے ہو۔ اور مومن دونوں ٹھکانوں کو دیکھے گا۔ اور مومن کہے گا۔ مجھے جانے دو کہ میں اپنے گھر والوں کو اس کی بشارت دے آؤں۔ لیکن اُس سے کہا جائے گا بس اب تم یہیں رہو۔ اور کافر و منافق کو عزیزوں کے چلے جانے کے بعد اس کو بٹھا دیا جائے گا۔ اور اُس سے کہا جائے گا۔ کہ تم اس ذاتِ گرامی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ کہے گا۔ مجھے نہیں معلوم تو اُسے کہا جائے گا۔ تم نے کچھ نہیں جانا۔ دیکھو جنت میں تمہارا یہ مقام تھا۔ اس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جہنم میں یہ مقام دے دیا ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ بندہ اپنی قبر سے اُسی حالت میں اُٹھایا جائے گا۔ جس حالت میں وہ فوت ہوا تھا۔ مومن اپنے ایمان پر اور منافق اپنے نفاق پر اُٹھایا جائے گا۔

۷۔ ابن ماجہ۔ ابن ابی الدنیا اور ابن ابی عاصم نے السنۃ میں حضرت جابر بن عبداللہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت قبر میں آتی ہے تو اُسے سورج غروب ہونے کے نزدیک دکھایا جاتا ہے۔ تو وہ اپنی دونوں آنکھیں ملتا ہوا۔ اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے ٹھہرو! مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو۔

۸۔ ابن ابی الدنیا اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ انسان جس چیز سے پیدا ہوا ہے۔ اُس چیز سے غافل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اسے پیدا فرمانے کا قصد فرمایا: تو فرشتے سے فرمایا: اس کا رزق لکھ دو۔ اس کا عمل لکھ دو۔ اس کی موت کا دن لکھ دو۔ اور یہ بھی لکھ دو۔ کہ یہ خوش نصیب ہے یا بد نصیب؟ اور پھر وہ فرشتہ اوپر چلا جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ایک اور فرشتہ کو بھیجتا ہے۔ جو یہ سب کچھ محفوظ کر لیتا ہے۔ اور اچھی طرح سے یاد کر لیتا ہے۔ اور یہ فرشتہ بھی آسمان پر چلا جاتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اُس پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے۔ جو اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔ اور جب اُس کی موت کا وقت آتا ہے۔ یہ دونوں فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں۔ اور ملک الموت آ جاتا ہے۔ اور اس کی روح قبض کرتا ہے۔ اور جب اُسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ تو اُس کی روح اُس کے بدن میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور قبر کے دو فرشتے منکر نکیر آ جاتے ہیں۔ اور اُس کا امتحان لے کر اوپر چلے جاتے ہیں۔ جب قیامت برپا ہوگی۔ تو اس وقت اُس کے پاس نیکیوں کا فرشتہ اور برائیوں کا فرشتہ آ جائیں گے۔ اور اُس کی گردن میں لٹکا ہوا اعمال نامہ کھولیں گے۔ اور دونوں اُس کے ساتھ رہیں گے۔ ایک کا نام سائق ہے اور ایک کا نام شاہد ہے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے سامنے ایک کٹھن مرحلہ ہے۔ جس سے عہدہ برآ ہونے کی تم میں طاقت نہیں ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔

۹۔ ابن ابی عاصم، ابن مردویہ اور بیہقی نے ابوسفیان کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: جب مومن کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے سخت طبیعت کے آتے ہیں۔ اور وہ گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوتا ہے جیسے کوئی نیند سے گھبرایا ہوا اُٹھتا ہے۔ تو اس سے پوچھا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے۔ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو مومن کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے۔ اور اسلام میرا دین ہے۔ اور محمد میرا نبی ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ اس نے سچ بولا ہے۔ اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو اور اسے جنت کا لباس پہنا دو۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ چھوڑ دو۔ میں اپنے گھر والوں یہ خوش خبری سنا آؤں۔ تو اُسے کہا جاتا ہے۔ کہ بس اب تم یہیں رہو گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت باب معرفة المیت لمن یغسله میں گزر چکی ہے۔

۱۰۔ ابو نعیم نے حضرت ضمرہ بن حبیب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ قبر میں امتحان لینے والے تین فرشتے ہیں۔ انکر، ناکور اور اُن کا سردار رومان۔

۱۱۔ ابن اول اور ابن جوزی نے الموضوعات میں ضمرہ بن حبیب سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ قبر میں آزمائش کرنے والے چار فرشتے ہیں۔ منکر نکیر، ناکور اور اُن کا سردار رومان، حضرت ابن جوزی فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور ضمرہ تابعی ہیں۔ اور روایت انہیں پر جا کر موقوف ہو جاتی ہے۔ اور انہیں سے ثابت ہے۔

۱۲۔ شیخ الاسلام حضرت ابن حجر سے پوچھا گیا۔ کیا میت کے پاس کوئی فرشتہ آتا ہے۔ جس کا نام رومان ہے؟ تو انہوں فرمایا: کہ یہ بات ایسی سند سے آئی ہے جو نرم ہے۔

قبر میں قرآن شریف بھی مردے کی ہر طرح سے خبر گیری کرتا ہے

۱۳۔ ابن ابی الدنیا نے التهجد میں اور ابن الضریس نے فضائل القرآن میں اور حمید بن زنجویہ نے فضائل الاعمال میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی رات کو عبادت کے لیے

اُٹھے۔تو زور سے قرآن کریم کی تلاوت کرے۔کیونکہ زور سے تلاوت کرکے شیطان لعینوں اور بدکار جنوں کو دور بھگاتا ہے۔اور جو فرشتے آسمان کی فضاؤں میں آجارہے ہوتے ہیں۔اور وہ جو اپنے مقاموں پر رہتے ہیں۔اُس کی تلاوت سنتے ہیں۔اور اُس کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔اور جب یہ رات گزرتی ہے۔تو وہ آنے والی رات کو ہدایت کرتی ہے۔کہتی ہے۔کہ اس شخص کو وقت تہجد پر جگادینا۔اوراس کے لیے ہلکی وخوشگوار ہوجانا اور پھر جب اُس کی وفات کا وقت آتا ہے۔تو قرآن کریم آموجود ہوتا ہے۔اور جب وہ اُسے غسل دے رہے ہوتے ہیں۔تو قرآن کریم اُس کے سر پر آکھڑا ہوتا ہے۔اور جب وہ اُسے غسل دے چکتے ہیں۔تو وہ کفن کے اندر اُس کے سینے پر آجاتا ہے۔اور جب اُسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔اور منکر نکیر آتے ہیں۔تو قرآن کریم وہاں سے نکل کر اُن کے سامنے آجاتا ہے۔وہ فرشتے اُس سے کہتے ہیں۔کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ہم اس سے سوال کرنا چاہتے ہیں۔تو قرآن کریم کہتا ہے۔قسم ہے اللہ کریم کی جب تک میں اسے جنت میں نہ پہنچادوں۔میں اسے چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔اگر تمہیں اس کے بارے میں کچھ کہنا ہے۔تو کہہ لو۔اور پھر قرآن کریم مومن سے ہمکلام ہوتا ہے۔اور کہتا ہے۔کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہتا ہے۔نہیں۔تو وہ کہتا ہے۔میں قرآن کریم ہوں۔وہ میں ہی ہوں جو تجھے راتوں کو جگایا کرتا تھا۔اور تجھے دن کو پیاسا رکھتا تھا۔اور تیری خواہشات کو روکتا تیرے کانوں کو پابند کرتا آنکھوں پر قدغن لگاتا تھا۔آج تو دوسرے دوستوں کے مقابلہ میں مجھے اپنا سچا دوست پائے گا۔اور میں تمہارا سچا بھائی ثابت ہوں گا۔تجھے بشارت ہے۔کہ منکر نکیر کے سوالات کا تجھ پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔تمہیں کوئی غم وفکر نہیں رہے گا۔اور پھر وہ فرشتے اُسے چھوڑ کر چلے جائیں گے۔اور قرآن کریم بارگاہ خداوندی میں پہنچ جائے گا۔اور مومن کے لیے بستر اور چادر طلب کرے گا۔اور پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُسے بستر اور چادر مہیا کرنے کا حکم صادر ہوگا۔اور جنت سے روشنی کی ایک قندیل لگانے کا بھی حکم ہوگا۔اور جنت کے

پھولوں کے سہرے اُس کے لیے لائے جائیں گے۔ اور پہلے آسمان سے ایک ہزار مقرب فرشتے اسے لے کر چلیں گے۔ اور قرآن کریم اُن کے آگے آگے پیشوائی کرتا جائے گا۔ اور قرآن کریم آ کر اُس مومن سے پوچھے گا۔ کیا تم میرے جانے کے بعد پریشان تو نہیں ہو گئے تھے۔ میں تو تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرنے گیا تھا۔ اور تمہارے لیے بستر اور چادر لینے گیا تھا۔ اور اب یہ لے کر آیا ہوں۔ اور اتنے میں فرشتے وہ سامان اُٹھائے ہوئے آجاتے ہیں۔ اور بستر اُس کے لیے بچھا دیتے ہیں۔ اور چادر اُس کے پیروں کے نیچے رکھ دیتے ہیں۔ اور چنبیلی کے پھول اُس کے سینہ پر رکھ دیتے ہیں۔ اور اُسے اُٹھا کر دائیں پہلو پر لٹا دیتے ہیں۔ وہ خود چلے جاتے ہیں۔ اور وہ آرام سے پھولوں کے بستر پر لیٹ جاتا ہے۔ اور وہ فرشتوں کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے۔ یہاں تک وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور قرآن کریم اُس کا چہرہ قبلہ رُخ کر دیتا ہے۔ اور قبر اُس کے لیے کشادہ کر دی جاتی ہے۔

اور ابو معاویہ کی کتاب میں لکھا ہے کہ مومن کے لیے چار سو سال کی مسافت تک قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔ اور پھر یاسمین (چنبیلی کے پھول) سینے سے ہٹا کر اس کی ناک کے قریب کر دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ اس کی تازہ خوشبو صور پھونکنے تک سونگھتا رہے گا۔ اور پھر وہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ اپنے گھر والوں کو دیکھنے آتا رہے گا۔ اور اُن کے لیے خیر و برکت کی دعا کرتا رہے گا۔ اگر اُس کا کوئی بیٹا قرآن سیکھا ہو گا۔ تو اُسے یہ معلوم کر کے خوشی ہو گی۔ اور اگر کوئی بیٹا یا عزیز بے عمل ہو گا۔ تو وہ صبح و شام وہاں آ کر روئے گا۔

حافظ ابو عیسٰی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے اور اس حدیث کو امام احمد بن حنبل اور ابو خیثمہ نے روایت کیا ہے اور دونوں حضرات طبقہ متقدمین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو عبد الرحمٰن المقری سے حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کی ہے اور عقیلی نے اسے الضعفا میں درج کیا ہے اور ابن جوزی نے الموضوعات میں اور ایک اور واسطہ سے حضرت عبادہ بن الصامت سے مرفوعاً

روایت کی ہے اور عقیلی اور ابن جوزی دونوں فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

حضور ﷺ کا حضرت عمرؓ سے فرمانا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب منکر نکیر تیرے پاس قبر میں ڈراؤنی شکل میں آئیں گے

۱۴۔ امام بیہقی نے کتاب "عذاب القبر" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا۔ اے عمر! تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہیں زمین میں دفن کیا جائے گا۔ اور تمہارے لیے تین ہاتھ اور ایک بالشت قبر کھودی جائے گی۔ اور پھر تمہارے پاس منکر اور نکیر آئیں گے۔ سیاہ رنگ کے اور اپنے بالوں کو گھسیٹتے ہوئے۔ اور اُن کی آواز دل ہلا دینے والی گرج کی طرح ہوگی۔ وہ اپنی داڑھیوں سے زمین کو کھودتے ہوئے آئیں گے۔ اور اُن کی آنکھیں چمکنے والی بجلی کی طرح ہوں گی۔ وہ تجھے بٹھا دیں گے۔ اور ڈرا دیں گے۔ دھمکائیں گے دہلا دیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں اس دن اس پر قائم رہوں گا۔ جس پر اب ہوں؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں! تو عرض کیا۔ تو پھر میں یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان دونوں سے نپٹ لوں گا۔

۱۵۔ امام بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میت واپس جانے والوں کے جوتوں کی کھٹ کھٹ کی آواز سنتی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: پھر اُسے بٹھایا جاتا ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ پھر اُسے کہا جاتا ہے۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے۔ اسلام، پھر اُسے کہا جاتا ہے۔ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر کہا جاتا ہے۔ تیرا علم دین کیا ہے؟ کہتا ہے۔ میں نے آپؐ کو پہچانا ہے۔ آپؐ پر ایمان لایا

ہوں۔ اور آپ کو سچا جانا ہے ہر اُس بات کو جو آپؐ لے کر تشریف لائے ہیں یعنی کتاب اللہ شریف! پھر اُس کی قبر حد نظر تک کشادہ کر دی جاتی ہے اور اُس کی روح مومنوں کی روحوں میں شامل کر دی جاتی ہے۔

۱۶۔ طبرانی نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ جو دو فرشتے قبر میں آتے ہیں۔ اُن کا نام منکر اور نکیر ہے۔

فرشتے مومن کے جنازے کے ساتھ چلتے ہیں اور نماز جنازہ پڑھتے ہیں

۱۷۔ ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مومن کو جب موت آتی ہے۔ فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں اور اُسے سلام کہتے ہیں اور اُسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اور جب وہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کے جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور پھر لوگوں کے ساتھ مل کر اُس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور جب اُسے دفن کیا جاتا ہے۔ تو اُسے قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اور اُسے کہا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھا جاتا ہے۔ تیرا رسول کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے۔ تیری شہادت کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اور اس کے مطابق فرمان باری تعالیٰ "يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ" اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھتا ہے۔ مضبوط بات پر۔ پھر اس کی قبر حد نظر تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور کافر کے لیے فرشتے اترتے ہیں۔ اور وہ خوب پاؤں پھیلاتے ہیں۔ یعنی ان کے چہروں پر خوب پٹائی کرتے ہیں۔ اور ان کی پیٹھوں پر بھی مارتے ہیں۔ موت کے وقت۔ جب اُسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ تو اُسے بٹھا دیتے ہیں۔ اور اُس سے پوچھا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کچھ جواب نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے جواب بھلا دیتے ہیں۔ اور جب اُسے کہا جاتا ہے۔ وہ رسول کون ہے؟ جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اس کی کوئی

راہنمائی نہیں کرے گا۔ اور نہ کوئی جواب دے گا۔ اور اسی کے متعلق ہے۔
"وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ" اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

مومن کی روح اس طرح نکلتی ہے جیسے پانی کا قطرہ چھاگل سے

۱۸۔ جو یبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک انصاری شخص کے جنازہ میں حاضر ہوئے اور آپ قبر تک تشریف لے گئے۔ تو ابھی دفنایا نہیں گیا تھا کہ آپ جلوہ افروز ہوئے اور لوگ بھی بیٹھ گئے اور ایسے کہ جیسے ان سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں (کہ اگر انہوں نے سر ہلایا تو اُڑ جائیں گے) کہ آپؐ نے زمین کی طرف نظریں گاڑ دیں اور اپنی لاٹھی مبارک سے کریدنے لگے۔ پھر آنجنابؐ نے آسمان کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" میں عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔ تین بار آپؐ نے ارشاد فرمایا: پھر آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا: کہ جب مومن آدمی آخرت کی طرف جانے لگتا ہے اور دنیا سے منہ موڑ لیتا ہے۔ تو ملک الموت اُس کے پاس آتا ہے اور اُس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور اُس کے ساتھ اور فرشتے بھی جنت کا تحفہ لے کر آتے ہیں اور جنت کی خوشبو لاتے ہیں اور جنت کا لباس لے کر آتے ہیں اور اس کے سامنے حد نظر تک دو صفوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور سب سے پہلے ملک الموت اُسے بشارت دیتا ہے اور پھر دوسرے فرشتے اُسے بشارت دیتے ہیں۔ تو اُس کی روح جسم سے اس طرح آرام سے نکلتی ہے۔ جس طرح پانی کا قطرہ چھاگل سے صرف اس بشارت کی وجہ سے جو ملک الموت اُسے دیتا ہے اور جب اُس کی روح نکل جاتی ہے۔ تو فرشتے اُسے ایک لمحہ کے لیے بھی وہاں نہیں چھوڑتے۔ بلکہ اپنی نگرانی میں لے کر انہیں تحفوں کے ساتھ جو وہ آسمان سے لے کر آئے تھے۔ جن کی خوشبو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے لیکر جاتے ہیں اور فرشتے کہتے ہیں۔ کتنی پاکیزہ خوشبو ہے۔ تو دوسرے فرشتے

جواب دیتے ہیں۔ یہ خوشبو اُس پاکیزہ روح کی ہے۔ جو آج قبض کی گئی ہے۔ اور اُس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اور جب اُسے لے کر آسمان پر پہنچتے ہیں۔ تو تمام دروازے اُس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازہ یہ چاہتا ہے۔ کہ یہ روح اُس میں سے داخل ہو۔ تو پھر جس دروازے سے لے کر اُسے داخل ہوتے ہیں۔ وہ دروازہ اُس کے لیے روتا ہے۔ اور جب فرشتے آسمانی مخلوق سے لے کر اُسے گزرتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اس پاکیزہ روح کو خوش آمدید۔ جس نے رب کریم کی ہدایات پر عمل کیا۔ اور وہ اُسے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جاتے ہیں۔ اور پھر ملک الموت اور وہ فرشتے جو اس کی طرف آسمان سے اُترے تھے۔ وہ کہتے ہیں۔ اے رب کریم ہم فلاں بن فلاں مومن کی روح کو لے کر آئے ہیں۔ حالانکہ وہ اُسے خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسے زمین کی طرف لے جاؤ۔ اس لیے کہ میں نے انہیں اُسی سے پیدا فرمایا ہے۔ اور اُسی میں انہیں لوٹاؤں گا۔ اور اُسی سے انہیں دوبارہ نکالوں گا۔ اور پھر میت دفن کر کے واپس جانے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتی ہے۔ اور مٹی ڈال کر ان کے ہاتھ جھاڑنے کی آوازیں بھی سنتی ہے۔

پھر تین فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں۔ دو فرشتے رحمت کے اور ایک فرشتہ عذاب کا اور اعمال صالحہ اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ نماز پیروں کے پاس اور روزہ سر کے پاس، زکوٰۃ اُس کے دائیں اور صدقہ اُس کے بائیں۔ احسان اور اخلاق حسنہ اُس کے سینہ کے پاس۔ اور فرشتہ عذاب کسی طرف سے بھی آتا ہے تو اُس کے عمل صالحہ اُسے پیچھے ہٹا دیتے ہیں۔ اور پھر وہ اپنا لوہے کا بھاری ہتھوڑا لے کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہ ہتھوڑا اگر تمام روئے زمین کے لوگ مل کر اُسے اُٹھانا چاہیں تو نہ اُٹھا سکیں۔ اور کہتا ہے۔ اے خدا کے نیک بندے۔ اگر یہ نیک اعمال نماز، روزہ، زکوٰۃ اور صدقہ تجھے اپنے گھیرے میں نہ لئے ہوتے۔ تو میں اس ہتھوڑے کے ساتھ تجھے مارتا۔ اور ایسی مار مارتا۔ کہ یہ قبر آگ کے شعلوں سے بھڑک اُٹھتی۔ اور پھر وہ رحمت کے فرشتوں سے کہتا ہے۔ یہ بندہ تمہارا حق

ہے۔ تم ہی اسے لے جاؤ۔ اور پھر عذاب کا فرشتہ اوپر چلا جاتا ہے۔ تو ایک فرشتہ رحمت دوسرے سے کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اس دوست کے ساتھ نرمی کرو۔ یہ بڑے خطرے سے گزر کر آیا ہے۔ تو فرشتہ کہتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ وہ پوچھتا ہے۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتا ہے۔ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وہ پوچھتے تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی ہے۔ اور میں اُس پر ایمان لایا ہوں۔ اُسے بچ جاتا ہے۔ اور یہ سوال جواب ذرا تنگ لہجے میں ہوتے ہیں۔ اور یہ موقعہ مومنوں کے لیے بہت بڑی آزمائش کا ہوتا ہے۔ جو اُن کو پیش آتا ہے اور آسمان کی طرف سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ میرے بندے نے سچ بولا ہے اور اس کے لیے جنت کا فرش بچھا دو۔ اور اسے جنتی لباس پہنادو۔ اور جنت کی خوشبو میں اسے بسادو۔ اور اس کی قبر کو حد نظر تک وسیع کردو۔ اور جنت کا ایک دروازہ اس کے سر کی جانب کھول دو اور ایک دروازہ اس کے پیروں کی طرف کھول دو۔ اور پھر دونوں فرشتہ رحمت اُس سے کہتے ہیں۔ بس اب اُس دلہن کی طرح سو جاؤ جو حجلہ عروسی میں سوتی ہے۔ اب تمہیں عذاب قبر کا کوئی خطرہ نہیں۔ وہ کہتا ہے۔ اے رب کریم! کیا تھوڑی دیر کے لیے اُٹھ کر جاؤں اور اپنے گھر والوں کو بشارت دے آؤں؟ لیکن اب وہ روز قیامت ہی روشن چہرہ ہو کر اپنی قبر سے اُٹھے گا۔

۱۹۔ امام بیہقی نے ''الزہد'' میں اور ابن عساکر نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے ایک شخص سے فرمایا: اے بھائی! تمہیں معلوم نہیں کہ موت تمہارے سامنے کھڑی ہے؟ تو نہیں جانتا کہ وہ کب آجائے گی۔ صبح کو یا شام کو۔ دن کو یا رات کو؟ پھر قبر کا خطرہ ہے۔ اور اس کی ہولناکی ہے۔ اور منکر نکیر ہیں۔ اور اس کے بعد قیامت کا پُر خطر منظر ہے۔ جس دن سب کو اُٹھا کر بارگاہ الٰہی میں حاضر کیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ اپنی زبانوں پر کلمہ شریف جاری رکھو کیونکہ قبر میں اس کے بارے میں پوچھے جاؤ گے

۲۰۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کلمہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَالْاِسْلَامُ دِيْنُنَا وَمُحَمَّدٌ نَّبِيُّنَا" اپنی زبانوں پر لازمی طور پر جاری رکھو کیونکہ تم اس کے بارے میں اپنی قبروں میں پوچھے جاؤ گے۔ اور اس کی سند میں عثمان بن مطر ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں منکر نکیر فرشتوں سے نپٹ لوں گا

۲۱۔ امام احمد، طبرانی، ابن عدی، ابن ابی الدنیا نے اور الآجری نے الشریعۃ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر میں آزمائش کرنے والے دو فرشتوں کا ذکر فرمایا: تو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اس وقت ہماری عقلیں ٹھکانے پر ہوں گی؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں بالکل آج ہی کی طرح۔ تو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ پھر اُن کی ایسی کی تیسی! (یعنی ہم آسانی سے اُن کے ساتھ نپٹ لیں گے)۔

مومن پر قبر کشادہ کردی جائے گی اور کافر پر قبر تنگ کردی جائیگی

۲۲۔ طبرانی نے الکبیر میں سند حسن کے ساتھ اور امام بیہقی نے کتاب "عذاب القبر" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب مومن کو قبر میں بٹھایا جائے گا۔ تو اُسے کہا جائے گا۔ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے۔ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہے گا۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تو اس کی

قبر کشادہ کردی جائے گی۔ اور پھر آپؐ نے یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

اور کافر کو جب اس کی قبر میں داخل کیا جائے گا۔ تو اُسے اُٹھا کر بٹھا دیا جائے گا۔ اور اُسے کہا جائے گا۔ تیرا رب کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہے گا۔ میں نہیں جانتا۔ تو اس کے لیے اُس کی قبر تنگ کردی جائے گی۔ اور اُسے اس میں عذاب دیا جائے گا۔ اور پھر حضرت ابن مسعود نے یہ آیت پڑھی:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا

جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا۔ اس کی دنیاوی زندگی تنگ اور سخت ہوگی۔

کافر کو قبر اتنا دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں گڈمڈ ہو جاتی ہیں اور اس پر سانپ چھوڑ دیے جاتے ہیں

۲۳۔ ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تم سے کوئی مرتا ہے۔ تو قبر میں اُسے بٹھا لیتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تو کون ہے؟ تو اگر وہ مومن ہوتا ہے۔ تو جواب دیتا ہے۔ میں زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ تھا۔ اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور جناب محمدؐ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسولؐ ہیں تو اس کی قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔ اور وہ اپنا مقام جنت میں دیکھ لیتا ہے۔ اور جنت سے اُس کے لیے لباس آتا ہے۔ جسے وہ پہنتا ہے۔ اور کافر جب مرتا ہے۔ تو اُسے کہا جاتا ہے۔ تو کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ کہ میں نہیں جانتا۔ تو اُسے کہا جاتا ہے۔ کہ تو نے کچھ نہیں جانا۔ تین مرتبہ کہا جاتا ہے۔ اور قبر اُس کے لیے تنگ کردی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس پسلیاں آپس میں گڈمڈ ہو جاتی ہیں۔ اور قبر کے چاروں کونوں سے اُس کے لیے سانپ چھوڑ
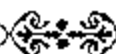
دیئے جاتے ہیں۔ جو اُسے نوچ نوچ کر کھاتے ہیں۔ جب وہ گھبرا کر چیختا ہے۔ تو اُسے آگ یا لوہے کے گرزوں سے مارا جاتا ہے۔ اور دوزخ کی طرف اُس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

۴۴۔ الآجری نے الشریعۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب مومن بندہ فوت ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اس کی طرف بھیجتا ہے۔ جو اس کی روح کو قبض کر کے کپڑوں میں لے جاتے ہیں۔ اور جب اُسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے پاس دو فرشتے بھیجتا ہے۔ جو اُسے خبردار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں۔ تیرا نبی کون ہے۔ وہ کہتا ہے میرے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں۔ تو نے سچ کہا ہے۔ تو ایسا ہی تھا۔ اسے جنت کا بستر بچھا کر دے دو۔ اور اسے جنت کا لباس پہنا دو۔ اور اس کو اس کا جنت میں ٹھکانہ دکھا دو۔

کافر کی قبر آگ سے بھڑک اٹھتی ہے اور اونٹ کی گردن جیسے لمبے بچھو اس پر مسلط کر دیئے جاتے ہیں

اور کافر کو پیٹا جاتا ہے۔ اور اُس کی قبر آگ سے بھڑک اٹھتی ہے۔ اور یا اُس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ جس سے اُس کی ادھر کی پسلیاں اُدھر پسلیوں سے جا ملتی ہیں۔ اور قبر میں اُس کے لیے اونٹ گردن جیسے لمبے لمبے سانپ بھیج دیئے جاتے ہیں۔

۴۵۔ خلال نے کتاب شرح السنۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب مومن پر موت طاری ہوتی ہے۔ تو فرشتہ آکر اُسے پکارتا ہے۔ اے پاکیزہ روح پاکیزہ جسم سے باہر نکل آؤ۔ اور جب

اُس کی روح جسم سے باہر آتی ہے۔تو اُسے سرخ رنگ کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔اور جب اُسے غسل دے کر چارپائی پر رکھا جاتا ہے۔تو چارپائی پر اُس کی روح بلند ہوتی رہتی ہے۔جوں جوں چارپائی کو حرکت ہوتی ہے۔روح بھی ساتھ ہی حرکت میں آتی ہے۔یہاں تک کہ جسم کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔اور قبر میں جسم کو رکھتے ہی روح اُس کے اندر آجاتی ہے۔اور پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے۔تیرا رب کون ہے؟اور تیرا دین کیا ہے؟اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔اور میرا دین اسلام ہے۔اور میرا نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔تو اُسے کہا جاتا ہے۔تو نے سچ کہا ہے۔ اور پھر حد نظر تک اُس کی قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔اور پھر اس کی روح اوپر کو پرواز کرتی ہے۔اور اعلیٰ علیین میں پہنچائی جاتی ہے۔اور پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائیں:

اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّیُّوْنَ كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ

بے شک نیکوکاروں کا نامہ اعمال علیین میں ہوگا۔اور آپ کو کیا معلوم کہ علیین کیا ہے؟کتاب ہے لکھی ہوئی۔اور یہ ساتویں آسمان پر ہے۔

اور کافروں کے بارے میں کلام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:اور یہ آیات کریمہ تلاوت فرمائیں:

اِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّیْنٌ كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ

بے شک فاسقوں فاجروں کا اعمال نامہ سجین میں ہوگا اور آپ کو کیا معلوم کہ سجین کیا ہے۔ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔اور سجین ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔

فرمایا اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور اس کے ثابت قدم رہنے کیلئے دعا کرو

۲۶۔ امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ اور میت کو دفن کیا جارہا تھا۔ تو آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا: کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔ اور اُس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو۔ کیونکہ ابھی اُس سے سوال ہو نگے۔

۲۷۔ ابن ابی الدنیا نے البعث میں اور الحاکم نے التاریخ میں اور بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عمر! تمہارا کیا حال ہوگا۔ جب تم چار ہاتھ لمبے اور دو ہاتھ چوڑے گڑھے میں ڈالے جاؤ گے؟ اور منکر نکیر سے تمہارا سامنا ہوگا؟ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! یہ منکر نکیر کیا ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ قبر میں دو آزمائش کرنے والے ہیں۔ جو اپنی کچلیوں سے زمین کو کھود دیتے ہیں اور وہ اپنے بالوں کو روندتے ہوئے آتے ہیں۔ ان کی آواز کانوں کے پردے پھاڑنے والی گرج کی طرح ہوتی ہے۔ اور اُن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکدار ہوتی ہیں۔ اُن کے پاس ہتھوڑا ہوتا ہے۔ کہ اگر تمام دنیا والے اکٹھے ہو کر اُسے اُٹھانا چاہیں تو اُٹھا نہ سکیں۔ اور وہ اُسے ایسے آسانی سے اُٹھا لیتے ہیں۔ جیسے میں یہ اپنی لاٹھی آسانی سے اُٹھا لیتا ہوں۔ وہ تیرا امتحان لیں گے۔ اگر تم ان کے سامنے جواب دینے میں عاجز رہے۔ یا پیچھے ہٹ گئے۔ تو تمہیں ایسا پیٹیں گے کہ تم راکھ کی طرح پس کر رہ جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! میں اس وقت اسی طرح ہوش وحواس میں ہوں گا؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں! تو فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ تو پھر میں ان دونوں سے نپٹ لوں گا۔

۲۸۔ ابونعیم اور ابن ابی الدنیا نے اور الآجری نے الشریعۃ میں اور بیہقی نے حضرت عطاء

بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب سے ارشاد فرمایا: اے عمر! جب تم مرجاؤ گے۔ تمہارا کیا حال ہوگا۔ کہ تین ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی جگہ تمہارے لیے کھودیں گے۔ تجھے غسل دیں گے۔ کفن پہنائیں گے۔ خوشبو لگائیں گے۔ اور چارپائی پر اٹھا کر تمہیں قبر میں لا رکھیں گے۔ اور تجھ پر مٹی ڈال دیں گے۔ اور جب وہ واپس آجائیں گے۔ تو قبر میں دو امتحان لینے والے آجائیں گے۔ جن کا نام منکر نکیر ہے۔ وہ کان کے پردے پھاڑنے والی گرج کی طرح دہاڑ رہے ہوں گے۔ اور ان کی آنکھیں بجلی کی طرح چمک رہی ہوں گی۔ اور وہ تجھے ہلا کر اور جھنجوڑ کر رکھ دیں گے اور پرزے پرزے کر دیں گے عمر! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی؟ عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اور میرے پاس عقل موجود ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں عرض کیا پھر تو میں ان سے نپٹ لوں گا۔ یہ روایت مرسل ہے۔ اور اس کے راوی قابل اعتماد ہیں۔

جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے اس پر نور کا ایک خیمہ تن جاتا ہے

۲۹۔ امام مسلم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی آخری بیماری کے موقعہ پر فرمایا: جب تم مجھے دفن کرو۔ اور مجھ پر مٹی ڈال چکو۔ تو میری قبر پر اتنا ٹھہرو۔ جتنی دیر میں ایک اونٹ قربان کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ تا کہ مجھے تمہاری موجودگی سے سہارا اور انس محسوس ہو۔ اور میں دیکھ لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کا کیا جواب دیتا ہوں۔

۳۰۔ ابن ابی الدنیا اور ابو نعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس گھر میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے۔ اس پر ایک نور کا خیمہ تن جاتا ہے۔ جس سے اہل آسمان اس گھر کی

طرف راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ جس طرح ستاروں کے ساتھ سمندروں کی طوفانی لہروں میں زمین والے راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اور طویل وعریض صحراؤں میں ستاروں سے راستہ معلوم کرتے ہیں۔ جب کوئی قرآن کریم سے تعلق رکھنے والا فوت ہوجاتا ہے۔ تو نور کا یہ بنا ہوا خیمہ اُٹھ جاتا ہے۔ اور فرشتے آسمان کی طرف سے دیکھتے ہیں۔ تو انہیں وہ نور دکھائی نہیں دیتا۔ تو ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک جاتے ہوئے فرشتے اُس روح سے ملتے ہیں۔ تو روحوں میں اُس صاحب قرآن کی روح پر رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اور قیامت تک قبر سے اُٹھنے تک اُس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب سیکھتا ہے۔ اور رات کے کسی حصے میں نماز پڑھتا ہے۔ تو یہ گزرنے والی رات آنے والی رات کو ہدایت کرتی ہے۔ کہ اس صاحب قرآن کو رات اسی وقت جگا دینا۔ اور رات اُس کے لیے ہلکی پھلکی ہوجاتی ہے۔ اور جب اُس کی وفات ہوتی ہے۔ اور اُس کے گھر والے اس کی تجہیز وتکفین میں معروف ہوتے ہیں۔ تو قرآن کریم ایک حسین وجمیل صورت میں آکر اُس کے پاس کھڑا ہوجاتا ہے۔ اور جب اُسے کفن پہنایا جاتا ہے۔ تو قرآن کریم کفن کے اندر اُس کے سینے سے لگ جاتا ہے۔ اور جب اُسے قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ اور اُس کے ساتھی چلے جاتے ہیں تو منکر ونکیر فرشتے آتے ہیں اور اُسے قبر میں بٹھا دیتے ہیں۔ اور وہاں پر بھی قرآن کریم آکر اُس کے اور فرشتوں کے درمیان حائل ہوجاتا ہے۔ تو فرشتے قرآن کریم سے کہتے ہیں۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔ ہم اس سے کچھ پوچھ لیں۔ تو قرآن کریم کہتا ہے۔ نہیں رب کعبہ کی قسم یہ میرا دلی دوست ہے۔ میں اُسے یہاں رسوا کرکے نہیں جاسکتا۔ تمہیں کوئی اور کام ہے تو تم جا کر کرلو۔ مجھے یہیں رہنے دو۔ میں تو اپنے دوست کو چھوڑ کر نہیں جاسکتا جب تک کہ وہ جنت میں داخل نہ ہوجائے۔ اور قرآن کریم اپنے دوست کی طرف دیکھ کر کہتا ہے۔ میں وہی قرآن کریم ہوں جسے تو زور زور سے تلاوت کیا کرتا تھا۔ اور کبھی آہستہ تلاوت کرتا تھا۔ اور مجھ سے محبت کرتا تھا۔ میں تیرا

حبیب ہوں۔ اور جس کا میں حبیب ہوں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کا حبیب ہے۔ اور تجھے منکر نکیر سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اور کوئی تشویش اور غم نہیں ہوگا۔ اور پھر منکر نکیر اس سے سوال جواب کے بعد اوپر چلے جاتے ہیں۔ اور وہ مومن اور قرآن کریم باقی رہ جاتے ہیں۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ میں تیرے لیے نرم بستر بچھاؤں گا۔ اور تیرے لئے خوبصورت چادریں بچھاؤں گا۔ کہ تو راتوں کو جاگتا تھا۔ دن کو بے چین رہتا تھا۔ اور قرآن کریم پلک جھپکنے میں آسمان پر جا چڑھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے مومن کے لیے سوال کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی مراد اُسے عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ہمراہ ایک ہزار چھٹے آسمان سے مقرب فرشتے آئیں گے۔ اور قرآن کریم اُس صاحب قرآن کے پاس آ کر کہے گا۔ تجھے کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔ میں تو تم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور مطالبے کرتا رہا ہوں۔ اور اب یہ جنت کی نورانی چادریں لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔ اٹھو! اب فرشتے تمہارے لیے بستر بچھائیں گے اور پھر فرشتے نہایت نرمی سے اُسے بستر پر لٹا دیتے ہیں۔ اور پھر اُس کی قبر چار سو برس کی مسافت تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور پھر اس کے لیے مزید سبز رنگ کے ریشم کا فرش بچھایا جاتا ہے۔ جس میں خالص کستوری بھری ہوتی ہے۔ اور اُس کے پیروں کے نیچے اور سر کے نیچے سندس و استبرق کے ریشمی نرم گدے رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اور اُس کے سر کے پاس اور پیروں کے پاس جنت کے نور سے روشن دو چراغ رکھ دیے جاتے ہیں۔ جو قیامت تک اُسے روشنی دیتے رہیں گے۔ اور پھر فرشتے اُسے دائیں پہلو پر لٹا دیتے ہیں۔ اور اُس کا منہ قبلہ رخ کر دیتے ہیں۔ اور پھر جنت سے چنبیلی کے پھول لاتے ہیں۔ اور ان پھولوں پر ہی اُس کو رکھتے ہیں۔ اور قرآن کریم آخرت تک اس کا مصاحب اور ساتھی رہے گا۔ اور پھر قرآن کریم گھر والوں کو خوش خبر دینے آتا ہے۔ اور ہر رات دن کی انہیں خبری دیتا ہے۔ اور اب وہ صاحب قرآن کا اس طرح خیال رکھتا ہے۔ جیسے کوئی شفیق باپ اپنے بیٹے کی خیریت کا خیال رکھتا ہے۔ اور اگر اس کی اولاد میں کوئی لڑکا صاحب قرآن

ہوتا ہے۔ تو وہ قرآن کریم اُسے اس بات کی بشارت دیتا ہے۔ اور کوئی بُرا عمل کرتا ہے۔ تو اس کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ اور اُس کی بھلائی کے لیے دعائیں کرتا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے۔ اور اس کی سند منقطع ہے۔ حدیث حضرت ابو امامہ تلقین کے بیان میں گزر چکی ہے۔

حضرت ابوالدرداء کا ایک شخص کو نصیحت کرنا اور قبر کی کیفیت بتانا

۳۱۔ ابن المبارک نے الزہد میں ابن ابی الدنیا نے اور الآجری نے الشریعۃ میں اور بیہقی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اُن سے کہا۔ مجھے کوئی اچھی بات سکھا دیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع بخشے۔ تو انہوں نے فرمایا ذرا عقل سے سوچ لو۔ جب تمہیں چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ چوڑی جگہ زمین میں ملے گی۔ اور تیرے گھر والے آکر تجھے وہاں اکیلا چھوڑ جائیں گے۔ جو تجھ سے ایک پل کو جدا ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور تیرے بھائی جو تیرے ہر معاملہ میں پریشان ہو جاتے تھے۔ تجھے دفن کر دیں گے۔ تجھ پر اینٹیں برابر کر دیں گے۔ اور منوں مٹی ڈال دیں گے۔ اور پھر نیلی آنکھوں والے گھونگھریالے بالوں والے دو فرشتے تیرے پاس آئیں گے۔ جنہیں منکر و نکیر کہتے ہیں۔ وہ کہیں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہیں؟ اگر تم کہو گے۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اور میرا دین اسلام ہے۔ اور میرے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اگر تم نے یہ سب کچھ کہہ دیا۔ تو تم ہدایت پا گئے۔ اور یہ ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حاصل ہو گی۔ اور ان مشکلات میں کامیابی سے نکل جاؤ گے۔ اور اگر تم نے لَاأَدْرِی میں نہیں جانتا کہہ دیا۔ تو تم ہلاکت میں پڑ گئے۔

ارشاد نبوی: کہ اس امت کی قبروں میں آزمائش ہوا کرے گی

۳۲۔ امام احمد، بزار، ابن ابی الدنیا نے اور ابو عاصم نے السنۃ میں اور ابن مردویہ اور

بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ۔فرماتے ہیں ۔کہ میں ایک جنازہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا۔تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اس امت کی قبروں میں آزمائش ہوا کرے گی ۔ جب انسان کو دفن کیا جاتا ہے تو احباب اُسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں ۔تو فرشتہ ایک ہاتھ میں ہتھوڑا لئے اُس کے پاس آتا ہے ۔اور اُسے بٹھا دیتا ہے ۔اور اُس سے پوچھتا ہے ۔کہ اس ذات گرامی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو اگر وہ مومن ہوتا ہے ۔تو وہ کہتا ہے ۔اشھد ان لاالٰہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ ۔ تو فرشتہ کہتا ہے ۔تو نے سچ کہا ہے ۔پھر اُس کے سامنے دوزخ کا دروازہ کھول کر کہا جاتا ہے ۔اگر تو کافر ہوتا تو تمہارا یہ ٹھکانہ تھا ۔اور جب تم مومن ثابت ہو گئے ہو ۔تو دیکھو تمہاری منزل یہ ہے ۔اور ساتھ ہی جنت کی طرف اُس کے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا ۔اور وہ اٹھ کر فوراً وہاں جانا چاہے گا تو اُسے کہا جائے گا ۔ابھی ٹھہرو! اور اس کے لیے اُس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی ۔

اور اگر کافر یا منافق ہوتا ہے ۔تو اس سے کہا جاتا ہے ۔کہ اس ذات گرامی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ تو وہ کہتا ہے (لَا اَدْرِیْ) میں نہیں جانتا ۔ میں لوگوں سے سنتا ۔جو وہ کہتے میں بھی کہہ دیتا ۔تو اس سے کہا جاتا ہے ۔تو کچھ نہیں جانتا نہ تو نے کچھ پڑھا ۔نہ ہدایت پائی ۔پھر اُسے جنت کی طرف دروازہ کھول کر دکھایا جائے گا ۔اور فرشتہ کہے گا ۔اگر تو اپنے رب پر ایمان لاتا ۔تو تیرا یہ ٹھکانا ہوتا ۔لیکن تو نے کفر کیا ۔تو اللہ تعالیٰ نے اس جنت کے بدلے یہ ٹھکانہ دیا ہے ۔ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول کر اُسے دکھایا جائے گا ۔اور پھر لوہے کے گرزوں سے اُس ٹھکائی ہوگی ۔کہ اس کی چیخ و پکار جن و انس کے سوا سب مخلوق سنے گی ۔لوگوں میں سے کسی نے پوچھا ۔یارسول اللہ! کیا کوئی ایسا ہے ۔جو فرشتہ کو گرز ہاتھ میں لیے دیکھ کر نہ گھبرائے؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو حق بات پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

حضور ﷺ کا ایک قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اُف اُف کرنا

۳۳۔ طبرانی نے اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے۔ تو ارشاد فرمایا: اُف، اُف، اُف، میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میرے سوا تو آنجناب کے ہمراہ کوئی نہیں ہے۔ آپؐ نے کیا مجھ پر افسوس کا اظہار فرمایا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں، میں نے اس قبر والے پر اظہار افسوس کیا ہے۔ کہ اس شخص سے میرے بارے میں پوچھا گیا ہے۔ اور اُس نے شک کا اظہار کیا ہے۔

جنت البقیع سے گزرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہ تجھے ہدایت دی گئی اور نہ تو نے ہدایت حاصل کی

۳۴۔ بزار، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں جنت البقیع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جا رہا تھا۔ کہ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: نہ تجھے ہدایت دی گئی نہ تو نے ہدایت حاصل کی۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! مجھے کیا ہوا ہے؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: میں تم سے نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں تو اس قبر والے شخص سے کہہ رہا ہوں۔ جس سے میرے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ اور وہ کہہ رہا ہے۔ کہ میں آپؐ کو نہیں جانتا۔ اور اس قبر کو ابھی ابھی تیار کر کے اس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا ہے۔

۳۵۔ ابن ابی حاتم اور طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مندہ نے حضرت ابوقتادہ انصاری

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب مومن فوت ہوتا ہے۔ اُسے اس کی قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور اُس سے کہا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے اللہ، پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اسلام پھر اس سے پوچھا جاتا ہے تیرے نبی کون ہیں؟ تو وہ کہتا ہے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ پھر ایک دروازہ اُس کے سامنے دوزخ کی طرف کھولا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ اگر تم جواب میں پھسل جاتے۔ تو تمہارا ٹھکانہ یہ دوزخ ہوتا۔ اور پھر جنت کی طرف دروازہ کھول کر اُسے کہا جاتا ہے۔ یہ جنت میں تم اپنا ٹھکانہ دیکھو۔ کہ تم ثابت قدم رہے ہو۔

اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو اُسے قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور اُس سے پوچھا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ میں نہیں جانتا۔ میں جو لوگوں سے سنتا رہا کہتا رہا۔ تو اس سے کہا جائے گا۔ تم نے کچھ نہیں جانا۔ اور پھر جنت کی طرف ایک دروازہ کھول کر اُسے دکھایا جائے گا۔ دیکھا اگر جواب درست دیتے تو تمہارا ٹھکانہ یہ جنت ہوتا۔ اب کہ تم پھسل گئے ہو۔ تو تمہارا ٹھکانہ یہ جہنم ہے۔ اور پھر ایک دروازہ کھول کر اُسے دوزخ دکھا دی جائے گی۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے بعد اسی مضمون کی حدیث درج فرمائی ہے۔

دو کالے رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے قبر میں آتے ہیں

۳۶۔ امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اُسے حسن قرار دیا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے اور الآجری نے الشریعۃ میں اور ابن ابی عاصم نے السنۃ میں اور امام بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو کالے رنگ کے دو نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ دونوں اُس سے کہتے ہیں۔ تم ان ذات گرامی کے

بارے میں کیا کہتے ہو۔ تو مومن کہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول گرامی ہیں۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور جناب محمد اُس کو کے بندے اور رسول ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم جانتے تھے۔ کہ تم اسی طرح سے کہو گے۔ پھر قبر اس کے لیے ستر در ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور اُس روشن کر دیا جاتا ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے کہ آرام سے سو جاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ میں واپس جا کر اپنے گھر والوں کو بتا آؤں؟ بس وہ کہتے ہیں۔ بس اب دلہن کی طرح سو جاؤ۔ کہ اُسے اس کے محبوب کے سوا دوسرا کوئی نہیں اُٹھاتا ہے۔ بس اب اللہ تعالیٰ ہی تمہیں اس بستر سے اُٹھائے گا۔

اور جو منافق ہوتا ہے۔ جب اُس سے پوچھتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے۔ میں جو لوگوں سے سنتا رہا وہی کہتا رہا۔ میں تو کچھ نہیں جانتا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں معلوم تھا تم یہی کہو گے۔ پھر زمین سے کہا جاتا ہے۔ اس کے لیے سمٹ جاؤ۔ تو وہ اُسے کچل دے گی۔ اور اُس کی پسلیاں اُس میں گڈ مڈ ہو جائیں گی۔ اور اُسے اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے روز قیامت اُس کے بچھونے سے اُٹھائے گا۔

مردہ تمہارے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے

۳۷۔ طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنازہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ شامل ہوئے۔ جب آپ اُس کے دفن سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے لوگوں کی طرف رخ مبارک کر کے ارشاد فرمایا: یہ اب تمہارے جوتوں کی آہٹ سنے گا۔ اور اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے۔ جن کی دونوں کی آنکھیں تانبے کی دیگوں جیسی ہوں گی۔ اور اُن کے دانت گائے کے سینگوں کی طرح کے ہوں گے۔ اور اُن کی آواز بادل کی گرج کی طرح ہو گی۔ وہ اُسے بٹھالیں گے۔ وہ اس سے پوچھیں گے کہ تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا۔ اور تیرا کا

نبی کون تھا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ تو کہے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اور میرے نبی گرامی جناب محمد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو واضح دلائل لے کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم آپؐ پر ایمان لائے۔ اور آنجناب کی پیروی کی اور فرمان باری سے یہی مراد ہے۔ کہ فرمایا:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا اور آخرت میں حق بات پر قائم رکھتا ہے۔

تو اُسے کہا جائے گا۔ کہ تو یقین پر آیا۔ اور یقین پر ہی فوت ہوا۔ اور یقین پر ہی روز قیامت اُٹھایا جائے گا۔ اور پھر جنت کی طرف اس کے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اور اُس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی۔

اور اگر وہ شک کرنے والوں میں سے ہوا۔ تو وہ جواب میں کہے گا میں کچھ نہیں جانتا۔ جو لوگوں سے سنا کہہ دیا۔ تو اس سے کہا جائے گا۔ تو شک پر آیا۔ اور شک میں ہی مر گیا۔ اور شک میں ہی روز قیامت اُٹھایا جائے گا۔ اور پھر اس کے لیے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اور اس پر بچھو اور سانپ مسلط کر دیے جائیں گے۔ کہ ان میں سے کوئی ایک زمین پر پھونک مار دے۔ تو زمین پر کوئی چیز نہ اُگ سکے۔ وہ اُسے نوچیں گے۔ اور زمین کو حکم ہو گا۔ کہ اُسے بھینچ دے۔ وہ اُسے دبائے گی۔ کہ اُس کی ہڈی پسلی برابر ہو جائے گی۔

مومن کے نیک اعمال اس کے گرد گھیرا ڈال دیتے ہیں اور منکر نکیر کو قریب نہیں آنے دیتے

۳۸۔ ہناد نے الزہد میں اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن جریر نے اور ابن المنذر نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح کے اندر اور طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات باری کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب کوئی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ تو وہ لوگوں کے واپس جاتے وقت اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ اور جو مومن ہوتا ہے۔ نماز اُس کے سرہانے کی طرف ہو جاتی ہے۔ اور زکوٰۃ اُس کے دائیں اور روزہ بائیں اور نیکیاں اور بھلائیاں اور لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اُس کے پیروں کی طرف ہو جاتے ہیں۔ اب جب کوئی فرشتہ اُس کے سر کی جانب سے آنا چاہتا ہے۔ تو نماز کہتی ہے اس طرف سے تم نہیں گزر سکتے۔ تو وہ دائیں جانب سے آنا چاہتا ہے۔ تو زکوٰۃ رکاوٹ بن جاتی ہے۔ اور بائیں جانب سے روزہ آڑے آتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں۔ ادھر سے تم نہیں گزر سکتے۔ اور پیروں کی طرف سے نیکیاں بھلائیاں اور لوگوں سے نیک سلوک اُسے آگے نہیں بڑھنے دیتے۔ تو اُسے کہا جاتا ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ تو بیٹھ جاتا ہے۔ اور اُسے ایسا لگتا ہے کہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ تو اُسے کہا جاتا ہے ہمارے سوالوں کے جواب دو۔ تو وہ اُن سے کہتا ہے۔ کہ ٹھہرو! پہلے مجھے عصر کی نماز پڑھ لینے دو۔ تو وہ کہتے ہیں وہ تو تم ابھی پڑھ لوگے۔ پہلے ہمیں بتاؤ۔ جو ہم پوچھ رہے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے آپ لوگ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟ تو اُس سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ اُس ذات بابرکات کے بارے تمہارا کیا خیال ہے۔ جو تمہارے پیشوا بن کر آئے تھے۔ ان کی مراد جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ جو ہمارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو سچ جانا اور آپ کی پیروی کی تو اس سے کہا جائے گا۔ تم نے سچ کہا۔ اسی پر تم آئے اور اسی پر تم فوت ہوئے۔ اور اسی عقیدے پر تم قیامت کے روز اُٹھائے جاؤ گے۔ اور حد نظر تک اس کی قبر کھول دی جاتی ہے۔ اور اسی کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا اور آخرت میں درست عقیدے پر قائم رکھتا ہے۔

اور پھر کہتے ہیں اس کو دوزخ کا دروازہ کھول کر دکھاؤ۔ تو دروازہ کھول کر اسے کہتے ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے تو تمہارا یہ ٹھکانہ ہوتا۔ اور پھر کہتے ہیں۔ اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ تو وہ کھول دیا جاتا ہے۔ تو یہ ہے تمہارا اصل ٹھکانہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تیار کر رکھا ہے۔ تو وہ بہت خوش ہوتا۔ اور خوشی سے اس کا من بھر جاتا ہے۔ اور اُس کا جسم مٹی میں ہوتا ہے۔ اور اُس کی روح پاک خوشبو میں جو ایک سبز رنگ کا خوبصورت پرندہ ہوتا ہے۔ جنت کے ایک درخت سے لٹک جاتی ہے۔

اور کافر کو قبر میں سر کے بل لایا جاتا ہے۔ اور کوئی مددگار کسی طرف سے اس کے پاس نہیں پہنچتا۔ وہ ڈرا ہوا اور گھبرایا ہوا ہوتا ہے۔ اُسے کہتے ہیں۔ ان ذاتِ گرامی کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ جو تمہارے اندر موجود تھے۔ اور ان کے بارے میں تم کیا گواہی دیتے ہو۔ لیکن اُسے آنجناب کا اسم گرامی یاد نہیں آتا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو وہ جواب میں کہتا ہے۔ میں نے لوگوں سے سنا۔ کہ وہ جو کچھ کہتے تھے۔ سو میں بھی وہی کہتا رہا۔ تو وہ کہیں گے کہ اپنے بارے میں تو نے ٹھیک ہی کہا۔ تو اسی بے یقینی پر آیا اور مر گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اسی بے یقینی پر تو اٹھایا جائے گا۔ اور اُس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی دونوں پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔ اور اسی کے بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى

جس نے میری یاد سے منہ پھیرا۔ اُس کے لیے تنگدستی کی پریشان

زندگی ہوگی اور وہ قیامت کے دن نابینا اٹھایا جائے گا۔

تو کہا جائیگا۔ کہ اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ تو ایک دروازہ اُس کے لیے کھول دیا جائے گا۔ اور اُس سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارا ٹھکانہ تھا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے تو اُسے بہت سی حسرت اور افسوس ہوگا۔

اور کہا جائے گا کہ اب اس کے لیے دوزخ کی جانب دروازہ کھول دو۔ وہ دروازہ کھول کر اُسے کہیں گے۔ یہ ہے تمہارا ٹھکانہ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تیار کیا ہے۔ تو اُسے نہایت ہی زیادہ حسرت وافسوس ہوگا۔ ابوعمر العزیز (نابینا) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حماد بن سلمہ سے پوچھا۔ کیا یہ شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے والا تھا۔ فرمانے لگے۔ ہاں۔ ابوعمر فرماتے ہیں لیکن اسے کلمہ شہادت پر یقین نہیں تھا۔ کہ دل سے نہیں کہتا تھا۔ لوگوں سے سنتا اور کہہ دیتا۔ اُسے سمجھتا نہیں تھا۔

مومن کے نیک اعمال قبر کے عذاب سے حفاظت کرتے ہیں

۳۹۔ طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مندہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ جب فرشتہ اُس کے سرہانے کی طرف سے اُس کی طرف آنے لگتا ہے۔ تو تلاوت قرآن کریم اُسے پیچھے ہٹا دیتی ہے۔ اور جب ہاتھوں کی جانب سے آنے لگتا ہے تو صدقہ خیرات رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اور پیروں کی طرف سے آنے کی صورت میں اُس کا مسجدوں کی طرف جانا آڑے آجاتا ہے۔ اور صبر کہتا ہے۔ اگر مجھ کو جگہ ملتی تو میں بھی سامنے کھڑا ہو جاتا لہٰذا وہ ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔

۴۰۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب مرنے والے کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو اس کے نیک اعمال آ جاتے ہیں۔ اور اس کی حفاظت کرنے لگتے ہیں۔ جب فرشتہ سر کی طرف سے آنے کو

ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن کریم اُس کی حفاظت کے لیے آجاتی ہے۔ اور اگر پیروں کی جانب سے آتا ہے۔ تو اس کا قیام لیل (تہجد) راستہ روک لیتا ہے۔ اور اگر ہاتھوں کی طرف سے آتا ہے۔ تو اس کے دونوں ہاتھ کہتے ہیں۔ قسم ہے اللہ کریم کی۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہاتھوں کو کھلا رکھتا تھا۔ اور نیز یہ اپنے ہاتھوں کو بارگاہ الٰہی میں پھیلا کر دعائیں کیا کرتا تھا۔ تو اس کا ذکر الٰہی اور روزہ ڈھال بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ راوی فرماتے ہیں اسی طرح سے نماز بھی اور صبر ایک طرف کو کھڑا ہو کر کہتا ہے۔ اگر مجھے بھی کہیں جگہ ملتی تو میں آگے ہوتا۔ اور اُس کے نیک اعمال اس طرح سے اُس کا دفاع کریں گے۔ جس طرح کوئی شخص اپنے بھائی، اہل وعیال اور اپنے لاڈلے بیٹے کا دفاع کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد کہیں گے اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ تم اپنے بستر پر آرام سے سو جاؤ۔ تیرے ہمدرد دوست بہت اچھے ہیں۔ اور تیرا ساتھ دینے والے بھی کمال کے ہیں۔

مومن بندہ قبر کی طرف جلدی جانے کی خواہش کرتا ہے اور کافر جلدی نہیں جانا چاہتا

۴۱۔ ابن ابی الدنیا اور ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب مومن کا آخری وقت آتا ہے۔ اور اُس کی روح جسم سے نکل چکتی ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح پاکیزہ جسم سے نکل آئی ہے۔ جب اُسے گھر سے قبر کی طرف لایا جاتا ہے۔ تو جلدی قبر تک پہنچنے کی خواہش کرتا ہے۔ اور جب اُسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو ایک فرشتہ سر کی طرف سے آتا ہے۔ تو سجدہ اُس فرشتہ کے سامنے آجاتا ہے۔ اور اگر پیٹ کو پکڑنے آتا ہے۔ تو روزہ رکاوٹ بن جاتا ہے۔ اور اگر ہاتھ کی جانب سے آتا ہے تو صدقہ دفاع کرتا ہے۔ اور اگر پاؤں قابو کرنے آتا ہے۔ تو پیروں پر

کھڑے ہوکر اُس کارات کو تہجد پڑھنا۔ اور نمازوں کے لیے چل کر جانا اُس کے لیے اوٹ بن جاتا ہے اور مومن کو کوئی گھبراہٹ اور پریشانی نہیں رہتی ہے۔ اور بہت سے لوگ اس موقع پر گھبراہٹ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ جب وہ اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے تیار کیا ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ اے رب کریم! مجھے اپنے اس مقام پر پہنچا دے۔ تو اُسے کہتے ہیں۔ ابھی تمہارے بہن بھائی ہیں جنہیں تمہارے ساتھ آ کر ملنا ہے۔ ابھی قبر میں واپس جا کر آرام سے نرم بستر پر سو جاؤ۔ اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھو۔

اور کافر کو جب موت پیش آتی ہے۔ اور اُس کی روح جسم سے نکل جاتی ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں کہ خبیث روح خبیث جسم سے باہر آ گئی ہے۔ جب اُسے گھر کی طرف سے لے جانے لگتے ہیں۔ تو وہاں سے وہ جلدی سے نہیں جانا چاہتا اور چیختا چلاتا ہے۔ کہ تم مجھے کہاں لیے جا رہے ہو؟ اور جب قبر میں جاتا ہے۔ اور اپنا انجام دیکھتا ہے۔ کہ اس کے لیے کیا عذاب تیار ہے۔ تو وہ کہتا ہے۔ رب کریم! یہ مجھے واپس لے جائیں۔ تاکہ میں گناہوں سے توبہ کر کے نیک اعمال کر لوں۔ تو اُسے کہتے ہیں۔ تمہیں جو زندگی ملی تھی۔ تو نے گزار لی۔ اور اُس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ اور اُس کی پسلیاں آپس میں گڈ مڈ ہو جاتی ہیں۔ اور سانپ بچھو اُسے ڈستے ہیں۔ اور وہ سوتے میں گھبرا اُٹھتا ہے۔ اور زمین کے کیڑے مکوڑے اور سانپ بچھو اس پر پل پڑتے ہیں۔

مومن بندہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کیلئے بے تاب ہوتا ہے اور کافر کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات ناگوار ہوتی ہے

۴۲۔ بزار اور ابن جریر نے تھذیب الآثار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ مومن پر جب موت کا نزول ہوتا ہے۔ اور اُسے اپنے سامنے اپنا اچھا انجام دکھائی دیتا ہے۔ تو وہ لقاءِ الٰہی کے لیے بے تاب ہو جاتا ہے۔ اور

بہت جلدی آگے جانا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اُسے ملنے کا خواہشمند ہوتا ہے پھر مومن کی روح آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور مومنوں کی سابقہ روحیں اُس کے پاس آکر حال احوال پوچھتی ہیں۔ اور زمین میں اپنی جان پہچان کے لوگوں کے بارے معلوم کرتی ہیں۔ تو جب وہ کہتا ہے کہ میں فلاں کو دنیا میں چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو انہیں یہ اچھا لگتا ہے۔ اور جب وہ بتاتا ہے کہ فلاں آدمی مر گیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ اُس کی روح تو ہمارے پاس نہیں پہنچی ہے۔ لگتا ہے کہ اُس کی روح دوزخیوں کی طرف پہنچ گئی ہے۔ اور مومن کو قبر میں بٹھا لیا جاتا ہے۔ اور اُس سے سوال ہوتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اُس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔ کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ تو قبر میں ایک دروازہ کھول کر اُسے کہتے ہیں۔ اپنا ٹھکانہ دیکھ لو۔ اور ٹھنڈی آنکھوں سو جاؤ۔ اور پھر اُسے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا۔ گویا کہ ابھی سویا تھا۔

اور اگر مرنے والا اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے۔ تو اُسے اپنا انجام نظر آ جاتا ہے۔ اور وہ نہیں چاہتا کہ اُس کی روح جسم سے جدا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اُسے ملنا نہیں چاہتا۔ اور جب اُسے قبر میں بٹھا کر پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے نہیں معلوم۔ تو اُسے کہتے ہیں۔ تو نے کچھ نہیں جانا۔ پھر پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میں کچھ نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں واقعی تو نے کچھ نہیں جانا۔ تو اس کے لیے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دیتے ہیں۔ اور اُس کی خوب پٹائی کرتے ہیں۔ کہ ضربوں کی آواز سوائے جن وانس کے تمام مخلوق سنتی ہے۔ پھر اُسے کہا جائے گا۔ کہ سو جا۔ جس طرح زہریلے سانپوں کا ڈسا ہوا مدہوش ہو درد بھرے انداز میں سوتا ہے۔ (اور سوتا کیا ہے تڑپتا ہے) اور وہ مسلسل اُسے ڈستے رہتے ہیں۔ اور اس کی قبر اس کے لیے تنگ کر دی جائے گی۔ اور اس کی پسلیاں ایک دوسری کے ساتھ جا ملیں گی۔

۴۳۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: کہ منکر نکیر کو دیکھ کر تمہارا کیا حال ہوگا؟ انہوں نے عرض کیا یہ منکر نکیر کیا ہیں؟ آپ ؐ نے ارشاد فرمایا: قبر میں امتحان لینے والے فرشتے۔ ان کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح دل دہلا دینے والی ہوگی۔ اور اُن کی آنکھیں بجلی کی طرح چمک رہی ہوں گی۔ وہ اپنے بالوں کو روندتے ہوئے آئیں گے۔ اور اپنے لمبے دانتوں سے زمین کو اُکھاڑتے ہوئے آوارد ہوں گے۔ اور اُن کے پاس لوہے کا بڑا ڈنڈا ہوگا جسے سب مل کر بھی اُٹھا نہیں سکتے۔

۴۴۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت قبر میں جاتی ہے۔ تو نیک آدمی کو قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اُسے ڈر اور تشویش نہیں ہوتی۔ پھر اُسے کہا جاتا ہے۔ تو کونسے مذہب میں تھا؟ وہ کہے گا مذہب اسلام میں، پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ یہ ذات گرامی کون ہیں؟ وہ کہے گا۔ یہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلائل لے کر تشریف لائے۔ ہم نے انہیں سچ جانا۔ پھر اُسے پوچھیں گے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔ ہم سے کوئی اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو اس کے لیے ایک راستہ جہنم کی طرف کھول کر دکھاتے ہیں۔ تو وہ دیکھتا ہے کہ دوزخ کی آگ ایک دوسری کو کھا رہی ہے۔ اُسے کہتے ہیں۔ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے تمہیں بچالیا ہے۔ اور ایک راستہ جنت کی طرف کھول کر دکھاتے ہیں۔ تو وہ وہاں کی رونقیں دیکھتا ہے۔ اور اس کی نعمتوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو اُسے کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اصلی ٹھکانہ ہے اور اُسے کہتے ہیں کہ تجھے یقین کامل تھا۔ اور اُسی پر تیری وفات ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اسی یقین پر تو قیامت کے دن اُٹھے گا۔

اور برے آدمی کو بھی بٹھایا جاتا ہے اور وہ ڈرا ہوا اور گھبرایا ہوا ہوتا ہے۔ اُسے کہتے

ہیں۔ تو کس مذہب پر قائم تھا؟ وہ کہے گا۔ مجھے تو معلوم نہیں۔ اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ ذات گرامی کون ہیں؟ وہ کہتا ہے۔ میں نے لوگوں سے جو کچھ سنا وہی کہتا رہا۔ تو جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول کر اُسے دکھاتے ہیں۔ وہ اُس کی رونقیں اور نعمتیں مشاہدہ کرتا ہے۔ تو اُسے کہتے ہیں۔ دیکھو اس نعمت سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں محروم کر دیا ہے۔ پھر اُس کے لیے دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور اس کی بھڑک اور شعلوں کو دیکھتا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں بس اب تیرا یہی ٹھکانہ ہوگا۔ کیونکہ تو (دین کے معاملہ میں) شک میں پڑا ہوا تھا۔ اور شک پر ہی مرا۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو شک میں ہی تو قیامت کو اُٹھے گا۔

۴۵۔ ابن ابی شیبہ اور امام بخاری نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ کہ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ میری طرف وحی کی گئی ہے۔ کہ قبروں میں تمہارا امتحان ہوگا۔ تمہیں پوچھیں گے۔ کہ اس ذات گرامی کے بارے میں تمہاری معلومات کیا ہیں۔ تو مومن اور صاحب یقین شخص جواب میں کہے گا۔ یہ ذات گرامی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو ہمارے پاس دلائل اور ہدایت لے کر تشریف لائے۔ ہم نے انہیں سچ مانا اور ان کی پیروی کی۔ تو اُسے کہیں گے۔ ہمیں معلوم تھا کہ اگر تم مومن ہوگے۔ تو یہی جواب دوگے۔ اب آرام سے سو جاؤ۔ اور منافق اور شک میں پڑے ہوئے شخص سے پوچھیں گے۔ تو وہ کہے گا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ جو لوگ کہتے تھے میں بھی کہتا رہا۔

نیک اعمال قبر میں مومن کا کام ہلکا کر دیتے ہیں

۴۶۔ امام احمد نے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کسی انسان کو قبر میں لے جاتے ہیں۔ تو مومن کے نیک اعمال اس کا کام ہلکا کر دیتے ہیں۔ یعنی نماز اور روزہ وغیرہ۔ تو فرشتہ جب نماز کی طرف سے اُسے پکڑنے آتا ہے۔ تو وہ

اُسے واپس کر دیتی ہے۔ اور دوسری طرف سے روزہ روک دیتا ہے۔ تو وہ دور سے ہی کہتا ہے۔ بیٹھ جاؤ۔ تو وہ شخص اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہے۔ تو فرشتہ اُس سے کہتا ہے۔ ان ذات گرامی کے بارے میں کیا کہو گے؟ اُس کی مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات سے ہوتی ہے۔ تو مومن کہتا ہے۔ یہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ فرشتہ اُس سے پوچھتا ہے۔ یہ تمہیں کس طرح معلوم ہوا؟ اور کیا تم نے انہیں سمجھ لیا؟ وہ کہتا ہے۔ "اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ" فرمایا: کہ فرشتہ کہتا ہے۔ اس پر تم نے زندگی گزاری اور اسی پر تمہارا خاتمہ ہوا۔ اور اسی عقیدے پر تم روز قیامت اُٹھو گے۔

اور اگر فاسق وفاجر یا کافر شخص ہوگا۔ تو جب فرشتہ اُس کے پاس آئے گا۔ تو اس کے اور فرشتے کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ تو وہ اُسے بٹھا کر پوچھے گا۔ اس ذات گرامی کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ وہ پوچھے گا۔ کس کے بارے میں؟ فرشتہ کہے گا۔ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔ تو وہ کہے گا واللہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ میں لوگوں سے جو سنتا رہا کہتا رہا۔ تو فرشتہ کہے گا۔ اس پر تو زندہ رہا۔ اس پر تیرا خاتمہ ہوا۔ اور اسی پر تو اُٹھایا جائے گا۔ اور قبر میں اُس پر ایک جانور مسلط کر دیا جائے گا۔ جس کے پاس ایک کوڑا ہوگا۔ جس کے آگے اونٹ اور گھوڑے کی ایال طرح کا ایک شعلہ لگا ہوگا۔ جس سے وہ اُسے مارے گا۔ وہ چیخ وپکار کرے گا۔ تو وہ اس کی کچھ نہیں سنے گا (اور مارتا چلا جائے گا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ فتنۂ دجال اور عذاب قبر سے محفوظ فرمائے

۴۷۔ امام احمد اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ ایک یہودی عورت نے میرے دروازے پر آکر کھانا

طلب کیا۔ اور اُس نے کہا۔ مجھے کھانا کھلا دو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ اور عذاب قبر سے بچائے۔ اور میں نے اُس عورت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے تک روکے رکھا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ یہودی عورت کیا کہہ رہی ہے؟ آپؐ نے پوچھا کیا کہہ رہی ہے؟ میں نے عرض کیا یہ کہہ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں فتنہ دجال اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر فتنہ دجال اور عذاب قبر سے پناہ مانگنے لگے۔ اور پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اس فتنہ دجال سے تو ہر نبی نے اپنی امت کو خبردار فرمایا ہے۔ اور میں تمہیں ایسی بات سے تمہیں خبردار کروں گا۔ کہ کسی نبی نے اس طرح سے نہیں ڈرایا۔ وہ کانا ہوگا۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوگا۔ جسے ہر مومن پڑھ لے گا۔ اور فتنہ عذاب قبر میری وجہ سے ہی تمہاری آزمائش ہوگی۔ اور میرے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔

جب نیک آدمی ہوگا۔ وہ قبر میں بٹھایا جائے گا۔ اُسے کوئی ڈر گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ اور اُسے کہا جائے گا۔ تو کن کاموں میں مصروف تھا؟ وہ کہے گا اسلام میں اور اسے کہیں گے۔ یہ ذات گرامی کون ہیں۔ جو تم میں موجود ہے۔ وہ کہے گا یہ جناب محمد رسول اللہؐ ہیں۔ جو ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے واضح دلائل لے کر تشریف لائے۔ اور ہم نے انہیں سچ جانا۔ تو اس کے لیے دوزخ کی طرف سوراخ کھولیں گے جسے دیکھ لے گا۔ کہ اس کی آگ ایک دوسری کو کھا رہی ہے۔ تو اُسے کہیں گے۔ اُسے دیکھو جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچایا ہے۔ اور پھر جنت کی جانب ایک راستہ کھول دیں گے۔ اور وہ اُسے دیکھے گا۔ کہ بارونق ہے۔ اور اس میں بے شمار نعمتیں ہیں۔ تو اُسے کہیں گے اب یہ تمہارا ٹھکانہ ہوگا۔ اور تم یقین پر قائم تھے۔ اور اُسی پر تمہارا خاتمہ ہوا۔ اور انشاء اللہ اُسی یقین پر تم روز قیامت اُٹھو گے۔ اور جب برا آدمی ہوتا ہے۔ تو وہ گھبرا کر قبر میں اُٹھ کر بیٹھ

جاتا ہے۔ اُسے کہتے ہیں۔ دنیا میں تم کیا کرتے رہے؟ وہ کہتے ہیں۔ یہ ذات گرامی کون ہیں۔ جو تمہارے اندر موجود تھے۔ وہ کہے گا۔ میں لوگوں سے جو سنتا رہا کہتا رہا۔ تو اُس کے لیے جنت کا ایک راستہ کھول کر دکھایا جائے گا۔ وہ اس کی رونق کی طرف دیکھے گا پھر دوزخ کی طرف سے ایک سوراخ کھول دیں گے۔ وہ دیکھے گا۔ کہ دوزخ کی آگ ایک دوسری کو کھا رہی ہے۔ تو اسے کہیں گے۔ کہ اب یہ تمہارا ٹھکانہ رہے گا۔ تو شک میں پڑا رہا۔ اُس پر تو مرا۔ اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اُسی پر اُٹھے گا۔ پھر اُسے عذاب دیا جائے گا۔

۴۸۔ اور امام بیہقی نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جناب نبی اکرم سے اسی طرح حدیث بیان فرمائی ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا گھبرانا کہ قبر میں میرا کیا ہوگا

۴۹۔ بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں۔ یارسول اللہ! یہ امت قبروں میں آزمائش میں پڑے گی۔ تو میرا کیا بنے گا۔ میں تو ایک کمزور عورت ہوں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں حق بات پر قائم رکھتا ہے۔

۵۰۔ امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میری وجہ سے ہی لوگوں سے قبروں میں سوال ہوگا اور اس بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ہے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ

مومن میت کہتی ہے کہ مجھے جلدی لے چلو

۵۱۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ جب مومن کی میت چارپائی پر رکھ دی جاتی ہے۔ وہ پکارتا ہے۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے جلدی لے چلو۔ جب اُسے قبر میں دفن کرتے ہیں۔ تو اُس کے اعمال اُسے چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ نماز آ کر اُس کے دائیں طرف کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور روزہ آ کر اُس کے بائیں جانب کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور نیکی پر عمل کرنا اُسے کے پیروں کی جانب کھڑا ہو جاتا ہے۔ نماز کہتی ہے۔ میری طرف سے تو تم اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ مجھے ادا کیا کرتا تھا۔ اور بائیں جانب سے روزہ آ کر کہتا ہے۔ یہ روزہ رکھتا تھا پیاسا رہتا تھا۔ لہٰذا اُدھر سے بھی فرشتے نہیں آ سکتے۔ تو وہ پیروں کی جانب سے آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو نیک اعمال اُن کا مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ آگے کو نہیں جا سکتے۔ اور اگر مومن کے علاوہ کوئی اور ہوتا ہے۔ تو فرشتوں کے آنے پر آہ و بکاء کرتا ہے۔ کہ تمام مخلوق اُس کی چیخ و پکار سنتی ہے۔ سوائے جن و انس کے۔ اگر انسان اُس کی آواز سن لے تو گھبرا کر بے ہوش ہو جائے۔

۵۲۔ امام احمد نے الزہد میں اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مرنے والوں کی سات دن تک قبر میں آزمائش ہوتی رہتی ہے۔ تو وہ پسند کرتے تھے۔ کہ سات دن تک اُن کی طرف سے مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

۵۳۔ ابونعیم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایک صحابی آدمی کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ جب آپ فارغ ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا:

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ، اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ نَزَلَ بِكَ وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَافْتَحْ أَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ وَاقْبَلْهُ مِنْكَ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ مَنْطِقَهٗ

ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ اور ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ کریم یہ بندہ تیرا مہمان بن کر آیا ہے۔ اور تو اس کا اچھا مہمان نواز ہے۔ زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے دور فرما دے۔ اور اس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھول دے۔ اور اسے اچھی طرح سے قبول فرمالے۔ اور سوال کے وقت اسے اس کی گفتگو میں ثابت قدم رکھ۔

۵۴۔ الحکیم نے نوادر الاصول میں روایت کی ہے۔ اور اس کی تائید دوسری احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان گرامی دفن میت کے وقت تحریر فرمایا ہے۔ "اَللّٰهُمَّ أَجِرْهُ مِنَ الشَّيْطٰنِ" جیسا کہ پچھلے باب میں گزرا ہے۔ "باب دفن کے وقت کیا پڑھا جائے۔" اگر شیطان کا عمل دخل یہاں نہ ہوتا۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دُعا نہ فرماتے۔

۵۵۔ الحکیم نے نوادر الاصول میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب میت سے پوچھا جاتا ہے۔ تیرا رب کون ہے؟ تو ایک صورت میں اُس کے سامنے آکر اُس سے اپنی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کہ میں تمہارا رب ہوں۔

۵۶۔ ابن شاہین نے السنۃ میں فرمایا ہے۔ ہم سے حضرت عبداللہ بن سلیمان نے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہم سے عمرو بن عثمان نے انہوں نے فرمایا: ہم سے بشیر بن صفوان نے انہوں نے حضرت راشد سے فرماتے ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ "تَعَلَّمُوْا حُجَّتَكُمْ فَإِنَّكُمْ

تُسْئَلُوْنَ " اپنے لیے دلیل ایمان سیکھا کرو۔ کہ اس کے بارے میں تم سے سوال ہوگا۔ یہاں تک کہ انصار کے گھر والے جب اُن کے ہاں کسی کی وفات کا وقت آتا۔ تو وہ اُسے ہدایت دیتے۔ اور بچہ جب سمجھدار ہو جاتا۔ تو اُسے بتاتے۔ کہ جب تم سے پوچھیں کہ تمہارا رب کون ہے؟ تو تم کہا کرو۔ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ اور جب پوچھیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو تم کہو کہ میرا دین اسلام ہے۔ اور جب پوچھیں کہ تیرا نبی کون ہے؟ تو تم کہو میرے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

۵۷۔ اسلفی نے الطیوریات میں حضرت سہل بن عمار سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یزید بن ہارون کو اُن کی موت کے بعد خواب میں دیکھا۔ تو میں نے اُن سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ قبر میں میرے پاس سخت مزاج اور خوفناک دو فرشتے آئے انہوں نے پوچھا۔ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا رب کون ہے؟ اور تیرے نبی کون ہیں؟ تو میں نے اپنی سفید داڑھی پکڑ کر کہا کہ [illegible] [illegible]

[illegible]

۵۸۔ [illegible]

[illegible] فرماتے ہیں کہ میرے والد [illegible] [illegible] تھا۔ چاہے کوئی جان پہچان کا ہو یا جان پہچان کا نہ ہو۔ سب کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔ انہوں نے بتایا کہ میرے بیٹے! میں ایک دن ایک نماز جنازہ

میں شریک ہوا۔ اور جب اُسے دفن کرنے کے لیے دو آدمی اُس کی قبر میں اُترے۔ تو ایک شخص قبر سے باہر نکل آیا۔ اور ایک قبر کے اندر ہی رہ گیا۔ اور لوگ قبر پر مٹی ڈالنے لگے۔ تو میں نے لوگوں سے کہا کہ دیکھو ایک زندہ آدمی میت کے ساتھ دفن ہو رہا ہے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ دوسرا کوئی آدمی قبر میں نہیں تھا۔ تو میں نے دل میں کہا کہ شاید مجھے ہی شبہ ہوا ہو۔ لیکن جب میں واپس گھر آیا تو میں نے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے قبر میں دو آدمیوں کو اترتے دیکھا تھا۔ اور اُن میں سے ایک ہی باہر نکلا تھا۔ اور ایک آدمی اندر ہی رہ گیا تھا۔ تو میں اس راز کو معلوم کرنے کے لیے بے چین ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر یہ راز کھول دے۔ تو میں اس قبر پر آیا۔ تو میں نے دس مرتبہ سورہ یٰسٓ اور دس مرتبہ سورہ تبارک الذی پڑھی۔ اور میں نے رو کر کہا کہ اے رب کریم! جو میں نے دیکھا ہے۔ اس کا راز مجھ پر کھول دے۔ مجھے اپنے دین کا خطرہ ہے۔ تو قبر پھٹ گئی۔ اور اُس میں سے ایک شخص نکل کر جانے لگا۔ تو میں نے اُسے کہا۔ ارے بھائی! تجھے اپنے معبود کی قسم ہے۔ ٹھہر جاؤ! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ تو اُس نے میری طرف مڑ کر نہیں دیکھا۔ میں نے اُسے دوسری مرتبہ آواز دی۔ تو اُس نے توجہ دی۔ اور کہنے لگا۔ تم نصرانی ہو؟ میں نے کہا: ہاں! تو وہ کہنے لگا: تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں نے کہا نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پر کرتا رہتا تھا۔ اور اُن کے ہاں شیخ [illegible] نے اُن کا کمبل اپنے کندھے پر ڈال لیا [illegible] کے ایک خادم اُن کا کمبل کندھے پر ڈال لیا کرتے تھے۔ اور وہ ایک صالح آدمی تھے۔ اور منکر نکیر کے بارے میں اُن سے بات چل پڑی۔ تو اُس فقیر نے کہا۔ اور وہ مغربی تھے۔ کہ اگر منکر نکیر نے مجھ سے سوال کیا۔ تو میں اُن دونوں سے کہہ

دوں گا۔ کہ میں وہ ہوں جو اپنے شیخ ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کا کمبل اپنے کندھے پر ڈالا کرتا تھا۔ لوگوں نے کہا اس بات کا کیسے پتہ چلے گا۔ کہ تم منکر نکیر سے بچ گئے ہو؟ اس نے کہا۔ تم میرے مرنے کے بعد میری قبر پر بیٹھ کر خود دیکھ لینا۔ تم خود سن لو گے۔ جب وہ مغربی فقیر فوت ہو گیا۔ تو وہ اس کی قبر پر جا بیٹھے۔ اور سوال کے وقت انہوں نے اپنے کانوں سے سنا کہ مغربی فقیر کہہ رہا تھا۔ تم مجھ سے سوال کر رہے ہو۔ اور میں وہ ہوں۔ جو اپنے مرشد ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کا کمبل اپنے کندھے پر ڈالا کرتا تھا۔ تو یہ سن کر وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۲۵

اندرونِ قبر کے بارے میں چند فوائد اور معلومات

فائدہ اوّل: امام قرطبی فرماتے ہیں کہ دو فرشتوں کے سوالات کے بارے میں ایک روایت میں آیا ہے۔ اور کسی روایت میں ایک فرشتے کے سوال کرنے کے بارے میں بھی آیا ہے۔ اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ یہ بعض لوگوں کے مراتب وحالات پر منحصر ہوتا ہے۔ کہ کسی کے پاس اکٹھے دو فرشتے سوال کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اور وہ بھی جب سب لوگ وہاں سے چلے جاتے ہیں۔ تاکہ اُس پر ہول اور سخت ہیبت طاری ہو۔ کہ اُس نے جتنے زیادہ گناہ کیے ہیں۔ اُتنی ہی اس پر شدت ہو۔ اور کسی کے پاس لوگوں کے جانے سے پہلے ہی فرشتے آجاتے ہیں۔ تاکہ اس پر آسانی ہو۔ اور لوگوں کی موجودگی سے اُسے حوصلہ رہے۔ اور کسی کے پاس سوال کے لیے ایک ہی فرشتہ آتا ہے۔ کہ اُس پر زیادہ رعب طاری نہیں ہوتا۔ اور وہ آسانی سے اُس کے سوالوں کے جوابات دے سکتا ہے۔ اور یہ اس لیے ہوتا ہے۔ تو اس نے دنیا میں نیک اعمال کثرت سے کیے ہوتے ہیں۔ اور ہوسکتا ہے کہ دو بھی آجائیں۔ لیکن سوال ایک ہی کرے۔ تاکہ اس پر زیادہ دباؤ نہ پڑے۔ بس یہ تاویل مناسب ہے۔ کہ زیادہ احادیث میں دو فرشتوں کا آنا ہی مذکور ہے۔ مصنف کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ مناسب جواب ہے۔ کیونکہ زیادہ تر احادیث میں دو فرشتوں کا ہی ذکر ملتا ہے۔

فائدہ دوسرا: امام قرطبی ہی فرماتے ہیں کہ سوال وجواب کے بارے میں بھی احادیث طرح طرح سے وارد ہوتی ہیں۔ اور یہ سب اس شخص کے مراتب ودرجات کے لحاظ سے ہوا ہے۔ بعض سے صرف اُن کے عقیدہ کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔ اور بعض سے ہر بات پوچھی جاتی ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ بعض راویوں نے سوالات کے

درج کرنے اختصار سے کام لیا ہو۔ اور کسی نے مکمل تفصیل لکھی ہے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ یہ دوسرا جواب درست ہے۔ کیونکہ اکثر احادیث میں مکمل سوال جواب درج ہیں۔ جن سے ان کی تفصیل لی گئی ہے۔ اور ابوداؤد کے الفاظ ہیں۔ کہ اس کے بعد کچھ نہیں پوچھا جاتا۔ اور ابن مردویہ نے لکھا ہے۔ کہ اس کے علاوہ اس سے کچھ نہیں پوچھتے۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ ویثبت اللہ الذین امنوا سے مراد یہ ہے کہ قبروں میں ان سے عقیدہ شہادت کا سوال ہوتا ہے۔ یعنی توحید و رسالت کا اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانا مراد ہے۔

تیسرا فائدہ: میں کہتا ہوں۔ اور یہ روایت میں بھی آیا ہے۔ کہ ایک مجلس میں تین بار سوال ہوتا ہے۔ اور باقی روایات اس بارے میں خاموش ہیں۔ اور اسی پر احتمال رہے گا۔ یا اشخاص کے لحاظ سے سوال جواب مختلف ہوں گے۔ اور حضرت طاؤس کے حوالہ سے پہلے روایت آچکی ہے۔ کہ قبر میں سات یوم تک آزمائش ہوتی رہتی ہے۔

چوتھا فائدہ: قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جسے دفن نہ کیا جا سکے۔ اور وہ زمین پر ہی پڑا رہے۔ اس کا بھی سوال و جواب سے امتحان ہوتا ہے۔ لیکن لوگ اسے دیکھنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ امر پردے میں رکھا ہوا ہے۔ جیسے فرشتوں اور جنات کو بھی حجاب میں رکھا ہوا ہے بعض علماء نے کہا ہے۔ کہ پھانسی شدہ کی روح اس کو جسم میں واپس آتی ہے۔ اور اس سے سوال ہوتا ہے۔ اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا۔ جیسا کہ غشی والا زندہ ہے۔ بے ہوش شدہ کو مردہ دیکھ لیتے ہیں۔ اور زمین پر پڑے [illegible] قبر کی تنگی و شدت بھی ہوتی ہے۔ اور مومن کو کوئی تنگی نہیں ہوتی۔ اور جو شخص مر کر پڑے پڑے بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی سوال جواب ہوتا ہے۔ اور اسے تنگی اور شدت قبر بھی محسوس ہوتی ہے۔ کہ پڑے پڑے بوسیدہ ہونے کے بعد عالم برزخ میں اس کا جسم سالم ہو جاتا ہے۔ اور اس پر تمام حالات اچھے یا برے وارد ہوتے ہیں۔

امام الحرمین فرماتے ہیں۔ کہ زیادہ عجیب و بعید نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام

ذریت آدم کو حضرت آدم کی پشت سے پیدا فرما کر فرمایا:

وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی

کہ انہیں کے اوپر گواہ بنایا، اور اُن سے فرمایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں! کیوں نہیں۔

پانچواں فائدہ: ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ سوال صرف مومن یا منافق سے ہوگا۔ جن کا تعلق دین اسلام سے ہے۔ شہادت کے لحاظ سے اور کافر سے یہ سوال نہیں ہوگا۔ امام قرطبی اور ابن القیم نے اس عقیدہ کی مخالفت فرمائی ہے۔ کیونکہ احادیث میں صاف تصریح ہے۔ کہ مومن اور کافر دونوں سے سوال ہوگا۔

میں کہتا ہوں۔ کہ ان دونوں حضرات کا قول درست نہیں ہے۔ کیونکہ کسی حدیث شریف میں مومن و کافر کا ذکر ایک جگہ نہیں آیا ہے۔ اور جہاں کہیں منافق کا ذکر ہے۔ اُس سے مراد بھی منافق ہے۔ کہ بعض روایات میں اُس کے بدلہ کافر کا ذکر آیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ کافر سے مراد منافق ہے۔ اور اس کی دلیل حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ واما المنافق او المرتاب یہاں بھی کافر کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت طبرانی میں اور حضرت حماد اور ابو عمر الضریر کے اقوال بھی اس بات کی تصریح کرتے ہیں۔

چھٹا فائدہ: شیخ عزالدین فرماتے ہیں کہ قبر میں منکر نکیر کا سوال [illegible] [illegible] انہوں کے پاس تشریف [illegible] [illegible] [illegible] ختم ہو جاتا۔ اور قبر میں [illegible] ضرورت نہ رہتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت کائنات بنا کر مبعوث فرمایا۔ تو آپ کی برکت سے عذاب اُن سے روک لیا گیا اور جہاد کے لیے انہیں تلوار کی طاقت عطا فرمائی۔ اور لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہوئے۔ اور پہلے تو لوگ لڑائی سے بچنے کے لیے اسلام لائے۔ اور پھر اسلام کی خوبیوں کو دیکھ کر اسلام

ان کے دل میں گھر کر گیا۔ اور وہ پکے مسلمان بن گئے۔ اور پھر بھی کچھ لوگ اس پر دلی طور پر کاربند نہ ہو سکے۔ اور وہ محض زبان سے اسلام کا اقرار کرتے رہے۔ لیکن دل سے نہیں مانا۔ تو وہ لوگ منافق کہلائے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار تھے۔ جب وہ مرے تو ان کی تشخیص کے لیے یہ سوال و جواب کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا۔ تاکہ مومن و منافق میں فرق ظاہر ہو جائے۔ اور طیب اور خبیث میں تمیز ہو جائے۔ لیکن بعض لوگوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ سوال و جواب کا طریقہ تمام امتوں کے لیے تھا۔

لیکن ابن عبدالبر فرماتے ہیں۔ خاص امت کے لیے ہونے پر جناب نبی اکرم کا یہ فرمان گرامی دلالت کرتا ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا، وَقَوْلُهٗ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ وَقَوْلُهٗ، بِيْ تُفْتَنُوْنَ وَعَنِّيْ تُسْئَلُوْنَ

اس اُمت کی قبروں میں آزمائش ہو گی۔ اور ارشاد فرمایا: میری طرف وحی کی گئی ہے۔ کہ تمہاری قبروں میں آزمائش ہو گی۔ اور فرمان رسول گرامی ہے۔ کہ میری وجہ سے تمہاری آزمائش ہو گی۔ اور میرے بارے میں تم سے سوال ہو گا۔

ساتواں فائدہ: حکیم ترمذی نے ہی فرمایا ہے کہ ان دو فرشتوں کا نام منکر نکیر ان کی شدت اور ان کی سختی سے خبردار کرنے کی بنا پر ہی رکھا گیا ہے۔ اور ان کی شکلیں بھی ہیبت ناک ہیں۔ کہ ان کی شکل آدمیوں سے نہیں ملتی، اور نہ فرشتوں سے ملتی ہے۔ اور نہ دنیا کی کسی اور مخلوق سے۔ بس ان کی شکل و صورت سب سے الگ اور ہولناک ہوتی ہے اور ان کی صورت میں نرمی اور شفقت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ یہ مومنوں کے اکرام کا ذریعہ ہیں۔ اور منافقوں کی ذلت و رسوائی کا سبب ہیں۔ اور یہ عذاب ہونے سے پہلے ہی منافق کا پردہ چاک کر دیتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ ہمارے اصحاب شافعیہ میں سے ابن یونس فرماتے ہیں کہ

مومنوں سے سوال جواب کے لیے جو فرشتے آتے ہیں۔ ان کے نام مبشر اور بشیر ہیں۔

آٹھواں فائدہ: امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال ہو کہ اتنے دور دراز مقامات پر مختلف مرنے والوں سے کس طرح سے مخاطب ہو کر سوال کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اُن کے عظیم اور طویل و عریض جثہ کی وجہ سے ایسا ممکن ہوتا ہے۔ اور بہت سی مخلوق سے ایک وقت میں سوال و جواب کرنے میں انہیں کوئی وقت پیش نہیں آتی۔ ایک دن ایک ہی وقت وہ کئی مقامات پر لوگوں سے سوال جواب کر سکتے ہیں۔ اور پھر جن سے وہ سوال کرتے ہیں۔ وہی ان کی بات سنتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ بلکہ قبرستان کے دوسرے مردے بھی اُن کی آواز نہیں سن پاتے۔

میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ اس کام پر کئی فرشتے مقرر ہوں۔ جیسا کہ کراماً کاتبین سب کے لیے الگ ہیں۔ میں نے حلیمی کو جو ہمارے علماء میں سے ہیں اس کا قائل دیکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے۔ سوال و جواب کرنے والے فرشتے بے شمار ہیں۔ جن میں بعض کو منکر اور بعض کو نکیر کہتے ہیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک میت کی طرف دو دو بھیجے جاتے ہیں۔ جس طرح اعمال کے لکھنے پر ہر ایک کے لیے دو فرشتے الگ الگ مقرر ہیں۔

نواں فائدہ: مومن کی قبر میں کشادگی کے بارے میں مختلف قسم کی احادیث وارد ہیں۔ ان کی حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ ہر مومن کے درجہ و مرتبہ کے مطابق کشادہ کی جاتی ہے۔

دسواں فائدہ: یہاں کئی سوالات ہیں۔ جن کا جواب دیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ العصر حضرت ابوالفضل بن حجرؒ سے پوچھا گیا۔ کہ میت سے بیٹھنے کی صورت میں سوال ہوتا ہے۔ یا لیٹے ہونے کی صورت میں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بٹھا کر سوال کرتے ہیں۔ اور روح کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہ وہ جسم کے اندر داخل ہوتی ہے؟ تو فرمایا: ہاں جسم کے اندر داخل ہوتی ہے۔ اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ روح جسم کے آدھے اوپر کے حصے میں داخل ہوتی ہے۔ اور پھر یہ سوال ہوا کیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کے دوران میں آنجناب کی صورت دکھائی جاتی ہے؟ تو آپ نے جواب

دیا کہ اس بارے میں کوئی حدیث شریف وارد نہیں ہوئی۔ اور جس نے دعویٰ کیا ہے۔ انہوں نے اس کی کوئی دلیل ذکر نہیں فرمائی۔ اور بغیر کسی سند کے ہی کہا ہے۔ ہاں یہ لفظ ہے فی ھذا الرجل اور اس میں دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ ہذا سے اشارہ ذہن انسان کی طرف ہے۔ اور پھر بچوں کے بارے میں سوال ہوا۔ کہ کیا اُن سے بھی سوال ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب فرمایا: کہ ظاہر حدیث شریف سے مکلف اور بالغ ذمہ دار انسان سے سوال ہوتا ہے۔

ابن قیم فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں۔ کہ سوال کے وقت روح جسم کے اندر لوٹ آتی ہے۔ لیکن اُس اعادہ روح سے مکمل زندگی مراد نہیں ہے۔ بس اتنی سی زندگی جسم کو حاصل ہوتی ہے۔ جس سے وہ فرشتوں کے سوالوں کا جواب دے سکے۔ اور ایسی زندگی نہیں ہوتی کہ وہ کھانے پینے اور چلنے پھرنے کے لائق ہو۔ جیسے سوتے ہوئے آدمی کو زندگی حاصل ہوتی ہے۔ کہ وہ اس وقت دنیا کے دوسرے کاموں سے بے نیاز ہوتا ہے۔ نیند کو بھی موت کی بہن کہا گیا ہے۔ لیکن سونے والا بہر حال زندہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ اس لیے کھاتا پیتا نہیں ہے۔ تو میت کی وہ عارضی زندگی صرف سوال جواب کے لیے ہی ہوتی ہے۔ گویا یہ موت و حیات کی درمیانی کیفیت ہوتی ہے۔ اور حدیث شریف سے اُس کا قرار ثابت نہیں ہے۔ لیکن ایک رابطہ روح کا بدن سے برقرار رہتا ہے۔ جس سے جنت و دوزخ کا احساس کرتا ہے۔ اور رنج و راحت اُسے محسوس ہوتے ہیں۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ احادیث متواترہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ روح بدن میں سوال و جواب کے وقت داخل ہوتی ہے۔ اور بدن کے بغیر روح سے سوال و جواب ایک قلیل سی جماعت کا قول ہے ان میں سے ایک ابن الزاغوانی ہیں اور ابن جریر سے بھی حکایت ہے اور جمہور نے اس کا انکار کیا ہے اور اُن کی بھی ایک گروہ نے مخالفت کی ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ بغیر بدن کے روح سے ہی سوال ہوتا ہے۔ ابن حزم اور کئی دوسروں نے بھی یہ کہا ہے۔ ان میں سے ابن عقیل اور ابن جزری بھی ہیں۔ اور یہ غلط ہے۔ ورنہ قبر میں سوال و جواب کی کیا ضرورت تھی۔

گیارھواں فائدہ: روض الریاحین میں حضرت یافعیؒ نے حضرت شفیق بلخیؒ سے

روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں۔ ہم نے پانچ چیزوں کو تلاش کیا۔ تو ہم نے انھیں پانچ چیزوں میں پایا۔ ہم نے روزی میں برکت کو تلاش کیا۔ تو ہمیں چاشت کی نماز میں ملی۔ اور قبر کی روشنی کو تلاش کیا۔ تو وہ ہمیں رات کی نماز یعنی تہجد میں ملی۔ اور منکر ونکیر کے جواب کو تلاش کیا۔ تو وہ ہمیں تلاوت قرآن کریم میں ملا۔ اور پل صراط سے گزرنے کو تلاش کیا۔ تو ہمیں روزے اور صدقے میں ملا۔ اور عرش الٰہی کا سایہ تلاش کیا۔ تو وہ ہمیں گوشہ نشینی میں ملا۔

بارھواں فائدہ: الاصفہانی نے الترغیب میں ابن ہدبہ کے واسطہ سے اشعث الحرانی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جو دنیا سے نشہ کی حالت میں جدا ہوا۔ وہ قبر میں بھی نشہ کی حالت میں داخل ہوگا۔ اور ابوالفضل طوسی نے عیون الاخبار میں ابن ہدبہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ نشہ کی حالت میں مرنے والا نشہ کی حالت میں ملک الموت کا سامنا کرے گا۔ اور منکر نکیر کو بھی نشہ کی حالت میں دیکھے گا۔

تیرھواں فائدہ: ہمارے شیخ شیخ الاسلام علم الدین البلقینیؒ کے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ میت قبر میں زبان سریانی میں منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دیتی ہے۔ لیکن میں نے اس کی کوئی دلیل نہیں پائی۔ اور حضرت حافظ ابن حجرؒ سے اس بارے میں سوال ہوا۔ تو آپؒ نے فرمایا: کہ ظاہر حدیث شریف سے عربی زبان میں جواب دینا ثابت ہوا ہے۔ اور اس کے باوجود بھی ممکن ہے۔ کہ ہر ایک سے اس کی زبان کے مطابق سوال جواب ہو۔

چودھواں فائدہ: حنفیہ میں سے البزازی نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے۔ کہ اگر کسی میت کو درندہ چیر پھاڑ کر کھا جائے۔ تو بھی درندے کے پیٹ میں ہی اس سے سوال جواب ہوگا۔ اور اگر اسے کسی صندوق میں اتنا کچھ روز کے لیے بند رکھیں۔ تو جب اسے دفن کریں گے۔ اس سے بھی سوال ہوگا۔

----❖❖❖----

باب نمبر ۲۶

ان خوش نصیب لوگوں کا بیان
جن سے قبر میں سوال وجواب نہیں ہوگا

۱۔ ابوالقاسم سعدی کتاب الروح میں فرماتے ہیں کہ صحیح احادیث شریفہ میں آیا ہے کہ بعض مرنے والے نہ تو قبر کے سوال وجواب سے دوچار ہوں گے۔ اور نہ ہی منکرونکیران کے پاس آئیں گے۔ اور ایسے لوگوں کے لیے تین وجوہات ہیں۔(۱) یا تو کسی خاص نیک عمل کی وجہ سے (۲) یا کسی خاص طرح سے موت کے وقت آزمائش سے دوچار ہونے کی وجہ سے (۳) یا کسی خاص بابرکت وقت کی وجہ سے۔

۲۔ امام نسائی نے راشد بن سعد کے واسطہ سے ایک صحابی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! کیا وجہ ہے کہ سب لوگوں کی قبر میں آزمائش ہوگی۔ اور شہید کی نہیں ہوگی؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ تلواروں کا اس کے سر پر برسنا ہی کافی آزمائش ہے۔

۳۔ طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دشمن کا مقابلہ کیا۔ اور اُس نے ثابت قدمی دکھائی۔ اور وہ راہِ حق میں قتل ہوگیا۔ یا فتح پائی۔ تو قبر میں اس کی آزمائش نہیں ہوگی۔

۴۔ مسلم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن رات کا جہاد ایک ماہ کے روزوں اور قیام لیل سے بہتر ہے۔ اور جب وہ فوت ہوگا تو اس کا یہ عمل اُس کا ساتھ دے گا۔ اور آخرت میں اُسے روزی ملے گی۔ اور قبر میں اُس کی آزمائش نہیں ہوگی۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے اعمال قیامت تک بڑھتے رہتے ہیں اور فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے

۵۔ ترمذی نے روایت کر کے اُس کی تصحیح کی ہے۔ کہ حضرت فضالہ بن عبیدؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سن کر فرماتے ہیں کہ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر شخص کے اعمال کا مرنے پر خاتمہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے اعمال قیامت تک بڑھتے رہتے ہیں اور وہ فتنہ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ اور ابوداؤد کے الفاظ ہیں کہ وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

۶۔ ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا لڑتا فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کا نیک عمل جاری رکھے گا۔ جو وہ کیا کرتا تھا۔ اور اس کا اجر بھی لکھا جاتا رہے گا۔ اور وہ قبر کی آزمائش سے بھی بچ جائے گا۔ اور روز قیامت اللہ تعالیٰ اُسے ہول قیامت سے بے خوف اُٹھائے گا۔ امام قرطبی اس پچھلی حدیث پاک کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اور جو اس سے پہلا ہے۔ اس موت سے مراد عام طبعی موت ہی ہے۔ ورنہ شہادت کا مقام تو اس سے بھی کئی گنا بڑھ کر ہے۔ اور الرباط کیا ہے۔ اسلامی حکومت کی سرحدوں کی حفاظت کرنا۔ چاہے اس دوران میں لڑائی کی نوبت نہ بھی آئے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کیونکہ وہ تو ہر وقت لڑنے کی نیت سے اس کام پر موجود ہے۔

اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں کے اعمال جاری رہتے ہیں

۷۔ امام احمد اور طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سب لوگوں کے اعمال مرنے پر ختم ہو جاتے ہیں۔ سوائے راہ خدا میں سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں کے۔ کہ اُن کے اعمال جاری رہتے ہیں۔ گویا کہ وہ ابھی تک مسلسل سرحدوں پر اپنے کام پر موجود ہیں۔ اور وہ لوگ فتنہ قبر سے بچ جاتے ہیں۔

سرحدوں کی حفاظت کرنے والا منکر نکیر کے سوالات اور فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا

۸۔ بزار نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوا فوت ہو جائے۔ اُس کا عمل روزے دار کی طرح مسلسل جاری رہے گا۔ اور اس پر اجر بھی ملے گا۔ اور وہ قبر کے سوال و جواب سے بچ جائے گا۔ اور قیامت کے روز بڑی گھبراہٹ سے بھی محفوظ رہے گا۔

۹۔ طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص سرحدوں کی حفاظت کرتا رہا۔ اُسے اللہ تعالیٰ فتنہ قبر سے امن میں رکھے گا۔

۱۰۔ الاوسط میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ راہ خدا میں جہاد کی ذمہ داری پر رہنے والا قبر کے فتنہ سے بچا رہے گا۔ اور اُس کی روزی اُسے برابر ملتی رہے گی۔ (جو شہداء کو ملتی ہے)

۱۱۔ الکبیر میں حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ جس نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کا اہتمام کیا۔ گویا اس نے ایک مہینے بھر تک روزے رکھے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی ذمہ داری ادا کرتے ہوئے جس کی موت آگئی۔ اس کے نیک اعمال جاری رہیں گے۔ اور وہ منکر ونکیر کی آزمائش سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور روز قیامت وہ شہیدوں ہی میں اٹھایا جائے گا۔

ایک دن کیلئے بھی جہاد کی تیاری میں رہنے والے کی فضیلت

۱۲۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو ایک دن جہاد فی سبیل اللہ کے لیے تیار رہا۔ اس نے گویا ایک مہینے کے روزے رکھے۔ اور ایک ماہ رات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا عبادت کرتا رہا۔ اور اُسے فتنہ قبر سے پناہ مل گئی۔ اور اس کا عمل قیامت تک جاری رہے گا۔

بیماری کی حالت میں مرنے والا شہید ہے

۱۳۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بیماری کی حالت میں مر گیا۔ وہ شہادت کی موت مرا۔ اور فتنہ قبر سے بچ گیا۔ اور صبح وشام اُس کا رزق جنت سے آئے گا۔

امام قرطبی فرماتے ہیں۔ یہ تمام بیماریوں کے بارے میں ہے۔ لیکن دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات پیٹ سے مرنے والے کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اُسے قبر میں عذاب بھی نہیں ہوگا۔ یہ روایت نسائی شریف کی ہے کہ اس سے مراد استسقاء کی بیماری ہے۔ (کہ یہ بھی پیٹ کی بیماری ہے) اور بعض نے اسہال کی

بیماری کہا ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں پیٹ کی بیماری کے الفاظ ہیں۔ اور حکمت اس بیماری میں ہلاک ہونے پر سہولت کی یہ ہے کہ اس بیماری میں عقل وہوش کی حالت میں فوت ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے رب کریم کو پہچانتا ہوتا ہے۔ بخلاف دوسری اکثر بیماریوں کے کہ ان میں ہوش وحواس غائب ہو جاتے ہیں۔ اور اسے کسی چیز کی معرفت حاصل نہیں رہتی۔

میں کہتا ہوں کہ ایک حدیث پاک میں مطلق بیماری کے بارے میں لکھا ہے۔ تو اس میں پیٹ کی بیماری کی شرط لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن محدثین کہتے ہیں کہ اس میں راوی حدیث کو لکھنے یا پڑھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ اصل الفاظ ہیں۔ ''مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا'' نہ کہ ''مَنْ مَاتَ مَرِیْضًا'' اور پھر ابن جوزی نے اس مریضا والی حدیث کو موضوع حدیثوں میں درج کیا ہے۔ اور اس روایت میں یہ بھی ہے۔ کہ جس نے سورۃ تبارک الذی ہر رات پڑھی وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔

سورۃ الملک پڑھنے والا عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوالات سے محفوظ رہیگا

۱۴۔ جو یبر نے اپنی تفسیر میں عاصم بن ابی النجود کے واسطہ سے حضرت زر بن جبیش رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جس نے سورۃ ملک ہر رات کو تلاوت کی۔ وہ فتنہ قبر سے بچ جائے گا۔ اور جو شخص یہ آیت مبارکہ پڑھتا رہا ''اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ'' اللہ تعالیٰ اس پر منکر نکیر کا سوال آسان فرماوے گا۔

۱۵۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہم نے تورات میں پڑھا ہے۔ کہ جو شخص سورہ الملک روزانہ رات کو پڑھتا رہے گا۔ وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔ اور سوار بن مصعب کے واسطہ سے بھی روایت کی ہے جو بہت کمزور ہے۔ اور ابو اسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جس نے سورہ الٓمٓ سجدہ اور سورۃ الملک رات کو سونے سے پہلے

پڑھ لی۔ وہ عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال وجواب سے بچ جائے گا۔

جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہونے والا منکر نکیر کے سوال سے محفوظ رہے گا

۱۶۔ احمد نے اور امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اُسے حسن کہا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے۔ یا جمعہ کی رات کو فوت ہوتا ہے۔ اُسے اللہ تعالیٰ منکر ونکیر کے سوال سے محفوظ رکھے گا۔

۱۷۔ ابن وہب نے اپنی جامع میں اور بیہقی نے بھی اور الفاظ سے روایت کی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ کہ وہ فتنہ قبر سے بری ہو جائے گا۔

۱۸۔ امام بیہقی نے بھی تیسری سند کے ساتھ موقوفاً روایت کی ہے۔ کہ وہ فتنہ قبر سے بچا لیا گیا۔ یہ الفاظ ہیں۔

امام قرطبی فرماتے ہیں۔ ان سوالات کی سابقہ تمام احادیث شریفہ میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ بلکہ بعض سوال بعض لوگوں سے مخصوص ہیں۔ اور وضاحت فرمادی گئی ہے۔ کہ کن لوگوں سے سوال نہیں ہوگا۔ اور کون لوگ منکر نکیر کے فتنہ سے بچ جائیں گے۔ اور کون لوگ عذاب قبر سے محفوظ ہوں گے۔ اور یہاں قیاس کو ذرہ بھر بھی دخل نہیں ہے۔ اور عقل سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ بس اس میں مان لینا ہے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کی تصدیق کرنا ہے۔ اور شہید کے بارے میں جو یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ اس کے سر پر تلواروں کی بارش کی آزمائش کافی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر اس شخص میں نفاق ہوتا۔ تو وہ میدان مقابلہ میں تلواروں کی بارش میں ہی معلوم ہو جاتا۔ اور وہ میدان سے بھاگ جاتا۔ کیونکہ میدان جنگ سے فرار منافق کا ہی کام ہے۔ اور مومن کامل کی شان

مصیبت کے موقعہ پر ثابت قدم رہتا ہے۔ اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ بس اس موقعہ پر اُس کی صداقت ظاہر ہو چکی۔ لہٰذا قبر میں دوبارہ آزمائش کی ضرورت نہ رہی۔ یہ حکیم ترمذیؒ کا کہنا ہے۔

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں۔ جب شہید سے سوال نہیں ہوتا۔ تو صدیق تو مرتبہ میں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ تو زیادہ حقدار ہے۔ کہ قبر میں اُس کی آزمائش نہ ہو۔ کیونکہ قرآن کریم میں صدیق کا ذکر شہید سے پہلے آیا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی تیاری میں رہنے والا فتنۂ قبر سے مستثنیٰ ہے۔ تو صدیق جو مرتبہ میں اُس سے بالاتر ہے۔ بدرجہ اولیٰ اس فتنہ سے مستثنیٰ ہوگا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ حکیم ترمذی نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ کہ صدیقوں سے قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ اور فرمان باری تعالیٰ ہے۔ "وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ" کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے اور اُس کی تاویل ہمارے نزدیک (واللہ اعلم) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ ہے کہ کچھ مرتبہ کے لوگوں کو اس آزمائش سے بالاتر رکھے۔ اور وہ صدیق اور شہداء ہیں۔ اور وہ جو حکیم ترمذی کی جانب سے حدیث شہید کی توجیہ کی گئی ہے۔ تو اس کا تقاضا ہے۔ کہ یہ شہید معرکہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری میں رہنے کی احادیث ہر شہید کے بارے میں اشارہ کرتی ہیں۔

طاعون کی بیماری میں مرنے والا بھی قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا

اور امام ابن حجرؒ نے اپنی کتاب بذل الماعون فی فضل الطاعون میں یقین سے کہا ہے۔ کہ طاعون کی بیماری میں مرنے والے سے بھی قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ مقتول فی المعرکہ کی نظیر ہے۔ اور طاعون کے دوران صبر و ہمت سے کام لینا بھی رضاء الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اور وہ یقین رکھتا ہے کہ اُس کے ساتھ وہی پیش آئے گا جو اُس کے مقدر میں لکھا ہے۔ اس طرح سے وہ راضی نہ رضا ہوتا ہے۔ اور جو طاعون میں بغیر تلوار کے مرتا ہے۔ اس کی بھی قبر میں آزمائش نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری میں رہنے والے کی

طرح سے ہے۔ شیخ الاسلام نے اس طرح لکھا ہے جو قابل غور ہے۔

حکیم ترمذی جہاد کی تیاری والی حدیث شریف میں فرماتے ہیں۔ کیونکہ طاعون کے دوران میں اس شخص نے بھی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا۔ اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماتحت بھاگ کر کہیں نہیں گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر صابر وشاکر رہا۔ گویا کہ اس نے بھی اپنے آپ کو راہ حق میں پابند کر لیا تھا۔ اور جب اسی حالت میں وہ فوت ہو گیا۔ تو اس کے اندر کا سچ ظاہر ہو گیا۔ اور اُس کی آزمائش کی مزید ضرورت نہ رہی۔

جمعہ کے دن جہنم نہیں بھڑکائی جاتی اور اس کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں

فرمایا: جو جمعہ کے دن فوت ہوتا ہے۔ اس کے لیے بھی اس سے پردہ ہٹ جاتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حقدار ہے۔ کیونکہ جمعہ کے دن جہنم بھڑکائی نہیں جاتی۔ اور جمعہ کے دن جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ اور جہنم داروغہ دوزخ میں اپنی معمول کی ڈیوٹی نہیں دیتا۔ (گویا وہ چھٹی پر ہوتا ہے) اور جب کوئی شخص جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوتا ہے۔ تو اس کی سعادت اور نیک بختی کی دلیل ہوتی ہے۔ کہ اُسے اس عظیم دن کے اندر مرنا نصیب ہوا ہے۔ اور یہ موقعہ اُسے ہی نصیب ہوتا ہے۔ جس کے حصہ میں یہ خوش بختی لکھی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ شخص بھی فتنہ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ کیونکہ اُس کے مومن اور منافق ہونے کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جسے جمعہ کے دن موت نصیب ہو۔ اُسے شہید کا سا اجر ملے گا۔ اور سوال کے سلسلے میں بھی اُس سے شہداء کا سا سلوک ہوگا۔

۱۹۔ ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے روز فوت ہوا۔ یا جمعہ کی رات کو اس کی وفات ہوئی۔ وہ عذاب قبر سے پناہ میں رہے گا۔ اور میدان قیامت میں آئے گا۔ تو اس پر شہداء کی سی مہر لگی ہوگی۔

جمعہ کے دن فوت ہونے والے کو شہید کا اجر ملے گا

۴۰۔ حمید نے اپنی "ترغیب" میں حضرت ایاس بن بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے روز فوت ہوگا۔ اُسے شہید کا سا اجر ملے گا۔ اور فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا۔

جمعہ کی شب یا دن کو فوت ہونے والے سے حساب و کتاب نہیں ہوگا

۴۱۔ ابن جریج نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مسلمان مرد یا عورت جمعہ کی رات کو فوت ہوگا۔ وہ عذاب قبر اور فتنہ قبر سے ضرور بچا لیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کا حساب کتاب نہیں ہوگا۔ اور قیامت میں اُس کے ساتھ ایسے گواہ ہوں گے۔ جو اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے۔ یہ شہیدوں کی سی مہر لگی ہوگی۔ یہ حدیث شریف بہت بڑا امید کرنے والی ہے۔ جس میں جمعہ کی رات کو پیدا ہونے والے کے لیے قبر کی آزمائش اور عذاب قبر دونوں سے بچ جانے کی بشارت موجود ہے۔

اس ذکر سے بہت سے اور لوگوں کا بھی پتہ چل گیا جن کی قبر میں آزمائش نہیں ہوگی۔ اور اگر شہید کو عام کر دیا جائے۔ تو معاملہ وسیع ہو جائے گا۔ کیونکہ شہداء کی قسمیں تیس سے زیادہ ہیں۔ جن کا ذکر میں نے الگ ایک رسالہ میں کیا ہے۔

کیا بچوں سے قبر میں سوال ہوگا؟ اس بارے میں دو قول ہیں

اور بچوں کے بارے میں بہت سوال ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں حافظ ابن قیم نے کتاب الروح میں ذکر فرمایا ہے اور وہاں مقابلہ کے دو قول ذکر فرمائے ہیں۔

قول اول یہ کہ حدیث پاک میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ اور دعا فرمائی "اَللّٰھُمَّ قِهِ عَذَابَ الْقَبْرِ"

اے اللہ کریم! اسے عذاب قبر سے بچا۔اس سے امام قرطبی نے یقین کیا ہے کہ وہ عقل کامل سے اپنا مقام پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے سوال و جواب سمجھ لیں گے۔ میں کہتا ہوں۔اور ضحاک نے بھی یہ فرمایا ہے۔اور ابن جریر نے جویبر سے درج کیا ہے۔فرماتے ہیں۔کہ ضحاک بن مزاحم کا چھ روز کا بچہ فوت ہو گیا۔تو انہوں نے فرمایا: کہ جب میرے بچے کو قبر میں رکھو تو اُس کا چہرہ کھول دو۔اور کفن کی گرہیں کھول دو۔کہ میرے بیٹے کو سوال کے لیے بٹھائیں گے۔میں نے کہا۔اُس سے کس بارے میں سوال ہو گا؟ فرمایا۔روز ازل کے میثاق کے بارے میں سوال ہو گا۔جس کا صلب آدم میں لوگوں نے اقرار کیا تھا۔

قول ثانی یہ ہے کہ بچوں سے قبر میں سوال نہیں ہوتا۔کیونکہ سوال تو اُس سے ہو گا۔جو رسول اور رسول کو بھیجنے والے کو سمجھتا ہو۔تو اس سے سوال ہو کہ تم نے رسول ؐ کو مانا۔اور اُس کی پیروی کی؟ یا نہ کی؟ اور حدیث شریف میں جو بچے کو عذاب قبر سے بچانے کی دعا کا ذکر ہے۔تو اس سے مراد تکلیف نہیں ہے۔اور نہ سوال سے مراد حقیقی سوال ہے۔بلکہ صرف غم وفکر کا احساس دلانا ہے۔اور یہ وحشت وتنگی ہر ایک کو پہنچتی ہے۔یہی قول صحیح اور درست ہے۔اور امام نسفی بحر الکلام میں فرماتے ہیں۔کہ حضرات انبیاء کرام اور مومنوں کی اولاد (بچوں) پر حساب کتاب،عذاب قبر اور سوال منکر ونکیر نہیں ہوتا۔اور ہمارے اصحاب شافعیہ فرماتے ہیں۔کہ بچوں کو دفن کے بعد تلقین نہ کی جائے۔کیونکہ بالغ آدمی کے ساتھ مخصوص ہے۔اس طرح سے امام نوویؒ نے الروضہ میں ذکر کیا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے۔کہ بچوں سے سوال نہیں ہو گا۔اور ابن حجر نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔

فائدہ: امام ابن جوزی نے الموضوعات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ داڑھی کو رنگنے والا جب فوت ہو گا۔اور اُسے قبر میں داخل کریں گے۔تو منکر نکیر اُس سے سوال نہیں کریں گے۔منکر نکیر سے کہے گا کہ اس سے سوال کرو۔تو وہ کہے گا کہ میں اس سے سوال کیسے کروں۔جبکہ نور اسلام اس کے چہرہ

پر موجود ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اُس کی سند میں داؤد بن صغیر منکر الحدیث ہے۔

میں کہتا ہوں۔ نور الاسلام کی تفسیر دوسری حدیث شریف سے ہوتی ہے۔ کہ فرمان رسول گرامی ہے۔

إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ

کہ یہود و نصاری بالوں کو نہیں رنگتے ہیں۔ لہٰذا تم (بالوں کو رنگ کر) اُن کی مخالفت کرو۔

اور رنگ سے مراد مہندی کا رنگ مراد ہے۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ اور یہ فضیلت اُس خوش نصیب شخص کو حاصل ہوگی۔ جو سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور محافظت کی نیت سے یہ عمل کرے گا۔

----❖❖❖----

قبر کی مصیبت اور سہولت اور مومن کیلئے اس کی کشادگی

قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس سے بچ گیا تو اگلی منزل آسان ہوگی:

۱۔ حاکم، ابن ماجہ، بیہقی نے اور ہناد نے الزہد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہانی سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے۔ تو رونے لگتے۔ یہاں تک کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے بھیگ جاتی۔ ان سے پوچھا جاتا کہ جنت و دوزخ کے ذکر سے آپ کو رونا نہیں آتا۔ اور یہاں آپ رونے لگتے ہیں؟ تو آپؓ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر کوئی اس سے بچ گیا۔ تو اگلی منزلیں اس سے آسان ہیں۔ اور اگر یہاں پر اٹک گیا۔ تو اس کے بعد کی منزلوں میں مشکل پیش آئے گی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے قبر کے قبیح منظر سے زیادہ قبیح کوئی منظر نہیں دیکھا۔

۲۔ ابن ماجہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ میں ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ موجود تھے۔ کہ آپؐ قبر کے کنارے پر بیٹھ کر گریہ فرمانے لگے۔ اور آنجنابؐ نے ہمیں بھی رلا دیا۔ اور پھر آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ میرے بھائیو! ایسے موقعہ کے لیے تیاری کیا کرو۔

وطن سے دور فوت ہونیوالے کی قبر اس کے گھر تک وسیع کر دی جاتی ہے

۳۔ احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے فرمایا: کہ مدینہ منورہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ارشاد فرمایا: کہ کاش یہ اپنی پیدائش کے مقام سے دور کہیں فوت ہوتا۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنی جائے پیدائش دور فوت ہوتا ہے۔ تو اس کی جائے پیدائش سے لے کر اس کے مرنے کے مقام تک قبر وسیع کر دی جاتی ہے۔

۴۔ ابوالقاسم بن مندہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسافری میں مرنے والے کے لیے اس کے اہل و عیال کی رہائش تک قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

قبر جنت کا باغیچہ ہے یا جہنم کا ایک گڑھا ہے

۵۔ ابن مندہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (یعنی عملوں کے مطابق ایسا ہوگا)

۶۔ امام بیہقی نے عذاب القبر میں اور ابن الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ یا جنت کے باغچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

قبر روزانہ تین مرتبہ بندوں سے کلام کرتی ہے

۷۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور الصابونی نے المائتین میں اور ابن مندہ نے

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ قبر آگ کے گڑھوں سے ایک گڑھا۔ یا جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور سنو۔ قبر روزانہ تین مرتبہ بات کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے میں کیڑوں کی کوٹھڑی ہوں۔ میں اندھیری کوٹھڑی ہوں اور میں اجاڑ گھر ہوں۔

مومن کی قبر چودھویں کے چاند کی روشنی کی طرح روشن ہوتی ہے

۸۔ ابن مندہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن اپنی قبر میں ایک سرسبز باغیچہ میں ہوتا ہے۔ اور اُس کی قبر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اور چودھویں رات کے چاند کی روشنی کی طرح سے اُس کی قبر روشن ہو جاتی ہے۔

۹۔ علی بن معبد نے حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ ہمیں ہماری قبروں کے بارے کچھ بتائیں گی نہیں؟ کہ وہاں ہمیں کیا کیا پیش آئے گا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ مومن کی قبر میں چالیس گز تک کشادگی کر دی جائے گی۔

قبر کی کشادگی سوال اور تنگی کے بعد ہوگی

امام قرطبی فرماتے ہیں۔ یہ معاملہ کشادگی کا قبر کی تنگی اور سوال کے بعد ہوگا۔ کافر تو اپنی قبر میں مسلسل تنگی اور گھٹن میں رہے گا۔ اور یہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبر جنت کا ایک باغیچہ ہے۔ یا جہنم کا ایک گڑھا ہے۔ یہ حقیقت میں ایسا ہی ہوگا۔ کوئی مجازی طور پر یہ نہیں فرمایا آنجنابؐ نے۔ اور مومن کی قبر سبزی اور تازگی سے بھر جائے گی۔ اور گل وگلزار ہو جائے گی۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے اس کی تعیین فرمائی ہے۔ کہ اس سے مراد گل ریحان ہے۔ اور بعض علماء نے اس روضہ وحفرہ کو مجازی کہا ہے۔ اور مراد اس سے سوال میں آسانی ہے۔ اور وہ وسعت عیش ہے جو وہ حد نظر تک دیکھے گا۔ جیسے دنیا میں کسی آرام

ویکھنے کے موقعہ پر کہتے ہیں کہ ہم تو جنت میں آ گئے ہیں۔ لیکن امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اول یعنی حقیقت ہے۔

۱۰۔ احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت وہب بن منبہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر کے پاس کھڑے تھے۔ اور آپ کے حواری آپ کے ہمراہ موجود تھے۔ اور انہوں نے قبر کی ویرانی، اندھیرے اور تنگی کا ذکر کیا۔ تو حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اس سے پہلے تم اپنی ماں کے پیٹ میں اس سے بھی تنگ جگہ میں رہ چکے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے تو وہ تنگی میں بھی کشادگی پیدا فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر نیک گمان اور قبر کی کشادگی

۱۱۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب المحتضرین میں ابوامامہ کے صاحب حضرت غالب سے روایت کی ہے۔ کہ ملک شام میں ایک نوجوان پر موت طاری ہوئی۔ تو اس نے اپنے چچا سے کہا۔ دیکھو اگر اللہ تعالیٰ مجھے میری ماں کے حوالے کر دے تو میری ماں مجھ سے کیا برتاؤ کرے گی؟ انہوں نے کہا۔ تو اس وقت وہ تجھے جنت میں داخل کر کے ہی رہے گی۔ تو نوجوان نے کہا۔ واللہ! میرا اللہ میری والدہ سے زیادہ مجھ پر مہربان ہے۔ تو وہ نوجوان فوت ہو گیا۔ تو میں اُس کے چچا کے ساتھ اُس کی قبر میں داخل ہوا۔ اور ہم نے اس پر اینٹیں رکھ کر برابر کر دیں۔ تو ایک اینٹ اندر گر گئی۔ اور جب اُس کا چچا وہ اینٹ اندر سے نکالنے کو آگے بڑھا تو ایک دم سے پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے پوچھا۔ کیا ہوا۔ تو اُس نے بتایا۔ اُس کی قبر روشنی سے بھر گئی ہے۔ اور حد نظر تک کشادہ دکھائی دے رہی ہے۔

۱۲۔ محمد بن ابان نے حضرت حمید سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میرا ایک بھانجا تھا۔ اُس نے اس سے ملتی جلتی ایک حکایت بیان کی۔ لیکن اُس نے ساتھ یہ بھی بتایا۔ کہ میں نے بغلی میں جھانک کر دیکھا۔ تو قبر حد نظر تک کشادہ تھی۔ تو میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ جو میں نے دیکھا ہے۔ کیا تم نے بھی دیکھا؟ اُس نے

کہا۔ ہاں! آپ کو یہ خوشخبری مبارک ہو۔ تو میرا خیال ہے۔ کہ یہ وسعت اُسی کلمہ کی برکت سے تھی۔ جو اُس نے اپنے چچا سے کہا تھا۔

کلمہ شہادت کی برکت سے ایک گنہگار آدمی کی قبر کی کشادگی

۱۳۔ ابن ابی الدنیا نے ''ذکر الموت'' میں ابوبکر بن ابی مریم کے واسطہ سے بزرگوں سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ بصرہ میں ایک حضرمی بزرگ رہتے تھے۔ اور وہ بہت نیک انسان تھے۔ اور اُن کا ایک بھتیجا گانے والی عورتوں کے ساتھ رہتا تھا۔ اور شیخ اُسے نصیحت فرماتے رہتے تھے۔ اور مرنے کے بعد جب اُس نوجوان کو اس کے چچا نے قبر میں اتارا۔ اور اس پر اینٹیں درست کر کے جماویں۔ تو کسی معاملہ میں شک کی بنا پر اُس کی قبر سے ایک اینٹ ہٹا کر دیکھا گیا۔ تو اُس کی قبر حد نظر تک کشادہ دکھائی دی۔ اور وہ قبر کے درمیان میں تھا۔ اور اینٹ دوبارہ اس کی قبر پر جما دی گئی۔ بعد میں انہوں نے اس کی بیوی سے اس کے کسی عمل کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اُس کی بیوی نے بتایا۔ کہ وہ جب بھی موذن سے کلمہ شہادت ''اشھدان لاالٰہ الا اللّٰہ واشھدان محمد رسول اللّٰہ'' سنتا تو کہا کرتا تھا۔ جو گواہی تو نے دی ہے۔ میں بھی وہی گواہی دیتا ہوں۔ اور وہ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتا تھا۔

۱۴۔ ابوالحسن بن براء فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن احمد الجعفی نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے علی بن محمد سے حدیث بیان کی انہوں نے یزید بن نوح النخعی سے حدیث بیان کی۔ حضرت شریک بن عبداللہ کی معیت میں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ میں ایک میت پر جنازہ کی نماز پڑھی۔ پھر میں دفن کرنے کے لیے اُس کی قبر میں داخل ہوا۔ اسی دوران میں کہ میں اس پر اینٹ برابر کر رہا تھا۔ کہ ایک اینٹ قبر میں گر پڑی۔ تو میں نے قبر میں جھانک کر دیکھا۔ کہ میں کعبہ شریف کے پاس ہوں۔ اور لوگ طواف کر رہے ہیں۔

دو مسکینوں کے جنازے کی کیفیت اور ان کی قبر کی کشادگی

۱۵۔ کتاب الدیباج میں ابو اسحاق ابراہیم بن سفیان الختلی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبید بن محمد العبشی سے سنا۔ کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے عمر بن مسلم نے ایک قبریں کھودنے والے نے بیان کیا۔ کہ میں نے دو قبریں کھودیں۔ اور ابھی تیسری کھود رہا تھا۔ کہ مجھے سخت گرمی محسوس ہوئی۔ تو میں اپنی چادر قبر کے اوپر ڈال کر اُس کے سایہ میں قبر کھودنے لگا۔

کہ اسی دوران میں نے دو شخصوں کو براؤن رنگ کے دو گھوڑوں پر آتے دیکھا۔ اور وہ پہلی قبر کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگا۔ کہ لکھو! اُس نے پوچھا کیا لکھوں؟ اُس نے کہا ایک فرسخ چوڑی ایک فرسخ لمبی۔ پھر وہ دوسری قبر کے پاس آئے۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا۔ لکھو! اُس نے کہا کیا لکھوں؟ پہلے کہا۔ کہ حد نظر تک لکھ دو۔ پھر وہ تیسری قبر کے پاس آئے۔ جسے میں کھود رہا تھا۔ تو اس نے کہا لکھو۔ اُس سے پوچھا کیا لکھوں۔ تو اس نے کہا کہ دو انگلیوں کے درمیانی فاصلے کے برابر لکھ دو۔ پھر میں بیٹھ کر جنازوں کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ تو لوگ ایک آدمی کا جنازہ لے کر آئے جس کے ساتھ تھوڑے سے لوگ موجود تھے۔ وہ آ کر پہلی قبر کے پاس کھڑے ہو گئے۔ تو میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کا پانی بھرنے والا ایک انسان ہے۔ یہ بال بچے دار تھا۔ اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ ہم نے اس کے لیے کچھ پیسے جمع کیے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ پیسے ان کے اہل و عیال کو دے دو۔ اور میں نے ان کے ساتھ مل کر اُسے دفن کیا۔ پھر دوسرا جنازہ آ گیا۔ اور اُس جنازہ کے ساتھ جنازے کو اُٹھانے والوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اور وہ اُس جنازہ کو لے کر وہاں کھڑے ہو گئے۔ جس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ حد نظر تک کشادہ کر دو میں نے اس سے پوچھا۔ کہ یہ کس شخص کا جنازہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ ایک غریب و مسکین شخص کا جنازہ ہے۔ جو اردوڑی

پر مرا پڑا تھا۔ اور اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ تو میں نے بھی ان سے کچھ نہیں لیا۔ اور اُن کے ساتھ مل کر اُسے دفن کر دیا۔ اور تیسرے جنازہ کا انتظار کرنے لگا۔ اور میں رات عشاء تک اُس کا انتظار کرتا رہا۔ تو کچھ لوگ ایک عورت کا جنازہ لے کر آئے۔ میں نے اُن سے قبر کی اجرت مانگی تو انہوں نے مجھے پیٹا۔ اور اُس عورت کو اس قبر میں دفن کر دیا۔ جس کے بارے میں فرشتے نے کہا تھا۔ کہ اس قبر کو دو انگلیوں کے درمیانی فاصلہ کے برابر لکھ دو۔

۱۶۔ ابن ابی الدنیا نے جعفر بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص ایک آدمی کو قبر میں دفن کرتے وقت موجود تھا۔ تو وہ کہنے لگا۔ جو اللہ تعالیٰ شکم مادر میں بچے کو کشادگی اور سہولت عطا فرماتا ہے۔ وہ تجھے بھی قبر میں کشادگی اور سہولت عطا کرنے پر قادر ہے۔

۱۷۔ ابن ابی الدنیا نے غطفان الحرانی کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اگر آپ کسی وقت ہمیں ڈرائیں تو ہم ڈر جائیں۔ قبر کی تاریکی اور تنگی کا کیا حال ہوگا؟ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ بندہ اس کا بدلہ پائے گا جو وہ کرتے ہوئے فوت ہوا تھا۔

۱۸۔ الآجری نے کتاب الغرباء میں حضرت الصلت بن حکیم سے روایت کی ہے۔ فرمایا: مجھ سے بحرین کے ایک شخص ابو یزید نے کہا۔ کہ میں نے بحرین میں ایک مرنے والے شخص کو غسل دیا۔ کہ اس کے گوشت پر لکھا ہوا تھا۔ اے مسافر تجھے خوش خبری ہے۔ تو میں آگے بڑھ کر دیکھنے لگا۔ تو وہ گوشت اور کھال کے درمیان لکھا ہوا تھا۔

۱۹۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت احنف بن قیس کے جنازہ پر حاضر ہوا۔ اور میں اُس کی قبر میں اُترنے والوں میں شامل تھا۔ جب میں نے اُس پر مٹی ڈال دی۔ تو میں نے دیکھا کہ اُس کی قبر میری حد نظر تک کشادہ ہو گئی

ہے۔ تو میں نے یہ بات اپنے ساتھیوں کو بتائی۔ لیکن جو میں نے دیکھا وہ نہیں دیکھ سکے۔

۴۰۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابوالحسین بن المنذری نے کتاب کرامات الاولیاء میں حضرت ابراہیم النخعی النخعی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ الحجاج نے ماعان النخعی کو اُن کے دروازے پر پھانسی پر چڑھایا۔ اور علماء کو ان کے اپنے دروازوں پر سولی پر لٹکایا جاتا تھا۔ اور ہمیں رات کو ان پر روشنی نظر آیا کرتی تھیں۔

۴۱۔ ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں۔ کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ تو ہم باتیں کیا کرتے تھے۔ کہ ان کی قبر میں ہمیشہ روشنی دکھائی دیتی ہے۔

تلاوت قرآن مجید اور روزوں کی برکت سے قبر میں خوشبو

۴۲۔ ابونعیم نے حضرت مغیرہ بن حبیب سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن غالب الحرانی ایک معرکہ میں شہید ہو گئے۔ جب انہیں دفن کیا گیا۔ تو اُن کی قبر سے کستوری کی خوشبو محسوس ہوئی اور اُن کے ایک بھائی نے انہیں خواب میں دیکھا۔ تو اُن سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ انہوں نے بتایا اچھا سلوک ہوا۔ پوچھا کہاں پہنچے ہو؟ فرمایا جنت میں۔ پوچھا کس وجہ سے؟ بتایا حسن یقین کی بدولت۔ اور زیادہ تہجد گزاری کے صدقہ میں۔ اور گرمیوں کے روزوں کی برکت سے۔ تو اُن سے پوچھا۔ یہ آپ کی قبر سے خوشبو کیسی آتی ہے؟ فرمایا: یہ خوشبو تلاوت قرآن کریم اور روزوں میں پیاس برداشت کرنے کی ہے۔

۴۳۔ امام احمد نے الزھد میں حضرت مالک بن دینار سے روایت کی ہے۔ فرمایا: میں حضرت عبداللہ بن غالب کے دفن کے وقت اُن کی قبر میں اُترا۔ اور قبر کی مٹی اُٹھا کر دیکھی تو وہ کستوری تھی۔ اور لوگ اس قبر کی بنا پر فتنہ میں مبتلا ہونے لگے۔ تو اُن کی قبر کو پاٹ دیا گیا۔

باب نمبر: ۲۸

قبر کے اندر کے حالات کا مزید بیان

۱۔ الفردوس میں امام دیلمی نے روایت بیان کی ہے۔ اور اس کی سند بیان نہیں کی۔ کہ آخرت کا پہلا انصاف قبر میں ہوگا۔ اور اس میں شریف اور غیر شریف کا کوئی فرق نہیں۔ سب کو اس منزل سے گزرنا ہوگا۔

۲۔ بزار نے اور عبد نے اپنی اپنی مسند میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ مہربان اللہ تعالیٰ بندے پر قبر میں ہی ہوسکتا ہے۔ جس وقت سب لوگ اُسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور گھر والے بھی اُسے چھوڑ جاتے ہیں۔

۳۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بندے کو اس وقت ضرورت ہوتی ہے۔ جس وقت اُسے قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔

مومن کیلئے موت کے بعد سب سے پہلا تحفہ

۴۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوعاصم الحبطی سے روایت کی ہے۔ اور اُسے جناب رسول اللہ تک پہنچایا ہے۔ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلا تحفہ قبر میں مومن کو یہ ملتا ہے۔ کہ اُسے کہتے ہیں کہ تم خوش ہو جاؤ۔ کہ ان لوگوں کی بھی بخشش ہوگئی ہے۔ جو تمہارے جنازے میں شامل ہوئے تھے۔

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روایت کی ہے کہ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ مومن کے لیے سب سے پہلا تحفہ یہ ہوتا ہے کہ اُس کے جنازہ میں شامل ہونے والوں کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

۶۔ عبد اور بزار نے اپنی اپنی مسند میں اور امام بیہقی نے شعب ایمان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موت کے بعد مومن کو سب سے پہلا اجر یہ ملتا ہے کہ اُس کے جنازہ میں شامل ہونے والے تمام لوگوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اسی بارے میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ جسے ابوالشیخ نے الثواب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے۔ اور امام حاکم نے اسے التاریخ میں اور البیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب نے الرواۃ میں حضرت مالک سے اور ابونعیم اور حضرت انس سے حکیم ترمذی نے روایت کی ہے۔

- - - - ❖ ❖ ❖ - - - -

باب نمبر:۲۵

قبر میں بعض نیک اعمال کا بدلہ

۱۔ امام مسلم نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ اور یہ دعا ذکر کی ہے۔

اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ

اے اللہ کریم! اس کی قبر کو کشادہ فرمادے۔ اور اس میں روشنی فرمادے۔

۲۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان قبروں میں تاریکی بھری ہوئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی نمازوں کی وجہ سے اُن میں روشنی بھر دے گا۔

مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرے کا ذریعہ ہے

۳۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرے کا ذریعہ ہے۔

قبر کی ویرانی دور کرنے کیلئے اندھیرے میں دو رکعت پڑھ لیا کرو

۴۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب التہجد میں السری بن مخلد سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری سے ارشاد فرمایا: جب تم سفر کرنا چاہتے ہو تو اس کے لیے تیاری کرتے ہو۔ تو کیا قیامت کے سفر کی تیاری

نہیں کرنا چاہیے۔ اے ابوذر! کیا میں تمہیں ایسے اعمال نہ بتادوں۔ جو قیامت کے روز تمہیں فائدہ دیں؟ عرض کیا۔ ہاں کیوں نہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: روز قیامت کو فائدہ اُٹھانے کے لیے سخت گرمیوں کا روزہ رکھا کرو۔ اور قبر کی ویرانی دور کرنے کے لیے رات کے اندھیرے میں دو رکعتیں پڑھ لیا کرو۔

فقیری دور کرنے کا وظیفہ

۵۔ دیلمی نے اور خطیب نے الرواۃ میں حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے اور ابونعیم نے اور ابن عبدالبر نے التمہید میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے روزانہ سو مرتبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ" پڑھا۔ اُسے فقیری سے امان مل گئی۔ اور قبر کی ویرانی میں اُنس نصیب ہوگیا۔ اور اُس کے لیے جنت کے دروازے کھل گئے۔ اور خطیب نے بھی یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے سے ذکر کی ہے۔

عالم کا علم اس کی قبر میں اس کا دوست بن جاتا ہے

۶۔ دیلمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی عالم وفات پا جاتا ہے۔ تو اُس کا علم مجسم صورت میں اُس کی قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ اور قیامت تک کے لیے اُس کا شفیق دوست بن جاتا ہے۔ اور قبر کے کیڑے مکوڑوں کو اس سے دور رکھتا ہے۔

بھلائی سیکھنے اور سکھلانے والوں کی قبر نور سے روشن ہوگی

۷۔ امام احمد نے الزہد میں اور عبدالبر نے کتاب العلم میں اپنی سند سے حضرت ابی

بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ کہ بھلائی سیکھ لو۔ اور لوگوں کو سکھاؤ۔ کیونکہ میں بھلائی سکھانے والوں اور سیکھنے والوں کی قبریں نور سے بھر دوں گا۔ کہ وہ اس کی موجودگی پریشان نہیں ہوں گے۔

سنت کا عمل قبر میں باعث روشنی اور باعث انس ہوتا ہے

۸۔ لالکائی نے السنۃ میں حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے ایک جنازہ کے اٹھاتے ہوئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ موت کے بعد مجھے برکت دے۔ تو چارپائی سے آواز آئی۔ موت کے بعد کیا ہے؟ تو میں سن کر بہت مرعوب ہوا۔ جب میت کو دفن کر دیا گیا۔ تو میں قبر کے پاس بیٹھ کر غور کرنے لگا۔ کہ ایک شخص قبر سے نکلا۔ خوبصورت چہرہ جسم سے خوشبو آرہی تھی۔ صاف ستھرا لباس پہنے ہوئے۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔ ابراہیم! میں نے کہا حاضر جناب۔ آپ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اس نے کہا۔ میں وہی ہوں چارپائی سے بولنے والا۔ کہ موت کے بعد کیا ہے؟ تو میں نے پوچھا آپ ہیں کون؟ اس نے کہا۔ میں سنت رسول کریمؐ ہوں۔ میں سنت پر عمل کرنے والے کا دنیا میں محافظ ہوتا ہوں۔ اور اس کا نگران رہتا ہوں۔ اور قبر میں روشنی اور مونس بن کر ساتھ رہتا ہوں۔ اور قیامت کے دن جنت کی طرف اسے لے جانے والا ہوں گا۔

کسی مومن کو خوشی پہنچانے کا عمل فرشتہ کی صورت میں قبر میں پہنچ جاتا ہے

۹۔ ابن لال نے اور ابوالشیخ نے الثواب میں اور ابن ابی الدنیا نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو خوشی دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس خوشی سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی

عیادت کرتا اور اُسے ایک جانتا ہے۔ اور جب وہ مومن بندہ اپنی قبر میں پہنچتا ہے اور وہی سرور (خوشی) فرشتہ کی صورت میں اُس کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ اور اس سے کہتا ہے۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ تو مومن پوچھتا ہے تم کون ہو؟ تو وہ کہتا ہے۔ میں وہ خوشی ہوں۔ جو تم نے فلاں مومن کو مہیا کی تھی۔ آج میں تمہارا غم خوار ہوں۔ آج میں تمہاری وحشت و پریشانی دور کروں گا۔ اور تمہیں سوالوں کے جواب دینا سکھاؤں گا۔ اور کلمہ شہادت پر تمہیں قائم رکھوں گا۔ اور میدان حشر میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ اور تمہاری سفارش کروں گا۔ اور جنت میں تمہارا ٹھکانہ تمہیں دکھادوں گا۔

قبر کی مشقتیں دور کرنے کیلئے عمل

۱۰۔ ابن مندہ نے ابوکاہل سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوکاہل یہ بات اچھی طرح سے جان لو۔ جس نے لوگوں سے اذیت کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہوگیا۔ کہ وہ قبر کی مشقتیں اُس سے دور رکھے۔

مسجد میں روشنی کرنا اپنی قبر کی روشنی کا سبب ہے

۱۱۔ ابوالفضل طوسی نے عیون الاخبار میں اپنی سند سے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں میں روشنی کا انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں روشنی فرمادے گا۔ اور جس نے مسجدوں میں خوشبو مہکائی۔ اللہ تعالیٰ اُس کی قبر میں جنت کی خوشبو بھردے گا۔

مریض کی عیادت کا اجر

۱۲۔ دیلمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے

رب کریم! جو مریض کا حال پوچھے۔ اس کے لیے کیا اجر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: اس کے لیے قبر میں دو فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں۔ جو اس کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور قیامت تک اس کا حال پوچھتے رہیں گے۔

۱۳۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت حسن سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے جب یہ سوال کیا۔ تو فرمایا: ملائکہ اُس کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔

۱۴۔ حکیم ترمذی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک حساب قبر میں ہوگا۔ اور ایک حساب آخرت میں ہوگا جس کا قبر میں حساب ہوگا وہ نجات پا گیا۔ لیکن جس کا آخرت میں حساب ہوگا۔ اگر وہ گنہگار پایا گیا۔ تو اُسے عذاب ہوگا۔ بس یہ ہے قبر کے حساب سے آخرت کے حساب میں کچھ آسانی ہو جائے گی۔ اور وہ برزخ میں اس طرح سے مشقت اُٹھائے گا۔ اور پھر قبر سے اُٹھایا جائے گا۔ تو بہت سا بدلہ وہ چکا چکا ہوگا۔

۱۵۔ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو آخرت میں حساب کے بعد بخش دیا جائے گا۔ وہ اپنے عملوں کا انجام بخیر قبر میں ہی معلوم کر چکا ہوگا۔

----❖❖❖----

باب نمبر ۳۰

عذاب قبر کا مزید بیان

عذاب قبر کا ذکر قرآن کریم میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ جیسا کہ میں نے "الاکلیل فی استنباط التنزیل" میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۱۔ امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

اے اللہ کریم! میں تیرے وسیلے سے عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر کا عذاب برحق ہے۔

شرک کی حالت میں مرنے والوں پر قبر کا عذاب ہوگا

۳۔ ابن ابی شیبہ اور مسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بار جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نجار کے ایک باغ میں خچر پر سوار تشریف لیے جارہے تھے۔ اور ہم آپ کے ہمراہ تھے۔ کہ خچر بدک گیا۔ اور آپ کو گرانے لگا تھا۔ کہ اچانک چھ سات قبریں سامنے آگئیں۔ تو آنجناب نے استفسار فرمایا: ان قبروں والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک شخص۔ نے عرض کیا۔ میں، آپ نے پوچھا۔ یہ لوگ کیسے فوت ہوئے؟ عرض کیا۔ شرک کی حالت میں، تو آنجناب نے ارشاد فرمایا: ان لوگوں پر قبروں میں سختی ہو رہی ہے۔

اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا۔ کہ تم مردے کو دفن کیے بغیر بھاگ جاؤ گے۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا۔ کہ وہ تمہیں ان کا عذاب قبر سنا دیں۔ جو میں سن رہا ہوں۔

اہل قبور کے عذاب کو تمام چوپائے سنتے ہیں

۴۔ ابن ابی شیبہ اور بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اہل قبور کو جو عذاب ہوتا ہے۔ اُسے تمام چوپائے سویشی سنتے ہیں۔

آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو

۵۔ احمد اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی نجار کے ایک نخلستان میں داخل ہوئے۔ تو آپ نے بنی نجار کے کچھ لوگوں کی آوازیں سنیں جو زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے تھے۔ انہیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ تو آپ گھبرا کر باہر آ گئے۔ اور حضرات صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: عذاب قبر سے پناہ مانگو۔

کافر پر قبر میں ۹۹ سانپ مسلط کیے جاتے ہیں

۶۔ احمد، ابو یعلیٰ اور آجری نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کافر پر قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں۔ جو قیامت کے دن تک اُسے ڈستے رہیں گے۔

فان له معيشة ضنكاً کا شان نزول

۷۔ ابو یعلیٰ، الآجری اور ابن مندہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن اپنی قبر میں باغیچہ میں ہوتا ہے۔ اور اُس کی قبر ستر گز فراخ اور چودھویں رات کے چاند کی سی

روشنی اُس میں کردی جاتی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت مبارکہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ "فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا" صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو اچھی طرح معلوم ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: یہ کافر کے عذاب قبر کے بارے میں ہے۔ قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ یقیناً اُس پر ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں۔ جو اُس کے جسم کو ڈستے اور نوچتے رہیں گے۔ اور وہ قیامت تک اُسے نوچتے کھونٹتے رہیں گے۔

کافر کیلئے دو سانپ خصوصی طور پر بھیجے جاتے ہیں

۸۔ امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کافر کے لیے خاص طور پر دو سانپ بھیجے جاتے ہیں۔ ایک اُس کے سر کی جانب اور دوسرا اس کے پیروں کی جانب ہو جاتا ہے۔ اور وہ اُسے کاٹتے ڈستے رہیں گے۔ جب اس کام سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ تو دوبارہ اسی کام میں لگ جاتے ہیں۔ اور قیامت تک اسی کام میں لگے رہیں گے۔

چغلی اور پیشاب کے قطروں سے نہ بچنے پر قبر میں عذاب ہوگا

۹۔ ابن ابی شیبہ اور شیخین (بخاری و مسلم) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ اور ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا مگر کسی بڑی بات کی وجہ سے نہیں۔ ایک تو اُن میں سے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ اور وہ دوسرا لوگوں کی چغلیاں کھایا کرتا تھا۔ پھر آنجنابؐ نے کھجور کی ایک تازہ شاخ لے کر اُسے توڑ کر دو حصے کر کے ایک ایک کی قبر پر گاڑ دیا۔ حضرات صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! یہ آپؐ نے کس لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: امید ہے۔ کہ ان کے سوکھنے تک ان

کا عذاب ہلکا رہے گا۔

۱۰۔ ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور آجری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ پیشاب (کے چھینٹوں) سے بچا کرو۔ کہ اکثر عذاب قبر اسی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

۱۱۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے میمونہ! عذاب قبر سے پناہ مانگا کرو۔ اور زیادہ تر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے اور چغلی کھانے کی وجہ ہوتا ہے۔

۱۲۔ امام احمد اور الاصفہانی نے حضرت یعلی بن سیابہ سے روایت ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر پر تشریف لے گئے جسے قبر میں عذاب دیا جارہا تھا اور ارشاد فرمایا: کہ یہ شخص لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک سبز ٹہنی منگوائی اور اُسے اس کی قبر پر رکھ دیا۔ اور ارشاد فرمایا: کہ امید ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ اس کا عذاب ہلکا فرمادے گا۔ جب تک یہ شاخ تازہ رہے گی۔

ایک صحابی کا قبر سے کھٹکے کی آواز سننا

۱۳۔ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت یعلی بن مرہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک قبرستان سے گزرا تو میں نے ایک قبر سے کھٹکے کی آواز سنی۔ تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں نے اس قبر سے کھٹکے کی آواز سنی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: یعلی! کیا تم نے بھی سنی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ نے ارشاد فرمایا: اسے ایک معمولی بات پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ وہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ لوگوں کی چغلیاں کھایا کرتا تھا۔ اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اور پھر راوی نے اُسی کھجور کی تازہ شاخ قبر پر گاڑنے کا ذکر فرمایا: اور یہ یعلی بن مرہ یعلی بن سیابہ ہی ہیں۔ اور سیابہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

۱۴۔ امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طلحہ کے نخلستان سے گزر رہے تھے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپؐ کے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔ کہ آپ کا گزر ایک قبر کے پاس سے ہوا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: اے بلال! کیا تم وہ آواز سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ اس قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس قبر والے کے بارے میں آنجنابؐ سے پوچھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ یہودی ہے۔

عذاب قبر تین چیزوں سے ہوتا ہے

۱۵۔ امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عذاب قبر تین چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (۱) غیبت سے (۲) چغلی کھانے سے اور (۳) پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے۔ لہٰذا ان چیزوں سے بچو۔

۱۶۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ عذاب قبر تین چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ غیبت سے، چغلی کھانے اور پیشاب سے۔

۱۷۔ ابن ابی شیبہ احمد، ابن حبان اور الآجری نے حضرت اُم مبشر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں! ایسا عذاب کہ اس کی آواز بہائم و مویشی تک سنتے ہیں۔

۱۸۔ طبرانی نے الکبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مرنے والوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ مویشی بھی ان کی آواز سنتے ہیں۔

مردے کی چیخ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کا بدک جانا

۱۔ طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ اور آپ اپنی سواری پر چلے جا رہے تھے۔ کہ جانور بدک گیا۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا بات ہے۔ کہ آپ کی یہ سواری بدک گئی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس نے ایک شخص کی آواز سن لی ہے۔ جسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے یہ جانور بدک گیا ہے۔

آیت کمایئس الکفار کی تشریح

ابوجہل کے عذاب قبر کا واقعہ نمبرا:

۴۰۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمان باری تعالیٰ "کَمَا یَئِسَ الْکُفَّارُ مِنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ" کے بارے میں فرمایا: جب کفار اپنی قبروں میں داخل کیے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو رسوائی اُن کے لیے تیار کی ہے۔ اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید ہو جائیں گے۔

۴۱۔ طبرانی نے الاوسط میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں اور لالکائی نے السنۃ میں اور ابن مندہ نے جناب عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں میدان بدر کے پہلو سے گزر رہا تھا کہ ایک گڑھے سے ایک شخص نکلا۔ جس کی گردن میں زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔ اُس نے مجھے آواز دی۔ اے اللہ کے بندے۔ مجھے پانی پلا دو۔ مجھے نہیں معلوم کہ اُسے میرا نام معلوم تھا۔ یا عرب کے رواج کے مطابق ہی اُس نے مجھے پکارا۔ اور ایک اور شخص اُسی گڑھے سے نکلا۔ جس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ اُس نے بھی مجھے آواز دی۔ اے اللہ کے بندے اسے پانی مت پلاؤ۔ یہ کافر ہے۔ اور پھر کوڑے سے اُسے پیٹنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ گڑھے کی جانب لوٹ گیا۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو یہ واقعہ بتایا تو آپؐ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا آپ نے ایسا دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا

ہاں! تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ابوجہل تھا۔ اور قیامت تک اُس کے لیے یہی عذاب ہے۔ یعنی پیاس اور تا زیانے۔

ابوجہل کے عذاب قبر کا واقعہ نمبر۲:

۳۲۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب "من عاش بعد الموت" اور خلال نے السنہ میں اور ابن البراء نے الروضہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سفر پر نکلا۔ تو میرا گذر زمانہ جاہلیت کے ایک قبرستان کے پاس سے ہوا۔ کہ اچانک ایک شخص قبر سے نکلا۔ جس کو آگ لگی ہوئی تھی۔ اور اُس کی گردن میں آگ کی زنجیر پڑی ہوئی تھی۔ اور میرے پاس پانی کا ایک برتن تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔ اللہ کے بندے مجھے پانی پلادو۔ فرماتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا۔ تم اپنا تعارف مجھ سے کراؤ۔ تو اُس نے مجھے میرے نام سے بلایا۔ اور زبان میں کوئی بات کی۔ کہ اتنے میں اس کے پیچھے ایک اور آدمی اسی قبر سے برآمد ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ اے اللہ کے بندے۔ اسے پانی مت پلاؤ۔ یہ کافر ہے۔ اور پھر اُسے کوڑے سے مارنے لگا اور زنجیر سے پکڑ کر اُسے کھینچ کر قبر میں لے گیا۔

پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے والے اور پیاسے کو پانی نہ پلانے والے کا انجام

اور اُسی رات کو میں ایک بڑھیا عورت کا مہمان ہوا۔ اُس کے گھر کے پاس ایک قبر تھی۔ میں نے اُس قبر سے یہ آواز سنی۔ کہ کوئی کہہ رہا تھا۔ پیشاب، اور کیا ہے پیشاب؟ اور مشکیزہ کیا ہے مشکیزہ؟ میں نے بڑھیا سے پوچھا یہ کیا ہے؟ اُس نے بتایا۔ کہ یہ شخص میرا شوہر تھا۔ اور یہ پیشاب کرتے ہوئے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اور میں اُسے کہا کرتی تھی۔ دیکھو! جب اونٹ بھی پیشاب کرتا ہے۔ تو اپنی دونوں ٹانگیں کشادہ کر لیتا ہے۔ لیکن وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ کہ یول یہ بول

کیا چیز ہے؟ اور پھر جس دن سے یہ مرا ہے۔ یہی کہے چلا جا رہا ہے۔ بول کیا اور اس کی حقیقت ہی کیا؟ اور میں نے کہا۔ یہ مشکیزہ کیا ہے؟ اس عورت نے بتایا۔ کہ ایک دن ایک پیاسا شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس نے کہا کہ مجھے پانی پلا دو۔ تو یہ کہنے لگا۔ اس برتن سے جا کر پی لو۔ اور برتن میں اس وقت پانی بالکل نہیں تھا۔ اور وہ پانی مانگنے والا پیاسا ہی مر گیا۔ تو یہ شخص اسی دن سے یہ چھاگل اور کیا ہے یہ چھاگل کہتا چلا جا رہا ہے جب میں واپس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو میں نے آنجناب کو بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ کوئی شخص اکیلا سفر نہ کرے۔

قبیلہ غفار کے ایک شخص کا واقعہ

۲۳۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں حضرت حویرث بن الرباب سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم اثابہ میں موجود تھے۔ کہ قبر سے ایک شخص نکلا۔ جس کے چہرے اور سر پر آگ لڑھک رہی تھی۔ اور وہ لوہے میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ اور اس کے پیچھے ہی ایک انسان آیا۔ اس نے کہا۔ اسے پانی مت پلانا۔ یہ کافر ہے۔ اور اسے آ پکڑا۔ اور اسے زنجیر سے پکڑ کر اوندھے منہ گرایا۔ اور اسے کھینچتا ہوا قبر میں لے گیا۔ اور یہ دیکھ کر میری اونٹنی بے قابو ہو گئی۔ اور ایک جگہ آٹھہری جہاں میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں۔ اور میں سفر کرتا ہوا مدینہ منورہ آ پہنچا۔ اور میں نے یہ واقعہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے گوش گزار کیا۔ آپؓ نے فرمایا: اے حویرث! میں تمہیں جھوٹا نہیں کہتا۔ لیکن یہ تم نے مجھے بڑی عجیب خبر سنائی ہے۔ تو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے چند بزرگوں کو بلا بھیجا۔ جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔ اور پھر حضرت حویرث کو بلا کر ان بزرگوں کے سامنے یہ واقعہ سنایا تو ان لوگوں نے بتایا۔ کہ ہم اس شخص کو جانتے ہیں۔ یہ قبیلہ غفار کا ایک شخص تھا۔ جو مہمانوں کا کوئی حق نہیں سمجھتا تھا۔

۲۴۔ ابن ابی الدنیا نے ہی حضرت ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ وہ سواری پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سفر کر رہا تھا۔ کہ ایک قبرستان سے میرا گزر ہوا۔ کہ ایک شخص ایک قبر سے نکلا۔ جسے آگ لگی ہوئی تھی۔ اور وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ اللہ کے بندے مجھ پر پانی ڈال دو۔ اور ایک دوسرا شخص اُس کے پیچھے نکلا۔ اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے بندے! کہ اس پر پانی مت ڈالنا۔ اور اسے دیکھ کر سوار بے ہوش ہو گیا۔ اور صبح کو اٹھا تو اس کے بال سفید ہو چکے تھے۔ اُس نے آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس واقعہ کا ذکر فرمایا۔ تو آپؓ نے اس آدمی کو اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا۔

صدقہ کے مال سے خیانت کرنے کے جرم میں قبر کا عذاب

۲۵۔ امام احمد، نسائی، ابن خزیمہ اور امام بیہقی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جنت البقیع سے گزرا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: اُف، اُف، میں نے سمجھا کہ آپؐ مجھ سے فرما رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا آپؐ مجھ سے کچھ فرما رہے ہیں؟ کیا مجھ سے کوئی بات سرزد ہو گئی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا۔ آپؐ نے اُف، اُف فرمایا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ اس قبر والے کو میں نے فلاں قبیلے کے پاس وصولی کے لیے روانہ کیا تھا۔ تو اس نے ایک گز چرا لیا تھا۔ اور اُس خیانت کی وجہ سے اس کی جان عذاب میں ہے۔ وہ اتنی ہی آگ برداشت کر رہا ہے۔

بغیر وضو نماز پڑھنے اور فریادی کی مدد نہ کرنے پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا

حدیث نمبر ۱:

۲۶۔ ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص فوت ہو گیا جس کے بارے میں لوگ سمجھتے تھے۔ کہ یہ شخص پرہیزگار ہے۔ تو اس کی قبر میں حساب لینے والے آئے۔ اور اس سے کہنے لگے۔ کہ تمہیں سو کوڑے لگیں گے۔ یہ سزا ہے۔ تو اس نے کہا۔ کہ تم مجھے کس بات پر کوڑے مارتے ہو۔ میں تو پرہیزگار شخص تھا۔ تو انہوں نے کہا۔ تو پھر پچاس مار لیتے ہیں۔ لیکن وہ شخص اُن سے بحث کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک کوڑے پر آ گئے۔ اور جب اسے ایک کوڑا لگایا گیا۔ تو اس کی قبر میں آگ بھڑک اٹھی۔ اور اُسے کوڑے مارنے لگے۔ تو اس نے کہا۔ یہ کوڑے مجھے کس بات پر مار رہے ہو؟ تو انہوں نے بتایا کہ ایک بار تم نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی تھی اور ایک مظلوم فریاد لے کر تمہارے پاس آیا تھا اور تم نے اس کی مدد نہیں کی تھی۔

۲۷۔ امام بخاری اور ابو الشیخ نے کتاب التوبیخ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبر میں ایک اللہ تعالیٰ کے بندے کے بارے میں حکم ہوا۔ کہ اسے سو کوڑے مارے جائیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا۔ اور معافی مانگتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک کوڑا رہ گیا۔ تو اس ایک کوڑے سے اس کی قبر آگ سے بھر گئی۔ جب وہ عذاب سے فارغ ہوئے۔ تو اس نے اُن سے پوچھا۔ یہ کوڑا تم نے مجھے کیوں لگایا۔ تو انہوں نے بتایا کہ تم نے ایک نماز بغیر وضو کے پڑھ لی تھی۔ اور ایک مظلوم کی تم نے مدد نہیں کی تھی۔

مختلف گناہوں کے عذاب کے مختلف مناظر

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھائے گئے

حدیث نمبر ا:

۲۸۔ امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کرامؓ
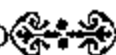
سے اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ایک صبح کو آنجناب ؐ نے ہم سے ارشاد فرمایا: کہ رات کو میرے پاس دو آنے والے آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ چلئے تو میں اُن کے ساتھ چل پڑا۔ وہ مجھے پاک سرزمین پر لے گئے۔ کہ اس سفر کے دوران میں ہم ایک شخص کے پاس پہنچے۔ جو لیٹا ہوا تھا۔ اور دوسرا شخص ایک بھاری پتھر لیے اُس کے پاس کھڑا تھا۔ اور وہ پتھر اُس کے سر پر دے مارتا اور اس کا سر کچل دیتا۔ اور وہ پتھر لڑھکتا ہوا دور چلا جاتا ہے۔ اور وہ شخص پتھر کے پیچھے جا کر اُسے پکڑ لاتا ہے۔ اور اتنے میں اس کا سر پہلے کی طرح سالم ہو جاتا ہے۔ اور وہ پھر اس کے سر کو کچل دیتا ہے۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ یہ دو شخص کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا۔ آپ آگے چلئے۔ تو ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ اور ایک شخص ایک لوہے کا کانٹا لیے کھڑا تھا۔ اور اُس کے ایک طرف آ کر اس کا ایک جبڑا کانٹے سے گردن تک چیر دیتا۔ اور پھر اُس کی ناک کو بھی گردن تک چیر دیتا۔ اور اُس کی آنکھ کو بھی گردن تک چیر دیتا۔ اور پھر دوسری جانب آ کر اسی طرح سے گردن تک اُس کے ان اعضاء کو چیر دیتا۔ جیسے اُس نے پہلی طرف سے انہیں چیرا تھا۔ اور اُتنے میں پہلی جانب درست ہو جاتی۔ اور وہ پھر پہلی جانب آ جاتا اور اُسی طرح سے اُس کے اعضاء کو چیرتا۔ اور جب وہ ایک جانب سے فارغ ہوتا۔ تو دوسری جانب سالم اور درست ہو چکی ہوتی۔ اور وہ مسلسل یہ کام کر رہا تھا۔ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ یہ دونوں کون ہیں؟ تو وہ کہنے لگے۔ آگے چلیں۔ تو ہم ایک (بھڑکتے ہوئے) تنور کے پاس پہنچے۔ جس سے خوفناک آوازیں آ رہی تھیں۔ تو ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا۔ تو اُس میں ننگے مرد اور عورتیں جل رہی تھیں۔ جب آگ کی لپیٹیں اُوپر کو آتیں۔ تو وہ لوگ بھی آگ کے ساتھ اوپر کو اُٹھ جاتے۔ اور جب الاؤ نیچے کو ہوتا۔ تو وہ لوگ بھی آگ کے ساتھ نیچے کو چلے جاتے۔ اور شور و غوغا کرتے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے مجھ سے کہا۔ آگے چلئے۔ تو ہم سرخ رنگ کی خون کی

ایک نہر پر پہنچے۔ تو اس نہر میں ایک شخص تیر رہا تھا۔ اور ایک شخص نہر کے کنارے پر کھڑا تھا۔ اور اُس کے پاس بہت سے پتھر رکھے ہوئے تھے۔ اور جب نہر والا شخص تیرتا ہوا کنارے تک پہنچتا۔ تو وہ پتھروں والا شخص پتھر سے اس کا منہ کھول کر پتھر اس کے منہ میں ڈال دیتا۔ اور جب وہ پھر تیرتا ہوا کنارے کے قریب پہنچتا تو پھر کنارے والا منہ کھول کر پتھر اُس کے منہ میں ڈال دیتا۔ اور اسی طرح سے جب بھی وہ تیرتا ہوا کنارے پر پہنچتا۔ وہ پتھر اُس کے منہ میں ڈال دیتا اور اُسے دور اندر کی طرف دھکیل دیتا۔ میں نے ان سے کہا۔ یہ دو شخص کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھ سے کہا۔ آپ آگے چلیں۔ تو ہم چلتے ہوئے ایک کریہہ المنظر شخص کے پاس پہنچے۔ نہایت ہی بدصورت۔ اس کے پاس آگ بھڑک رہی تھی۔ اور وہ اس کے اردگرد چکر لگا رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے مجھ سے کہا۔ آگے چلیں۔ تو ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے۔ جس میں موسم بہار کے ہر قسم کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ اور اُس باغ کے اندر ایک دراز قد شخص کھڑا تھا۔ کہ اُس کے لمبے قد کی وجہ سے آسمان پر میں اس کا سر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور اُس شخص کے پاس دو لڑکے کھڑے تھے۔ جنہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا آگے چلیے۔ تو ہم چلتے ہوئے۔ ایک بہت بڑے باغ کے پاس پہنچے۔ جس سے بڑا باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ اس سے زیادہ خوبصورت باغ کہیں دیکھنے میں آیا تھا۔ انہوں نے کہا اس باغ کے اوپر تشریف لایئے۔ تو ہم اس باغ کے اوپر چڑھ گئے۔ اور وہاں سے ہم ایک سونے چاندی کی اینٹوں سے بنے ہوئے ایک شہر میں پہنچے۔ ہم نے اس کا دروازہ کھولنے کو کہا۔ تو ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ تو ہم اس شہر کے اندر چلے گئے۔ تو وہاں ہم سے بہت سے آدمیوں نے ملاقات کی۔ جن میں کچھ لوگ تو نہایت ہی حسین وجمیل اور خوبصورت تھے۔ اور کچھ لوگ نہایت ہی بدصورت اور کریہہ المنظر دکھائی دیے۔ ان دونوں نے ان بدصورت لوگوں سے کہا۔ کہ سامنے کی اس نہر میں کود جاؤ۔ اور سامنے نہایت سفید اور شفاف پانی کی نہر بہہ رہی تھی۔ وہ جا کر اُس میں کود گئے

۔اور جب وہ ہمارے پاس واپس آئے۔تو ان کی وہ بدصورتی ختم ہو چکی تھی۔تو ان دونوں نے مجھے بتایا۔کہ یہ جنت عدن ہے۔اور یہ آنجناب کے لیے مخصوص ہے۔تو سامنے ایک محل تھا بادل کی طرح سے سفید اور چمکدار اور انھوں نے کہا۔ یہ محل بھی آپ کا ہے۔

میں نے ان سے کہا۔اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔ٹھہرو! میں ذرا اس کے اندر جاؤں۔تو انہوں نے کہا۔ابھی نہیں۔ہاں آپ اس میں جائیں گے ضرور۔ میں نے ان سے کہا کہ آج رات تو میں نے بہت سے عجائبات ملاحظہ کئے ہیں۔ اور جو میں نے دیکھا ہے۔یہ سب کچھ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ پہلا شخص جس کا سر کچلا جا رہا تھا۔وہ شخص تھا۔جس نے قرآن کریم کو حفظ کر کے چھوڑ دیا تھا۔وہ فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا تھا۔لہٰذا اس کے ساتھ قیامت تک یہی عمل ہوتا رہے گا۔اور وہ شخص جس کے جبڑے۔ناک اور آنکھیں چیری جارہی تھیں۔ یہ وہ شخص تھا۔جو صبح کو گھر سے نکلتا تو جھوٹی باتیں کرتا تھا۔جو ہر طرف پھیل جاتی تھیں۔اس کے ساتھ بھی قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔اور وہ ننگ دھڑنگ مرد عورتیں جو آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔جو تنور کے اندر جل رہی تھیں۔ وہ زناکار مرد اور عورتیں تھیں۔اور وہ شخص جو نہر میں تیر رہا تھا۔اور دوسرا شخص اس کا سر پتھر سے کچلتا تھا۔اور پتھر اس کے منہ میں دیتا تھا۔وہ سود کھانے والا شخص تھا اور وہ بدصورت اور کریہہ المنظر جو آگ بھڑک رہا تھا۔وہ خازن دوزخ تھا۔اور باغ میں وہ لمبا آدمی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔اور وہ لڑکے جو ان کے آس پاس تھے۔ہر وہ لڑکا جو فطرت اسلام پر پیدا ہوا تھا۔اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔کہ مشرکوں کے بچوں کا کیا ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں مشرکوں کی اولاد۔کہ ایک حصہ ان میں خوبصورت اور ایک بدصورت تھا۔اور خوبصورت وہ تھے جنہوں نے کچھ اعمال نیک کیے تھے۔اور کچھ اعمال برے کیے تھے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔اور پھر فرشتے نے آپ سے عرض کیا میں جبرئیل ہوں اور یہ میرے ساتھ میکائیل ہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف اس بات پر پختہ دلیل ہے کہ عالم برزخ میں عذاب کا ہونا برحق ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب بھی وحی الٰہی ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ آپ نے اس خواب شریف میں دیکھا۔ وہ قبر سے قیامت تک کی زندگی کا حال ہے۔ جو مسلسل جاری رہے گا۔

۲۹۔ امام دارقطنی نے اپنی بعض روایات میں یہ الفاظ نقل فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ کہ مجھے آپ الروضہ کے بارے میں بتائیں۔ فرمایا اُس کے اندر جو لڑکے تھے۔ وہ تھے جن پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقرر فرمایا گیا تھا۔ کہ وہ ان کی قیامت تک تربیت فرمائیں۔ میں نے پوچھا۔ وہ شخص جو خون کی نہر میں تیر رہا تھا۔ وہ کون تھا؟ فرمایا: وہ سود خور تھا۔ اور پتھر ہی قیامت تک اس کا کھانا ہوگا۔ جو اُس کے منہ میں ٹھونسا جایا کرے گا۔ اور میں نے پوچھا جس کا سر کچلا جا رہا تھا وہ کون تھا؟ بتایا یہ وہ شخص تھا جس نے قرآن کریم سیکھا اور اُسے بھول گیا۔ اس کو پڑھ کر نہیں دیکھا۔ بلکہ سوتا رہا۔ اب وہ جب بھی سونے کی کوشش کرے گا۔ اس کا سر کچلیں گے۔ اور قیامت تک اُس کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا رہے گا۔

۳۰۔ خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کی کھالیں آگ کی قینچیوں سے کاٹی جا رہی تھیں میں نے پوچھا یہ ان کا کیا حال ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ ان چیزوں سے زینت حاصل کرتے تھے۔ جو ان کے لیے حلال نہیں تھیں اور میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ آب حیات میں غسل کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک اور بُرے ملے جلے عمل کیے تھے۔

مناظر عذاب کی حدیث نمبر ۲:

۳۱۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز فجر

پڑھائی۔نماز مکمل کرنے کے بعد آپؐ نے ہماری طرف توجہ مبذول فرمائی۔اور ارشاد فرمایا: میں نے رات کو دیکھا۔کہ دو فرشتے میرے پاس آئے۔انہوں نے میرے بازو تھامے اور مجھے پہلے آسمان پر لے گئے۔تو میرا گزر ایک فرشتہ کے پاس سے ہوا۔جس کے سامنے ایک آدمی کھڑا تھا۔اور یہ فرشتہ پتھر اس آدمی کی کھوپڑی میں مار رہا تھا۔جس سے اُس آدمی کا دماغ بکھر کر ایک جانب کو گر جاتا۔اور پتھر دوسری جانب لڑھک جاتا۔میں نے پوچھا۔یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا۔چلتے رہیے۔تو میں آگے چل پڑا۔تو میں ایک فرشتہ کے پاس پہنچا۔جس کے سامنے ایک آدمی کھڑا تھا۔اور وہ آدمی لوہے کے ایک کنڈے سے اُس کا دایاں جبڑا چیر رہا تھا۔اور وہ اُسے چیرتا جاتا یہاں تک وہ اُس کے کان تک اُسے چیر دیتا۔اور پھر بایاں جبڑا کان تک چیر دیتا۔اور جب دائیں طرف آتا تو وہ بایاں درست ہو چکا ہوتا۔اور وہ پھر اُسی طرح سے اُسے چیرتا تو وہ دایاں درست ہو چکا ہوتا میں نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے کہا آگے آیئے۔تو ہم آگے چلے تو خون کی ایک نہر پر پہنچے جو ہنڈیا کی طرح جوش کھا رہی تھی۔اس کے اندر ننگے لوگ تھے۔اور نہر کے کنارے پر فرشتے تھے۔ان کے ہاتھوں میں مٹی کے ڈھیلے تھے۔جب کبھی وہ نکلنے کی کوشش کرتے۔وہ ان پر ڈھیلے مارتے۔اور وہ ڈھیلے ان کے منہ پر پڑتے تو وہ نہر کے اندر گھس جاتے۔میں نے پوچھا۔یہ کیا ہو رہا ہے؟ تو انہوں نے کہا آگے چلیے۔تو میں آگے چل پڑا۔کہ اچانک میں ایک سیاہ ٹیلے پر پہنچا۔جس پر دیوانے سے لوگ رو رہے تھے۔اُن کی ڈبروں (چوتڑوں) میں آگ پھونکی جاتی۔جو ان کے نتھنوں سے نکل جاتی۔اور آنکھوں اور کانوں سے نکلنے لگتی۔میں نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے۔انہوں نے کہا آگے تشریف لے چلیے۔تو میں چل پڑا۔تو ایک آگ تھی تہ بہ تہ جس پر ایک فرشتہ مقرر تھا۔اُس آگ سے جو کوئی بھی نکلتا۔اُسے واپس آگ میں دھکیل دیتا۔میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا۔آگے چلیے۔تو میں آگے چل پڑا۔تو میں ایک باغ میں پہنچا۔اور اُس باغ میں ایک نہایت ہی

خوبصورت بزرگ موجود تھے۔ اور اُن کے آس پاس لڑکے تھے۔ اور وہاں پر ایک درخت تھا۔ جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح چوڑے تھے۔ اور میں جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اس درخت پر چڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ میں ایسے مکانوں کے پاس پہنچا۔ جن سے بڑھ کر خوبصورت اور نہیں ہوں گے۔ یہ جوف دار موتی سے بنے ہوئے تھے۔ اور سبز رنگ کے زمرد اور سرخ یاقوت کے تھے۔

میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آپ آگے چلیں۔ تو میں آگے کو چل پڑا۔ تو میں ایک نہر پر پہنچا۔ جس پر سونے اور چاندی کے دو پل تھے۔ اور نہر کے دونوں کناروں پر خوبصورت مکانات بنے ہوئے تھے جن سے زیادہ خوبصورت عمارتیں نہیں ہوسکتیں۔ اور یہ مکانات جوفدار موتیوں اور سبز رنگ کے زمرد سے تیار ہوئے تھے۔ اور سرخ یاقوت ان کی تعمیر میں استعمال ہوا تھا۔ اور اُن میں دو دو پیالے اور صراحیاں رکھی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا۔ اُتر یے۔ میں وہاں پر اتر پڑا۔ اور ایک برتن میں ہاتھ ڈالا۔ اور سیر ہو کر اس میں سے پی لیا۔ تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے زیادہ نرم تھا۔ اب فرشتہ نے بتایا کہ وہ شخص جو دوسرے شخص کا سر کچل رہا تھا۔ اور اُس کی کھوپڑی پر مارتا تھا۔ اور پتھر ایک جانب لڑھک جاتا تھا۔ یہ وہ ان لوگوں کی کیفیت تھی جو نماز عشاء کو چھوڑ کر سو جاتے تھے۔ اور بے وقت نمازیں ادا کرتے تھے۔ اب انہیں پیٹتے رہیں گے دوزخ میں جانے تک۔

اور وہ جو ڈھیلے والے کو آپ ؐ نے ملاحظہ فرمایا: یہ وہ لوگ تھے۔ جو لوگوں کے درمیان لگائی بجھائی کرتے تھے۔ اور چغلیاں کھاتے تھے۔ اور اس طرح سے فساد پھیلاتے تھے۔ انہیں اسی طرح سے عذاب ہوتا رہے گا۔ اور وہ ننگ دھڑنگ مرد و عورتیں جو دیکھنے میں آئیں۔ وہ زناکار لوگ تھے۔ جن کی شرمگاہوں سے بدبو آرہی تھی۔ اور انہیں دوزخ میں جانے تک اسی طرح عذاب ہوتا رہے گا۔ اور وہ اوندھے منہ پڑے ہوئے قوم لوط کا سا عمل کرنے والے فاعل

اور مقتول تھے۔ جو جہنم میں جانے تک عذاب میں مبتلا رہیں گے۔ اور وہ تہ بہ تہ آگ جہنم تھی۔ اور وہ باغ جنت الماوٰی تھا۔ اور وہ بزرگ جو آپؐ نے دیکھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ اور اُن کے اردگرد بچے مسلمانوں کے تھے۔ اور وہ درخت جس کا بیان ہوا۔ وہ سدرۃ المنتہیٰ تھا۔ اور وہ عمارتیں جو نہر کے دونوں کناروں پر تعمیر ہوئی تھیں۔ علیین میں رہنے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کی تھیں۔ اور وہ نہر حوض کوثر تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے اور حوض کوثر کے کنارے خوبصورت عمارتیں اہل بیت کی ہیں۔

۳۲۔ امام بیہقی نے الدلائل میں حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث اسریٰ کے سلسلے میں ارشاد فرمایا: میں تھوڑی دیر چلا تھا۔ کہ میں نے دسترخوان دیکھے جن میں اعلیٰ قسم کے گوشت موجود تھے۔ اور اُن کے پاس کوئی نہیں تھا۔ اور پھر میں نے ایسے دسترخوان دیکھے جن میں نہایت بدبودار گوشت رکھے تھے۔ اور اُن میں سے کچھ لوگ کھا رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا۔ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں۔ جو حلال کو چھوڑ کر حرام کھاتے تھے۔ پھر میں تھوڑی دیر اور چلا ہوں گا۔ تو میں ایسے لوگوں کے پاس پہنچا۔ جن کے کوٹھڑیوں کی طرح سے بڑے بڑے پیٹ تھے۔ جب کوئی ان میں سے اُٹھنے کی کوشش کرتا۔ تو نیچے گر پڑتا۔ تو کہتا۔ اے اللہ! قیامت قائم نہ ہو۔ اور وہ لوگ فرعونیوں کے راستہ پر چلتے رہے تھے۔ تو ایک قوم گزرتی اور انہیں اپنے پیروں کے تلے روندتی ہوئی گزر جاتی۔ اور میں نے سنا کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑا کو فریاد کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے بتایا۔ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں۔ جو سود کھاتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر چلتا رہا۔ تو میں نے ایسے لوگ دیکھے۔ جن کے ہونٹ اُونٹوں کے ہونٹوں کی طرح بڑے بڑے تھے۔ اور اُن کے منہ کھول کر ان میں آگ کے انگارے بھرے جا رہے تھے۔ جو ان کے پیچھے سے نکل جاتے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا۔ کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو ظلم سے

یتیموں کا مال کھا جاتے تھے۔ پھر تھوڑی دیر چلا ہوں گا۔ کہ میں نے کچھ عورتوں کو دیکھا۔ جو اپنے پستانوں کے بل لٹکی ہوئی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا۔ کہ یہ زنا کار عورتیں ہیں۔ میں پھر تھوڑی دیر چلا۔ تو ایسے لوگوں کے پاس پہنچا۔ جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جا رہا تھا۔ اور پھر وہ گوشت انہیں کھلایا جا رہا تھا۔ اور ان سے کہا جا رہا تھا۔ کہ اب کھاؤ۔ جیسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ لوگوں کی غیبت اور نکتہ چینی کرنے والے لوگ ہیں۔

۳۳۔ ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ یہ بھی حدیث اسرار کے سلسلہ میں ہی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے۔ جب اُن کا سر کچل دیا جاتا۔ وہ پھر سے سالم ہو جاتا۔ اور یہ سلسلہ کبھی ختم نہ ہوتا۔ پوچھا۔ جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہا، یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے سر نماز کی ادائیگی سے بوجھل رہتے تھے۔ اور پھر آپ ایسی قوم پر سے گزرے۔ جن کے آگے پیچھے شرمگاہوں پر دھجیاں لپٹی ہوئی تھیں۔ اور وہ اونٹوں اور بکریوں کی طرح جہنم میں چر رہے تھے۔ اور کانٹے دار جھاڑیاں اور تھوہر اور جہنم کے پتھر روڑے کھا رہے تھے۔ آپ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جبریل نے بتایا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔

پھر آپ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے۔ جن کے سامنے ہنڈیا میں گوشت پکا ہوا رکھا تھا۔ جو نہایت بدبودار تھا۔ اور وہ یہی نجس اور بدبودار گوشت کھا رہے تھے۔ اور تازہ خوشبودار گوشت چھوڑ رہے تھے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ بتایا کہ وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی حلال بیوی کو چھوڑ کر خبیث عورت کے پاس جاتے تھے۔ اور اُس کے پاس رات گزارتے تھے۔ پھر آپ ایک ایسے شخص کے پاس آئے۔ جس نے ایک بڑا گٹھڑ جمع کر رکھا تھا۔ جو اُس سے اٹھایا نہیں جا رہا تھا۔ اور وہ اُس گٹھڑ میں اور اضافہ کر رہا تھا۔ آپ نے استفسار فرمایا: یہ کون شخص ہے؟ جبریل

نے بتایا۔ یہ وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں جمع ہوتی تھیں۔ اور وہ اُسے ادا نہیں کرتا تھا۔ اور پھر اور بھی اپنے پاس امانتیں رکھ لیتا تھا۔ پھر آپ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے۔ جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے اور جب اُنہیں کاٹ دیا جاتا وہ پھر سے سالم درست ہو جاتے۔ اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا۔ استفسار فرمایا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا یہ فتنہ پھیلانے والے خطیب اور مقرر ہیں۔

۳۴۔ ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے اوپر لے جایا گیا۔ تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے۔ اور وہ اپنے ہی چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ جبریل نے بتایا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو لوگوں کے گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور اُن کی عزتوں کے درپے ہوتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والے کی سزا

۳۵۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جو شخص اس دنیا سے میرے کسی صحابی کو گالیاں دیتے ہوئے چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ اُس کے اوپر ایک ایسا جانور مسلط فرمائے گا۔ جو اُس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھائے گا۔ جس کی تکلیف اُسے قیامت تک ہوتی رہے گی۔

مناظر عذاب کی حدیث نمبر ۳:

۳۶۔ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، طبرانی نے اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فجر کی نماز کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اور وہ سچا خواب ہے۔

اُسے سمجھ لو کہ میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے پیچھے آنے کو کہا۔ اور مجھے ایک طویل و عریض پہاڑ پر لے آیا۔ اور مجھ سے کہا۔ اس پر چڑھو میں نے کہا۔ میں نہیں چڑھ سکتا۔ تو اس نے کہا۔ میں تمہیں چڑھنا آسان کر دوں گا۔ اور پھر میں نے قدم اُٹھایا اور اُسے سیڑھی کے پایہ پر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ ہم پہاڑ کے اُوپر پہنچ گئے۔ پھر ہم آگے چلنے لگے۔ پھر ہم ایسے مردوں اور عورتوں کے پاس پہنچے جن کے جبڑے چیرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے بتایا یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے۔

پھر ہم آگے چل پڑے۔ اور ہم ایسے مردوں اور عورتوں کے پاس پہنچے۔ جن کی آنکھوں اور کانوں میں پگھلایا ہوا سیسہ ڈالا جا رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے بتایا۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو آنکھوں کو وہ دکھاتے تھے جو نہیں دیکھنا چاہیے۔ اور کانوں کو وہ سناتے تھے۔ جو نہیں سننا چاہیے۔ پھر ہم آگے چل پڑے۔ تو ہم نے ایسی عورتیں دیکھیں۔ جو سرینوں کے بل اُلٹی لٹکی ہوئی تھیں۔ اور اُن کے سر نیچے کو ہو رہے تھے۔ اور اُن کے پستانوں کو سانپ نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ عورتیں کون ہیں؟ بتایا کہ یہ وہ عورتیں ہیں۔ جو اپنے بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ اور پھر چلتے ہوئے ایسے مردوں اور عورتوں کے پاس پہنچے۔ جن کے سرین اوپر اور سر نیچے کو لٹکے ہوئے تھے۔ جو کیچڑ کو چاٹ رہے تھے۔ میں نے سوال کیا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں؟ جو روزہ رکھتے تھے۔ اور وقت سے پہلے افطار کر لیتے تھے۔ اور پھر ہم چلتے چلتے ایسے مردوں اور عورتوں کے قریب پہنچے۔ جو نہایت بدمنظر بدلباس۔ نہایت بدبودار تھے جیسے بیت الخلاؤں سے بدبو کے بھبھوکے اُٹھ رہے ہوں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔ ہم پھر چل پڑے اور ایک جگہ پہنچے جہاں مردوں کی لاشیں پھولی اور بدبودار پڑی تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ بتایا کہ یہ کافروں کی میتیں ہیں۔ ہم پھر چل پڑے۔ اور ہم دیکھا کہ کچھ لوگ درخت کے سایہ تلے رکھے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اُس نے

بتایا یہ مسلمان لوگوں کی جنتیں ہیں۔ اور پھر ہم چلتے چلتے۔ کچھ لڑکوں اور لڑکیوں کے پاس پہنچے۔ جو دو شہروں کے درمیان کھیل کود رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اُس نے بتایا۔ یہ مسلمانوں کی چھوٹی اولاد ہے۔ پھر ہم چل کر ایسے مردوں کے پاس پہنچے۔ جن کے چہرے نہایت ہی خوبصورت تھے۔ اور اُن کے لباس بھی بہت خوبصورت تھے۔ اور اُن سے نہایت عمدہ خوشبو آرہی تھی۔ اور ان کے چہرے ریشم کی طرح ملائم تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اُس نے بتایا یہ صدیقین، شہدا اور نیک لوگ ہیں۔

لواطت کرنے والا قوم لوگ کی طرف لیجایا جائے گا

حدیث نمبر ا:

۳۷۔ دیلمی نے الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ فرمان رسول گرامی ہے۔ میری امت میں سے جو کوئی فوت ہوا اور وہ قوم لوط کا سا عمل کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اُسے قوم لوط کی طرف ہی لے جائے گا۔ اور انہی کے ساتھ اُس کا حشر ہوگا۔

حدیث نمبر ۲:

۳۸۔ ابن عساکر نے تاریخ میں اپنی سند سے حضرت عمرو بن اسلم الدمشقی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سرحد پر ایک شخص فوت ہوگیا اور اُسے دفن کردیا گیا اور کسی وجہ سے اس کی دوبارہ قبر کھودی گئی۔ تو لحد کی اینٹیں اپنی جگہ اپنی اصلی حالت میں موجود تھیں۔ لیکن اس کا جسم قبر میں موجود نہیں تھا۔ تو اس بارے میں حضرت وکیع سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے ایک حدیث شریف سنی ہے کہ جو شخص مرگیا۔ اور وہ قوم لوط کا عمل کرتا تھا۔ تو اُسے قبر سے قوم لوط کے پاس لے جاتے ہیں اور روز قیامت انہیں کے ساتھ اُٹھے گا۔

۳۹۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص مرتا ہے۔ اور زنا کار ہوتا ہے۔ یا شراب خوار ہوتا ہے۔ یا اس طرح کا

کوئی عمل کرتا ہوتا ہے۔ تو قبر میں اس پر دو سانپ مقرر کر دیے جاتے ہیں۔ جو اُسے اس کی قبر میں نوچتے رہیں گے۔

۴۰۔ ابن عساکر نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر قدریہ فرقے کا یا مرجیہ فرقے کا کوئی شخص دفن کرنے کے تین دن بعد قبر کھود کر دیکھا جائے تو اس کا منہ قبلہ رُخ نہیں ہوگا۔

ایک شرابی اور والدہ کے نافرمان کا واقعہ

۴۱۔ الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت العوام بن حوشب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کسی محلے میں گیا۔ جس کے پاس ایک قبرستان تھا۔ جب عصر کے بعد کا وقت ہوا۔ تو ایک قبر پھٹی۔ اور اُس میں سے ایک آدمی نکلا۔ جس کا سر گدھے جیسا تھا۔ اور اُس کا باقی دھڑ عام انسان کی طرح تھا۔ وہ تین دفعہ جھنجنایا۔ اور قبر کے اندر چلا گیا۔ میں نے اس شخص کے بارے میں وہاں کے لوگوں سے پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ شخص شراب پیا کرتا تھا۔ جب وہ شام کو گھر آتا۔ تو اس کی ماں اُس سے کہتی۔ بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تو وہ ماں سے کہتا۔ کہ تو ہمیشہ سے گدھے کی طرح ہنہناتی رہتی ہے۔ تو وہ عصر کے بعد فوت ہوا تھا۔ تو اب روزانہ عصر کے بعد اُس کی قبر شق (پھٹ جاتی) ہے۔ اور وہ تین بار گدھے کی طرح جھنجنا کر واپس قبر میں چلا جاتا ہے۔ اور قبر بند ہو جاتی ہے۔

فخریہ لباس پہن کر اکڑ کر چلنے والے کا انجام

۴۲۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت مرثد بن حوشب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں یوسف بن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور اُن کے پہلو میں ایک آدمی موجود تھا۔ اور اُسکے چہرے کا ایک رُخ لوہے کی پلیٹ کی طرح سے تھا۔ تو جناب یوسف نے اُس آدمی سے کہا۔ کہ جو تم نے دیکھا تھا وہ مرثد کے سامنے بیان

کرو۔ تو اُس نے بتایا۔ کہ میں نے رات کے وقت ایک آدمی کے لیے قبر کھودی۔ اور جب اُسے دفن کیا گیا۔ اور اُس پر مٹی ڈال کر فارغ ہو گئے۔ تو اس قبر پر اونٹ کی جسامت کے دو سفید رنگ کے پرندے آئے۔ ایک اُس کے سر کی جانب آ کر گرا۔ اور دوسرا پیروں کی طرف۔ اور پھر انہوں نے قبر کھود ڈالی اور قبر کے اندر ہاتھ ڈال دیا۔ اور دوسرا کنارے پر کھڑا رہا۔ اور میں بھی قبر کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ اور دیکھنے لگا۔ میں نے سنا کہ ایک پرندہ کہہ رہا تھا۔ کیا تو وہی نہیں ہے۔ جو بڑے شان و شوکت کا لباس پہن کر بڑے طمطراق سے اکڑتا ہوا اپنے سسرال جایا کرتا تھا؟ تو وہ کہنے لگا۔ میں تو مسکین آدمی تھا۔ ایسا کہاں کر سکتا تھا۔ تو اُس نے اُسے ایسی مار ماری۔ کہ اُس کی قبر چربی اور پانی سے بھر گئی۔ اور پھر اُس نے اُس سے وہی سوال دہرایا۔ اور اُس کے انکار پر وہی مار ماری۔ اور تین مرتبہ اس کی خوب ٹھکائی کی۔ اور پھر اُس نے سر اٹھا کر میری جانب دیکھا۔ اور کہنے لگا۔ دیکھو یہ بدنصیب کرموں مارا یہاں بیٹھا کیا دیکھ رہا ہے۔ اور ضرب میرے چہرے کے ایک بھی ماردی۔ اور میں وہیں گر گیا۔ اور رات بھر وہیں پڑا رہا۔ پھر میرا یہ حال ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

اور اسی طرح سے ایک روایت ابوالجریش نے اپنی ماں سے سن کر بیان کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب ابو جعفر نے کوفہ کے گرد خندق کھدوائی۔ تو بہت سے لوگوں نے قبر سے اپنے مردوں کو دوسری جگہ منتقل کیا۔ تو ایک نوجوان کو لوگوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ پر کاٹنے کے نشان تھے۔

صحابہ کرام کو گالیاں دینے والے کا عبرتناک انجام

۴۳۔ ابو اسحاق فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لیے بلوایا گیا۔ جب میں نے میت کے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ ایک سانپ اُس کے گلے میں لپٹا ہوا ہے۔ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ بدنصیب شخص حضرات صحابہ کرامؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔

سنت کے خلاف عمل کرنے والوں کا رُخ قبر میں قبلہ سے پھیر دیا جاتا ہے

۴۴۔ ابو اسحاق نے حضرت فزاری سے روایت کی ہے۔ کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا۔ اور اُس نے بتایا کہ میں قبریں کھودا کرتا تھا۔ اور میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا۔ کہ اُن کا چہرہ قبلہ کے رخ سے ہٹ گیا ہے۔ تو اس نے امام اوزاعی سے فتویٰ پوچھا۔ تو انہوں نے جواب میں لکھا۔ کہ یہ وہ لوگ تھے جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف عمل کرتے تھے۔

مختلف لوگوں کے عذاب قبر کے مختلف اور ہیبت ناک مناظر

۴۵۔ عبدالمومن بن عبداللہ بن عیسیٰ القسی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ایک کفن چور جس نے توبہ کرلی تھی۔ اُس سے پوچھا گیا۔ کفن چوری کرنے کے دوران میں تم نے کوئی عجیب بات دیکھی۔ اس نے بتایا۔ کہ میں نے ایک آدمی کا کفن چرانے کے لیے قبر کھودی۔ تو اس کے تمام جسم پر کیلیں ٹھونک دی گئی تھیں۔ اور ایک بڑی کیل اُس کے سر پر ٹھونکی گئی تھی۔ اور ایک ایک اس کے پیروں میں ٹھکی ہوئی تھی۔ ایک دوسرے کفن چور سے پوچھا گیا۔ تو اُس نے بتایا۔ کہ ایک آدمی کی کھوپڑی میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا گیا تھا۔

۴۶۔ حضرت مفضل بن یوسف سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک سے فرمایا۔ اے مسلمہ! تمہارے باپ کو کس نے دفن کیا تھا؟ اس نے بتایا میرے فلاں غلام نے۔ پھر پوچھا۔ ولید کو کس نے دفن کیا تھا۔ اس نے بتایا میرے فلاں غلام نے اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اُس نے مجھے کیا بتایا تھا۔ اُس نے بتایا تھا۔ جب آپ کے والد اور ولید کو دفن کیا گیا۔ اور انہیں ان کی قبروں میں رکھا گیا۔ اور کفن کی گرہ کھولنے لگے۔ تو اُن کے چہرے پیچھے کی طرف کو مڑ گئے تھے۔

۴۷۔ یزید بن مہلب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے

فرمایا: اے یزید! جب ولید کو اس کی قبر میں رکھا گیا۔ تو اس کا جسم کفن کے اندر پھڑ پھڑا رہا تھا۔

۴۸۔ عمرو بن میمون سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے عمر بن عبدالعزیزؒ سے سنا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں ولید بن عبدالملک کی تدفین کے موقعہ پر موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ اُس کے گھٹنے گردن کے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس سے عبرت حاصل کی۔

گندم میں بھوسی وغیرہ ملا کر بیچنے والے کا خوفناک انجام

۴۹۔ ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبدالحمید بن محمود المغولی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو کچھ لوگ اُن کے پاس آئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ ہم حج کرنے گئے تھے۔ اور ہمارے ساتھ ہمارا سردار بھی شامل تھا۔ جب ہم صفاح کے مقام پر پہنچے تو وہ فوت ہوگیا۔ ہم نے اس کو غسل کفن دے کر اُسے تیار کیا۔ اور اُس کے لیے قبر کھودی اور بغلی تیار کی۔ اور جب ہم اُسے دفن کرنے لگے۔ تو دیکھا کہ سیاہ ناگ نے اُس کی قبر پر قبضہ جما رکھا ہے۔ تو ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی۔ تو پھنیر وہاں بھی موجود تھا۔ اب ہم آپ کے پاس پوچھنے آئے ہیں۔ کہ کیا کریں؟ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: یہ لوگوں کے ساتھ دھوکہ کرنے والا تھا۔ اور امام بیہقی کے الفاظ ہیں۔ کہ یہ اُس کا عمل ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ جاؤ۔ اُسے کسی ایک قبر میں دفن کر دو۔ اور فرمایا۔ قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم پوری زمین میں جہاں بھی اُس کی قبر کھودو گے۔ اُس سانپ کو وہاں موجود پاؤ گے۔ تو ہم نے جا کر اُسے کسی ایک قبر میں دفن کر دیا۔ جب ہم واپس پہنچے تو اس سے اُس کے بارے میں پوچھا۔ کہ تیرا شوہر کیا عمل کیا کرتا تھا۔ تو اس نے بتایا: وہ غلہ فروخت کرتا تھا۔ اور فروخت کرنے سے پہلے وہ کچھ حصہ اپنے بال بچوں کے لیے نکال کر باقی میں

غلے کا کوڑا کرکٹ ڈال دیتا۔

کاروبار میں اپنے شریک مالدار کو قتل کر کے اس کے مال پر قبضہ والے کا خوفناک انجام

۵۰۔ لالکائی نے حضرت صدقہ بن خالد سے اور انہوں نے دمشق کے کسی بزرگ سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم حج کرنے گئے۔ اور راستہ میں ہمارے سردار کی وفات ہوگئی۔ اور ہم نے بیلچہ عاریتاً لے کر قبر کھودی اور اُسے اس میں دفن کردیا۔ اور وہ بیلچہ قبر میں بھول آئے۔ اور بیلچہ حاصل کرنے کے لیے جب ہم نے اُس کی قبر کو دوبارہ کھودا۔ تو اس کو دیکھا کہ اس کی گردن، دونوں ہاتھ اور دونوں پیر۔ بیلچہ کے کڑے میں پھنسے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے اُس کی قبر پر مٹی ڈال دی۔ اور بیلچہ والوں کو بیلچہ کی قیمت ادا کردی۔ اور واپس آ کر ہم نے اس کی بیوی سے پوچھا۔ کہ تمہارے شوہر کا زندگی میں کیا وطیرہ تھا۔ اُس نے بتایا کہ ایک مال دار آدمی نے اس کے ساتھ کاروبار میں شرکت کی۔ اور اُس کا مال لے کر اس مال کے مالک کو قتل کردیا۔ اور مال کا مالک بن بیٹھا۔ اور اب اُسی مال سے حج کرنے جارہا تھا۔

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے کا عبرتناک انجام

حدیث نمبر ۱:

۵۱۔ ابن عساکر نے حضرت اعمش سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس پاخانہ کردیا۔ تو وہ پاگل ہوگیا۔ وہ کتوں کی طرح بھونکتا رہتا تھا۔ اور جب وہ مرگیا تو اس کی قبر سے بھی گاہے گاہے کتوں کے سے بھونکنے کی آوازیں آتی رہتی تھیں۔

حدیث نمبر ۲:

۵۲۔ یزید بن ابی زیاد اور عمارہ بن عمیر سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب عبید اللہ

بن زیاد قتل ہوا تو اُس کا سر اور اُس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے۔ اور قبر میں ڈالے گئے۔ تو ایک بڑا سانپ (اژدھا) آیا۔ جسے دیکھتے ہی لوگ گھبرا کر اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ وہ سانپ سروں میں گھسا اور پہلے وہ عبید اللہ کے نتھنے میں گھسا اور منہ کے راستے سے باہر نکل آیا۔ اور پھر منہ میں گھسا اور نتھنے کی طرف سے باہر نکل آیا۔ اور ایسا اُس اژدھا نے کئی بار کیا۔ اور پھر یہی معاملہ اژدھا نے دوسرے سروں کے ساتھ کیا۔ اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ سانپ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔

۵۳۔ امام ترمذی نے یہ حدیث شریف اپنی جامع میں اور طبرانی نے بھی حضرت عمارہ کے واسطے سے درج کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح اور حسن ہے۔

حدیث نمبر ۳:

۵۴۔ ابن عساکر نے محمد بن سعید سے نقل کیا ہے۔ کہ مسلم بن عقبہ المری مدینہ منورہ آیا۔ اور یزید کی بیعت کے لیے لوگوں کو بلایا۔ اور کہنے لگا تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور نافرمانی میں غلام محض ہو۔ لوگوں نے آ کر بیعت کرنا شروع کر دی۔ لیکن ایک قریشی نوجوان جس کی ماں آزاد کردہ باندی تھیں اُس نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔ تو مسلم نے اُسے قتل کر دیا۔ تو اس نوجوان کی ماں نے قسم کھائی کہ اگر یہ مسلم کبھی زندہ یا مردہ میرے ہاتھ لگ گیا۔ تو میں اُسے آگ میں جلاؤں گی۔ جب مسلم مدینہ سے نکلا۔ تو بیماری کی وجہ سے راستہ میں ہی مر گیا۔ تو اُس قریشی نوجوان کی والدہ اپنے چند غلاموں کو ہمراہ لے کر اُس کی قبر پر آئی۔ اور اُس کی قبر کو کھودنے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے اُس کی لاش کو دیکھا۔ تو انہیں ایک بڑے سانپ کو اس کی گردن میں لپٹا ہوا دکھائی دیا۔ جس نے اس کی ناک کو دبوچ رکھا تھا اور اُسے چوس رہا تھا۔ تو یہ لوگ گھبرا کر وہاں سے واپس آ گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قاتل کا نہایت ہی عبرت انگیز انجام

۵۵۔ تمام بن محمد الرازی نے کتاب الرھبان میں اور ابن عساکر نے بھی تمام الحافظ

کے واسطہ سے ابوعلی محمد بن ہارون الانصاری سے انہوں نے عصمہ بن ابی عصمہ البخاری سے انہوں نے احمد بن عمار بن خالد التمار سے انہوں نے عصمہ العباوانی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں کسی صحرا میں سے گزر رہا تھا۔ کہ مجھے ایک گرجا دکھائی دیا۔ اُس گرجے میں ایک خاص عبادت گاہ تھی۔ اُس عبادت گاہ میں ایک راہب موجود تھا۔ میں اُس کے پاس ٹھہرا۔ تو میں نے اس سے کہا۔ کہ اس مقام پر رہتے ہوئے آپ کو کوئی عجیب واقعہ پیش آیا ہے؟ تو بیان فرمائیں۔ تو اُس نے بتایا کہ ایک دن میں سفید رنگ کے شتر مرغ کی طرح کا ایک پرندہ دیکھا۔ کہ ایک بڑے پتھر پر آ کر بیٹھا۔ اور اُس نے قے کی تو اس میں سے ایک سر نیچے گرا۔ پھر ایک پنڈلی نیچے گری۔ اور جب بھی وہ قے کرتا۔ ایک جسمانی عضو اُس کی قے میں نکلتا۔ اور پھر جسمانی اعضاء کا اوپر تلے ڈھیر لگ گیا۔ اور پھر وہ اعضا آپس میں مل گئے اور ایک لحہ میں ایک انسان اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ جب وہ آدمی اُٹھنے کی کوشش کرتا۔ تو وہ پرندہ اپنی ٹھونگ سے اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ اور اُسے نگل جاتا۔ اور پھر قے کر دیتا۔ اور اسی طرح سے کئی دن مسلسل کرتا رہا۔ اور میں حیران ہوتا رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت پر میرا یقین کامل ہو گیا۔ اور یہ کہ مرنے کے بعد بھی ان جسموں کو پھر سے زندہ ہونا ہے۔ ایک دن میں نے اُس کی طرف رخ کر کے کہا۔ اے پرندے! میں اس ذات کا حق کے واسطے سے جس نے تجھے پیدا کیا ہے یہ سوال کرتا ہوں۔ کہ ذرا اسے چھوڑ کر مجھے اس کے بارے میں کچھ بتا۔ تو پرندے نے خالص عربی زبان میں جواب دیا۔ میرا رب بادشاہ ہے۔ اور اُسے ہی بقا ہے۔ ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ اور وہ ذات باقی رہے گی۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ اس کے جسم پر مقرر ہوں۔ کیونکہ اس نے گناہ کیے ہیں۔ تو میں نے اُس آدمی سے کہا۔ اے اپنی جان کا برا کرنے والے! بتا تیرا ماجرا کیا ہے؟ اور تو کون ہے؟ تو اس نے کہا۔ میرا نام عبدالرحمٰن بن ملجم ہے۔ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قاتل ہوں۔ میں نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کیا۔ اور مرنے کے بعد میری روح اللہ

رب العزۃ کے روبرو پہنچی۔ تو مجھے ایک پروانہ دیا گیا۔ جس میں میرا کیا دھرا سب لکھا ہوا تھا۔ جب سے میں پیدا ہوا۔ اور زندگی کے اعمال اور حضرت علیؓ کا قتل سب کچھ موجود تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس فرشتہ کو حکم دیا۔ کہ اسے یہ عذاب قیامت تک دیتے رہو۔ اور اب وہ میرے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے۔ جو تم دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ شخص خاموش ہو گیا۔ اور اُس پرندے نے اپنی چونچ سے اُس کے جسم کو پرزے پرزے کر دیا اور اُسے نگلنے لگا اور پھر اُسے اُٹھا لے گیا۔ اس میں ایک راوی متہم ہے۔

۵۶۔ حضرت ابن رجب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حکایت کسی اور ذریعہ سے بھی پہنچی ہے اسے ابن النجار نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔ اور بالکل اسی طرح سے واقعہ بیان کیا ہے۔ اور اس کی سند طویل ہے۔

۵۷۔ یہ روایت ابو عبداللہ محمد الرازی نے السداسیات میں بیان کی ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس ایک عرب بزرگ تشریف لائے۔ اور انہوں نے بتایا کہ میں یوسف بن ابی الفیاح کی ہمراہی میں اُس راہب سے ملا۔ تو انہوں نے بھی اسی طرح کا واقعہ کا بیان کیا۔

قاتل کا عبرتناک واقعہ

۵۸۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ" میں عبداللہ بن دینار کے حوالے سے ابو ایوب الیمانی سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنی قوم کے ایک فرد سے جن کا نام عبداللہ تھا سے روایت کی کہ انہوں نے بتایا۔ کہ ہم لوگ سمندر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اور وہ سمندر میں کئی دن تک تاریکی میں سفر کرتے رہے۔ اور کئی دن بعد یہ اندھیرا دُور ہوا۔ اور پھر وہ ایک آبادی کے پاس پہنچے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں کہیں پانی کی تلاش میں نکلا۔ تو لوگوں کے گھروں کے دروازے بند تھے۔ اور ہوا انہیں کھٹکھٹا رہی تھی۔ میں نے بھی لوگوں کو آوازیں دیں لیکن کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کہ اسی دوران میں دو سوار آئے جن کے نیچے دو سفید پالان تھے۔ وہ مجھے کہنے لگے۔ عبداللہ! اس گلی میں جاؤ۔ تم پانی کے

ایک حوض پر پہنچو گے وہاں سے پانی لے لو۔ اور وہاں جو کچھ تم دیکھو۔ اس سے تم دہشت زدہ نہیں ہونا۔ اور میں نے ان سے ان کے گھروں کے بارے میں پوچھا ۔ جنہیں وہ کھنکھٹا رہی تھی ۔ کہ ان کا کیا قصہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ ان ویران گھروں میں مردوں کی روحیں رہتی ہیں۔ میں وہاں سے نکل کر حوض پر آیا۔ وہاں پر میں نے ایک آدمی کو سر کے بل لٹکے ہوئے دیکھا۔ وہ پانی کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا۔ لیکن اُس کا ہاتھ پانی تک نہیں پہنچ پاتا تھا۔ اُس نے مجھے دیکھ کر فریاد کی ۔ اور کہا۔ عبداللہ مجھے پانی پلاؤ۔ میں نے اپنا کیا اپنے سامنے دیکھ لیا ہے۔ میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس سے پوچھا۔ بتاؤ تم کون ہو؟ اُس نے بتایا۔ میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل ہوں ۔ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے زمین پر پہلا خون بہایا تھا۔

۵۹۔ ابونعیم نے وہب بن عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم کے واسطہ سے روایت کی ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ ہمارا جہاز ٹوٹ گیا۔ اور ایک لکڑی کے ذریعہ سے ایک جزیرے پر آ پہنچے۔ وہ اُس جزیرے پر گھوم رہے تھے ۔ کہ وہ ایک ندی پر پہنچے ۔ جس کے اوپر ایک شخص اوندھا لٹکا ہوا تھا۔ اور اُس کے اور پانی کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ اور دونوں پاؤں بندھے ہونے کی وجہ سے وہ پانی تک نہیں پہنچ پارہا تھا۔ تو اس نے مجھے آواز دی۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ مجھے پانی پلا دو۔ میں نے اُس سے پوچھا۔ تمہیں یہ کیا ہوا ہے۔ تو اس نے بتایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں ۔ اور میں وہی ہوں جس نے ظلم وزیادتی سے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ جب سے میں نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے یہ عذاب دے رہا ہے۔ کیونکہ میں وہ پہلا شخص ہوں۔ جس نے قتل کی بنیاد رکھی ہے۔

ایک بے دین کا واقعہ

۶۰۔ حافظ ابو محمد الخلال نے کتاب کرامات الاولیاء میں اپنی سند سے عارم کے بھائی

جناب اشعث سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے عبداللہ بن ہاشم نے بتایا کہ میں ایک میت کو غسل دینے گیا۔ جب میں نے اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا۔ تو اُس کی گردن میں ایک سیاہ سانپ لپٹا ہوا تھا۔ میں نے سانپ سے کہا۔ تو نے اسے قابو کر رکھا ہے۔ اور ہمارا طریقہ میت کو غسل دینے کا ہے۔ اگر تم ایک طرف کو ہٹ جاؤ۔ تو ہم اسے غسل دے کر اس کی اصل جگہ پر پہنچادیں۔ تو وہ سانپ وہاں سے ہٹ کر گھر کے ایک کونے میں چلا گیا۔ جب میں نے اُسے غسل دے لیا۔ تو سانپ اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ راوی کہتے ہیں۔ کہ یہ شخص لادینی میں مشہور تھا۔

ایک اور عبرتناک واقعہ

۱۷۱۔ علامہ ابن جوزی نے "عیون الحکایات" میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن یوسف الفریابی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوسنان سے سنا۔ اور آپ ایک نیک انسان تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ میں ایک شخص کی موت کے بعد اُس کے بھائی سے تعزیت کرنے گیا۔ تو وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ اور اُس نے بتایا۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ اس کی وجہ سے گھبرایا ہوا ہوں۔ جب میں نے اپنے بھائی کو دفن کیا۔ اور اُس کی قبر پر مٹی ڈال دی۔ تو قبر کے اندر سے آواز آئی۔ ہائے ہائے، تو میں نے کہا۔ واللہ یہ میرے بھائی کی آواز ہے۔ تو میں قبر کو سے مٹی ہٹانے لگا۔ تو مجھے کہا گیا۔ ایسا مت کریں۔ تو میں نے مٹی واپس ڈال دی۔ جب میں قبر سے اُٹھ کر واپس جانے لگا۔ تو اسی طرح سے ہائے کی آواز آئی۔ تو میں مٹی ہٹانے لگا۔ تو کہا گیا۔ عبداللہ قبر کو مت کھودو۔ تو میں نے مٹی واپس قبر پر ڈال دی۔ جب میں واپس جانے لگا تو وہ پھر ہائے ہائے پکارنے لگا۔ تو میں نے کہا واللہ۔ میں ضرور قبر کھودوں گا۔ اور جب میں نے قبر کھود کر دیکھا۔ تو اُسے آگ کی زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔ اور اُس کی قبر آگ کے شعلوں سے بھڑک رہی تھی۔ میں نے اس کی زنجیروں کو کاٹنے کا ارادہ کیا۔ اور انہیں توڑنے کے لیے ہاتھ

آگے بڑھایا۔ تو میری انگلیاں کٹ گئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر اس نے اپنا ہاتھ نکال کر دکھایا۔ تو اس کی چار انگلیاں کٹی ہوئی تھیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں امام اوزاعیؒ کے پاس آیا۔ اور ان سے یہ واقعہ بیان کر کے ان سے کہا۔ اے ابوعمرو! کہ یہودی، نصرانی کافر مرتے رہتے ہیں اُن کے ساتھ ایسا واقعہ کبھی پیش نہیں آیا۔ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کافر لوگ تو قطعی طور پر دوزخی ہیں۔ یہ تمہیں مسلمانوں کے بارے میں ہی بطور عبرت کے ایسا کر کے دکھایا گیا ہے۔

۔۲۲ علامہ ابن جوزیؒ نے ہی حضرت عبداللہ بن محمد المدینی سے روایت کی ہے۔ ایک اپنے دوست کے بارے میں کہ وہ ایک مرتبہ اپنی جاگیر پر گئے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ایک قبرستان کے پہلو میں مجھے نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ تو میں نے وہاں قریب ہی نماز مغرب ادا کی۔ ابھی میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ قبرستان کی جانب سے کسی کے رونے کی آواز سنائی دی۔ وہ ہائے ہائے پکار رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ میں نماز پڑھتا تھا۔ میں روزے رکھتا تھا۔ یہ سن کر میں تھر تھر کانپنے لگا۔ اور میرے ساتھی نے بھی رونے کی یہ آواز سنی۔ اگلے دن میں واپس ہوا۔ اور وہیں نماز پڑھی اور سورج غروب ہونے تک وہیں رہا۔ اور مغرب کی نماز وہیں پر پڑھی۔ تو میں نے کان لگا کر سنا تو اسی طرح سے آواز آرہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں تو نماز پڑھتا تھا۔ میں تو روزے رکھتا تھا۔ جب میں واپس اپنے گھر پہنچا تو مجھے سخت بخار چڑھ گیا۔ اور میں دو ماہ تک بیمار پڑا رہا۔

عذاب قبر کا ایک اور خوفناک منظر

۔۲۳ ہشام بن عمار نے کتاب البعث میں یحییٰ بن حمزہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے النعمان نے حضرت مکحول سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ جس کا نصف سر اور نصف داڑھی سفید ہو چکی تھی۔ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے اُس سے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا۔ کہ میں ایک رات کو فلاں قبیلہ کے قبرستان سے گزر رہا

تھا۔ کہ اچانک ایک شخص آگ کا کوڑا لیے ایک شخص کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ اور اُس کے پاس پہنچ کر کوڑا اُسے مارتا۔ تو اس شخص کو سر سے لے کر پیروں تک آگ بھڑک اُٹھتی۔ تو اس شخص نے آ کر مجھ سے پناہ مانگی اور کہا۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندے میری مدد کر دو۔ لیکن اس کوڑے والے نے کہا۔ اے اللہ کے بندے۔ اسے پناہ مت دینا۔ یہ بہت بُرا آدمی ہے۔ تو اس موقع پر جناب عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی لیے تمہارے نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

دوسرے کے گھر سے کان لگا کر خفیہ بات سننے والی کا انجام

۶۴۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عمرو بن دینار سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک مدنی شخص تھا اس کی بہن فوت ہو گئی۔ اُس نے اُسے بعد تجہیز و تکفین کے جا کر قبر میں دفن کر دیا۔ دفن کرنے کے بعد وہ واپس لوٹا۔ تو اُسے معلوم ہوا کہ وہ اپنا بٹوہ وہیں قبر میں بھول آیا ہے۔ وہ ایک شخص کو ہمراہ لے کر قبرستان گیا۔ قبر کھود کر بٹوہ نکال لیا۔ اب وہ اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔ اب ذرا اینٹ ہٹا کر اپنی بہن کی حالت تو دیکھ لوں۔ لہٰذا اُس نے ایک اینٹ ہٹا کر لحد کے اندر دیکھا تو اُسے اندر آگ بھڑکتی ہوئی نظر آئی۔ اُس نے اینٹ اپنی جگہ جما کر قبر پر مٹی ڈال دی اور واپس آ کر اپنی ماں سے اپنی بہن کے بارے میں معلوم کیا۔ کہ میری بہن میں کیا خامی تھی۔ جس کی وجہ سے اُس کی قبر میں آگ بھڑک رہی ہے؟ تو ماں نے بتایا۔ کہ وہ نماز میں دیر کر دیا کرتی تھی۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ بے وضو نماز پڑھ لیا کرتی تھی۔ اور پڑوسیوں کے دروازوں سے کان لگا کر اُن کی باتیں سنا کرتی تھی۔

بیوی سے مباشرت کے بعد غسل نہ کرنے کی سزا

۶۵۔ حافظ ابن رجب بیان کرتے ہیں کہ ہیثم بن عدی نے بتایا۔ کہ ہم سے ابان بن

عبداللہ الحنبلی نے واقعہ بیان کیا کہ ہمارا ایک پڑوسی ہلاک ہو گیا۔ ہم اُسے غسل دے کر کفن پہنا کر قبر کی طرف لے گئے۔ تو اس کی قبر میں بلا کی طرح کا ایک جانور تھا۔ ہم نے اسے شتکار کر بھگانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہیں ڈرا۔ تو قبر کھودنے والے نے مٹی کا ایک ڈھیلا اُٹھا کر اُسے مارا۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوا۔ تو اس کے لیے دوسری قبر کھودی گئی۔ تو وہ لحد میں پھر آ موجود ہوا۔ تو مجبوراً ایک اور قبر تیار کی۔ تو وہ بلا پھر آ دھمکا۔ اور اسی طرح چوتھی قبر میں بھی وہ موجود تھا۔ تو لوگوں نے کہا۔ بھائیو! پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ تو اب مجبوراً اس طرح ہی دفن کر دو۔ لہٰذا اُسے دفن کر دیا گیا۔ جب ہم نے اُسے دفن کر دیا۔ تو اندر سے ہم نے سخت کھڑ کھڑاہٹ کی آوازیں سنیں تو جا کر اُس کی بیوی سے اُس کے بارے میں معلوم کیا۔ کہ تیرا شوہر کیا عمل کرتا تھا۔ جس کی وجہ سے اُس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا؟ اُس نے بتایا کہ وہ مباشرت کے بعد غسل نہیں کرتا تھا۔

ہاتھ اور پیروں اور ناف میں کیلیں ٹھونکی ہوئی تھیں

۶۶۔ ابو الفرج ابن الجوزی کے ایک ہمعصر ابن القادسی الحنبلی نے اپنی تاریخ میں ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ سن پانچ سو نوے میں بغداد میں ایک میت دریافت ہوئی۔ اور اُسے سیلاب کے پانی نے قبر سے باہر لا ڈالا تھا۔ لوگوں نے دیکھا۔ ہڈیوں کا ایک پنجر ہے۔ جس کے ہاتھوں، پیروں اور ماتھے میں لوہے کی بڑی بڑی کیلیں ٹھونکی ہوئی تھیں۔ اور ایک کیل اُس کی ناف میں ٹھکی ہوئی تھی۔ اور لاش ایک ریت کے ٹیلے کے پاس ملی تھی۔ جسے سرخ ٹیلہ کہتے تھے۔

مردے کی ہڈیوں سے نکالی گئی کیلیں لوہار سے گرم نہ ہو سکیں

۶۷۔ ابن القیم نے کتاب الروح میں بیان کیا ہے۔ کہ ہم سے ابو عبداللہ محمد بن ستان السلامی تاجر نے واقعہ بیان کیا۔ اور یہ ایک قابل اعتبار شخص تھا۔ انہوں نے بتایا۔ ایک شخص بغداد میں لوہاروں کے بازار میں آیا۔ اور اس نے لوہے کی بڑی

بڑی کیلیں فروخت کیں۔ جب لوہار نے اُسے بھٹی میں ڈال کر گرم کیا اور اس پر ہتھوڑے مار کر اُسے نرم کرنے لگا۔ تو وہ کیلیں ذرا بھر بھی نرم نہیں ہوئیں۔ اور تھک ہار کر بیٹھ گیا۔ وہ پھر اس نے وہ کیلیں فروخت کرنے والے شخص کو تلاش کیا۔ اور اس سے پوچھا۔ تم نے یہ کیلیں کہاں سے حاصل کی تھیں۔ تو اس نے بتایا کہ کہیں سے مل گئی تھیں۔ جب لوہار نے اصرار کر کے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ کیلیں اُسے ایک کھلی پرانی قبر سے ملی تھیں۔ جو ایک مردے کی ہڈیوں میں ٹھکی ہوئی تھیں۔ میں نے انہیں ہڈیوں سے الگ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن یہ ہڈیوں سے الگ نہیں ہوئی تھیں۔ تو میں نے ایک بڑے پتھر کی ضربوں سے انہیں ہڈیوں سے جدا کیا۔ اور نکال کر آپ کے پاس لایا۔

ذخیرہ اندوزی کرنے والے کا انجام

۶۸۔ ابن القیم نے ہی بیان فرمایا ہے۔ کہ ہم نے ابو عبداللہ محمد بن عمرانی نے بیان کیا۔ کہ وہ آمد شہر میں اپنے گھر سے نکلا۔ اور عصر کے بعد ایک باغ میں گیا۔ اور غروب آفتاب سے پہلے میرا قبرستان میں سے گزر ہوا۔ تو میں نے قبرستان کے درمیان میں دیکھا۔ کہ ایک قبر میں آگ بھڑک رہی ہے۔ اور وہ قبر کانچ پگھلانے والی بھٹی کی طرح جل رہی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قبر والے شخص کے بارے میں معلوم کیا۔ تو لوگوں نے بتایا۔ کہ یہ شخص ذخیرہ اندوز تھا۔ جو آج ہی مرا ہے۔

ایک شخص کا عمل حبشی غلام کی شکل میں جنازہ پڑھنے والوں میں موجود رہا

۶۹۔ حافظ ابو محمد القاسم بن البرزانی نے اپنی تاریخ میں عبدالعزیز بن عبدالمنعم بن العقیل عمرانی سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ عبدالکافی نے بتایا۔ کہ وہ ایک جنازہ میں شامل ہوئے تو ہمارے ساتھ ایک حبشی غلام تھا۔ جب لوگوں نے نماز جنازہ پڑھی تو وہ جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔ جب ہم دفن سے فارغ ہوئے تو وہ

حبشی غلام مجھ سے کہنے لگا۔ میں اس آدمی کا عمل ہوں۔ اور یہ کہتے ہی وہ اس قبر میں گم ہو گیا۔

۴۰۔ حافظ شرف الدین الدمیاطی نے اپنی مجم میں بیان کیا ہے۔ کہ میں نے محمد بن اسماعیل بن ہبۃ اللہ الدمیاطی سے سنا۔ انہوں نے کہا میں نے ابو اسحاق ابراہیم بن عبداللہ التعلمی سے جو حلقی کا دوست تھا سنا۔ کہ ہمارے ہاں ایک شخص تھا۔ کفن چرانے والا۔ وہ نابینا ہو چکا تھا۔ وہ لوگوں سے کہتا۔ اگر کوئی مجھے کچھ انعام دے تو میں اُسے کوئی حیرت ناک واقعہ سناؤں گا۔ اور پھر وہ کہتا۔ جو اس سے زیادہ مجھے دے گا۔ اسے میں اور بھی زیادہ حیرت انگیز واقعہ سناؤں گا۔ ایک دفعہ اُسے کسی نے کچھ دیا۔ اور وہ واقعہ سنانے لگا۔ اور میں بھی اُس کے پہلو میں موجود تھا۔ تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ تو وہ نالی کی طرح تھیں۔ ان میں سے آر پار نظر آتا تھا۔ اُس نے بتایا کہ میں اپنے شہر میں کفن چرانے کا پیشہ کرتا تھا۔ اور میں اپنے شہر میں مشہور تھا۔ اور لوگ مجھ سے ڈرتے تھے۔ اور میں ان کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اور برابر کفن چرایا کرتا تھا۔

ایک کفن چور کا قصہ

ایک دفعہ اس شہر کا قاضی بیمار ہو گیا۔ اور اُسے موت کا اندیشہ ہو گیا۔ اور اس نے مجھے بلا بھیجا اور کہا۔ کہ میں قبر میں اپنی عزت کا تجھ سے سودا کرتا ہوں۔ اور یہ سو خالص اسلامی دینار ہیں۔ لے لو اور میرا راز جو تمہیں نظر آئے کسی سے نہ کہنا۔ لیکن وہ اس مرض سے شفایاب ہو گیا۔ اور پھر اس کے بعد وہ بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ تو میں نے دل میں کہا۔ کہ یہ معاہدہ تو اس کی پہلی بیماری کے لیے تھا۔ لہذا میں نے اُس کا کفن چرانے کے لیے قبر کو کھودا۔ تو مجھے قبر میں عذاب کا احساس ہوا۔ وہ اس طرح کہ قاضی کھلے سر بیٹھا تھا۔ اور اس کی آنکھیں شراب کے پیالوں کی طرح سے سرخ ہو رہی تھیں۔ کہ اچانک میں نے اپنے گھٹنوں میں ٹیس محسوس کی۔ اور ساتھ ہی کسی کی دو انگلیاں میری آنکھوں میں گھس گئیں۔ جس

سے میں اندھا ہو گیا۔ اور کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا۔ ارے او اللہ کے بندے تو اللہ تعالیٰ کے رازوں کی ٹوہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔

۷۱۔ امام بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں یزید بن عبداللہ بن الشخیر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک آدمی کہیں چلا جا رہا تھا۔ کہ وہ ایک قبر کے پاس سے گزرا۔ تو اُس نے اُس قبر والے کی آواز سنی۔ کہ وہ کہہ رہا تھا۔ ہائے، ہائے، مجھے میرے ذلیل عملوں نے ہی رسوا کیا ہے۔

ایک خوفناک واقعہ

۷۲۔ تاریخ مقریزی میں لکھا ہے کہ چھ سو ننانوے ہجری میں ایک خبر آئی کہ ساحل سمندر پر ایک شخص کی بیوی فوت ہو گئی۔ اُس نے دفن کیا۔ اور واپس آ کر اُسے یاد آیا۔ کہ وہ اپنا رومال قبر میں بھول آیا ہے۔ جس میں کچھ دراہم تھے۔ تو اُس نے شہر کے مفتی سے فتویٰ پوچھا۔ کہ وہ قبر کھود کر اپنا رومال نکال لے۔ اور مفتی صاحب بھی قبر کے پاس ہی کھڑے تھے۔ جب انہوں نے قبر کھودی تو انہوں نے دیکھا۔ کہ عورت کے سر کے بال کھلے ہوئے ہیں۔ اور وہ قبر میں اس طرح بیٹھی ہوئی ہے کہ اُس کے پاؤں بھی اُس کے بالوں سے بندھے ہوئے ہیں۔ تو وہ اُس کے بال پیروں سے کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اُس سے وہ بال نہیں کھل سکے۔ اور اسی کوشش میں وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہی زمین میں دھنس گیا۔ کہ اُس کا کہیں پتہ نہ چل سکا۔ یہ دیکھ کر شہر کے مفتی صاحب ایک دن رات تک بے ہوش پڑے رہے۔ تو بادشاہ وقت نے اس حادثہ کی خبر جو شام سے آئی تھی الشیخ تقی الدین بن دقیق العید کو لکھ بھیجی اور بادشاہ اس قبر کو خود بھی دیکھنے گیا۔ اور بہت سے لوگوں کو بھی وہ مقام دکھایا تا کہ وہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

عذاب قبر کے بارہ میں علماء کے اقوال

۷۳۔ علماء دین نے لکھا ہے کہ یہ عذاب قبر قیامت سے پہلے پہلے۔ یوم الحشر تک ہوتا

رہے گا۔ اور یہ برزخی عذاب ہے۔ جو حقیقۃً قبر میں نہیں ہوتا۔ لیکن یہ عذاب قبر کی طرف منسوب ہے۔ اور بعض دفعہ قبر کے ذریعہ سے ہی لوگوں دکھایا جاتا ہے۔ تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ ورنہ ہر گنہگار میت کو اللہ تعالیٰ جب چاہے جس طرح چاہے۔ جہاں چاہے عذاب دیتا ہے۔ چاہے وہ قبر ہو۔ یا سمندر ہو۔ چاہے اُس کے پرزے اُڑ جائیں۔ اور وہ راکھ ہو کر فضاؤں میں بکھر جائے۔ یا اُسے درندے کھا جائیں۔ اور یہ عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔ اور اہل السنت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اور یہی عقیدہ نعمتوں اور راحتوں کے بارے میں ہے جو مومن کو ملتی ہیں۔ اور نیک لوگ جس سے مستفید ہوتے ہیں۔

عذاب قبر دو قسم ہے

۷۴۔ حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں۔ پھر عذاب قبر کی دو قسمیں ہیں۔ دائمی عذاب اور وہ کافروں کو ہوگا۔ اور بعض سرکش نافرمانوں کو ہوگا۔ اور عذاب قبر عارضی جو معمولی گنہگاروں کو ہوگا۔ اور یہ عذاب اُن کے گناہوں کی مقدار کے حساب سے ان کو ہوگا۔ اور بدلہ ملنے پر وہ عذاب اُن سے ہٹا لیا جائے گا۔ کسی کی دعا کی وجہ سے یا اُس کے لیے کسی عزیز کے صدقہ خیرات کرنے کی وجہ سے یا کسی اور نیک وسیلے سے۔

۷۵۔ امام یافعیؒ روض الریاحین میں فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ مردوں کو جمعہ کی رات عذاب نہیں ہوتا اس دن کی برکات کی وجہ سے اور یہ خصوصیت مسلمان گنہگاروں کے لئے ہو سکتی ہے نہ کہ کفار کے لیے۔

امام نسفیؒ کا قول

۷۶۔ امام نسفیؒ نے بحرالکلام میں عذاب کی اس آسانی کو عام کہا ہے۔ کہ جمعہ کی رات اور دن کو کافروں سے بھی عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اور ماہ رمضان میں پورے ماہ تک عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ اور امام مسلم نے مسلمان عاصی

کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ اگر وہ جمعہ کی رات کو یا دن کو فوت ہوا ہو۔ تو قیامت تک اُس سے عذاب قبر ہٹا لیا جاتا ہے۔ بس ایک گھڑی بھر اُسے قبر میں عذاب ہوگا۔ پھر آسانی ہو جائے گی۔ اور وہ قبر کا دبانا ہے۔ اور بس اور پھر قیامت تک نہیں ہوگا۔

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان گنہگاروں کو ایک جمعہ سے زیادہ عذاب قبر نہیں ہوگا۔ اور دوسرا جمعہ آتے ہی عذاب قبر اُن سے موقوف ہو جائے گا۔ اور جب عذاب ٹل گیا تو دوبارہ قیامت تک نہیں ہوگا۔ اور اس کے لیے مزید دلیل کی ضرورت ہے۔

ابن القیم کا قول

۷۷۔ ابن القیم نے البدائع میں فرمایا ہے۔ کہ میں نے قاضی ابویعلیٰ کے حواشی میں ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے کہ مسلمان کے لیے قبر کا عذاب مختصر ہوگا۔ پھر ٹل جائے گا۔ کیونکہ یہ دنیا کا عذاب ہے اور دنیا کی کوئی چیز پائیدار اور دائمی نہیں ہے۔ اسے بھی ضرور فنا ہے اور اس کی مدت معلوم نہیں کہ کب تک ہوگا۔

مصنف کتاب کی تحقیق

۷۸۔ میں کہتا ہوں۔ اس بات کی تائید میں یہ بات ہے۔ جو ہناد بن السری نے الزہد میں لکھی ہے۔ انہوں نے مجاہد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کافروں کے لیے ایک غنودگی ہوگی۔ جس میں نیند کی سی کیفیت ہوگی۔ اور روز قیامت جب قبروں میں سے اُٹھنے کے لیے آواز پڑے گی تو کافر کہے گا ''یَا وَیْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا'' ہائے افسوس ہمیں خوابگاہوں سے کس نے اُٹھا دیا۔ تو پاس ہی سے مومن کہے گا۔ ''هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ'' یہ وہی ہے جس کا ہم سے خدائے رحمٰن نے وعدہ فرمایا تھا۔ اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔

۷۹۔ ابن القیم کی کتاب البدائع میں ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت نے کہا ہے۔ کہ ایک نصرانی عورت کے شکم میں اگر مسلمان کا بچہ تھا۔ اور وہ اسی حالت میں فوت ہو گئی۔ تو اس قبر میں عذاب اور نعمت دونوں ہی ہوں گے۔ نعمت بچے کے لیے اور عذاب عیسائی عورت کے لیے۔ اور فرمایا یہ غیر ممکن بات نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک قبر میں اگر مومن اور فاجر دفن کر دیے جائیں۔ تو اس صورت میں مومن کو نعمت اور فاجر کو عذاب ہوگا۔

----❖❖❖----

باب نمبر:۳۱

ان اعمال کا بیان جو لوگوں کو عذاب قبر سے بچائیں گے

۱۔ طبرانی نے الکبیر میں اور حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا: کہ کل رات میں نے عجیب خواب دیکھا۔ میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ ملک الموت اُس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا۔ تو اس شخص کی والدین کے ساتھ نیکیاں اُس کے پاس آ گئیں اور ملک الموت کو اس سے پیچھے ہٹا دیا۔ اور میں نے اپنی اُمت کے ایک اور آدمی کو دیکھا۔ جس پر عذاب قبر مسلط کیا گیا۔ تو اس کے وضو نے آ کر اُس عذاب کو ٹال دیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کو شیطانوں نے پریشان کر رکھا تھا۔ تو ذکر اللہ نے آ کر اُسے شیطانوں سے خلاصی دلائی۔ اور میری امت کے ایک آدمی کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر رکھا تھا۔ تو اس کی نماز نے آ کر اس کی جان چھڑائی۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک انسان کو دیکھا۔ کہ پیاس سے اس کی زبان ہانپ رہی تھی۔ اور میرے حوض کی طرف بڑھتا تھا۔ تو اُسے روک دیا جاتا تھا۔ تو اس کا روزہ آگے آیا۔ اور اس نے اُسے پانی پلا کر سیراب کر دیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ نبیوں کے ایک حلقہ میں جانا چاہتا تھا۔ تو اُسے روک دیا جاتا تھا۔ تو غسل جنابت نے آ کر اُس کا

راستہ کھول دیا۔ اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس حلقہ کے پہلو میں لا بٹھایا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا۔ جس کے آگے پیچھے۔ اور دائیں بائیں اوپر اور نیچے اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اور وہ حیران کھڑا تھا۔ اس دوران میں اس کا حج اور عمرہ آیا۔ اور اُس نے اُسے اندھیرے سے نکالا۔ اور روشنی میں لا کھڑا کیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ مومنوں سے گفتگو کرتا تھا۔ اور وہ اُس سے نہیں بول رہے تھے۔ تو اُس کا صلہ رحمی کا عمل آگے بڑھا۔ اور کہا۔ اے مومن بھائیو! اس سے بات کرو۔ تو وہ اس سے باتیں کرنے لگے۔ اور میں نے اپنی اُمت کے ایک آدمی کو دیکھا جو آگ کی لپٹوں سے بچتا چاہتا تھا۔ اور شعلے اُس کے ہاتھوں اور چہرے پر گر رہے تھے۔ تو اس کے صدقہ وخیرات کا عمل آیا۔ اور اُس کے اور آگ کے درمیان پردہ بن گئے۔ اور اُس کے سر پر سایہ کر دیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ دوزخ کے سپاہیوں نے اُسے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا۔ تو اُس کا نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کا عمل آڑے آیا۔ اور عذاب کے فرشتوں سے چھڑا کر رحمت کے فرشتوں کے حوالہ کر دیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا۔ جو گھٹنوں کے بل گر پڑا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے درمیان ایک پردہ حائل ہو گیا تھا۔ تو اس کا حسن اخلاق سامنے آ گیا۔ اور اُس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا عمل نامہ اُس کے بائیں ہاتھ میں ملنے والا تھا۔ تو اس کا خوف الٰہی کا عمل اس کے پاس آیا۔ اور اُس نے نامہ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ اُس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو رہا تھا۔ تو اس کے چھوٹے چھوٹے فوت شدہ بچے آگے آئے۔ اور اُس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری کر دیا۔ اور میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا جو دوزخ کے کنارے کھڑا تھا۔ تو وحشت خداوندی کا عمل آیا۔ اور اُسے دوزخ کی آگ میں گرنے سے بچا لیا اور میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا جو دوزخ میں گر گیا تھا۔ تو اس کے وہ آنسو آ گئے

جو اُس نے خشیت الٰہی میں روتے ہوئے گرائے تھے۔ اور انہوں نے اُسے دوزخ سے خلاصی دلائی۔

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

اور پھر میں نے اپنے ایسے امتی کو دیکھا۔ جو پل صراط پر کھڑا کھجور کی ٹہنی کی طرح کانپ رہا تھا۔ تو اللہ کریم پر اس کا حسن ظن سامنے آیا۔ اور اُس کے آتے ہی اُس کا خوف جاتا رہا۔ اور وہ پل صراط سے پار ہو گیا۔ اور میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا جو پل صراط پر سرین کے بل اور کبھی گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا جا رہا تھا۔ تو اس کا مجھ پر درود شریف پڑھنا کام آ گیا۔ اور اس عمل نے اُسے ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھایا۔ اور پل صراط سے پار کرا دیا۔

اور پھر میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ جنت کے دروازہ تک پہنچا ہی تھا کہ جنت کے تمام دروازے اس کے لیے بند کر دیے گئے۔ تو کلمہ شہادت "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" اُس کی مدد کو پہنچ گیا۔ اور جنت کے تمام دروازے کھل گئے۔ اور وہ جنت کے اندر چلا گیا۔ اور میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا۔ جن کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبریل سے پوچھا۔ یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے بتایا۔ یہ دنیا میں لوگوں کے درمیان چغل خوری اور لگائی بجھائی کرنے والے ہیں۔ اور میں نے کچھ لوگوں کو زبانوں کے بل لٹکے ہوئے دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ اُس نے بتایا کہ وہ بدنصیب لوگ ہیں۔ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگاتے تھے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔ یہ ایک عظیم الشان حدیث شریف ہے جو نیک اعمال کی طاقت بتاتی ہے جو انسان کو خاص مصیبتوں سے خلاصی دلاتے ہیں۔

شہید کے چھ اعزاز

۲۔ امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت مقدام بن معدی کرب سے روایت کی ہے۔

فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ شہید کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں چھ اعزاز ہیں۔ پہلی عزت افزائی یہ کہ خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اُن کی بخشش ہو جاتی ہے۔ (۲) اُسے اپنا مقام میں نظر آجاتا ہے۔ (۳) عذاب قبر سے چھٹکارا ملتا ہے (۴) بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے۔ (۵) عزت کا شاہی تاج اُس کے سر پر پہنایا جاتا ہے۔ اور تاج بھی یاقوت کا جو دنیا و مافیہا سے بڑھ کر قیمتی ہوتا ہے۔ (۶) بہتر حوروں سے اُس کا نکاح کر دیا جاتا ہے۔ اور ستر عزیزوں کے لیے اُس کی سفارش قبول ہوتی ہے۔

۳۔ یہ روایت ترمذی نے کی ہے اور اُسے حسن کہا ہے۔ اور ابن ماجہ و البیہقی نے حضرت سلمان بن صرد اور خالد بن عرفطہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص پیٹ کی بیماری سے مرگیا۔ اُسے عذاب قبر نہیں ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد گرامی

۴۔ ابونعیم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ کسی اہل کتاب نے انہیں بتایا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مسلسل انکساری اور اطاعت پل صراط پر امن کا باعث ہوگی۔ اور لمبے سجدے عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے۔

فرمایا کہ سورۂ ملک اپنے گھر والوں اور بچوں کو سکھاؤ کہ یہ عذاب قبر سے نجات دلانے والی ہے

حدیث نمبر ا:

۵۔ عبد نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ آپؓ نے کسی شخص سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک عجیب و غریب حدیث نہ

سناؤں جس سے تم خوش ہو جاؤ؟ اس شخص نے کہا۔ہاں کیوں نہیں۔تو انہوں نے فرمایا: کہ تم "تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ" پڑھ لیا کرو۔اور یہ اپنے گھر والوں کو بھی سکھا دو۔اور تمام اولاد اور بچوں کو بھی تعلیم دے دو۔اپنے گھر کے بچوں کے علاوہ پڑوسیوں کو بھی سکھا دو۔یہ نجات دینے والی سورت ہے۔اور سورت مجادلہ روز قیامت اپنے پڑھنے والے کے لیے جھگڑا کرے گی۔اور اس کی نجات چاہے گی۔اور اس کا پڑھنے والا عذاب قبر سے نجات پائے گا۔

حدیث نمبر ۲:

۶۔ خلف بن ہشام نے فضائل القرآن میں اور الحاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ سورۂ ملک عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔یہ قبر میں اپنے پڑھنے والے کے سر کے اوپر سایہ کردے گی۔اور سر کہے گا۔کہ مجھے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔کہ میرے دماغ میں سورۂ ملک محفوظ ہے۔پھر وہ سورت پیروں طرف سے آجائے گی۔تو پیر کہیں گے۔میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔کہ میرے اوپر سورۂ ملک کھڑی ہے۔

حدیث نمبر ۳:

۷۔ امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں جس نے ہر رات کو سورۂ ملک کی تلاوت کی۔اللہ تعالیٰ اُسے عذاب قبر سے بچالے گا۔اور ہم اس سورت کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں روکنے والی سورت کو کہا کرتے تھے۔(سورت مانعہ)

سورۂ ملک کا اپنے پڑھنے والے کیلئے قبر میں سفارش کرنا

۸۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سند ضعیف سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص فوت ہو گیا۔اور اس کے پاس سوائے سورۂ ملک "تبارک الذی بیدہ الملک" کے کوئی چیز نہیں تھی۔جب اُسے اس کی قبر میں رکھا گیا۔تو فرشتہ حساب لینے کو آیا۔

تو سورت ملک اُس کے چہرے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ تو فرشتہ نے کہا۔ تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ایک حصہ ہے۔ تو میں تجھ سے برا سلوک نہیں کر سکتا۔ اور تمہیں اور اس قبر والے کو اور خود اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ میں خود اپنے نفع نقصان کا مالک ہوں۔ اگر تم چاہتی ہو تو اسے بارگاہ رب العزت میں لے جاؤ۔ اور اس کی سفارش کر دو۔ تو اُسے بارگاہ رب العزت میں لے جاتی ہے۔ اور عرض کرتی ہے۔ اے رب کریم! اس آدمی نے تیری کتاب میں سے میرا انتخاب کیا تھا۔ اس نے مجھے سیکھا۔ اور میری تلاوت کرتا رہا۔ کیا تو اسے دوزخ کی آگ میں جلائے گا۔ اور عذاب دے گا؟ اور میں اس کے اندر ہوں۔ اگر تو ایسا کرنے والا ہے۔ تو مجھے اپنی کتاب سے نکال دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ لگتا ہے تو ناراض ہو گئی ہے۔ تو سورۃ کہے گی کہ میں ناراض ہونے کا حق رکھتی ہوں۔ تو باری تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ۔ میں نے اسے تجھ کو بخش دیا۔ اور تیری سفارش منظور کر لی۔ پھر سورت ملک آ کر فرشتہ کو بھگا دیتی ہے۔ اور خائب و خاسر وہاں سے نکل جاتا ہے۔ اور سورت اپنے پڑھنے والے کے منہ پر اپنا منہ رکھتی ہے۔ اور کہتی ہے۔

مَرْحَبًا لِهٰذَا الْفَمِ فَرُبَّمَا تَلَانِيْ مَرْحَبًا لِهٰذَا الصَّدْرِ فَرُبَّمَا وَعَانِيْ وَمَرْحَبًا لِهَاتَيْنِ الْقَدَمَيْنِ فَرُبَّمَا قَامَتَا بِيْ

اس منہ کو مبارک ہو۔ جس نے اکثر میری تلاوت کی۔ اس سینہ کو مبارک ہو جس نے مجھے اپنے اندر محفوظ رکھا۔ ان دونوں قدموں کو مبارک ہو۔ جن پر کھڑے ہو کر یہ عبادت کرتا رہا۔

اور یہ سورت قبر میں اس کی ہمدرد ہو گی اور اُس کی وحشت و پریشانی دور کر دے گی۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث مبارک بیان فرمائی۔ تو اس کے بعد کوئی چھوٹا کوئی بڑا۔ کوئی آزاد کوئی غلام باقی نہ رہا۔ جس نے یہ سورت مبارکہ نہ سیکھ لی ہو۔ اور اس سورت کا نام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجات دینے والی سورت رکھ دیا۔

۹۔ ابو عبید نے الفضائل میں اور امام بیہقی نے الدلائل میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب کوئی مرنے والا مر جاتا ہے تو اُس کے اردگرد آگ بھڑکائی جاتی ہے۔ تو سب کچھ اُس کا جل جاتا ہے۔ اگر اُس کا کوئی عمل آڑے نہ آئے۔ اور ایک شخص فوت ہو جاتا ہے۔ اور وہ صرف سورت ملک کی تلاوت ہی کیا کرتا تھا۔ تو وہ سورت اُس کے سر کی جانب سے آجاتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ یہ میری تلاوت کیا کرتا تھا۔ اور پھر وہ اُس کے پیروں کی جانب سے آجاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ یہ ان پر کھڑے ہو کر مجھے نفلوں میں پڑھا کرتا تھا۔ اور پھر پیٹ کی طرف سے آجاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ اس نے مجھے اپنے اندر جگہ دی تھی۔ اور اُس کی سفارش کر کے عذاب قبر سے رہائی دلاتی ہے۔

فضائل سورۂ الم تنزیل

۱۰۔ دارمی نے اپنی مسند میں حضرت خالد بن معدان سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے روایت پہنچی ہے۔ کہ سورت السجدہ "الم تنزیل" اپنی تلاوت کرنے والے کے لیے قبر میں بحث کرتی ہے۔ وہ کہتی ہے۔ کہ اے اللہ کریم! اگر میں تیری کتاب کا حصہ ہوں۔ تو اس شخص کے لیے میری سفارش قبول فرمالے۔ اور اگر میں تیری کتاب کا حصہ نہیں ہوں۔ تو اسے اپنی کتاب سے نکال دے۔ اور یہ پرندے کی طرح اپنے پر اُس قبر والے پر پھیلا دیتی ہے۔ اور اُس کی سفارش کرتی ہے۔ اور اسے عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے۔ اور سورہ ملک کی بھی یہی شان ہے۔ اور حضرت خالدؒ اسے پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے۔

سرورکائنات ﷺ کا معمول

۱۱۔ دارمی نے بھی اور امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہ السجدہ اور سورت الملک تلاوت کیے بغیر رات کو نہیں سوتے تھے۔

قبر سے ایک کالے رنگ کا کتا نکلا

۱۲۔ روض الریاحین میں امام یافعی نے یمن کے کسی صالح آدمی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک میت کو دفن کیا گیا۔ جب لوگ واپس لوٹے۔ تو قبر سے مار پیٹ کی آہٹ سنائی دی۔ پھر قبر سے ایک کالے رنگ کا کتا نکلا۔ تو ایک بزرگ نے اس سے پوچھا۔ ارے تو کیا شی ہے؟ تو اس نے کہا۔ میں اس مرنے والے کا عمل ہوں۔ تو بزرگ نے پوچھا یہ پٹائی تیری ہوئی ہے۔ یا اُس کی؟ اُس نے بتایا۔ کہ میری وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا لیکن سورۃ یٰسٓ اور بعض دوسری سورتوں نے اس کی حفاظت کی ہے۔ لہٰذا مجھے وہاں سے بھگا دیا گیا ہے۔

موت کی سختی کے رفع کیلئے سورت زلزال کا عمل

۱۳۔ الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے جمعہ کی رات کو نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھیں اور ہر ایک رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ" اذا زلزلت الارض "پانچ مرتبہ پڑھی اللہ تعالیٰ اس پر موت کی سختیاں آسان فرمادے گا۔ اور اُسے عذاب قبر سے پناہ میں رکھے گا۔ اور روز قیامت پل صراط سے گزرنا اُس کے لیے آسان فرمادے گا۔

جمعہ کے دن فوت ہونیوالا عذاب قبر سے محفوظ رہیگا

۱۴۔ ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوگا۔ وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔

رمضان شریف میں قبر کا عذاب ہٹا دیا جاتا ہے

۱۵۔ بیہقی نے حضرت عکرمہ بن خالد المخزومی نے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو

شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوا۔ اس پر ایمان کی مہر لگائی گئی۔ اور وہ عذاب قبر سے بچ گیا۔

۱۶۔ امام بیہقیؒ نے درج کیا ہے کہ ابن رجب فرماتے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند سے روایت ہے کہ ماہ رمضان میں مردوں سے عذاب قبر ہٹالیا جاتا ہے۔

ایک بزرگ کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کہ اہل قبور کے مقامات دکھائے جائیں

۱۷۔ یافعیؒ نے روض الریاحین میں کسی ولی اللہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ کہ مجھے اہل قبور کے مقامات دکھائے جائیں۔ تو ایک رات کو میں نے دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ اور قبریں پھٹ گئی ہیں۔ کوئی تو ان میں ریشمی مخمل بستر پر سویا ہوا تھا۔ اور کچھ ملائم ریشمی اور کچھ دبیز ریشمی بستروں پر سو رہے تھے۔ اور کچھ پھولوں کے بستروں پر براجمان تھے۔ اور کچھ عالی شان تختوں پر تھے۔ کچھ رو رہے تھے۔ کچھ ہنس رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ اے رب کریم! اگر تو چاہتا تو سب کو ایک جیسی عزت عطا فرماتا۔ تو قبرستان میں سے ہی کسی نے اُسے آواز دی۔ اے فلاں بھائی۔ یہ درجات عملوں کی کمی بیشی کے لحاظ سے دیئے گئے ہیں۔ یہ ریشمی مخمل بستروں والے خوش اخلاق لوگ ہیں۔ اور باریک اور دبیز ریشمی بچھونوں والے حضرات شہدائے کرام ہیں۔ اور وہ پھولوں والے روزہ دار ہیں۔ اور جو عالی شان تختوں پر بیٹھے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنے والے بندے ہیں۔ اور وہ رونے والے وہ گنہگار ہیں۔ اور ہنسنے والے توبہ کرنے والے ہیں۔ جن لوگوں نے گناہ کے بعد بارگاہِ الٰہی میں رجوع کر کے معافی مانگ لی۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۳۲

اہل قبور کے مزید حالات کہ وہ وہاں سے کس طرح اُنس حاصل کرتے ہیں۔ اور وہاں قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ اور نعمتوں کے مزے لیتے ہیں۔ اور اچھا پہنتے ہیں۔

کلمہ پڑھنے والوں کو کہیں بھی پریشانی نہ ہوگی نہ قبر میں نہ حشر میں:

۱۔ طبرانی نے الاوسط میں اور اصبہانی نے الترغیب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کو قبر میں کوئی پریشانی اور ویرانی محسوس نہیں ہوگی۔ نہ موت کے وقت اور نہ قبر میں اور نہ حشر و نشر میں۔

۲۔ ابوالقاسم الختلی نے الدیباج میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے جبرئیل امین نے بتایا ہے۔ لا الہ الا اللہ مسلمان کے لیے موت کا انیس و ہمدرد ہے۔ اور قبر میں بھی۔ اور جس وقت وہ قبر سے اٹھایا جائے گا۔ اس وقت بھی۔

حضرات انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

۳۔ ابو یعلی، بیہقی اور ابن مندہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ

جناب رسول نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔

۴۔ امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات کو موسیٰ صلوٰت اللہ علیہ کے پاس سے گزرے۔ اور آپؑ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا فرمار ہے تھے۔ اس روایت کو بہت سے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمایا ہے۔ جن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جواد کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

۵۔ ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے۔ اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے۔ کہ وہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ اَعْطَيْتَ اَحَدًا بِالصَّلٰوةِ فِىْ قَبْرِهٖ فَاَعْطِنِىْ الصَّلٰوةَ فِىْ قَبْرِىْ

اے اللہ کریم! اگر تو نے کسی کو اس کی قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق دی ہے۔ تو مجھے بھی میری قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔

حضرت ثابت بنانی کی دعا

۶۔ ابونعیم نے یوسف بن عطیہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے ثابت سے سنا ہے۔ کہ حمید طویل سے فرمار ہے تھے۔ کیا تمھیں یہ خبر ملی ہے۔ کہ نبیوں کے علاوہ بھی کوئی اپنی قبر میں نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ تو حضرت ثابت نے دعا فرمائی۔ تو مجھے بھی میری قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا فرما۔ تو حضرت ثابت کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت مل گئی۔

حضرت ثابت بنانیؒ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا گیا

۷۔ ابونعیم نے ہی حضرت جبیر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے قسم ہے اُس ذات گرامی کی یعنی اللہ تعالیٰ کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ کہ میں نے حضرت ثابت البنانی کو ان کی لحد میں اتارا۔ اور حمید الطویل بھی میرے ہمراہ تھے۔ جب ہم نے لحد کے اوپر اینٹیں درست کر کے رکھ دیں۔ تو ایک اینٹ نیچے گر گئی۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ اپنی لحد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور آپ اپنی دعا میں اکثر کہا کرتے تھے۔ اے اللہ کریم! اگر تو نے اپنی کسی مخلوق کو قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق بخشی ہے۔ تو مجھے بھی قبر میں نماز پڑھنے کی توفیق بخشنا۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کی دعا کیسے رد فرما سکتا تھا۔ (کہ محبوب بارگاہ تھے)

حضرت ثابت بنانیؒ کو قبر میں قرآن پڑھتے سنا گیا

۸۔ ابونعیم نے ہی حضرت ابراہیم بن الصمہ المہلبی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں نے بیان کیا جو اکثر ہر صبح کو صبح کے قبرستان سے گزرا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت ثابت بنانی کی قبر سے گزرا کرتے تو انہیں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے سنتے۔

۹۔ ابن مندہ نے کہا۔ کہ مجھے احمد بن محمد السلمی نے خبر دی۔ سند کے بعد فرماتے ہیں۔ میں نے ابوحماد الحفار سے سنا ہے۔ جو ایک معتبر اور پرہیزگار شخص تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کے روز دوپہر کے وقت قبرستان میں داخل ہوا۔ تو میں جس قبر کے پاس سے بھی گزرا وہاں سے تلاوت قرآن کریم کی آواز سنی۔

ایک صحابیؓ کا قبر کے اندر سے سورۂ ملک کی تلاوت کی آواز سننا

۱۰۔ ترمذی نے روایت کی ہے اور اُسے حسن کہا ہے۔ اور الحاکم و بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کے ایک صحابیؓ نے ایک قبر کے اوپر خیمہ لگا لیا۔ اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہاں قبر ہے۔ تو انہوں نے سنا۔ کہ اُس قبر کے اندر کوئی انسان تلاوت قرآن کریم کر رہا ہے۔ اور وہ سورہ ملک پڑھ رہا تھا اور پھر اُس نے پوری سورت ختم کر لی۔ پھر وہ صحابی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو بتایا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ سورت نجات دینے والی کہلاتی ہے۔ اور اسے مانعہ روکنے والی بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت عذاب قبر سے نجات بخشتی ہے۔

۱۱۔ ابوالقاسم السعدی نے کتاب الروح میں فرمایا کہ یہ حدیث شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس بات کی تصدیق ہے۔ کہ مرنے والا قبر میں پڑھ سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ایک بندے نے آنجنابؐ کو خبر دی تو جنابؐ نے اُس کی تصدیق فرمائی۔

۱۲۔ امام کمال الدین بن الزملکانی نے کتاب "اَلْعَمَلُ الْقَبُوْلُ فِیْ زِیَارَۃِ الرَّسُوْلِ" میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث شریف اس بات پر واضح دلیل ہے۔ کہ ایک میت اپنی قبر میں سورت ملک کی تلاوت فرما رہی تھی۔ اور اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا بعض اولیاء کرام کا اکرام کرنا اور انہیں پڑھنے کی اجازت دینے کا ذکر بھی آیا ہے۔ اور بعض کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ کہ وہ اپنی زندگی میں اس کی دعا بھی کیا کرتے تھے۔ اور جب اولیاء کرام کو عبادت و اطاعت کی قبر میں اجازت ہے۔ تو انبیاء کو تو بطریق اولیٰ اجازت ہوگی۔

۱۳۔ حافظ زین الدین بن رجب نے کتاب "اھوال القبور" میں فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض اہل برزخ کو برزخ میں نیک اعمال کی توفیق بطور اکرام کے بخشتا ہے۔ اگرچہ اُس عبادت کا ثواب نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرنے کے ساتھ ہی بندے کے اعمال کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض کے اعمال جاری رہتے ہیں۔ تاکہ وہ ذکر اللہ اور عبادت الٰہی سے محظوظ و مسرور ہوتے رہیں۔ جیسے فرشتے عبادت الٰہی

سے مسرور ہوتے ہیں۔ اور اہل جنت جنت میں عبادت کر کے مسرور ہوں گے۔ اگر چہ اس پر ثواب نہیں ملے گا۔ (لیکن یہ مسرت واطمینان ثواب سے کیا کم ہے؟ مترجم قاسمی) کیونکہ یہ ذکر واطاعت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں شامل ہیں۔ اور یہ اہل جنت کے لیے ایک عظیم الشان نعمت ہوگی۔ اور اس کی لذت بھی انتہائی زیادہ ہوگی۔

ایک بزرگ کی قبر سے کستوری کی خوشبو آنے لگی

۱۴۔ ابوالحسن بن البراء نے کتاب ''الروضۃ'' میں حضرت عبید اللہ بن محمد بن منصور سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابراہیم الحفار نے بیان کیا۔ کہ میں ایک قبر پر موجود تھا۔ کہ ایک اینٹ سرک گئی۔ تو کستوری کی خوشبو کی لپٹیں اندر سے باہر آنے لگیں۔ تو میں نے تھوڑا سا کھول کر دیکھا۔ تو ایک بزرگ قبر میں بیٹھے قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔

۱۵۔ ابن رجب فرماتے ہیں۔ اور دوسری سند بھی ہے کہ ہمارے شیخ ابوالحسین السارکی جو سامرہ کے خطیب تھے۔ اور وہ ایک صالح شخص تھے۔ انہوں نے مجھے سامرہ کے قبرستان میں وہ جگہ دکھائی۔ کہ یہ وہ مقام ہے۔ جس نے ہم اکثر سورۂ ملک کی تلاوت سنا کرتے تھے۔

۱۶۔ حافظ ابوبکر خطیب نے حضرت عیسیٰ بن محمد الطوماری کی سند سے فرمایا: کہ میں نے ابوبکر مجاہد المقری کو خواب میں دیکھا۔ گویا کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں اور میں اُن سے کہہ رہا ہوں۔ آپ تو فوت ہو چکے ہیں۔ اور آپ تلاوت فرما رہے ہیں۔ وہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ میں ہر نماز کے بعد یہ دعا کیا کرتا تھا۔ اور ہر ختم قرآن کے بعد بھی یہ دعا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن لوگوں میں شامل فرما۔ جو اپنی قبروں میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ سو میں اپنی قبر میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہوں۔

۱۷۔ خلال نے اپنی کتاب السنۃ میں ابراہیم بن الحکم بن ابان سے روایت کی ہے۔

اور اس میں ضعف ہے۔ وہ اپنے باپ سے وہ حضرت عکرمہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو قبر میں تلاوت کے لیے قرآن کریم عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابوالعلاء ہمدانی کو قبر میں علم میں مصروف دیکھا گیا

۱۸۔ حافظ ابوالعلاء الہمدانی کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا۔ کہ وہ ایک ایسے شہر میں رہتے ہیں۔ جس کی عمارتیں اور دیواریں سب کتابوں سے تعمیر ہوئی ہیں۔ جب اُن سے اس بارے میں سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی۔ کہ مرنے کے بعد بھی مجھے علم میں مصروف رکھے۔ جیسے میں دنیا میں علم میں مصروف رہا۔ تو اب میں اپنی قبر میں علم میں مصروف رہتا ہوں۔

ایک صحابی کا ایک صحابی کو قبر میں قرآن پڑھتے سننا

۱۹۔ ابن مندہ، ابواحمد اور الحاکم نے الکنیٰ میں ضعیف سند سے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں غابہ میں اپنے مال مویشی کے پاس گیا۔ جہاں مجھے رات ہوگئی۔ تو میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام کی قبر پر آیا۔ تو میں نے تلاوت قرآن کریم کی ایسی آواز سنی۔ جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ تو میں نے آکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا: یہ عبداللہ ہیں۔ اور اُن لوگوں میں شامل ہیں۔ جن کی روحوں کو اللہ تعالیٰ نے قبض کرنے کے بعد زبرجد یعنی زمرد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے وسط میں معلق فرمایا ہے۔ جب رات ہوتی ہے۔ تو اُن کی روحیں دنیا کی طرف لوٹائی جاتی ہیں۔ اور وہ مسلسل اسی طرح سے تلاوت فرماتی ہیں۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ تو اُن کی روحیں اپنے اصل مقام پر پہنچ جاتی ہیں۔

حضور ﷺ کا جنت میں اپنے ایک صحابی کی قرآن پڑھنے کی آواز سننا

۲۰۔ امام نسائی حاکم نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں سو گیا۔ تو میں نے جنت میں دیکھا۔ اور نسائی کی روایت میں ہے۔ کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ تو میں نے ایک قرآن کریم پڑھنے والے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حارثہ بن النعمان ہیں۔ تو آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا: بس یہی نیکی ہے۔ یہی نیکی ہے۔ یہی نیکی کا ثمر ہے۔ اور یہ اپنی ماں کے فرمانبردار تھے۔

اگر کسی کو قرآن مجید حفظ مکمل کرنے سے پہلے موت آجائے تو قبر میں اسے بقیہ قرآن مجید یاد کرا دیا جاتا ہے

۲۱۔ ابن ابی الدنیا نے یزید الرقاشی سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ مومن جب فوت ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم کا کچھ حصہ یاد کرنا باقی رہ جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ اور وہ باقی قرآن کریم اُسے قبر میں یاد کراتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ حافظ قرآن ہو کر قبر سے اُٹھے گا۔

۲۲۔ حضرت حسن سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ مومن جب فوت ہو جاتا ہے۔ اور اُس نے پورا قرآن کریم حفظ نہیں کر سکا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو اس پر مقرر فرما دیتا ہے۔ کہ اُسے باقی قرآن کریم حفظ کرائیں۔ اور حافظ بن کر اپنے اہل کے ساتھ اُٹھے گا۔

۲۳۔ ابن ابی الدنیا وابن مندہ نے عطیہ العوفی سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ بندہ جب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اُس نے پورا قرآن پاک یاد نہیں کیا ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے قبر میں بقیہ قرآن کریم تعلیم

فرمادیتا ہے۔ اور اُسے اس کا ثواب ملتا ہے۔

۲۴۔ دیلمی نے الفردوس میں اور اس کے بیٹے نے سند بیان نہیں کی۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے جو پہلی روایت کی طرح ہے اور پھر حضرت عطیہ العوفی کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن کریم پڑھا اور پورا یاد کرنے سے پہلے فوت ہو گیا۔ تو اس کے پاس قبر میں ایک فرشتہ آ کر اُسے باقی قرآن کریم یاد کرا دیتا ہے۔

مومن کو قرآن کریم قبر میں پڑھنے کیلئے دیا جاتا ہے

۲۵۔ ابن مندہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ مومن کو قبر میں قرآن کریم دیا جاتا ہے۔ جس کی وہ قبر میں تلاوت کرتا ہے۔

۲۶۔ ابن مندہ نے عاصم السقطی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم نے بلخ میں ایک قبر کھودی۔ میں قبر میں اترا۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں۔ کہ چہرہ ان کا قبلہ رُخ ہے۔ اور سبز رنگ کا ازار باندھے ہوئے ہے۔ اور وہ گود میں قرآن کریم لئے اس کی تلاوت فرما رہے ہیں۔

ایک نوجوان کو قبر میں دیکھا کہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے

۲۷۔ ابن مندہ نے ابوالنصر نیشاپوری الحفار سے روایت کی ہے۔ اور وہ ایک صالح اور پرہیزگار شخص تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کھودی۔ تو اس کے ساتھ ایک اور قبر نکل آئی۔ تو میں نے اُس میں دیکھا۔ کہ ایک خوبصورت نوجوان ہے۔ بہترین لباس پہنے ہوئے ہے۔ اُس سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی ہیں۔ وہ چوکڑی مارے بیٹھا ہے۔ اور اس کی گود میں ایک کتاب ہے سبز رنگ سے لکھی ہوئی ہے۔ کہ میں نے ایسی خوشخط تحریر کبھی نہیں دیکھی۔ وہ کتاب قرآن کریم تھا۔ اور وہ نوجوان اُس کی تلاوت کر رہا تھا۔ اُس نوجوان نے میری طرف دیکھا۔ اور

پوچھا۔ کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو اس نے کہا کہ اس سوراخ کو مٹی سے ڈھانپ دو۔ تو میں نے وہاں مٹی ڈال دی۔

۲۸۔ تاریخ ابن النجار میں تاریخ بغداد کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ اس نے ایک اصفہانی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب میں پڑھا ہے۔ وہ طالب علم تھا۔ اور میں اس طالب علم کے نام سے واقف نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے راشد باللہ خلیفہ عباسی کے غلام خطلخ سے سنا۔ کہ اس نے کہا۔ میں نے ایک گورکن مصعب بن عبداللہ سے پوچھا۔ کہ قبریں کھودنے کے دوران میں اس نے کوئی حیران کن واقعہ دیکھا ہو تو سناؤ۔ اس نے بتایا نہیں میں نے تو نہیں دیکھا۔ لیکن میرے والد نے بتایا کہ میں ایک قبر کھودی اور جب میں لحد تک پہنچا۔ اور لحد کی اینٹ اٹھا کر دیکھا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اور ہاتھوں میں قرآن کریم اٹھائے تلاوت کر رہا ہے۔ تو اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا۔ کیا قیامت قائم ہو چکی ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ اور پھر میں نے اسے ڈھانپ دیا۔

۲۹۔ ابو نعیم نے حضرت مجاہد سے آیت مبارکہ "فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ" کے بارے میں فرمایا: کہ اس سے قبر مراد ہے۔

۳۰۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت بشر بن الحارث سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار کے لیے قبر ایک اچھی منزل ہے۔

اپنے مرنے والوں کو اچھے کفن دیا کرو کیونکہ وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں

۳۱۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور لوالکی نے الابانہ میں اور العقیلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مرنے والوں کو اچھا کفن دیا کرو۔ کہ وہ اپنی قبروں میں ایک دوسرے پر اظہار زینت کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

۳۲۔ صحیح مسلم میں حدیث شریف ہے۔اور فرمان رسول کریم نقل فرمایا ہے۔کہ جب تم اپنے کسی بھائی کے ذمہ دار ہوں۔تو اُسے اچھا کفن پہناؤ۔

۳۳۔ علماءِ اُمت نے فرمایا ہے۔اچھے کفن سے مراد سفید کفن ہے۔اور نیز صاف ستھرا ہو۔نہ کہ زیادہ قیمتی ہو۔کیونکہ حدیث شریف میں مہنگے کفن سے منع فرمایا گیا ہے۔

۳۴۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابن سیرین سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں۔اچھا کفن پہنانے کو پسند کیا جاتا تھا۔اور کہتے تھے۔کہ مرنے والے قبروں میں ان کفنوں میں ایک دوسرے کو ملتے ہیں۔

۳۵۔ ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے مرنے والوں کو کفن اچھے دیا کرو۔کہ یہ قبروں میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں۔

۳۶۔ العقیلی نے اور الخطیب نے التاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا ذمہ دار ہو۔تو مرنے پر اُسے اچھا کفن پہنائے۔کہ وہ اپنے انہیں کفنوں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

۳۷۔ امام ترمذی ابن ماجہ اور محمد بن یحییٰ الھمدانی نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص تم میں سے اپنے بھائی کا ذمہ دار ہو۔تو اُسے اچھا کفن پہنائے۔اس لیے کہ مرنے والے قبروں میں انہیں کفنوں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

۳۸۔ امام بیہقی نے اس حدیث شریف کو درج کرنے کے بعد فرمایا ہے۔یہ حدیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے متصادم نہیں ہوتی۔جو آپؓ نے فرمایا: کہ کفن تو پیپ کے حوالہ ہو جاتا ہے۔کیونکہ ایسا تو ہمارے دیکھنے کے لحاظ سے ہے۔لیکن اللہ کریم جس طرح چاہے ہوتا ہے۔اور مردوں کی ملاقاتیں

تو عالم برزخ میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حضرات شہداء کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں رزق ملتا ہے۔ اور حالانکہ وہ خون آلود کپڑوں میں قبروں میں موجود ہوتے ہیں یہ تو ہمارے دیکھنے کی بات ہے۔ اور عالم برزخ کی کیفیات دوسری طرح ہوتی ہیں۔ اور یہ سب ایمان بالغیب سے متعلق امور ہیں۔

اچھے کپڑوں میں کفن نہ دینے کا ایک واقعہ

۳۹۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات میں روایت کی ہے۔ کہ راشد بن سعد نے بیان کیا۔ کہ ایک شخص کی عورت فوت ہوگئی۔ اُس نے کئی عورتوں کو خواب میں دیکھا۔ لیکن اُسے اپنی بیوی کہیں دکھائی نہیں دی۔ تو اس نے ان عورتوں سے پوچھا۔ کہ میری بیوی تمہارے اندر کیوں موجود نہیں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی ہے۔ کہ اُسے اچھا کفن نہیں پہنایا۔ اس لیے وہ ہمارے ساتھ آنے سے شرماتی ہے۔ تو وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اور آپؐ سے اس بارے میں عرض کیا۔ تو آنجنابؐ نے فرمایا کہ دیکھو کوئی تمہارا قابل اعتماد رشتہ دار ہو تو اس کے ہاتھ بھیج دو تو وہ ایک انصاری شخص کے پاس آیا۔ جس کا موت کا وقت قریب تھا۔ تو اس نے اس انصاری سے اپنا مسئلہ بیان کیا۔ تو اس انصاری نے کہا۔ اگر مرنے والوں کو کوئی چیز پہنچ سکتی ہے۔ تو میں آپ کی امانت پہنچا دوں گا۔ تو جب وہ انصاری فوت ہوگیا۔ تو اس آدمی نے اپنی بیوی کے لیے زعفران میں رنگے ہوئے دو کپڑے انصاری کے کفن کے ساتھ رکھ دیئے۔ اور جب رات ہوئی۔ تو اس نے ان عورتوں کو خواب میں دیکھا اور اس کی بیوی بھی ان کے ساتھ وہ زعفرانی لباس پہنے آرہی تھی۔ یہ حدیث مرسل ہے۔ اور اس کی سند میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ اور اس میں راوی ابن ابی ضمرہ مقبول الروایت ہے۔ اور راشد بن سعد بھی ثقہ شخص ہے۔ اور اس سے کئی مرسل احادیث مروی ہیں۔

ماں نے خواب میں بیٹی سے کہا کہ تم نے اچھا کفن نہیں دیا نیا کفن خرید کر فلاں مرنیوالی کے ہاتھ بھیج دو

۴۰۔ ابن جوزی نے عیون الحکایات میں اپنی سند کے ساتھ محمد بن یوسف الفریابی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ قیساریہ میں ایک عورت تھی۔ وہ فوت ہوگئی۔ تو اس کی بیٹی نے اس کو خواب میں دیکھا۔ تو ماں نے کہا۔ بیٹی تم لوگوں نے مجھے نہایت تنگ کفن پہنایا ہے۔ کہ میں ان کپڑوں میں اپنی ملنے والی عورتوں میں جانے سے شرماتی ہوں۔ اور فلاں عورت فلاں دن ہمارے پاس آرہی ہے۔ اور فلاں جگہ پر چار درہم رکھے ہوئے ہیں۔ ان درہموں کا اچھا سا کفن خرید کر اس عورت کے ہاتھ مجھے بھیج دو۔ اور بیٹی کہتی ہے کہ مجھے نہیں معلوم تھا۔ کہ میری ماں کے وہاں پر درہم موجود ہیں۔ میں اس جگہ پر جا کر دیکھا تو چار درہم موجود تھے۔ اور وہ عورت جس کا میری ماں نے مرنے کا ذکر کیا تھا۔ بھلی چنگی تھی اسے کوئی بیماری نہیں تھی۔ اور پھر وہ اچانک بیمار ہوگئی۔ اور جب اس کے ذریعہ سے کفن بھیجنے کا ذکر آیا تو فاریابی کہتے ہیں کہ لوگوں نے یہ قصہ بیان کر کے مجھ سے فتویٰ پوچھا۔ اور میں نے اس حدیث کے پیش نظر فتویٰ دے دیا۔ جس میں فرمان رسول گرامیؐ ہے۔ کہ وہ اپنے کفنوں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ تو میں نے اس کے لیے کفن خرید کر بھیجنے کا فتویٰ دے دیا۔ پھر اس لڑکی نے اس عورت سے جا کر پوچھا اگر تمہاری وفات ہوگئی۔ تو کیا تم کوئی چیز اپنے ہمراہ لے جا کر میری ماں کو پہنچادو گی؟ اس نے حامی بھرلی۔ تو انہوں نے ایک اچھا سا کفن خرید کر اس کے کفن کے ساتھ رکھ دیا۔ اور بیٹی کو اس کی ماں خواب میں ملی۔ تو اس نے بتایا بیٹی فلاں عورت نے وہ لباس پہنچادیا ہے۔ وہ کفن بہت اچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اس کی جزا عطا فرمائے۔

۴۱۔ سلفی نے المشیخۃ البغدادیہ میں حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کی

ہے۔فرماتے ہیں کہ کفن کو خوب لپیٹ کر اور گھنڈی لگا کر رکھنا پسند کیا جاتا تھا۔اور فرماتے تھے۔کہ مردے قبروں میں ان کفنوں میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

حضرت معاذؓ کی وصیت کہ میری بیوی کو اچھا کفن دینا کہ اس میں اٹھائے جائیں گے

۴۲۔ ابن ابی شیبہ نے عمیر بن الاسود السکونی سے روایت کی ہے۔کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے بارے میں وصیت کر کے باہر چلے گئے۔اور وہ ان کے جانے کے بعد فوت ہو گئیں۔تو ہم نے انہیں دو پرانے کپڑوں میں کفن دے دیا۔اور ابھی ہم ہاتھ اٹھائے دعا کرنے لگے تھے۔کہ حضرت معاذ بن جبلؓ پہنچ گئے۔تو انہوں نے پوچھا۔کہ تم نے انہیں کتنے کپڑوں کا کفن پہنایا ہے؟ ہم نے کہا۔کہ ہم نے اسے دو پرانے کپڑوں کا کفن دیا ہے۔تو آپؓ نے قبر کھود کر نئے کپڑوں کا کفن دیا۔اور فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کو اچھے کفن میں دفن کیا کرو۔کہ یہ اسی کفن میں اٹھائے جائیں گے۔

نئے آنے والے مردے سے پہلے فوت شدہ لوگ اپنے عزیزوں کا حال دریافت کرتے ہیں

۴۳۔ ابن ابی الدنیا نے الشعبی سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ میت کو جب لحد میں اتارا جاتا ہے۔تو اس کے پہلے فوت شدہ اعزا آکر پچھلے لوگوں اور عزیزوں کا حال پوچھتے ہیں کہ فلاں کیا کر رہا ہے۔اور فلاں کس حال میں ہے؟

مردے اپنے عزیزوں کی اچھی خبر سن کر خوش ہوتے ہیں

۴۴۔ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت مجاہد سے یہ روایت بھی کی ہے۔کہ آدمی اپنے عزیزوں کی اچھی خبریں سن کر قبر میں خوش ہوتا ہے۔

قرآن مجید سے اس کی تائید

۴۵۔ اسدیؒ نے فرمان باری "وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ" "کہ وہ اپنے پیچھے رہ گئے عزیزوں کے بارے میں سن کر خوش ہوتے ہیں" کے بارے میں فرمایا ہے۔ کہ شہداء کو ایک رجسٹر لا کر دیا جاتا ہے۔ جس میں اُس کے عزیز بھائی بندوں کا ذکر ہوتا ہے۔ جسے دیکھ کر وہ خوش ہوتے ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں کوئی اپنے دور کے عزیزوں کی خیریت کی خبر آنے پر خوش ہوتا ہے۔

۴۶۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرشتے مومن سے اُس کی قبر میں کہتے ہیں کہ اب تم پرہیزگاروں کی نیند سو جاؤ۔

حضرت ابن عباس کی وفات کا عجیب منظر

۴۷۔ ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی وفات طائف میں ہوئی۔ تو میں ان کے جنازہ میں شامل ہوا۔ تو ان کی قبر پر سفید رنگ کا ایک پرندہ آیا۔ کہ اس شکل کا پرندہ میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ آپ کے جسم مبارک میں سما گیا۔ اور پھر وہ باہر نکلتا دکھائی نہیں دیا۔ جب انہیں دفن کیا گیا۔ تو اُن کی قبر کے کنارے پر اس آیت مبارکہ کی تلاوت سنائی دی۔ اور آیت کو تلاوت کرنے والا دکھائی نہیں دیا۔ "يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً" "اے مطمئن روح! راضی خوشی اپنے رب کریم کی طرف لوٹ جا۔ اور وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ تک پوری آیت مبارکہ سنائی دی۔

اس دوسری روایت سے اس کی تائید

۴۸۔ حضرت عکرمہؒ اور حضرت ابو الزبیرؒ نے بھی انہیں الفاظ میں ایک روایت کی ہے کہ ایک سفید رنگ کا پرندہ آسمان سے آیا۔ اور اُن کے کفن میں داخل ہو گیا۔ اور
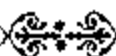
یہ دیکھ کر لوگوں کا خیال تھا کہ یہ پرندہ ان کے نیک اعمال کی مجسم شکل تھی۔ اور حضرت مجاہد اور عبداللہ بن یاسین اور بجیر بن عبید نے بھی روایت کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ وہ سفید رنگ کا عظیم پرندہ حرج کی جانب سے آیا۔ اور غیلان بن عمرو اور میمون بن مہران نے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔ جب پرندے کی تلاش کی گئی تو نہیں ملا اور جب قبر پر مٹی ڈال دی گئی۔ تو یہ آیت مبارکہ پڑھنے کی آواز سنائی دی۔ اور پڑھنے والا کوئی دکھائی نہیں دیا۔ ''یا ایتھا النفس'' آخر تک۔

تیسری روایت سے تائید

۴۹۔ ابن عساکر نے بھی حضرت میمون بن مہران کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے آپ ؐ کو دیکھا کہ آپ ؐ دحیہ کلبیؓ سے سرگوشی فرمارہے تھے۔ تو میں نے اس میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھا۔ آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اُسے دیکھا؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں! تو آپ ؐ نے ارشاد فرمایا: وہ جبریل تھے۔ دیکھو (عبداللہ) تمہاری بینائی جاتی رہے گی۔ اور تمہاری موت کے وقت اللہ تعالیٰ اُسے لوٹا دے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے ہیں۔ اور انہیں تخت کے اوپر لٹایا ہے۔ تو ایک عجیب شکل کا سفید رنگ کا پرندہ آکر اُن کے کفن میں داخل ہو گیا۔ تو لوگوں نے اس پرندے کی تلاش کرنا چاہی۔ تو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرمایا۔ یہ کیا کررہے ہو۔ یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی بشارت ہے۔ تو جب آپ کو لحد میں رکھ دیا گیا۔ تو قبر کے پاس کھڑے لوگوں نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی آواز سنی ''یا ایتھا النفس المطمئنۃ'' آخر تک۔

۵۰۔ اسی طرح کی روایت امیرالمومنین مہدی کے ذریعہ سے درج ہوئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے والد سے حدیث سن کر بیان فرمائی۔ اور

انہوں نے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنی۔ جس حدیث کے آخر میں ہے۔ کہ ہم بیان کیا کرتے تھے۔ کہ موت کے وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بینائی لوٹ آئی تھی۔

کفن کے کپڑے زیادہ مہنگے نہ ہوں

۵۱۔ سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ ابن ابی الدنیا اور الحاکم نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا: کہ میرے کفن کے دو کپڑے خریدنا زیادہ مہنگے لینے کی ضرورت نہیں۔ اگر تمہارا یہ ساتھی (یعنی میں) نیک ہوا۔ تو اسے اس سے زیادہ اچھے کپڑے پہنا دیئے جائیں گے۔ ورنہ یہ بھی فوراً چھین لئے جائیں گے۔

۵۲۔ ابن سعد اور بیہقی نے اسی سند سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا میرے لیے دو سفید کپڑے خرید لینا۔ کیونکہ وہ میرے جسم پر تھوڑی دیر ہی رہیں گے۔ یا تو اس سے بہتر پہنا دیے جائیں گے۔ یا اس سے زیادہ بُرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کہ مہنگا کفن نہ پہنانا

۵۳۔ ابن ابی الدنیا نے یحییٰ بن راشد سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیت میں فرمایا: مجھے درمیانے درجہ کا کفن پہنانا اگر میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر ہوگی۔ مجھے اس سے بہتر مل جائے گا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا۔ تو یہ بھی بہت جلد چھین لیا جائے گا۔ اور مجھے درمیانی قبر میں دفنانا۔ اگر میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں خیر ہوگی۔ تو حد نظر تک میری قبر کشادہ ہو جائے گی۔ اور اگر میں اس کے اُلٹ ہوا۔ تو وہ مجھ پر تنگ ہو جائے گی کہ میری ہڈی پسلی برابر ہو جائے گی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میرے یہ دو کپڑے دھو کر مجھے کفن دینا

۵۴۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عبداللہ بن نسی سے روایت کی ہے۔

فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میرے یہ دو کپڑے دھو دو۔ اور انہیں میں مجھے کفن دینا۔ کیونکہ تیرا باپ اُن دو آدمیوں سے ہوگا۔ یا تو اُسے بہترین لباس پہنایا جائے گا۔ یا یہ بھی بری طرح سے چھین لیا جائے گا۔

ایک صحابیؓ کی کفن بارے ایک کرامت

۵۵۔ سعید بن منصور رضی اللہ عنہ حضرت اہبان الغفاری رضی اللہ عنہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی عدیسہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میرے والد نے مجھے وصیت فرمائی کہ ہم انہیں اس قمیص میں کفن نہ دیں۔ فرماتی ہیں کہ دفن کرنے کے اگلے دن صبح کے وقت وہی قمیص جس میں ہم نے انہیں کفن پہنایا تھا۔ کھونٹی پر لٹکی ہوئی تھی۔

۵۶۔ ابوبکر ابرقی نے معرفۃ الصحابہ میں ابوعمرو البسملی سے انہوں نے اہبان کی بیٹی عدیسہ سے روایت کی ہے اور اُس کا مضمون بھی وہی ہے۔

۵۷۔ طبرانی نے حضرت عدیسہ بنت اُہبان رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میرے والد کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے سلے ہوئے کپڑوں میں کفن نہ دینا۔ جس سے اُنہیں غسل دے دیا گیا۔ تو غسل دینے والوں نے میرے پاس کفن منگوانے کے لیے کسی کو بھیجا۔ میں نے کفن بھیجا تو انہوں نے کہا قمیص کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ میرے والد صاحب نے قمیص کفن میں دینے سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے اصرار کیا تو میں نے ایک قمیص جو دھوبی کے پاس دھلنے کے لیے گئی ہوئی تھی۔ وہ منگوا کر دے دی اور وہ قمیص انہوں نے کفن کے ساتھ میرے والد کو پہنا دی اور میں دروازہ بند کر کے جنازے کے پیچھے چلی گئی۔ واپس آئی تو وہی قمیص گھر میں پڑی تھی۔ میں نے اپنے والد کو غسل دینے والوں کو پیغام بھیج کر پوچھا کہ تم نے والد کو یہ قمیص کفن میں پہنائی تھی۔ انہوں نے کہا۔ ہاں پہنائی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کیا وہ یہ قمیص تھی۔

تو انہوں نے بتایا۔ ہاں یہی تھی۔

کفن کے متعلق واپسی کی ایک اور کرامت

۵۸۔ ابن النجار نے اپنی تاریخ میں خلف البرقانی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ اور اس کے لیے گھر سے کفن منگوایا گیا۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ کفن ضرورت سے زاید تھا۔ لہٰذا اُس سے کچھ کپڑا کاٹ کر رکھ لیا گیا۔ جب رات ہوئی تو میرے پاس ایک شخص آیا۔ اور مجھے کہنے لگا۔ اللہ کے ولی تم نے میرے کفن کی لمبائی میں کنجوسی کر کے کمی کر دی۔ اور ہم نے تمہارا کفن واپس کر دیا ہے۔ اور اُس کے بدلے میں دوہرا جنتی کفن اُسے پہنا دیا گیا ہے۔ میں گھبرا کر اُٹھا۔ اور بیت الکفن میں جا کر دیکھا۔ تو وہ کفن وہاں پھینکا پڑا تھا۔

حضرت طاؤس کی وصیت

۵۹۔ ابو نعیم نے مسلم الجندی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے کہا۔ کہ جب تم مجھے قبر میں دفن کرو۔ تو میری قبر کے اندر دیکھ لینا۔ اگر مجھے نہ پاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ اگر تو مجھے پائے تو ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' پڑھنا تو اس کے بیٹے نے دیکھا اور اُسے کچھ نظر نہیں آیا اور اس کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے۔

۶۰۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں اور ابو بکر بن المقری نے الفوائد میں حضرت حماد بن زید سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے طفاوہ کے ایک آدمی نے بیان کیا۔ اور اُس کا نام بھی بتایا۔ اس نے کہا۔ کہ ہم نے ایک میت کو دفن کیا۔ اور ایک دفعہ قبر کو پھر دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میں نے اُن کی میت کو قبر میں نہیں پایا۔

حضرت علاء بن الحضرمیؓ کی وفات کا واقعہ

۶۱۔ امام بیہقی نے الدلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے

ہیں۔ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے ایک لشکر تیار فرمایا: اور اُس لشکر پر حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا: اور میں بھی اس جہاد میں شامل تھا۔ جب ہم واپس لوٹ رہے تھے۔ تو وہ راستے میں فوت ہو گئے۔ اور ہم نے انہیں راستہ میں ہی دفن کر دیا۔ ان کو دفن کرنے کے بعد ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ اُس شخص نے پوچھا یہ کون شخص تھا؟ ہم نے کہا۔ انسانوں میں ایک بہتر انسان تھا۔ یہ حضرت ابن الحضرمی رضی اللہ عنہ تھے۔ تو اس شخص نے بتایا۔ کہ یہ زمین مردوں کو اُگل دیتی ہے۔ لہٰذا میل دو میل ہٹ کر کسی اچھی جگہ پر انہیں دفن کر دو۔ تو ہم نے اس کام کے لیے ان کی قبر کو کھودا۔ تو حضرت حضرمی قبر میں موجود نہیں تھے۔ اور قبر حد نظر تک روشنی سے بھری ہوئی تھی۔ اس لیے ہم نے مٹی دوبارہ قبر پر ڈال دی۔ اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اور یہ واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابو نعیم نے بھی الدلائل میں درج کیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں۔ کہ آپ کی وفات ہوئی تو ہم نے انہیں ریت میں دفن کر دیا۔ پھر ہم نے ان کی قبر کو دوبارا انہیں منتقل کرنے کے لیے کھودا تو ان کی میت قبر میں موجود نہیں تھی۔

ایک خاتون جو بارہ ہزار تسبیح پڑھتی تھی کی وفات کا عجیب واقعہ

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے۔ جسے الفوائد کی پہلی جز میں ابو الحسن بن بشران نے حضرت عبد العزیز بن ابی رواد سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک خاتون تھیں جو روزانہ بارہ ہزار بار تسبیح پڑھتی تھیں۔ وہ فوت ہو گئیں اُسے لے کر جب اُس کی قبر تک پہنچے تو لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے اُس کی میت غائب ہو گئی۔

حضرت کرزؒ کی وفات پر مردوں کا شاندار استقبال

۶۲۔ ابو نعیم نے جرجان کے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ جب کہ

زبین ویرہ والجرجانیؒ فوت ہوئے۔ تو ایک شخص نے خواب میں دیکھا۔ کہ تمام اہل قبور ان کی قبر پر جمع ہیں۔ اور حضرت کرزؒ نے ایک نہایت شاندار نیا لباس پہنا ہوا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ کیا ہو رہا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ حضرت کرزؒ کے آنے کی خوشی میں اہل قبور خوش ہیں۔ اور اُن کی طرف سے نیا لباس پہنایا گیا ہے۔

حضرت ورادالعجلیؒ کی قبر میں پھول بچھے ہوئے تھے

۶۳۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الرقۃ والبکاء میں مسکین بن بکیر سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ورادالعجلیؒ فوت ہوئے۔ تو انہیں اٹھا کر اُن کی قبر تک لے جایا گیا۔ اور جب انہیں قبر میں اتارنے لگے۔ تو ان کی قبر میں پھول بچھے ہوئے تھے۔ تو کسی صاحب نے ان میں سے ایک پھول لے لیا۔ تو وہ پھول ستر دن تک تروتازہ رہا۔ اور اُس کا رنگ تک نہیں بدلا۔ لوگ روزانہ صبح وشام آ کر اُس کی خوشبو سونگھتے۔ جب یہ بات ہر جگہ مشہور ہوگئی۔ تو اس شہر کے امیر نے وہ پھول لے لیا۔ اور لوگوں کو منتشر کر دیا۔ تا کہ کسی بدعت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ لیکن وہ پھول اس کے گھر سے بھی کہیں کھو گیا۔ اور اُس کا کہیں پتہ نہ چلا۔

۶۴۔ الحافظ ابوبکر الخطیب نے محمد بن محمد الدوری الحافظ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری والدہ فوت ہوگئیں۔ اور جب میں انہیں قبر میں اتارنے لگا۔ تو ساتھ والی قبر میں تھوڑا سوراخ ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ قبر میں ایک شخص ہے۔ جس کے سینہ پر چنبیلی کے تروتازہ پھولوں کا ایک گلدستہ رکھا ہوا ہے۔ میں نے ایک پھول لے کر اُسے سونگھا۔ تو وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ اور میرے ساتھ موجود اور لوگوں نے بھی اُسے سونگھا۔ پھر میں نے وہ پھول واپس اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اور سوراخ بند کر دیا۔

۶۵۔ حافظ ابوالفرج ابن جوزیؒ نے حضرت جعفر السراجؒ سے روایت کی ہے۔ ان کو ان کے کسی شیخ نے بتایا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پہلو

میں ایک قبر کھودی گئی۔ تو میت کے سینہ پر پھولوں کا گلدستہ مہک رہا تھا۔

ایک ٹیلہ میں سات اشخاص تر و تازہ پائے گئے اور ان کے کفن سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی

۶۶۔ ابو الفرج ابن جوزی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ کہ بصرہ میں ایک ٹیلہ ایک تالاب کی صورت میں کھل گیا۔ تو اس میں سات اشخاص کی نعشیں موجود تھیں جن کے بدن بالکل صحیح سالم تھے۔ اور ان کے کفن سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ ان میں ایک نوجوان کی نعش تھی جس کی زلفیں تھیں اور اس کے ہونٹوں پر زندگی کی تازگی تھی۔ گویا اس نے ابھی ابھی پانی پیا ہے۔ اور اس کی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا۔ اور اس کے پہلو میں تلوار کا تازہ زخم تھا۔ کسی شخص نے اس کے کچھ بال حاصل کرنے کی کوشش کی۔ تو وہ ایک زندہ آدمی کی طرح مضبوطی سے اس کے سر پر جمے ہوئے تھے۔

حضرت سعد بن معاذؓ کی قبر سے کھودتے وقت تک کستوری کی خوشبو آتی رہی

۶۷۔ ابن سعد نے الطبقات میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے جنت البقیع میں کھودی گئی قبر کے پاس موجود تھا۔ اور وہاں سے ہمیں کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ اور جب تک ہم قبر کھودتے رہے۔ ہمیں مسلسل کستوری کی مہک آتی رہی۔

۶۸۔ ابن سعد نے ہی حضرت محمد بن شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر لے گیا۔ اور بعد میں اس نے دیکھا تو وہ خالص کستوری تھی۔

تلاوت قرآن کریم کی برکت سے قبر میں خوشبو

۶۹۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت مغیرہ بن حبیب سے روایت کی ہے کہ ایک صاحب کو خواب میں دیکھا گیا۔ تو اس سے پوچھا گیا۔ یہ آپ کی قبر سے کستوری کی مہک کیسی آرہی ہے؟ تو اس نے بتایا۔ کہ یہ تلاوت قرآن کریم اور پیاس برداشت کرنے کی خوشبوئیں ہیں۔

ایک بدوی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ تھوڑی مشقت اٹھائی اور لمبی چوڑی نعمتیں لے گیا

۷۰۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دیہاتی آیا۔ اور ہم اس وقت بارگاہ رسالتؐ میں موجود تھے۔ اور یہ ایک سفر کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں اُس نے ہمیں السلام علیکم کہا۔ اور اس حدیث میں ہے کہ اسی دوران میں وہ اپنے اونٹ سے سر کے بل گرا۔ اور مر گیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس نے تھوڑی سی مشقت اُٹھائی۔ اور بہت سی لمبی چوڑی نعمتیں حاصل کر کے لے گیا۔ میرا خیال ہے کہ وہ بھوک کی حالت میں فوت ہوا ہے۔ میں نے گوری چٹی حوروں کو دیکھا۔ کہ اُسے جنت کے پھل اپنے ہاتھوں سے کھلا رہی ہیں۔ اور لقمے اُس کے منہ میں ڈال رہی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کو جنت میں مختلف حالات میں دیکھنا

۷۱۔ ترمذی اور الحکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حضرت جعفر طیار کو دیکھا کہ وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ ساتھ اڑ رہے ہیں۔

۷۲۔ الحاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کل رات میں جنت میں داخل ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کے ساتھ محو پرواز ہیں۔ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اور آنجناب نے دوسرے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی فرمایا۔

۷۳۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ وہ کچھ قبروں کے پہلو میں سے گزرے جو مٹ رہی تھیں۔ اور ایک سر باہر کو نکلا ہوا تھا۔ تو آپ نے اُسے مٹی سے ڈھانپ دیا۔ اور فرمایا: کہ یہ مٹی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ بس روحیں ہی قیامت تک سزا یا جزا حاصل کرتی رہیں گی۔

۷۴۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب العزاء میں اور ابن ابی شیبہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں۔ میں ایک مرتبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس تھی۔ جب حجاج نے اُن کے بیٹے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو پھانسی دی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اُن سے تعزیت کرنے کو تشریف لائے۔ تو انہوں نے فرمایا: محترمہ! اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہیں۔ اور صبر سے کام لیں۔ کہ اس جسم کی کوئی حقیقت نہیں۔ بس روحیں ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچتی ہیں۔ تو حضرت اسماءؓ نے فرمایا: میں صبر کیوں نہیں کروں گی۔ جبکہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا سر (بنی اسرائیل کی) ایک بدکار عورت کو تحفے میں پیش کیا گیا تھا۔

ان کی روح بارگاہ الٰہی میں پہنچ گئی ہے

۷۵۔ ابن سعد نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب اجنادین کے موقعہ پر رومیوں کو شکست ہوئی۔ اور مسلمانوں نے اُن کا پیچھا کیا۔ اور وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے۔ جہاں سے ایک ایک انسان باری باری گزر سکتا تھا۔ اور وہاں کافروں سے لڑتے ہوئے حضرت ہشام بن العاص رضی اللہ عنہ شہید

ہو گئے۔ اور اُن نعش مبارک اس راستہ پر آڑے آ گئی۔ جب لوگ وہاں سے گزرنے لگے۔ تو ان کی نعش کو دیکھ کر رک گئے۔ اور گھوڑوں کو وہیں روک دیا۔ کہ ان کی نعش کو روند کر کیسے گزریں۔ کہ ایک مسلمان کی نعش کی توہین ہو گی۔ تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت کے مقام پر سرفراز فرمادیا ہے۔ اور اُن کی روح بارگاہِ الٰہی میں پہنچ گئی ہے۔ اور یہ جسم ہے۔ جہاد کے لیے گھوڑے اس کے اوپر سے گزار دو۔ تو مسلمانوں کے گھوڑے اس نعش مبارک کو روندتے ہوئے گزر گئے۔

۷۶۔ حضرت ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کے ذکر کے بعد فرمایا ہے۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ موت کے بعد روحوں کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان ظاہری اصولں سے ان کے جسموں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ لوگوں کے نقصان پہنچانے اور مٹی میں مل جانے سے اُن کے بدنوں میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ اب بدن انسانی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوتا ہے۔ اور اُس کی قدرت سے اُس کی حفاظت ہوتی ہے۔

باب نمبر:۲۲

شہید کی بزرگی اور فضیلت

شہید کے خون سے ابھی زمین خشک نہیں ہوتی کہ حوریں استقبال کیلئے پہنچ جاتی ہیں:

۱۔ ابن ماجہؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین شہید کے خون سے خشک نہیں ہوئی ہوتی کہ دو حوریں آگے بڑھ کر اس کا استقبال نہیں کرتیں۔ اور وہ ان دو دائیوں کی طرح اُس کی تلاش میں ہوتی ہیں۔ جن کے بچے کسی جنگل میں کھو گئے ہوں۔ اور اُن میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں جنت کا ایک ایک سوٹ ہوتا ہے۔ جو دنیا اور دنیا کی ہر قیمتی چیز سے اعلیٰ ہوتا ہے۔

شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے:

۲۔ طبرانی، بزار اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ شہید کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کے تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی پیشوائی کو جنت کی دو حوریں آتی ہیں جو اس کے چہرہ سے مٹی جھاڑتی ہیں۔ اور اُسے سونے جنتی جوڑے پہناتی ہیں۔ جو انسانی کپڑے کے نہیں ہوتے اور خالص جنت کا بنا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔ اتنا باریک اور نفیس کہ ہاتھ کی دو انگلیوں کے درمیان وہ سوسوٹ سما جائیں گے۔

ایک شہید کا واقعہ:

۳۔ حاکم نے روایت کی ہے اور اُسے صحیح کہا ہے۔ اور یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک

کالے رنگ کا آدمی آیا۔ اور عرض کیا۔ اگر میں راہ خدا میں لڑوں اور لڑتا لڑتا شہید ہو جاؤں۔ تو میں کہاں ہوں گا؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا جنت میں۔ راوی فرماتے ہیں۔ پھر وہ شخص لڑتا لڑتا شہید ہو گیا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا: اللہ کریم نے تیرا چہرہ روشن کر دیا ہے۔ اور تجھے مہک عطا فرمادی ہے۔ یہ آپؐ نے اُس کے لیے یا دوسرے شہداء کے لیے بھی ارشاد فرمایا۔ نیز فرمایا اور میں نے اس کی بیوی حور کو دیکھا ہے۔ جو پشمینے کا ایک (قمیص) جبہ اُس کے لیے لے کر آئی ہے۔ اور وہ جبہ دونوں اپنے اوپر اوڑھے ہوئے ہیں۔

مختلف شہداء کے مختلف حالات

۴۔ امام بیہقی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک دیہاتی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ لڑتا ہوا شہید ہوا۔ تو جناب نبی اکرمؐ اُس کے سرہانے بیٹھے اور خوش ہو کر مسکرانے لگے۔ اور پھر آپ نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کر لیا۔ جب اس کے بارے میں آنجناب سے پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ میں خوش اس بات پر ہوا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کی روح کا کتنا اکرام کیا گیا ہے۔ اور میں اپنا منہ دوسری جانب کر لیا ہے۔ اس لیے کہ اس وقت اس کی بیوی (حور) اُس کے سرہانے کھڑی ہے۔

۵۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو بکر محمد بن احمد بن محدویہ التمیمی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن عثمان الجوعی سے سنا۔ انہوں نے فرمایا۔ میں نے کعبہ شریف کے گرد طواف کرتے ہوئے ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ وہ یہی دعا کیے جا رہا تھا۔ اے اللہ کریم تو نے سب حاجت مندوں کی دعائیں قبول فرمالیں۔ میری دعا قبول نہیں فرمائی۔ میں نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تو ایک ہی دعا کیے جا رہا ہے۔ تو اُس نے کہا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ماجرا کیا ہے۔ ہم مختلف

شہروں کے سات دوست تھے ہم نے مل کر دشمنوں سے جہاد کیا۔ انہوں نے ہم سب کو قید کر لیا۔ اور ہماری گردنیں مارنے کے لیے الگ ایک جگہ ہمیں لے گئے۔ تو میں نے آسمان کی طرف نظر کی۔ تو مجھے آسمان پر سات دروازے کھلے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہاں ہر دروازے پر ایک ایک نوجوان حور کھڑی تھی۔ یعنی ہر دروازے پر ایک حور۔ پہلے ہم میں سے ایک کی گردن جدا کی گئی۔ تو میں نے دیکھا آسمان سے ایک حور اُس کے استقبال کو آگے بڑھی۔ جب ان چھ کی گردن ماردی گئیں۔ اور میری باری آئی تو مجھے جلاد سے کسی نے مانگ لیا۔ اور مجھے اس شخص کے حوالہ کر دیا گیا۔ تو آسمان سے حور نے آواز دی۔ نوجوان تم کس بنا پر پیچھے رہ گئے ہو۔ اور دروازہ بند ہو گیا۔ تو میرے بھائی میں اُس نعمت سے محروم رہ جانے کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اور حضرت قاسم بن عثمان فرماتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس میں افضل ہے۔ کہ اُس نے وہ دیکھا جو دوسروں نے نہیں دیکھا۔ اور اب اُس کی خوش نصیبی ہے۔ کہ وہ نہایت ہی شوق اور یقین کے ساتھ نیک اعمال کر رہا ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۳۲

قبروں کی زیارت کرنے کا بیان اور یہ کہ مرنے والے زیارت کرنے والوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں

۱۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے کسی بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے۔ اور اُس کے پاس جا کر بیٹھتا ہے۔ وہ اُس سے مانوس ہوتا ہے۔ اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اُٹھ کر چلا جائے۔

۲۔ ابن ابی الدنیا نے ہی اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ کہ جب کوئی شخص اپنے جان پہچان والے کی قبر سے گزرے۔ تو اُس پر السلام علیکم کہے۔ وہ جواب دے گا۔ اور اُسے پہچانے گا۔ اور جب کسی ناواقف کی قبر پر سے گزرے۔ اُسے السلام علیکم کہے گا۔ تو وہ بھی اُسے جواب دے گا۔

۳۔ ابن عبدالبر نے الاستذکار والتمہید میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی قبر سے گزرے جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔ اگر وہ اُسے السلام علیکم کہے گا۔ تو وہ اُسے پہچان کر اُس کا جواب دے گا۔

۴۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں اور الصابونی نے المائتین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: کہ جب بھی کوئی بندہ اپنے جان پہچان والے شخص کی قبر سے گزرتا ہے۔ اور اُسے سلام کہتا ہے۔ تو وہ بھی اُسے پہچان کر سلام کا جواب دیتا ہے۔

۵۔ العقیلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں قبرستان سے گزرتا رہتا ہوں۔ کیا کوئی گفتگو ہے۔ جو میں وہاں سے گزرتے ہوئے اُن سے کرسکوں؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: یہ کلمات کہہ لیا کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ

اے قبرستان والو! السلام علیکم مسلمانوں اور مومنوں کی جانب سے تم ہمارے بزرگ ہو۔ اور ہم تمہارے پیروکار۔ اور ہم بھی اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم سے آملیں گے۔ تو حضرت ابورزینؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ سنتے ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا سنتے ہیں۔ لیکن جواب دینے کی طاقت نہیں۔ دیکھو۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ان مردوں کی تعداد کے مطابق فرشتے تمہیں سلام کا جواب دیں؟

فائدہ: جواب کی طاقت نہیں رکھتے۔ یعنی ایسا جواب نہیں دے سکتے جسے جن وانسان سن سکیں۔ وہ جواب دیتے ہیں۔ لیکن تم سن نہیں سکتے۔

۶۔ امام احمد اور الحاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا کرتی تھی۔ اور یہ کہہ کر کپڑا سر سے اتار دیتی۔ کہ یہ دونوں حضرات میرے محرم یعنی ایک میرے والد اور ایک میرے شوہر محترم ہیں۔ تو جب ان کے قریب حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کردیا گیا۔ تو پھر میں کپڑا اپنے جسم پر اچھی طرح سے لپیٹ کر وہاں پر جاتی۔ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے حیا کی وجہ سے۔

۷۔ طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قبر سے اُحد سے واپس آتے ہوئے گزرے۔ تو آپ وہاں ان کی اور دوسرے صحابہ کرامؓ کی قبروں پر کھڑے ہوئے۔ اور یہ کلمات ارشاد فرمائے۔

اَشْهَدُ اَنَّكُمْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ اللّٰهِ فَزُوْرُوْهُمْ وَسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا رَدُّوْا عَلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

(اے شہداء کرام) تم اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہو۔ (اور مسلمانوں سے فرمایا) تم اُن کی زیارت کیا کرو۔ قسم ہے اس ذاتِ گرامی کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جب بھی کوئی شخص انہیں السلام علیکم کہے گا۔ وہ قیامت تک جواب دیتے رہیں گے۔

۸۔ الحاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر کی قبر پر اور دوسرے اصحاب کرام کی قبروں پر اُحد سے واپس تشریف لاتے ہوئے کھڑے ہوئے۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہو (اور مسلمانو) تم اُن کی زیارت کیا کرو۔ اور انہیں السلام علیکم کہا کرو۔ مجھے قسم ہے اس ذات بابرکات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جو شخص بھی انہیں سلام کہتا ہے۔ وہ قیامت تک اس کا جواب دیتے رہیں گے۔

اور اربعین الطائیہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث نقل فرمائی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ سب سے زیادہ مانوس قبر میں مرنے والا اُس وقت ہوتا ہے۔ جب دنیا میں اس سے محبت کرنے والا کوئی شخص اُسے ملنے آتا ہے۔

۹۔ ابن ابی الدنیا اور البیہقی نے الشعب میں محمد بن واسع سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے۔ کہ مردے اپنے زیارت کرنے والوں کو

جمعہ کے دن اور جمعہ سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد پہچانتے ہیں۔

۱۰۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی ہی نے حضرت ضحاک سے روایت کی ہے کہ جس نے ہفتہ کے دن سورج نکلنے سے پہلے کسی قبر کی زیارت کی تو میت کو اس کی زیارت کا علم ہوجائے گا آپ سے پوچھا گیا وہ کیسے؟ فرمایا کہ جمعہ کے دن کی برکت سے۔

روح مع الجسم کے متعلق علامہ سبکیؒ اور دوسرے فقہاء کے اقوال و آراء

۱۱۔ علامہ سبکی نے کہا ہے۔ کہ قبر میں روح کا جسم میں لوٹنا تمام مردوں کے لیے صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اور شہید تو قرآن کریم کی رو سے زندہ ہیں۔ اور ہاں سوچنے کی بات ہے کہ روح کا یہ تعلق جسم سے ہمیشہ رہتا ہے۔ اور یہ کہ یہ حالت دنیاوی زندگی کی طرح ہوتی ہے یا کیا؟ روح سے زندگی قائم ہے۔ یہ تو عقلی بات ہے۔ کہ بدن تو روح سے ہی زندہ رہ سکتا ہے۔ اور علماء کی ایک جماعت اسی کی قائل ہے۔ اور ان کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ہے کیونکہ نماز ایک زندہ جسم کا تقاضا کرتی ہے۔ اور یہی مذکورہ صفات اسراء کی رات کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات انبیاء علیہم السلام میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور یہ تمام صفات روح مع الجسم کی ہیں۔ اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ روح ہر وقت جسم کے ساتھ رہے۔ جیسے دنیا میں ہوتی ہے۔ کہ کھانا پینا سونا جاگنا بھی اُن کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ بلکہ اس روح و جسم کی کیفیت دوسری ہے۔ باقی دوسرے احساسات پہچان، سننا وغیرہ وہ شہداء اور دوسرے مرنے والوں کے لیے ثابت ہیں۔

۱۲۔ کچھ دوسرے علماء نے کہا ہے کہ شہداء کے بارے میں اختلاف ہے کہ اُن کی یہ زندگی محض روح کو حاصل ہے۔ یا روح جسم کے ساتھ زندہ ہے؟ بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں کہا ہے۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی روحیں قبض ہونے کے بعد اُن کے جسموں میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ اور وہ اپنے رب کریم کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

۱۳۔ ابن قیم نے روحوں کی زیارت اور ایک دوسرے سے ملنے کے مسئلہ میں فرمایا ہے کہ روحوں کی دو قسمیں ہیں۔ جن پر انعام ہوتا اور جن پر عذاب ہوتا ہے۔ جن پر عذاب ہوتا ہے۔ وہ تو ملنے ملانے کے عمل سے بری ہیں۔ اور جو آزاد ہیں اور اُن کو نعمتیں حاصل ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ اور وہ زیارت کرنے والوں کی طرف متوجہ ہوتی ہیں۔ اور انہیں کئے ہوئے اعمال یاد رہتے ہیں۔ اور دنیا میں نیک اعمال کرنے والی روحیں ایک دوسرے کے ساتھ رہتی ہیں۔ اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک الرفیق الاعلیٰ میں ہے۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول گرامی کا حکم مانے گا۔ تو ایسے لوگ ان حضرات کے ساتھ رہیں گے۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالح لوگ اور یہ سب اچھے ساتھی ہیں۔

اور یہ معیت دنیا میں عالم برزخ میں دار الجزاء میں ثابت ہے اور حدیث شریف میں ہے۔ ”اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ“ کہ انسان اُسی کے ساتھ رہے گا جس سے اس کی محبت ہوگی۔ یعنی ہر جگہ ان کا ساتھ رہے گا۔

۱۴۔ شیدلہ نے البرھان فی علوم القرآن میں کہا ہے۔ اگر قرآن کریم کی اس آیت کے بارے میں سوال کیا جائے

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ

کہ یہ مردے کیسے زندہ ہو سکتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں قبروں میں زندہ کردے۔ اور روح کا جسم کے ساتھ ایسا تعلق رہے۔ کہ ان کے بدن نعمت اور لذت کو محسوس کر سکیں۔ جیسا کہ دنیا میں انسان کا بدن سردی گرمی محسوس کرتا ہے۔

۱۵۔ اور کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ ان کے جسم سلامت رہتے ہیں جس سے وہ لذت و نعمت کا احساس کرتے ہیں؟ اور ان کے جسموں میں کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوتی ہے۔ اور وہ زندہ لوگوں کی طرح اپنی قبروں میں رہتے ہیں۔

۱۶۔ ابوحیان نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کی روحیں جسموں کے بغیر سلامت رہتی ہیں۔ کیونکہ ہم ظاہر میں نیست و نابود ہوتا دیکھتے ہیں۔ اور کچھ دوسرے علما کا خیال ہے۔ کہ شہدا جسم اور روح کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ اور ہمارا انہیں زندہ حالت میں نہ دیکھنا اس کی تردید نہیں کر سکتا۔ کہ ہم انہیں اپنی ظاہری آنکھوں سے عام مردوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ قرآن کی رُو سے زندہ ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں پہاڑوں کے بارے میں آتا ہے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ

اور تو پہاڑوں کو دیکھتا ہے۔ اور انہیں ایک جگہ جمے ہوئے خیال کرتا ہے حالانکہ وہ بادل کی طرح چل رہے ہیں۔

اور جیسا کہ سونے والا خواب میں کسی واقعہ میں درد والم یا دوسری چیزوں کا احساس کرتا ہے۔ لیکن ظاہر میں کچھ نہیں ہوتا۔ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہو۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خبردار فرمایا کہ تم ان کی حقیقی زندگی کو محسوس نہیں کر سکتے۔ اور تمہارے مشاہدے میں ان کی زندگی نہیں آتی۔ اور اسی سے شہداء کا دوسروں سے امتیاز

ہوتا ہے۔ اور اگر خالی روح کی حیات مراد ہوتی۔ تو پھر ان کی زندگی کو الگ بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ پھر تو وہ ساری روحوں کی طرح ہی زندہ ہوتے۔ کیونکہ سب مومنوں کو یقین ہے کہ سب کی روحیں زندہ ہیں۔ اور پھر یہ کہنے کی ضرورت نہیں تھی کہ تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھتے۔ اور بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کرام کو ان کی حقیقی زندگی کا مشاہدہ بھی کرا دیتا ہے۔

مومنین اور شہداء کی زندگی کے متعلق چند مشاہدات و واقعات

۱۷۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کسی صحابیؓ سے نقل کیا ہے کہ کسی جگہ ایک قبر کھودی گئی۔ تو ایک روشندان سا ظاہر ہوا۔ اندر ایک شخص پلنگ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور وہ گود میں قرآن کریم رکھے تلاوت کر رہا تھا۔ اور اُس کے سامنے سرسبز باغیچہ تھا۔ اور یہ اُحد کے مقام پر ظاہر ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ صاحب ایک شہید تھے۔ اور ان کے چہرہ پر تلوار کا ایک زخم بھی تھا۔ اور اس واقعہ کو ابو حیان نے بھی بیان کیا ہے۔

۱۸۔ اسی طرح کا ایک واقعہ امام یافعی نے بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ روض الریاحین میں کسی مرد صالح کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک نیک آدمی کے لیے قبر کھدوائی۔ اور لحد تیار ہوئی۔ اسی دوران میں کہ میں ان کی لحد پر اینٹیں لگا رہا تھا۔ کہ ایک اینٹ ساتھ والی قبر سے گر گئی۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ قبر میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ان پر سفید رنگ کا لباس پھڑ پھڑا رہا ہے۔ اور ان کی گود میں ایک مطلا قرآن کریم رکھا ہے۔ جو سنہری حرفوں سے ہی لکھا ہوا ہے۔ اور وہ اس کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ انہوں نے نظر اُٹھا کر میری طرف دیکھا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ کیا قیامت قائم ہو چکی ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا اینٹ اپنی جگہ پر رکھ دو۔ اللہ کریم آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ تو میں نے اینٹ اُسی جگہ پر رکھ دی۔

۱۹۔ یافعی نے ہی بیان کیا ہے کہ ہم سے ایک معتبر گورکن نے واقعہ بیان کیا۔ کہ اس نے ایک قبر کھودی۔ تو ساتھ والی قبر میں ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ

چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھوں میں قرآن پاک تھا جس کی وہ تلاوت کر رہا تھا۔ اور پلنگ کے ساتھ ہی ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر گورکن پر غشی طاری ہوگئی۔ اور جلدی سے قبر سے باہر نکل آیا۔ اور لوگوں کو نہیں معلوم ہوا کہ اسے کیا ہوا ہے۔ اور پھر تیسرے دن جا کر اُسے کہیں ہوش آیا۔

۔۴۰ شیخ نجم الدین الاصفہانی سے بھی ایک حکایت ہے۔ کہ وہ ایک شخص کے دفن کے موقعہ پر موجود تھا۔ کہ تلقین کرنے والا میت کو کلمہ شہادت کی تلقین کر رہا تھا۔ تو اس نے سنا۔ کہ میت کہہ رہی ہے کہ اس بات پر حیرت نہیں کہ ایک مردہ زندہ کو تلقین کر رہا ہے۔

۔۴۱ ابن رجب کہتے ہیں کہ ہم سے مراد بن جمیل کے واسطہ سے روایت بیان کی گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوالمغیرہ نے فرمایا کہ میں نے معافی بن عمران جیسا بزرگ نہیں دیکھا۔ اور پھر ان کی بزرگی بیان فرماتے رہے۔ اور پھر فرمایا: کہ ایک شخص دفن کے بعد حضرت معافی بن عمران کو کلمہ توحید کی تلقین کرنے لگا۔ تو قبر سے حضرت معافی کہہ رہے تھے۔ لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ۔

۔۴۲ یافعی نے محب الطبری الشافعی سے حکایت بیان کی ہے۔ یہ صاحب شافعی المسلک امام ہیں۔ اور انہوں نے التنبیہ کی شرح لکھی ہے اور یہ زبید کے قبرستان کے پاس شیخ اسماعیل الحضرمیؒ کے ساتھ رہتے تھے۔ محب طبری کہتے ہیں ایک دن انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے محب الدین! کیا تم مردوں سے گفتگو کرنے کے قائل ہو؟ میں نے کہا ہاں! یہ ساتھ کی قبر والا مجھ سے کہتا ہے کہ میں جنتی ہوں۔

۔۴۳ یافعی نے ہی الشیخ اسمٰعیل سے حکایت بیان کی ہے کہ وہ یمن کے قبرستان سے گزرے تو ایک قبر سے زور سے رونے کی آواز آئی۔ جس میں غم واندوہ کا اظہار تھا۔ اور پھر زور سے ہنسنے کی آواز آئی۔ جس سے نہایت ہی مسرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ تو اُن سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ تو شیخ اسماعیلؒ نے فرمایا: کہ مجھے کشف قبور

ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ بعض لوگوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ تو میں نے گڑگڑا کر بارگاہ الٰہی میں ان کی بخشش کی دعا کی۔ تو غیب سے آواز آئی کہ آپ کی سفارش قبول ہوگئی ہے۔ اور عذاب ان لوگوں سے ٹل گیا ہے۔ تو ساتھ والی قبر سے ایک عورت ہنستی ہوئی کہہ رہی تھی۔ اے فقیہ اسماعیل! میں فلاں گانے والی ہوں۔ اور ان کے ساتھ میری بھی بخشش ہوگئی ہے۔ تو میں نے اس سے کہا۔ اچھا تو بھی ان میں شامل ہے۔ تبھی تو ہنس رہی ہے۔

۲۴۔ شیخ عبدالغفار نے التوحید میں حکایت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں مجھے قاضی بہاؤ الدین بن الصاحب شرف الدین الفائزی نے بتایا۔ کہ ہم قاہرہ کو جا رہے تھے کہ راستہ میں قاہرہ تک پہنچنے سے پہلے ہمارے ساتھی شیخ امین الدین جبریل فوت ہو گئے۔ فرماتے ہیں تو جب ہم دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے میت کو اندر لے جانے سے انکار کر دیا۔ کہ اتنے میں مرحوم شیخ امین الدین نے اپنا ہاتھ اور انگلی سے اشارہ کیا۔ تو انہیں اندر جانے کی اجازت مل گئی۔

۲۵۔ شیخ عبدالغفار ہی التوحید میں بیان فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے ایک آدمی کا واقعہ بیان کیا۔ کہ میں نے ایک نوجوان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔ اور یہ حرافہ کے قبرستان کا واقعہ ہے۔ نوجوان نے کہا۔ کہ میں یہاں قبرستان کے پاس برائی کا عمل انجام نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ایک دفعہ میں نے ایسا کیا تھا۔ تو ایک قبر پھٹ گئی تھی۔ اور صاحب قبر نے کہا تھا۔ کیا تمہیں خدا تعالیٰ سے حیا نہیں آتی۔

۲۶۔ شیخ عبدالغفار نے ہی یہ حکایت بیان کی ہے۔ کہتے ہیں کہ زین الدین البوشی نے فقیہ عبدالرحمٰن النوری سے بیان کیا۔ کہ جب وہ منصورہ میں تھا۔ اور ان دنوں مسلمانوں کو قید کر لیا گیا۔ اور فقیہ عبدالرحمٰن النوری قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اور انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝

اور جب عبدالرحمٰن فقیہ کو شہید کر دیا گیا۔ تو ایک فرنگی وہاں آیا۔ اور اس کے ہاتھ میں چھرا تھا۔ اور اُس نے انہیں ٹھوکر مار کر کہا۔ ارے مسلمانوں کے پادری! تو کہتا تھا کہ تمہارے رب نے کہا ہے کہ تم زندہ رہتے اور تمہیں رزق ملتا ہے؟ تو عبدالرحمٰن فقیہ نے سر اٹھا کر فرمایا: ہاں رب کعبہ کی قسم میں زندہ ہوں۔ دو مرتبہ آپ نے یہ فرمایا: تو فرنگی اپنے گھوڑے سے نیچے اُتر آیا اور اُن کا منہ چوما اور اپنے غلام سے کہا۔ اسے اپنے ہمراہ اپنے شہر لے چلو۔

۲۷۔ امام قشیری نے اپنے الرسالہ میں الشیخ ابوسعید الخراز کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا کہ میں نے باب نبی شیبہ پر ایک نوجوان کی میت دیکھی۔ تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور مجھ سے کہنے لگا۔ اے ابوسعید کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگ مرنے کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں۔ بس وہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں۔

۲۸۔ اسی الرسالہ میں الشیخ ابوعلی الروذباری سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک درویش قبر میں اُتارا۔ جب انہوں نے اس کے کفن کا سرا کھولا۔ اور انہیں لحد میں رکھا۔ تو اُس درویش نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اے ابوعلی! دیکھو میرے ناز اُٹھانے والے کے سامنے مجھے ذلیل نہ کرنا۔ میں نے کہا۔ محترمی۔ مرنے کے بعد زندگی؟ تو اس نے مجھ سے فرمایا: ہاں! میں زندہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہر محبوب بندہ زندہ رہتا ہے۔ میں اپنے مقام کی وجہ سے کل تمہاری ضرور مدد کروں گا۔

۲۹۔ اور اسی الرسالہ میں کسی سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ کفن چور تھا۔ اس کی بیوی فوت ہو گئی تو لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور یہ کفن چور بھی اُس کی نماز جنازہ میں شامل ہوا۔ تاکہ بیوی کی قبر کی پہچان کر لے۔ جب رات اندھیری ہو گئی؟ تو اس نے جا کر قبر کو کفن چرانے کے لیے کھودا تو قبر سے اُس کی بیوی نے کہا۔ کہ ایک بخشا ہوا آدمی ایک بخشش شدہ عورت کا کفن چرا رہا ہے؟ کفن چور کہتا ہے۔

کہ میں نے کہا۔ اس نے تجھے بخش دیا ہے؟ اور کیا میری بھی بخشش ہو گئی ہے؟ تو میری بیوی نے کہا۔ تو کیا۔ جس جس نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے سب کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے۔ اور تو نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی ہے۔ اور اس کفن چور نے اُسے وہیں چھوڑ دیا۔ اور اُس پر مٹی ڈال دی۔ اور اس کام سے سچے دل سے توبہ کر لی۔

۳۰۔ اور اسی میں ابو یعقوب السوسی کے حوالہ سے درج ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اپنے مرید کو غسل دیا۔ اور اُس نے تختہ پر ہی میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا۔ بیٹے میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم زندہ ہو۔ اور تم ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہو۔ تو اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔

۳۱۔ اسی الرسالہ میں حضرت ابراہیم بن شیبان کے حوالہ سے درج ہے۔ وہ فرماتے ہیں ایک نیک نوجوان میرا رفیق سلوک تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا۔ تو میرا دل اسی کی طرف لگا رہا۔ اور میں اُسے غسل دینے لگا۔ اور بدحواسی میں بائیں طرف سے غسل دینے لگا۔ تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے دائیں طرف کر دیا۔ تو میں نے کہا۔ آپ درست ہیں۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔

۳۲۔ الرسالہ میں ہی امام قشیری نے تحریر فرمایا ہے۔ میرا ایک مرید مکہ میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ استاذ محترم! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ یہ لو ایک دینار ہے۔ آدھا دینار قبر کھودنے کے لیے اور آدھا دینار کفن کے لیے ہے۔ جب اگلے دن ظہر کا وقت آیا۔ وہ آیا۔ اور کعبہ شریف کا طواف کیا۔ اور ایک طرف چلا گیا۔ اور وہیں اس کی وفات ہو گئی۔ جب میں نے اُسے قبر میں رکھا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ تو میں نے کہا کیا تم مرنے کے بعد زندہ ہو؟ تو اس نے کہا۔ میں محبِ الٰہی ہوں۔ اور ہر محبِ الٰہی زندہ ہوتا ہے۔

۳۳۔ امام قشیری فرماتے ہیں۔ میں نے استاذ علی الدقاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ کہ ایک دن ابو عمرو البیکندی مکہ مکرمہ میں کہیں سے گزرے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ

کچھ لوگ کسی خرابی کی بنا پر ایک نوجوان کو شہر سے باہر نکال رہے ہیں۔ اور اُس کی ماں روتے ہوئے۔ واسطے دے رہی ہے۔ تو میں نے اُن لوگوں سے کہا۔ کہ اس مرتبہ میری وجہ سے اسے چھوڑ دو۔ کچھ دن گزرے تو اُس نوجوان کی ماں سے ملاقات ہوئی۔ تو اس کی ماں سے اُس کا حال پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ اور اُس نے وصیت کی ہے کہ میرے ہمسایوں کو میری موت کا نہ بتانا۔ کہ میری برائیاں کریں گے۔ بس تو میرے رب سے میرے لیے دعا کرنا۔ کہ وہ مجھے معاف کر دے۔ تو اُس نے بتایا کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور جب میں اُس کی قبر سے واپس لوٹی۔ تو میں نے اُس کی آواز سنی کہ وہ کہہ رہا تھا۔ اماں اب چلی جاؤ۔ کہ میرے رب کے سامنے میری پیشی ہو چکی ہے۔

۳۴۔ امام یافعی نے کفایۃ المعتقد میں لکھا ہے۔ کہ ہمیں ایک نہایت ہی نیک اور معتبر شخص نے بتایا کہ وہ اکثر اوقات اپنی والدہ کی قبر پر آیا کرتے تھے۔ اور اُن کے ساتھ باتیں کیا کرتے۔

۳۵۔ فرمایا: یہ مشہور ہے کہ ایک بڑے عالم ولی کامل احمد بن موسیٰ بن عجیل ؒ سے کسی نیک عالم سے سنا۔ جو ایک قاری قرآن بھی تھے۔ کہ وہ اپنی قبر میں سورہ النور کی تلاوت فرما رہے تھے۔

۳۶۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں ایک مبہم سند سے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ایک مرتبہ جنت البقیع سے گزرے۔ اور آپ نے کہا۔ السلام علیکم یا اہل القبور ہمارے پاس تمہارے لیے یہ خبر ہے کہ تمہاری بیویوں نے دوسرے نکاح کر لیے ہیں۔ اور تمہارے مکانوں میں دوسرے لوگ رہ رہے ہیں۔ اور تمہارے مال بانٹے جا چکے ہیں۔ تو ایک غیبی آواز نے جواب دیا۔ اے عمر الفاروقؓ! ہماری خبریں بھی سن لو۔ جو ہم نے آگے بھیجا اُسے ہم نے پا لیا ہے۔ اور جو ہم نے خرچ کیا ہے اُس کا نفع اُٹھا لیا ہے۔ اور جو ہم نے پیچھے چھوڑا ہے وہ ہم نے نقصان اُٹھایا ہے۔

۳۷۔ الحاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور بیہقی نے اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ایک سند سے جس میں ایک راوی مجہول ہے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے قبرستان داخل ہوئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے زور سے پکارا۔

يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تُخْبِرُوْنَا بِأَخْبَارِكُمْ أَمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ نُخْبِرَكُمْ

اے اہل قبور! ہمیں کچھ اپنے حالات بتائیں۔ یا ہم تمہیں کچھ بتائیں؟ تو ہم نے ایک قبر کے اندر سے یہ آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے۔

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، وَبَرَكَاتُهُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ خَبِّرْنَا عَمَّا كَانَ بَعْدَنَا

اے امیر المومنین وعلیکم السلام۔ ہمارے بعد کیا ہوا؟ ہمیں بتائیں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: تمہاری بیویوں نے نکاح کر لیے تمہارے مال تقسیم ہو گئے۔ اور تمہاری اولادیں یتیموں میں شامل ہو گئیں۔ اور وہ مضبوط مکانات جن میں تم رہتے تھے۔ تمہارے دشمنوں نے قابو کر لیے۔ بس ہمارے پاس تمہارے لیے یہی خبریں ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ تمہاری کیا خبریں ہیں؟ تو ایک میت نے جواب دیا۔ کہ کفن پھٹ چکے۔ بال بکھر گئے۔ جلدیں پارہ پارہ ہو گئیں آنکھوں کی چربی گالوں پر بہہ گئی۔ اور نتھنے ریم اور پیپ سے بھر گئے۔ اور جو ہم نے آگے بھیجا تھا پالیا۔ جو چھوڑ گئے۔ وہ نقصان اٹھایا۔ اور اب ہم اپنے اعمال کے رحم وکرم پر ہیں۔

۳۸۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں حضرت یونس بن ابی الفرات سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک گورکن نے ایک قبر کھودی۔ اور سایہ میں بیٹھ کر آرام کرنے لگا۔ کہ ٹھنڈی ہوا آئی اور اس نے اس کی پشت کو ٹھنڈا کر دیا۔ اس نے مڑ کر

دیکھا تو یہ ہوا ایک چھوٹے سے سراخ میں سے آ رہی تھی۔ اس نے اس سوراخ کو اپنی انگلی سے کشادہ کر دیا۔ تو اس نے دیکھا کہ وہ قبر حد نظر تک وسیع ہے۔ اور ایک بزرگ بالوں کو مہندی لگی ہوئی اندر بیٹھے ہیں۔ اور لگتا تھا کہ ابھی ابھی بالوں میں کنگھی کر کے فارغ ہوئے ہیں۔

۳۹۔ ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابن ابی الدنیا نے "مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ" میں اور البیہقی نے الدلائل میں عطاف بن خالد سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری خالہ نے بیان فرمایا کہ ایک دن میں سوار ہو کر شہداء کی قبروں کی زیارت کے لیے گئی۔ اور یہ اکثر وہاں جایا کرتی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس جا کر اتری اور میں نے آپ کے مزار کے قریب نماز ادا کی۔ اور وہاں وادی میں آس پاس کوئی شخص نہیں تھا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے السلام علیکم کہا۔ تو میں نے زمین کے نیچے سے سلام کا جواب سنا۔ میں اس آواز پر ایسے ہی یقین رکھتی ہوں۔ جیسے یہ یقین رکھتی ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ اور جیسے میں دن اور رات کے ہونے پر یقین رکھتی ہوں۔ تو یہ آواز سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

۴۰۔ الحاکم نے روایت کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ اور امام بیہقی نے بھی اسے الدلائل میں حضرت العطاف بن خالد المخزومی سے روایت فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن ابی بکر سے روایت کی۔ کہ ایک مرتبہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُحد میں شہداء کی زیارت کی۔ تو ارشاد فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَآءُ وَاَنَّ مَنْ زَارَهُمْ اَوْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَدُّوْا عَلَيْهِ۔

اے اللہ کریم! بے شک تیرا بندہ اور تیرا نبی اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ کہ یہ لوگ تیری راہ میں شہید ہوئے ہیں۔ اور جو قیامت تک

ان کی زیارت کرے گا۔ اور انہیں سلام کہے گا۔ یہ برابر اُسے جواب دیں گے۔

اور حضرت عطاف فرماتے ہیں۔ کہ میری خالہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی۔ اور اُس وقت دو غلام میری سواری کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے شہداء کو سلام کہا۔ اور میں نے سلام کا جواب سنا۔ اور انہوں نے فرمایا: ہم تمہیں پہچانتے ہیں جیسے ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ خالہ فرماتی ہیں یہ آواز سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور میں نے ایک غلام سے کہا۔ کہ میرا خچر ادھر میرے پاس لاؤ۔ تاکہ میں سوار ہو کر جاؤں۔

۲۱۔ امام بیہقی نے واقدی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال شہداء اُحد کی زیارت کیا کرتے تھے۔ جب آنجناب گھاٹی کے پاس تشریف لے جاتے۔ بلند آواز سے فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ

تم پر سلام ہو اس لیے کہ تم نے صبر کیا۔ اور تمہارا انجام اچھا ہوا۔

اور پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہر سال اسی طرح عمل فرماتے تھے۔ پھر عمر الفاروق رضی اللہ عنہ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی بھی شہداء اُحد کی زیارت کو آتیں اور دعا فرماتیں۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص بھی وہاں تشریف لاتے اور سلام عرض کرتے۔ اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرماتے۔ میں نے ایک دفعہ دیکھا۔ اور میری بہن بھی میرے ہمراہ تھیں۔ اور سورج غروب ہو چکا تھا۔ میں نے بہن سے کہا کہ آؤ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر سلام کہہ لیں۔ انہوں نے کہا۔ اچھا ضرور، تو ہم آپ کی قبر کے پاس کھڑے ہوئے اور ہم نے کہا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

تو ہم نے جواب میں سنا

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

فرماتی ہیں کہ اس وقت ہمارے قریب لوگوں میں سے کوئی موجود نہیں تھا۔

۴۲۔ امام بیہقی ہی بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو عبداللہ الحافظ نے خبر دی۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے حمزہ بن محمد العلوی سے سنا۔ وہ کہتے ہیں میں نے ہاشم بن محمد العمری سے سنا۔ کہ آپ فرماتے تھے۔ مجھے میرے والد صاحب مدینہ منورہ میں جمعہ کے دن شہداء کی قبروں کی زیارت کے لیے ساتھ لے گئے۔ اور سورج نکلنے سے پہلے کا وقت تھا۔ میں ان کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا۔ جب ہم قبروں کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے زور سے "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" پڑھا۔ تو جواب میں آواز آئی وعلیک السلام یا ابا عبداللہ! میرے والد نے میری طرف دیکھ کر کہا۔ بیٹے! یہ تم جواب دے رہے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر میرے والد نے دوبارہ انہیں سلام کہا۔ تو پھر جواب ملا۔ اور جب بھی آپ نے انہیں السلام علیکم کہا۔ ان کی طرف سے جواب ملا۔ تو اس خوشی میں میرے والد بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئے۔

۴۳۔ ابن ابی الدنیا نے عبدالواحد بن زید سے روایت کی ہے۔ کہ ہم ایک غزوے میں شریک تھے۔ جب ہم غزوہ سے فارغ ہوئے۔ تو ہمارے آدمیوں سے ایک شخص گم ہو گیا۔ تو ہم نے اُسے ایک جھاڑی میں مقتول پایا۔ اور ان کے آس پاس چند لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو اِدھر اُدھر جنگل میں منتشر ہو گئیں۔ اور پھر وہ ہمیں کہیں دکھائی نہیں دیں۔

شورش حرہ کے زمانہ میں مسلسل روضہ اقدس سے تین دن تک اذان واقامت کی آواز آتی رہی

۴۴۔ ابن سعد نے سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ وہ شورش حرہ کے زمانہ میں مسجد نبوی میں اکیلے رہا کرتے تھے۔ اور لوگ ان دنوں جہاد میں

معروف تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب اذان کا وقت ہوتا تو مجھے روضہ رسول کی طرف سے اذان کی آواز سنائی دیا کرتی۔

۴۵۔ الزبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں کہا ہے کہ مجھ سے محمد بن عبدالعزیز بن محمد نے اورانہوں نے بکر بن محمد سے بیان فرمایا: کہ حرہ کے زمانہ میں مسجد نبوی میں اذان دینا موقوف ہوگئی تھی۔ تین دن تک مسجد شریف میں اذان نہیں ہوئی۔ اور لوگ حرہ کی شورش کی طرف نکل گئے تھے۔ اور حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی سے نہیں نکلے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں پریشانی کی حالت میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ جب ظہر کی نماز کا وقت ہوا۔ تو میں روضہ رسول اکرمؐ کی جانب سے اذان کی آواز سنی۔ تو میں نے دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر میں نے اقامت کی آواز سنی۔ تو میں نے ظہر کی نماز ادا کی۔ اور پھر عصر کے وقت اذان کی آواز سنی اور پھر اقامت کی آواز آئی تو میں نے عصر کی نماز ادا کی۔ اور پھر میں مسلسل تین دن تک روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذان واقامت کی آوازیں سنتا رہا۔ اور تین دن کے بعد لوگ حرہ سے واپس آئے۔ اور مسجد میں داخل ہوئے۔ اور موذنوں نے اذان دینا شروع کی۔ اب میں نے روضہ رسولؐ کی طرف کان لگا کر اذان کی آواز سننے کی کوشش کی لیکن پھر یہ آواز سنائی نہیں دی۔

۴۶۔ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور ذریعہ سے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حرہ کے دنوں میں جب مسجد نبوی میں میرے سوا کوئی نہیں تھا۔ تو میں ہر نماز کے وقت روضہ رسول کریم سے اذان کی آواز سنا کرتا تھا۔ اور پھر اٹھ کر اقامت کہہ کر نماز ادا کرتا تھا۔ اور شامی لوگ جوق در جوق مسجد میں آتے۔ اور کہتے۔ کہ اس پاگل بوڑھے کو دیکھو اکیلا یہاں کیا کر رہا ہے۔

۴۷۔ لالکائی نے السنۃ میں حضرت یحییٰ بن معین سے روایت کی ہے۔ کہتے ہیں مجھے

ایک گورکن نے عجیب واقعہ سنایا۔ کہ میں نے ایک قبرستان میں ایک قبر سے رونے کی دردناک آواز سنی۔ جیسے کوئی مریض درد سے بے حال ہوکر روتا ہے۔ اور میں نے ایک قبر سے آواز سنی کہ وہ موذن کی آواز کا جواب دیتا تھا۔

ایک قبر سے ہائے ہائے کی آواز سنی گئی

۴۸۔ حارث بن اسد المحاسبی نے روایت کی ہے کہ میں جبانہ میں تھا۔ تو میں نے دو مرتبہ ایک قبر سے کسی کو عذاب ہوتے ہوئے ہائے ہائے کی آواز سنی تھی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر جب دمشق لایا گیا تو اس سے آواز آئی کہ سب سے زیادہ عجیب میرا قتل ہے

۴۹۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے الاعمش کے واسطہ سے المنہال بن عمرو سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں واللہ میں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جب اُسے اٹھا کر دمشق لائے۔ اور میں اُن دنوں دمشق میں موجود تھا۔ اور سر کے سامنے ایک شخص سورہ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ جب وہ اس آیت مبارکہ پر پہنچا۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا

تو کہتے ہیں کہ سر مبارک کو اللہ تعالیٰ نے گویائی بخشی۔ اور صاف آواز سنائی دی۔ کہ اُس سے زیادہ عجیب میرا قتل ہے۔ اور اُسے اٹھا کر یہاں لایا جاتا ہے۔

حضرت مشہور محدث احمد بن نصر خزاعیؒ کا سر مبارک شہادت کے بعد سورہ یٰسین کی تلاوت کر رہا تھا

۵۰۔ حافظ الذہبی نے تاریخ میں لکھا ہے کہ احمد بن نصر الخزاعی ایک مشہور امام حدیث

ہیں اُسے واثق باللہ نے بلوایا۔ کہ وہ کہیں کہ قرآن کریم مخلوق ہے۔ تو انہوں نے اس عقیدہ سے انکار فرمایا۔ تو ان کی گردن ماردی گئی۔ اور اُن کا سر بغداد میں سولی پر چڑھا دیا گیا۔ اور وہ سر کسی کے سپرد کیا گیا۔ کہ اس کا خیال رکھے۔ اور نیزے کے ذریعے اُسے روک کر رکھے۔ اور قبلہ رُخ نہ ہونے دے۔ لیکن موکل نے واثق کو بتایا۔ کہ وہ سر رات کو قبلہ رُخ پھر جاتا ہے۔ اور صاف زبان سے سورۃ یٰسٓ شریف کی تلاوت کرتا ہے۔ اور الذہبی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حکایت کسی اور ذریعہ سے بھی سنی ہے۔

روایت نمبر ۲:

اور خطیب نے ابراہیم بن اسماعیل بن خلف سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں احمد بن نصر میرے ماموں تھے۔ جب وہ دین کی آزمائش میں قتل کیے گئے تو مجھے معلوم ہوا کہ اُن کا سر قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے۔ تو میں وہاں گیا۔ اور رات وہاں ٹھہرا۔ جب میری آنکھ لگنے لگی تو میں نے سر کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے سنا۔ وہ یہ آیت مبارکہ تلاوت کررہا تھا۔

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○

الم۔ کیا لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ دیے جائیں گے کہ وہ اپنے آپ کو مومن کہہ لیں۔ اور اُن کی آزمائش نہ ہو۔

حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان عابد کی وفات کا عجیب واقعہ

۵۱۔ ابن عساکر ایک طویل سند سے حضرت ابو صالح کاتب لیث سے انہوں نے یحیٰی بن ابوایوب الخزاعی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے سنا ہے۔ حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا۔ جو مسجد میں

عبادت کرتا رہتا۔ اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ اُسے دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور گھر میں اس کا بوڑھا باپ تھا۔ نماز عشا سے فارغ ہو کر وہ نوجوان باپ کی خدمت میں گھر چلا جاتا۔ اور اس نوجوان کے راستہ میں ایک عورت کا گھر تھا۔ جو نوجوان پر فریفتہ ہو گئی۔ وہ اس کے راستہ میں کھڑی رہتی۔ اور ایک دن اُس نے نوجوان کو بہلا یا پھسلایا۔ اور اُسے برائی پر آمادہ کر لیا۔ لہٰذا وہ اس کے پیچھے اس کے گھر میں چلا گیا۔ لیکن عین برائی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی یاد اُس کے دل میں آئی اور خوف خداوندی سے وہ اس سے الگ ہو گیا۔ اور اُس کی زبان پر یہ آیت مبارکہ جاری ہو گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَيْفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ

بے شک وہ لوگ ڈر جاتے ہیں۔ جب انہیں شیطان کی طرف سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں۔ اور انہیں بصیرت حاصل ہوتی ہے۔

اور ساتھ ہی نوجوان بے ہوش ہو گیا۔ تو اُس عورت نے اپنی کنیز کو بلا کر اُٹھایا۔ اور اُسے دروازے کے باہر لا ڈالا۔ اور جب نوجوان وقت پر گھر نہیں پہنچا۔ تو اُس کا والد اس کی تلاش میں نکلا۔ تو اس نے نوجوان کو ایک دروازے کے سامنے بے ہوش پڑا ہوا پایا۔ اُس نے گھر سے کچھ لوگوں کو بلا کر اُسے وہاں سے اُٹھایا۔ اور گھر لے گئے۔ جب اُسے ہوش آیا۔ اور رات خیر خیریت سے گزر گئی۔ تو باپ نے اُس سے بے ہوش ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے نے کہا خیر ہے۔ بس جانے دو۔ لیکن باپ نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا۔ تو بیٹے نے واقعہ بتا دیا۔ تو باپ نے پوچھا۔ تم نے کونسی آیت مبارکہ پڑھی تھی۔ تو اُس نے وہی آیت پڑھی جو وہاں پڑھی تھی۔ اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب انہوں نے اُسے ہلایا جلایا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو چکا تھا۔ تو انہوں نے اُسے رات کو ہی غسل و کفن

دے کر دفن کر دیا۔ صبح کو جب حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کو اس ماجرا کی خبر ہوئی۔ تو آپؓ اس نوجوان کے والد کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔ تو فرمایا: کہ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ رات ہونے کی وجہ سے آپ کو زحمت نہیں دی۔ تو حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نوجوان! ''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ'' جو اپنے رب کے سامنے ڈر گیا۔ اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔ تو نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب دیا۔ یا عمرؓ! اللہ تعالیٰ نے وہ دو جنتیں مجھے عطا فرمائی ہیں۔

حضرت ابن میناء سے ایک مردے کا نصیحت آمیز کلام کرنا

۵۲۔ ابن ابی الدنیا نے اور البیہقی نے الدلائل میں المعتمر بن سلیمان کے واسطہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عثمان النہدی سے انہوں نے ابن میناء سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک قبرستان میں داخل ہوا۔ اور میں نے وہاں ہلکی سی دو رکعتیں ادا کیں۔ اور پھر ایک قبر کے پاس لیٹ گیا۔ اور واللہ میں ابھی جاگ ہی رہا تھا۔ کہ میں نے سنا کوئی قبر میں سے کہہ رہا تھا۔ اٹھو! تم نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ تم عمل کرتے ہو۔ لیکن تمہیں علم نہیں ہوتا۔ اور ہمیں علم ہوتا ہے لیکن عمل نہیں کر سکتے۔ اور اللہ کی قسم ہے۔ میں نے اگر یہ دو رکعت پڑھی ہوتیں۔ تو میرے لیے یہ دو رکعتیں دنیا اور دنیا کی تمام دولت سے بڑھ کر تھیں۔

دمشق کے قبرستان سے ایک مردے کا حضرت یونس بن حلبیس سے نصیحت آمیز گفتگو کرنا

۵۳۔ ابو نعیم نے الحلیہ میں عمرو بن واقد سے انہوں نے یونس بن حلبیس سے روایت کی ہے۔ کہ وہ ہر جمعہ کو دمشق کے قبرستان سے گزرا کرتے تھے۔ تو ایک دن میں نے

کسی سے سنا۔ کہ وہ کہہ رہا ہے۔ یہ یونس صاحب ہیں انہوں نے ہجرت کی ہے۔ حج کرتے ہیں عمرے کرتے ہیں اور روزانہ پانچ نمازیں پڑھتے ہیں۔ بھائی یونس تم عمل کرتے ہو۔ جانتے نہیں ہو۔ ہم جانتے ہیں لیکن عمل نہیں کر سکتے راوی کہتے ہیں کہ یونس نے اُدھر کو منہ کر کے السلام علیکم کہا۔ لیکن انہیں کوئی جواب نہیں ملا تو انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں اور تمہیں سلام کہہ رہا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم نے تمہاری بات سن لی ہے۔ وہ اچھی ہے۔ لیکن ہمارے اور نیکیوں کے درمیان پردہ حائل ہے۔

میسرہ بن حلبیس سے قبر والوں کی گفتگو

۵۴۔ ابن عساکر نے الاوزاعی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میسرہ بن حلبیس باب توما کے قبرستان سے گزرے۔ اور ایک قائد ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اور یہ خود نابینا تھے۔ تو انہوں نے قبرستان میں کہا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ فَرَحِمَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ وَغَفَرَ لَنَا وَلَكُمْ

تو ایک قبر میں سے آواز آئی۔ اے دنیا والو! تمہیں مبارک ہو۔ کہ ایک مہینے میں تم چار چار حج کرتے ہو۔ اور حج بھی وہ جو بارگاہ الٰہی میں مشکور و مقبول ہوتا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا کہ ایک ماہ چار حج کیسے۔ تو اس نے جواب دیا یہ چار جمعے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ جمعے حج کے برابر ہوتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ دنیا میں تمہارا کون سا بہتر عمل ہے جو تم نے آگے بھیجا؟ اس نے بتایا گناہوں سے معافی مانگنا (یعنی استغفار) اور ہمارے اعمال کی مدی خشک ہو چکی ہے۔ نہ کوئی نیکی بڑھ سکتی ہے نہ کوئی برائی کم ہو سکتی ہے۔

شہید مجاہدین کا اپنے ایک زندہ ساتھی کو گھر پہنچا دینا

۵۵۔ ابن عساکر نے محمد بن اسحاق بن الحریش کے واسطہ سے حضرت المسیب بن واضح سے انہوں نے عیسیٰ بن کیسان سے انہوں نے اس شخص سے جس نے حسن بن عمر بن الحباب السلمی سے روایت کی ہے۔ فرمایا بنی امیہ کے زمانہ میں ہم نو آدمی رومیوں کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ اور وہ ہمیں بادشاہ روم کے پاس لے گئے۔ اس نے ہماری گردنیں اڑانے کا حکم دیا۔ جب میرے آٹھ ساتھی تہ تیغ کر دیئے گئے۔ اور جب میری گردن اڑانے کی باری آئی۔ تو ایک پادری نے بادشاہ سے منت سماجت کر کے میری جان بخشی کرا کے مجھے حاصل کر لیا۔ اور وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اور اپنی خوبرو بیٹی کو بلایا۔ اور مجھے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے۔ اور تمہاری شادی اس سے کر دوں گا۔ اور آدھی دولت بانٹ کر تجھے دے دوں گا۔ اور میرا مرتبہ تو تم بادشاہ کے ہاں دیکھ ہی چکے ہو۔ میرا دین اختیار کر لو۔ میں تمہارے ساتھ یہ سلوک کروں گا۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ میں دنیا کی دولت اور بیوی کے لیے اپنے دین کو چھوڑ نہیں سکتا۔ لیکن وہ درباری پادری کئی دن تک مجھے یہ پیش کش کرتا رہا۔ اور میں انکار کرتا رہا۔ ایک دن اس کی بیٹی نے مجھے اپنے باغ میں بلایا۔ اور مجھ سے کہا۔ میرے باپ کی پیش کش کو قبول کرنے سے تمہیں کیا چیز رکاوٹ ہے۔ میں نے کہا۔ کہ میں ایک عورت اور دنیا کی دولت کے لیے اپنے دین کو نہیں چھوڑ سکتا۔ تو اس لڑکی نے پوچھا کہ تم ہمارے ساتھ رہنا پسند کرو گے۔ یا اپنے ملک کو جانا پسند کرو گے؟ میں نے کہا میں اپنے ملک جانا چاہتا ہوں۔ تو اس نے مجھے آسمان پر ایک ستارہ دکھا کر کہا۔ کہ اس ستارے کے حساب سے رُخ کو دیکھ لو۔ اور اسی رُخ سیدھے چلتے رہو۔ دن کو چھپ جایا کرو اور رات کو سفر کیا کرو۔ تم اپنے ملک پہنچ جاؤ گے۔ اور پھر اس نے مجھے راستہ کا خرچ وغیرہ دیا۔ اور میں وہاں سے چل پڑا۔ میں تین دن تک چلتا رہا۔ دن کو کہیں چھپ جاتا۔ اور رات کو سفر کرتا۔ ایک دن میں کہیں چھپا ہوا تھا۔ اور مجھے ایک لشکر نظر

آیا۔ میں نے سمجھا کہ یہ لوگ میری تلاش میں ہیں۔ اور میں نے خیال کیا کہ میں پکڑا گیا۔ کہ اچانک کچھ لوگ میری طرف آئے تو وہ میرے مقتول ساتھی تھے۔ اور وہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ انہوں نے کہا عمیر، تم؟ میں نے کہا ہاں میں عمیر ہوں۔ میں نے ان سے پوچھا تم قتل نہیں ہو گئے تھے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں کیوں نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو یہ خوش خبری دی ہے۔ اور اجازت دی ہے کہ تم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں جا کر شرکت کرو۔ تو ان میں سے ایک نے کہا۔ عمیرا! یہ اپنا ہاتھ مجھے پکڑاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیا۔ تو اس نے مجھے گھوڑے پر اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اور پھر تھوڑی دیر چلے تھے کہ ایک دم کسی نے مجھے نیچے ڈال دیا۔ اور میں الجزیرہ میں اپنے گھر کے پاس کھڑا تھا۔ اور مجھے کچھ دکھائی نہیں دیا۔

شہید مجاہدین کی کرامت کہ اپنے زندہ بھائی کی شادی میں شریک ہوئے

۵۶۔ ابن الجوزی نے عیون الحکایات میں اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوعلی الضریر سے روایت کی ہے۔ اور یہ پہلے شخص ہیں جو طرسوس شہر میں مقیم ہوئے جس وقت اُسے ابو مسلم نے تعمیر فرمایا: انہوں نے نے فرمایا کہ شام سے تین بھائی کسی جہاد میں شریک ہونے کو نکلے۔ اور وہ تینوں بھائی نہایت دلیر اور شاہسوار تھے۔ اور ایک دن انہیں رومیوں نے قید کر لیا۔ اور اُس ملک کے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں اچھے شاہی منصبوں پر مقرر کرتا ہوں۔ اور اپنی بیٹیوں کی تم سے شادیاں بھی کر دوں گا۔ اور تم دین عیسائی قبول کر لو۔ انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ اور فریاد کرنے لگے۔ ہائے محمدا! ہائے محمدا! تو بادشاہ نے تین کڑاہیاں تیل کی گرم کرنے کا حکم دیا۔ اور تین دن تک ان کے نیچے آگ جلاتے رہے۔ اور روزانہ انہیں ان کڑاہیوں کے پاس لے جاتے۔ اور اُن سے دین عیسائیت قبول کرنے کا کہتے۔ اور وہ انکار کر دیتے۔ لہٰذا ایک دن انہوں نے اس کے بڑے بھائی کو

جلتے کھولتے ہوئے تیل کی کڑاہی میں ڈال دیا۔ اور پھر دوسرے دن دوسرے کو جلتے ہوئے تیل میں جھونک دیا۔ ایک باقی رہ گیا۔ تو ایک کافر نے کھڑے ہو کر کہا۔ میں اسے اس کے دین سے ہٹاؤں گا۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کس طرح؟ اُس نے کہا۔ کہ عرب لوگ عورتوں پر بہت جلد فریفتہ ہو جاتے ہیں۔ اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی لڑکی خوبصورت نہیں ہے۔ اسے میں اُس کے سپرد کر دوں گا۔ وہ اسے اپنے راہ پر لے آئے گی۔ تو بادشاہ نے اُس کافر کو چالیس دن کی مہلت دی۔ اور نوجوان کو اُس کے سپرد کر دیا۔ وہ کافر اُسے لے گیا۔ اور مسلمان نوجوان کو اپنی حسین و جمیل بیٹی کے سپرد کر دیا۔ اور معاملہ اُسے سمجھا دیا۔ بیٹی نے کہا۔ بس آپ بے فکر ہو جائیں میں اسے سنبھال لوں گی۔ لہٰذا وہ نوجوان اُس لڑکی کے ساتھ رہنے لگا۔ وہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو نوافل پڑھتا رہتا اور اس طرح سے کافی دن گزر گئے۔ تو کافر نے بیٹی سے پوچھا۔ کہ اب تک تم نے کیا کام کیا ہے؟ بیٹی نے کہا۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے۔ اس شہر میں اس کے بھائی ہیں۔ اور یہ انہی کی وجہ سے رُکا ہوا ہے۔ اس لیے مجھے اور اس نوجوان کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دو۔ اور بادشاہ سے تھوڑی سی مہلت اور لے لو۔ لہٰذا اُس کافر نے ایسا ہی کیا۔ اور اُس مسلمان نوجوان اور اپنی بیٹی کو کسی دوسرے شہر میں بھیج دیا۔ وہاں بھی وہ کئی دن تک ٹھہرے۔ لیکن مسلمان نوجوان کا معمول یہی رہا۔ کہ وہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت کرتا رہتا۔

یہاں تک کہ مدت کے ختم ہونے میں چند ہی دن رہ گئے۔ تو ایک رات کو لڑکی نے اس نوجوان سے کہا۔ میں نے دیکھا ہے کہ تو ایک پاکباز انسان ہے۔ تمہارے اخلاق سے نہایت ہی متاثر ہوئی ہوں۔ اور آج سے تمہارے دین میں داخل ہوتی ہوں۔ اور اپنے باپ دادوں کے دین کو ترک کرتی ہوں۔ تو اُس نوجوان نے کہا۔ یہاں سے نکل جانے کا کیا حیلہ ہو؟ تو اُس نے کہا کہ میں کچھ تدبیر کرتی ہوں۔ پھر اُس نے ایک سواری کا انتظام کیا۔ اور دونوں اس پر سوار ہو کر نکل پڑے۔ وہ رات کو سفر کرتے۔ اور دن کو کہیں چھپے رہتے۔ اسی دوران

میں کہ ایک رات کو چلے جارہے تھے کہ انہوں نے کچھ سواروں کی آہٹ کی آواز سنی۔ دیکھا تو وہ اُس کے دونوں بھائی تھے۔ انہوں نے اپنے بھائی کو سلام کیا۔ اور پیار سے اُسے ملا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا بیتی؟ انہوں نے بتایا کہ اِدھر ہم تیل کی جلتی ہوئی کڑاہی میں ڈوبے۔ اُدھر جنت الفردوس میں جا نکلے۔ اور اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ ہم اس لڑکی کے ساتھ تمہارے نکاح کا انتظام کریں۔ اس طرح سے انہوں نے اس لڑکی کے ساتھ اپنے بھائی کا نکاح کیا۔ اور واپس چلے گئے۔ اور پھر وہ نوجوان اس لڑکی کو لے کر شام آگیا۔ اور وہ وہیں رہے۔ اور ان دونوں کا یہ واقعہ وہاں مشہور تھا۔ اور ایک عرب شاعر نے اس واقعہ کے بارے میں کچھ اشعار بھی کہے ہیں جن میں سے ایک بیت یہ ہے۔

سَيُعْطِي الصَّادِقِيْنَ بِفَضْلِ صِدْقٍ
نَجَاةً فِي الْحَيَاةِ وَفِي الْمَمَاتِ

سچوں کو سچائی کے صدقہ میں دنیا میں اور مرنے کے بعد کامیابی نصیب ہوگی۔

شہید مجاہدین کا قافلہ حضرت خالد بن معدان کے جنازہ میں شریک ہوا

۵۷۔ ابن عساکر نے حضرت ابو مطیع معاویہ بن یحییٰ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حمص میں ایک بزرگ مسجد کی طرف جارہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ صبح ہوگئی ہے۔ حالانکہ ابھی کافی رات باقی تھی۔ وہ ایک گنبد کے نیچے سے گزر رہے تھے۔ کہ انہیں میدان کی طرف سے ایک قافلے کی گھنٹیوں کی آواز سنائی دی۔ اُس نے دیکھا کہ کچھ سوار ہیں جو آپس میں مل رہے۔ اور ایک دوسرے کا حال پوچھ رہے ہیں۔ اور یہ کہ وہ کہاں سے آئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ تم ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہم بدیل سے خالد بن معدان کے جنازہ میں شرکت کرکے آرہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کیا وہ

فوت ہو گئے ہیں؟ ہمیں تو ان کی موت کی خبر ہی نہیں۔ صبح کو یہ واقعہ ان بزرگ نے لوگوں کو بتایا۔ اور دوپہر کے وقت بدیل سے ڈاک آ گئی۔ کہ حضرت خالد بن معدان کی وفات ہو گئی ہے۔

۵۸۔ ابن ابی الدنیا نے القبور میں اور ابن عساکر نے الشعبی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ صحابی رسول ؐ جناب صفوان بن امیہ کسی قبرستان سے گزر رہے تھے۔ اور سامنے سے ایک جنازہ چلا آ رہا ہے اور انہوں نے ایک دردناک اور غمگین آواز سنی کہ کوئی یہ بیت دہرا رہا تھا۔

أَنْعَمَ اللّٰهُ بِالظَّعِيْنَةِ عَيْنًا وَبِمَسْرَاكِ يَا أُمَيْنَ إِلَيْنَا
جَزَعًا مَا جَزَعْتِ مِنْ ظُلْمَةِ الْقَبْرِ وَإِنْ مَسَّكِ التُّرَابُ أُمَيْنَا

تو انہوں نے جو سنا تھا لوگوں کو سنایا۔ تو لوگ سن کر رونے لگے یہاں تک کہ اُن کی داڑھیاں تر ہو گئیں۔ تو لوگوں نے پوچھا آپ کو معلوم ہے۔ کہ یہ امینہ کون تھی۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ یہ میت جو اس چارپائی پر پڑی ہے۔ اس کی بہن تھی جو پچھلے سال فوت ہو گئی تھی۔ صفوان کہتے ہیں۔ مرنے والے تو بولتے نہیں۔ یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

گانے بجانے والوں کو غیبی آواز سے تنبیہ

۵۹۔ ابن ابی الدنیا نے ہی یہ روایت بھی حضرت سعید بن ہاشم السلمی سے بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کے محلے میں ایک شخص نے اپنی بیٹی کی شادی پر دعوت دی۔ اور اس میں گانے بجانے کا اہتمام کیا۔ اور اُن کے مکانات قبرستان کی طرف تھے۔ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ رات کو لہو ولعب میں مگن تھے۔ کہ انہوں نے ایک حیرت ناک آواز سنی۔ جس سے وہ نہایت خوفزدہ ہو گئے۔ انہوں نے کان لگا کر سنا۔ تو قبرستان کی جانب سے ایک غیبی آواز آ رہی تھی۔

يَا أَهْلَ لَذَّةِ لَهْوٍ لَا تَدُوْمُ لَهُمْ إِنَّ الْمَنَايَا تُبِيْدُ اللَّهْوَ وَاللَّعِبَا

كَمْ لَا رَأَيْنَاهُ مَسْرُوْرًا بِلَذَّتِهِ أَمْسٰى فَرِيْدًا مِّنَ الْأَهْلِيْنَ مُغْتَرِبًا

اے لہو ولعب کے مزے لینے والو! یہ سرمستیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی۔ یہ موت بد مستوں کو مسلسل نگلتی جارہی ہے۔ ہم نے کتنے ہی کھیل تماشوں کی لذتوں میں سرمست دیکھے ہیں۔ کہ وہ اہل وعیال کو چھوڑ کر اکیلے موت کے راہی ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں واللہ۔ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ اس شادی کا دولہا موت سے دوچار ہو گیا۔

حضرت ثابت بنانیؒ کا قبرستان سے ایک آواز کا سننا

۶۰۔ ابن ابی الدنیا نے ہی ثابت البنانی سے روایت کی ہے۔ کہ وہ ایک قبرستان میں اپنے آپ سے باتیں کر رہے تھے۔ کہ غیب سے انہوں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا۔ اے ثابت! اگر چہ تو ان قبرستان والوں کو خاموش دیکھ رہا ہے۔ لیکن کتنے ہی ان میں غم زدہ ہیں۔ میں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ تو مجھے کہیں کوئی شخص دکھائی نہیں دیا۔

حضرت صالح مری کے ایک سوال کا جواب قبرستان سے غیبی آواز نے دیا

۶۱۔ ابن ابن الدنیا نے ہی حضرت صالح مری سے یہ روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن قبرستان میں داخل ہوا۔ اور اُس وقت سخت گرمی تھی۔ میں نے دیکھا کہ قبرستان میں ہر طرف خاموشی کا سناٹا چھایا ہوا ہے۔ تو میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ ان ریزہ ریزہ ہڈیوں میں کیسے جان پڑے گی۔ اور یہ روح و بدن یکجا ہو کر کیسے جی اُٹھیں گے؟ تو وہ فرماتے ہیں کہ ان قبروں کے درمیان سے ایک غیبی آواز نے پکارا۔ اے صالح!

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِذَا

دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ○

اور اُس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وہ تمہیں زمین کے اندر سے ایک بار بلائے گا۔ تم ایک دم سے نکل آؤ گے۔

فرماتے ہیں یہ سن کر میں خوفزدہ ہو گیا۔ اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

۶۲۔ ابن ابی الدنیا نے ہی بشر بن منصور سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں مجھ سے عطاء الازرق نے بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں جایا کرو۔ تو اپنے آگے پیچھے غور کیا کرو۔ اسی طرح سے میں ایک بار قبرستان میں کھڑا اپنے دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ اچانک میں نے ایک آواز سنی۔ غافل ذرا سنبھل کر آج تو ان نعمتوں میں مگن ہے۔ اور ناز سے زندگی گزار رہا ہے۔ اور ایک دن تجھے سکرات موت سے واسطہ پڑتا ہے۔ اور اس قبر کی منزل سے گزرنا ہے۔

۶۳۔ اور ایک روایت سوار بن مصعب الہمدانی نے کی ہے۔ کہ انہوں نے اپنے والد سے سن کر بیان کیا۔ کہ دو بھائی ان کے پڑوس میں رہتے تھے۔ اور اُن کی آپس میں خلش رہتی تھی۔ اور یہ دشمنی حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ ان میں سے بڑا بھائی تو اصفہان چلا گیا۔ اور چھوٹا وہیں پر فوت ہو گیا۔ تو اس کا بڑا بھائی سات ماہ بعد اُس کی قبر پر آیا۔ اور کئی دن تک قبر پر آتا رہا۔ ایک دن اُس نے اپنے پیچھے یہ نیبی آواز سنی۔

يَا اَيُّهَا الْبَاكِيْ عَلٰى غَيْرِهٖ ۞ نَفْسَكَ اَصْلِحْهَا وَلَا تُبْكِهٖ

اِنَّ الَّذِيْ تَبْكِيْ عَلٰى اِثْرِهٖ ۞ يُوْشِكُ اَنْ تَسْلُكَ فِيْ سِلْكِهٖ

اے دوسروں پر رونے والے اپنے نفس کی اصلاح کر لے۔ اور اُسے مت رلا۔ اور یہ جس کے پیچھے تو رو رہا ہے۔ جلد ہی تو بھی اُسی راستہ پر جانے والا ہے۔

حضرت یزید بن شریح کا ایک قبر سے دردناک اشعار سننا

۶۴۔ امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر کے واسطے سے یزید بن شریح الیحصبی سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے ایک قبر سے یہ اشعار سنے۔

إِنْ تَزُورُونَا الْيَوْمَ أَمْثَالَنَا فَقَدْ ... كُنَّا أَمْثَالَكُمْ وَفِي الْحَيَاةِ كَمِثْلِكُمْ

فَتِلْكَ الْبَيْدَاءُ تَسْفِي رِيَاحُهَا ... وَنَحْنُ فِي مَقْصُورَةٍ لَا تَنَالُكُمْ

لِمَنْ يَهْلِكْ مِنَّا فَلَيْسَ يُرَاجِعُ ... فَتِلْكَ دِيَارُنَا وَهِيَ مَصِيرُكُمْ

آج اگر تم لوگ ہمارے جیسوں کی زیارت کو آرہے ہو۔ ہم بھی کبھی تمہاری طرح تھے اور زندگی تمہاری طرح گزارتے تھے۔ یہ کھلی فضا جس میں ہوائیں سرسراتی ہوئی چل رہی ہیں۔ اور ہم اس بند کوٹھڑی میں تم تک پہنچ نہیں پاتے۔ یہ جو ہم ہیں۔ اب دنیا میں واپس نہیں جاسکتے۔ اور یہ ہمارا ٹھکانہ آخر کو تمہارا بھی ٹھکانہ بن جانا ہے۔

قبر میں سے اشعار گنگنانے کی آواز آرہی تھی

۶۵۔ ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن یسار الحضرمی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کچھ لوگ قبرستان میں سے گزر رہے تھے۔ کہ انہوں نے ایک قبر سے کسی کو یہ اشعار گنگناتے ہوئے سنا۔

يَا أَيُّهَا الرَّكْبُ سِيرُوا ... مِنْ قَبْلِ أَنْ لَا تَسِيرُوا

فَهٰذِهِ الدَّارُ حَقًّا ... فِيهَا إِلَيْنَا الْمَصِيرُ

لَكُنَّا كُنْتُمْ وَتَرَى ... كَمَا كُنَّا تَكُونُوا

فَغَيَّرَنَا رَيْبُ الْمَنُونِ

اے قافلے والو! چلتے رہو۔ اس سے پہلے کہ تم چل نہ سکو۔ یہ آخرت کا گھر برحق ہے۔ تم نے بھی اس طرح رہنے تھے۔ موت کے قافلے نے ہمیں یہاں لا ڈالا۔

اور بہت جلد تم بھی ہماری طرح ہو جاؤ گے۔ پھر دوبارہ آواز آئی۔

كَمْ مُنْعِمٍ فِي نَعِيْمٍ وَيَسْلِبُهُ الدُّهُوْرُ
وَاٰخِرُهُ فِي عَذَابٍ لَبِئْسَ ذَاكَ الْمَصِيْرُ

کتنے ہی عیش و آرام کرنے والوں کو یہ زمانہ چھین کر لئے جا رہا ہے۔ اور اُس کا انجام عذاب قبر ہے۔ اور کتنا بُرا یہ ٹھکانہ ہے۔

باپ کا قبر کے اندر سے بیٹے سے کلام کرنا

۶۶۔ ابن جوزی نے عیون الحکایات میں اپنی مسند سے محمد بن عباس الوراق سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو نکلا۔ ابھی وہ راستہ میں ہی تھے کہ باپ فوت ہو گیا۔ اور اُس نے باپ کو ایک بڑے درخت کے نیچے دفن کر دیا۔ اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ واپسی پر وہ رات کے وقت وہاں سے گزرا تو وہ اپنے باپ کی قبر سے دُور ٹھہرا۔ اور اپنے والد کی قبر کے پاس نہیں ٹھہرا۔ تو اچانک اُسے غیبی آواز نے متوجہ کر لیا۔ کہ کوئی یہ اشعار دہرا رہا تھا۔

اَجِدُّكَ تَطْوِي اللَّيْلَ لَيْلاً وَلَا تَرٰى عَلَيْكَ لِاَهْلِ الدَّوْمِ اَنْ تَتَكَلَّمَا
وَبِاللَّيْلِ نَارٌ لَوْ ثَوَيْتَ مَكَانَهُ فَمَرَّ بِاَهْلِ الدَّوْمِ عَاجٍ فَسَلَّمَا

میں دیکھ رہا ہوں کہ تو رات کو اس درخت کے پاس سے گزر کر جا رہا ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ درخت والوں سے بھی دو باتیں کر جائے۔ دیکھو اس درخت کے نیچے بھی تیرا کوئی ٹھہرا ہوا ہے۔ تو یہاں کو گھڑی بھر رُک جاتا۔ اور اس درخت والے (باپ) کو سلام کر جاتا۔

حضرت خالد بن معدان غسل کے تختہ پر بھی تسبیح پڑھ رہے تھے

۶۷۔ ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن معدان روزانہ چالیس ہزار تسبیح پڑھتے تھے۔ اور قرآن کی

تلاوت اس کے علاوہ کرتے تھے۔ جب آپ فوت ہوئے۔ اور انہیں غسل دینے کے لیے تختہ پر رکھا گیا۔ وہ اسی تسبیح پڑھنے کے انداز میں اپنی انگلیوں کو حرکت دے رہے تھے۔ گویا تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

ایک بزرگ غسل کے تختہ پر بھی ہنس رہے تھے

۷۸۔ ابن عساکر نے عبداللہ بن الجلاء سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میرے والد محترم فوت ہو گئے۔ اور ہم نے انہیں غسل دینے کے لیے تخت پر لٹایا۔ اور ہم نے ان کا چہرہ دیکھا۔ تو وہ مسکرا رہے تھے۔ تو لوگوں کو شک ہوا۔ کہ کہیں یہ زندہ تو نہیں۔ تو وہ ایک طبیب کو بلا لائے۔ اور ان سے کہا کہ ذرا ان کی نبض دیکھ کر معلوم کرو۔ کہ کیا یہ زندہ ہیں۔ تو طبیب نے ان کی نبض دیکھی۔ اور اچھی طرح سے انہیں دیکھ کر کہا۔ کہ یہ فوت ہو چکے ہیں۔ تو ہم نے ان کا چہرہ کھول کر انہیں دکھایا۔ تو انہوں نے دیکھا وہ ہنس رہے ہیں۔ تو کہنے لگے واللہ! مجھے نہیں پتہ چل رہا۔ کہ یہ مردہ ہیں یا زندہ! اور جب بھی کوئی غسل دینے آتا۔ تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا جاتا۔ اور انہیں غسل دینے سے کتراتا۔ اس لیے حضرت فضل بن حسین آگے بڑھے۔ اور یہ ایک بڑے عارف شخص تھے۔ اور انہوں نے انہیں غسل دیا۔ ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت زید بن خارجہؓ کا بعد وفات کے گفتگو کرنا اور آنے والے فتنوں کی خبر دینا

۷۹۔ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فوت ہو گئے۔ جب ان کی قبر تیار ہوئی۔ تو لوگوں کو ان کے دل میں ایک جوش اور ولولہ پیدا ہوا جو لوگوں نے ان کے سینہ سے سنا اور یہ گفتگو فرمائی۔ احمدؐ احمدؐ ہیں۔ پہلی کتابوں میں لکھا ہے۔ اور یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا ہے۔ جسمانی لحاظ سے تو کمزور شخص ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ

میں طاقت ور ہیں۔ یہ بھی ایک پہلی کتاب میں لکھا ہے۔ اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے بھی سچ فرمایا: یہ بھی پہلے کسی کتاب میں لکھا ہوا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی سچ فرمایا ہے یہ بھی انہیں کے راستہ پر چلے ہیں۔ چار سال گزر گئے ہیں۔ دو سال باقی رہ گئے ہیں۔ فتنے برپا ہونے والے ہیں۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا۔ اور قیامت برپا ہو جائے گی۔ اور تمہارا ایک لشکر آئے گا۔ جو تمہیں بیر اریس کی خبر دے گا۔ اور یہ بیر اریس کیا ہے؟

اور حضرت سعید فرماتے ہیں۔ پھر خطمہ کا ایک شخص فوت ہو گیا۔ اور اس کی قبر تیار کی گئی۔ تو اس کے سینہ سے جوش دار گونج سنائی دی اور اس نے کہا کہ اس خزرجی بھائی نے سچ فرمایا ہے۔ سچ فرمایا ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس کی سند درست ہے۔ اور اس کے اور شواہد بھی موجود ہیں۔

حضرت زید بن خارجہ کی گفتگو کی تفصیل:

پھر ابن ابی الدنیا نے اور ابو نعیم نے الدلائل میں اور ابن النجار نے التاریخ میں حضرت اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کی ہے۔ کہ ہمارے پاس حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن کے حلقہ کے لوگوں کے لیے حضرت یزید بن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما اپنے والد نعمان بن بشیر کا خط لیکر آئے۔ اس میں لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مِنَ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اِلٰى اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ بِنْتِ اَبِىْ هَاشِمٍ۔ سَلَامٌ عَلَيْكِ۔ فَاِنِّىْ اَحْمَدُ اِلَيْكِ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ فَاِنَّكِ كَتَبْتِ اِلَىَّ لِاَكْتُبَ اِلَيْكِ بِشَانِ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ۔ وَاِنَّهٗ كَانَ مِنْ شَانِهٖ اَنَّهٗ اَخَذَهٗ وَجَعٌ فِىْ حَلْقِهٖ۔ فَتُوُفِّىَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ الْاُوْلٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ۔ فَاَضْجَعْنَاهُ وَغَشَّيْنَاهُ، فَاَتَانِىْ

اتٍ فِیْ مَنَامِیْ وَاَنَا اُسَبِّحُ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ اِنَّ زَیْدًا قَدْ تَکَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَانْصَرَفْتُ اِلَیْهِ مُسْرِعًا وَحَضَرَهٗ قَوْمٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ یَقُوْلُ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نعمان بن بشیر کی جانب سے اُم عبداللہ بنت ابی ہاشم کے نام، السلام علیکم میں آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا کرتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ آپ نے مجھے لکھا ہے۔ کہ میں آپ کو زید بن خارجہ کے بارے میں کچھ لکھوں۔ اس کا معاملہ یہ ہے کہ اس کے حلق میں درد اٹھا۔ اور ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان فوت ہو گیا۔ ہم نے اُسے قبر میں دفن کیا۔ اور اس پر مٹی ڈال دی۔ تو خواب میں نے دیکھا۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور میں عصر کے بعد تسبیح پڑھ رہا ہوں۔ اور اُس نے بتایا کہ زید نے مرنے کے بعد گفتگو کی ہے۔ تو میں اُٹھ کر جلدی سے اس کے پاس پہنچا۔ اور لوگ انصار کے بہت سے وہاں جمع تھے۔

اور وہ کہہ رہا تھا۔ یہ درمیان والے قوم کے باہمت آدمی تھے۔ جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ وہ لوگوں کو یہ سبق نہیں دیتے تھے۔ کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندے امیر المومنین حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ سچ کہا بالکل سچ کہا۔ یہ کسی پہلی کتاب میں مسطور ہے اور پھر کہا۔ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ جو لوگوں کو معاف فرماتے تھے اور بڑی غلطیوں سے درگزر فرماتے تھے۔ دو دن گزر گئے۔ اور چار دن باقی رہ گئے۔ پھر لوگوں میں اختلاف ہو گیا۔ اور ایک دوسرے کو کھانے لگے۔ کوئی قانون اور نظام باقی نہ رہا۔ بے وقوف لوگ حاوی ہو گئے۔ مومن لوگ پیچھے رہ گئے۔ پھر کہنے لگے۔ لوگو! اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ ان کی بات سنو۔ اور ان کو مانو۔ اپنے ہاتھ خون میں نہ رنگو۔ اللہ تعالیٰ کا

لکھا ہو کر رہے گا۔ اللہ اکبر یہ جنت ہے۔ یہ دوزخ ہے۔ یہ نبی اور صدیق کھڑے ہیں۔ عبداللہ بن رواحہ آپ کو سلام ہو۔ پھر مجھے احساس ہوا۔ کہ ان کا باپ اور حضرت سعد جو غزوہ بدر کے دن قتل ہو گئے تھے۔ كَلَّا إِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى اور پھر کچھ دیر ٹھہر کر گھر والوں کا حال پوچھا۔ ہم نے سنا کہ وہ کہہ رہا ہے۔ خاموش رہو۔ خاموش رہو۔ اور یہ کپڑوں کے نیچے سے آواز آرہی تھی۔ ہم نے ان کا چہرہ کھولا تو وہ کہنے لگے یہ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہیں۔ سلام علیکم یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پھر کہنے لگے ابوبکر صدیق امین اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جو جسم کے دبلے پتلے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں سخت اور طاقتور تھے۔ یہ بات سچ ہے بالکل سچ ہے۔ اور پہلی کسی آسمانی کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔ اور پھر حضرت امام بیہقی نے کسی اور سند سے جناب اسمٰعیل بن خالد سے یہ روایت کی ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں۔ کہ یہ واقعہ حضرت عثمان کی خلافت کے دو سال گزرنے کے بعد کا ہے۔ اور وہی دو دن تھے۔ کہتے ہیں کہ میں باقی چار راتوں کا حساب رکھتا رہا۔ اور وہی کچھ ہونے کی امید تھی۔ جو زید بن خارجہ نے فرمایا تھا۔ اور ان دنوں اہل عراق کا زور ہو رہا تھا۔ اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر افتراء (بہتان) لگا رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو پیچھے ہٹا رہے تھے۔ اور پھر انہوں نے اپنے امیرؓ کو شہید کر دیا۔

اور حبیب بن سالم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور اس میں بیر اریس کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ابن المسیبؒ کی روایت میں ہے۔ اور اس میں یہ لکھا ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی۔ بیر اریس میں گر گئی۔ اور اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ برس گزر چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی فتنے شروع ہو گئے۔ اور آپؓ کے بعض حکام بگڑ گئے۔ جیسا کہ حضرت زید بن خارجہ سے سنا گیا۔ اس کے بعد امام بیہقی لکھتے ہیں کہ ان کے علاوہ اور بہت سے لوگوں

نے مرنے کے بعد گفتگو کی ہے۔

بعد از انتقال مزید دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گفتگو فرمانا

پھر امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص نے جسے مسیلمہ کذاب نے قتل کیا۔ نے مرنے کے بعد گفتگو کی۔ اور فرمایا: محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما امین اور رحمدل ہیں۔ اور مجھے یاد نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں انہوں نے کیا فرمایا ہے۔ امام بیہقی اور ابن عساکر نے کسی اور واسطہ سے یہ روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ یوم صفین میں حضرات شہداء کی نعشیں دفن کر رہے تھے۔ یا جمل کے دن کا واقعہ ہے۔ کہ شہداء میں سے ایک انصاری شخص نے کلام کیا۔ اور کہا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر اور حضرت عمر الفاروق شہید ہیں۔ اور حضرت عثمان رحمدل ہیں۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔

بعد از انتقال حضرت ثابت بن شماس کا گفتگو فرمانا

۷۱۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن مندہ میں حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا۔ جنہوں نے حضرت ثابت بن شماس کے کفن دفن میں حصہ لیا۔ اور آپ یوم یمامہ کو شہید ہوئے تھے۔ جب ہم نے انہیں قبر میں رکھا۔ تو ہم نے سنا کہ وہ کہہ رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ، ابوبکر صدیقؓ اور عمر الفاروقؓ شہید ہیں۔ اور حضرت عثمان رحیم واٰمین ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ وہ شہید ہو گئے تھے۔

حضرت خارجہ بن یزیدؓ کا بھی بعد از وفات اس قسم کی گفتگو فرمانا

۷۲۔ طبرانی نے الکبیر میں فرمایا: ہم سے احمد بن المعلی الدمشقی نے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: ہم سے ہشام بن عمار نے انہیں الولید بن مسلم نے

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر بن عمیر بن ہانی نے بیان فرمایا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہم میں ایک شخص فوت ہوگیا۔ جسے خارجہ بن یزید کہتے تھے۔ ہم نے اس کو کفن پہنایا۔ اور میں اس کی نماز جنازہ پڑھانے لگا۔ تو میں نے ایک آواز سنی تو اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ شخص حرکت کر رہا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ کہ باہمت انسان اور معتدل شخص حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بندے جسم کے لحاظ سے بھی طاقتور تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے معاملات میں بھی طاقتور تھے۔ اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پاکدامن و پاکباز انسان تھے۔ لیکن اُن کے زمانے میں نظام خراب کردیا گیا۔ یہ غلطیاں درگزر فرمادیتے۔ دوراتیں گزر چکیں۔ اور چار باقی رہ گئی ہیں، لوگ اختلاف کررہے ہیں۔ اب کوئی انتظام باقی نہیں رہ گیا ہے۔ اے لوگو! اپنے امام کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ ان کی بات سنو۔ اور اطاعت کرو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہ ابو رواحہ کھڑے ہیں۔ اور زید بن خارجہ کیسے ہیں؟ یعنی وہ اپنے باپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ پھر کہنے لگے یہ بیر اریس میرے پیچھے ہے۔ اور پھر آواز بند ہوگئی۔

۷۳۔ ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب خارجہ بن زید فوت ہوئے۔ تو جب ہم انہیں غسل دے رہے تھے۔ تو وہ بول پڑے اور پھر اپنی روایت بیان کی ہے۔

کافر کے قتل کرنے میں ایک شہید کا اپنے ساتھی کی مدد کرنا

۷۴۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت یزید بن سعید القرشی سے اور انہوں نے حضرت ابوعبداللہ الشامی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم رومیوں سے لڑ رہے تھے۔ تو ہم میں سے کچھ لوگوں نے دشمن کا تعاقب کیا۔ تو دو آدمی اُن میں سے پیچھے رہ گئے۔ اُن میں سے ایک نے بیان کیا۔ اسی دوران میں کہ ہم چل جارہے تھے۔ کہ ہمارا مقابلہ ایک رومی سردار سے ہوگیا۔ اور لڑائی کے دوران میں ہم میں

سے ایک آدمی قتل ہو گیا۔ اور میں اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ رہا تھا۔ تو میں نے دل میں کہا۔ میرا بیڑا غرق میرا ساتھی تو جنت میں پہنچ گیا۔ اور میں بھاگ کر اپنے ساتھیوں کے پاس جا رہا ہوں۔ تو میں نے واپس جا کر اس پر حملہ کر دیا۔ میرا نشانہ خطا گیا۔ تو اُس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اور مجھے زمین پر گرا کر میری چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ اور کسی ہتھیار سے مجھے قتل کرنے ہی والا تھا کہ میرے مقتول ساتھی نے پیچھے سے آ کر اُسے گردن کے بالوں سے پکڑ کر مجھ سے پیچھے ہٹایا۔ اور اُسے قتل کرنے میں میری مدد کی۔ تو ہم دونوں نے مل کر اُسے جہنم رسید کیا۔ اور میرا ساتھی اور میں باتیں کرتے ہوئے وہاں سے چلے۔ اور ایک درخت کے نیچے پہنچے اور میرا ساتھی اُسی طرح لیٹ گیا اور وہ شہید ہو چکا تھا۔ اور میں نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔

۷۵۔ ابن ابی الدنیا نے ہی حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کی ہے۔ کہ گزشتہ برسوں میں چند مسلمان نوجوان رومیوں سے لڑتے ہوئے اُن کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ اور بادشاہ نے ان کے سامنے اپنا دین پیش کیا۔ کہ اسے قبول کر کے جان بچا لیں۔ لیکن انہوں نے اپنا دین اسلام چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ تو بادشاہ نے دریا کے کنارے ایک ٹیلے پر لے جا کر انہیں قتل کرنے کا بندوبست کیا۔ اور جب ان میں سے ایک مسلمان نوجوان کی گردن کاٹ کر اُس کا سر دریا میں پھینکا گیا تو اس نوجوان کا سر دریا میں ان نوجوانوں کے سامنے آ کر یہ کہنے لگا۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

اے مطمئن روح راضی خوشی اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اور میرے بندوں میں شامل ہو جاؤ۔ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

ایک مجاہد شہید کا اپنے ساتھیوں کے سامنے قرآنی آیت تلاوت کرنا

۷۶۔ ابن ابی الدنیا نے عن حضرت سعید اعمی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ سمندر کے راستے جہاد کے لیے نکلے۔ تو ایک نوخیز نوجوان نے ہمارے ساتھ شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی۔ لیکن ہم نے انکار کر دیا۔ اور پھر اس کے اصرار پر اُسے اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لیا۔ اور جب دشمن سے مقابلہ ہوا۔ تو نوجوان نے دلیری سے مقابلہ کر کے جام شہادت نوش کیا۔ اور جب ہم نے اُسے سمندر کے پانی کے سپرد کیا۔ تو اس نے سر پانی سے باہر نکالا۔ اور ہمارے سامنے آ کر یہ آیت مبارکہ تلاوت کرنے لگا۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ

یہ آخرت کا گھر ہے۔ یہ ہم ان لوگوں کو عطا کرتے ہیں۔ جو دنیا میں تکبر نہیں کرنا چاہتے اور نہ فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اچھا انجام ڈرنے والوں کا ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم سے ایک بوڑھے بزرگ نے قبر سے سر نکال کر گفتگو کی

۷۷۔ حافظ ابو محمد خلال نے کتاب کرامات الاولیاء میں اپنی سند سے حضرت ابو یوسف الغولی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں، میں شام میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ آج میں نے ایک عجیب بات دیکھی۔ میں نے پوچھا۔ وہ کیا؟ آپ نے فرمایا: میں آج اس قبرستان میں ایک قبر پر گیا۔ کہ ایک بوڑھے شخص کی قبر شق ہوئی۔ اور حضرت شیخ نے سامنے آ کر مجھ سے فرمایا: اے ابراہیم! کوئی بات مجھ سے پوچھنا ہو تو پوچھ لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے لیے زندہ فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ فرمانے لگے۔ میرے عمل تو ایسے اچھے

نہیں تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میں نے تین چیزوں کی وجہ سے تمہیں بخش دیا ہے۔ (۱) تم میرے پاس آئے ہو اور تم ان لوگوں سے پیار کرتے ہو۔ جن سے میں پیار کرتا ہوں۔ (۲) اور تم میری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہو۔ اور تمہارے اندر شراب خانہ خراب کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ (۳) اور تم میرے سامنے حاضر ہوئے ہو۔ اور تم بوڑھے ہو۔ اور مجھے شرم آتی ہے کہ کسی بوڑھے کو دوزخ کی آگ میں جلاؤں۔ اور پھر قبر بند ہوگئی۔ اور پھر حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا۔ مغولی تمہارا بھلا ہو۔ نیک اعمال کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عجائبات کا مشاہدہ کرائے گا۔

ایک کفن چور سے ایک عورت کا قبر کے اندر سے گفتگو کرنا کہ اللہ نے میری اور تیری مغفرت فرما دی ہے

۷۸۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں لمبی سند سے حضرت ابو ابراہیم قاضی نیشاپوری سے روایت کی ہے۔ کہ اُن کے پاس ایک آدمی آیا۔ تو اس کے بارے میں انہیں بتایا گیا۔ کہ ان صاحب کے پاس ایک عجیب خبر ہے۔ تو قاضی صاحب نے پوچھا۔ ارے صاحب! بتاؤ تو وہ خبر کیا ہے؟ تو اس نے بتایا۔ کہ میں قبریں کھودنے کا پیشہ کرتا تھا۔ ایک عورت فوت ہوگئی۔ اور میں کفن بھی چراتا تھا۔ تو رات کو میں اس کی قبر سے کفن چرانے کے لیے گیا۔ اور اُس سے پہلے میں اس کی نماز جنازہ میں بھی شریک ہوا تھا۔ جب میں نے اُس کے کفن پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ تو وہ بولی۔ سبحان اللہ ایک جنتی آدمی ایک جنتی عورت کا کفن چرانے آیا ہے۔ پھر اُس عورت نے کہا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے میری نماز جنازہ پڑھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے میری نماز جنازہ میں شامل ہونے والے سب لوگوں کی بخشش فرما دی ہے۔

شہداء کو حکم ملا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے جنازہ میں شریک ہوں

۷۹۔ محاملی نے اپنے امالی میں حضرت عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ شام میں ایک شخص نے مجھے ایک عجیب بات سنائی۔ اُس نے بتایا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ کہیں جارہا تھا۔ کہ اُس کا ایک بیٹا جو کسی جہاد میں شہید ہو چکا تھا۔ اُسے اس نے سوار ہو کر سامنے سے آتے دیکھا۔ تو اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ دیکھو وہ سامنے ہمارا بیٹا آرہا ہے۔ بیوی نے کہا۔ یہ شیطانی وسوسہ دل سے دور کردو۔ ہمارا بیٹا تو راہ خدا میں شہید ہو چکا ہے۔ اور تم اپنے بیٹے کی محبت میں یہ خیالی باتیں کررہے ہو، اللہ اللہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ دیوانے نہ بنو۔ تو جب وہ سوار قریب ہوا۔ تو باپ نے دیکھ کر کہا۔ واللہ، وہ ہمارا ہی بیٹا ہے۔ دیکھو تو سہی۔ تو عورت نے بھی دیکھ کر کہا۔ کہ واقعی وہ ہمارا ہی بیٹا ہے۔ اتنے میں اس نوجوان نے ان دونوں کے قریب آکر انہیں سلام کیا۔ تو باپ نے پوچھا۔ کیا تم شہید نہیں ہو گئے تھے؟ اُس نے جواب دیا۔ ہاں کیوں نہیں۔ لیکن اب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات پر ہم شہداء کو ان کے جنازہ میں شرکت کا حکم ہوا ہے۔ اور میں بھی ان میں شامل ہوں۔ اور پھر میں اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر آپ دونوں کو سلام کرنے حاضر ہوا ہوں۔ اور پھر اُس نے ماں باپ کے لیے دعا فرمائی اور واپس چلا گیا۔ اور اُسی دن حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہوئی تھی۔

۸۰۔ امام یافعیؒ نے فرمایا ہے کہ مردوں کو اچھی یا بُری حالت میں دیکھنا کشف کی ایک قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ بشارت یا عزت کے لیے یا میت کی مصلحت کے لئے کبھی کبھی دکھا دیتا ہے۔ اور اکثر یہ زیارت خواب میں ہوتی ہے۔ اور کبھی کبھی بیداری میں یہ زیارت وملاقات ہو جاتی ہے۔ اور یہ کرامات اولیاء میں بھی شامل ہے۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ اہل السنت کا یہ مسلک ہے کہ مردوں کی روحیں بعض اوقات علیین یا سجین سے اپنے جسموں میں واپس آتی ہیں۔ جب اللہ

تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے۔ اور خاص کر جمعہ کی رات کو وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر بیٹھتے اور بات چیت کرتے ہیں۔ اہل جنت کو نعمتوں کا احساس ہوتا ہے۔ اور جہنم کے حقداروں کو عذاب کا احساس ہوتا ہے۔ اور نعمت و عذاب کا احساس برزخ میں جسموں کو نہیں روحوں کو ہوتا ہے۔ اور قبر میں جسم و روح دونوں کو ہوتا ہے۔

قبروں کی زیارت کو جانا اور مردوں کو سلام کہنا اور بخشش کی دعا کرنا شرع سے ثابت ہے

۸۱۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں کہ احادیث و آثار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زیارت کے لئے آنے والوں کا احساس صاحب قبر کو ہوتا ہے۔ اور وہ اُن کا کلام سنتا ہے۔ اور خوش ہو کر اُن کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ اور یہ حضرات شہداء اور دوسروں کے لیے عام ہے۔ اور اس کے لیے کوئی وقت مخصوص نہیں ہے۔ ہر وقت زیارت ہو سکتی ہے۔ اور شریعت میں مردوں کی قبروں پر جانا اور انہیں سلام کہنا۔ ان کے لیے بخشش کی دعا کرنا ثابت ہے۔ اور وہ سنتے اور سمجھتے ہیں۔

۸۲۔ امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبرستان میں تشریف لے گئے۔ اور فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ

اے مومنوں کے گھر والو! اسلام علیکم اور ہم بھی تم سے آملنے والے ہیں۔

قبرستان میں جا کر کیا کلمات کہنے چاہئیں

۸۳۔ نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جب لوگ قبرستان کی طرف نکلتے تو انہیں یہ دعا

تعلیم فرماتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَالْمُسْتَأْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ۞ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ

اے مسلمان ہم وطنو! اسلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ پہلے جانے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحم فرمائے۔ اور ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تم سے آملنے والے ہیں۔ تم ہمارے سے پہلے چلے گئے۔ اور ہم بھی پیچھے آملنے والے ہیں۔ میں اپنے لیے اور تمہارے لیے آرام کی دعا کرتا ہوں۔

۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں مردوں کے لیے کیا کہا کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ کہا کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ (ترمذی شریف)

۸۵۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی قبروں کے پاس سے گزرے تو ان کی طرف اپنا رخ مبارک کر کے ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

۸۶۔ طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ قبروں کے قریب تشریف لائے۔ اور ارشاد فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَآ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ فَارِطٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ عَمَّا قَلِیْلٍ لَاحِقٌ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَھُمْ وَتَجَاوَزْ بِعَفْوِکَ عَنَّا وَعَنْھُمْ

۸۷۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اپنی جاگیر سے آتے ہوئے۔ شہداء کی قبروں کے پاس سے گزرتے اور دعا کرتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ثُمَّ یَقُوْلُ لِاَصْحَابِہٖ اَلَا تُسَلِّمُوْنَ عَلَی الشُّھَدَآءِ فَیَرُدُّوْا عَلَیْکُمْ

۸۸۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ آپ جب بھی دن کو یا رات کو قبرستان سے گزرتے تو سلام ضرور کہتے۔

۸۹۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ جب بھی قبروں کے پاس سے گزرو اور تم انہیں پہچانتے ہو۔ کہو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَصْحَابَ الْقُبُوْرِ" اور جب تم قبروں کے پاس سے گزرو۔ اور تم انہیں نہیں پہچانتے تو کہو "اَلسَّلَامُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ"

۹۰۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جو شخص قبرستان میں داخل ہو تو کہے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیْ

خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ لَكَ مُؤْمِنَةٌ اَدْخِلْ عَلَيْهَا رَوْحًا مِّنْ عِنْدِكَ وَسَلَامًا مِّنِّيْ اَسْتَغْفِرُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ مُّؤْمِنٍ مَّاتَ مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ

اے ان پرانے جسموں کے مالک اور بوسیدہ ہڈیوں کے رب جو اس دنیا سے چلی گئیں اور یہ تجھ پر ایمان لانے والی تھیں۔ ان پر اپنی طرف سے راحت نازل فرما۔ اور میری طرف سے سلام پہنچا دے۔ میں ہر اُس مسلمان مومن کے لیے جو حضرت آدمؑ سے لیکر اب تک فوت ہوئے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کرنے والے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت قائم ہونے تک نیکیاں لکھتا رہے گا۔

۹۱۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جو شخص قبرستان میں داخل ہو۔ اور اہل قبور کے لیے استغفار کرے۔ اور مردوں کے لیے رحم کی دعا کرے۔ تو گویا وہ ان کے جنازہ میں شریک ہو گیا اور اُن کے لیے دعا کر دی۔

۹۲۔ حضرت ازہر مروان سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت بشر بن منصور کا ایک کمرہ تھا۔ آپ عصر کے وقت اس میں داخل ہوتے تو کھلے میدان کی طرف دروازہ کھول کر قبروں کی طرف دیکھتے۔

۹۳۔ ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ جب آپ کسی جنازہ میں شریک ہوتے تو قبرستان میں اپنے خاندان کی قبروں پر جاتے۔ اور اُن کے لیے استغفار کرتے۔

ہم سب جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن ایک جگہ جمع ہوتے ہیں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں

۹۴۔ ابن ابی الدنیا اور البیہقی نے عاصم الجحدری کے خاندان کے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عاصم الجحدری کو ان کی وفات کے کئی سال بعد خواب میں دیکھا۔ تو میں نے پوچھا آپ تو فوت ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں؟ تو اس نے کہا۔ واللہ۔ میں اس وقت جنت کے ایک باغ میں ہوں۔ اور میرے ساتھ میرے اور بھی کئی ساتھی ہیں۔ اور ہم سب جمعہ کی رات کو جمعہ کے دن جناب ابوبکر بن عبدالعزیز المزنی کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اور تمہاری باتیں پوچھتے ہیں۔ میں نے پوچھا۔ آپ لوگوں کی روحیں یا جسم بھی تو انہوں نے بتایا کہ ہماری روحیں ملاقات کرتی ہیں۔ میں نے پوچھا۔ کیا تمہیں ہمارے قبروں پر آنے کا پتہ چل جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! ہمیں جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن کو تمہارے آنے کا پتہ چل جاتا ہے۔ اور ہفتہ کے دن سورج طلوع ہونے تک۔ میں نے پوچھا۔ بس ان ہی دنوں میں کیوں؟ تو فرمایا: ان دنوں کی فضیلت وعظمت کی وجہ سے۔

ایک شخص روزانہ شام کو ایک قبرستان والوں کیلئے دعا کیا کرتا تھا ایک دن وہ بھول گیا تو رات کو خواب میں کچھ مردے اس کے پاس شکایت کرنے پہنچ گئے

۹۵۔ ابن الدنیا اور بیہقی نے حضرت بشر بن منصور سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ایک قبرستان کے پاس آیا کرتا تھا۔ اور جنازہ کی نمازوں میں شامل ہوتا رہتا۔ اور ہر شام کو وہ قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو کر یہ دعا کرتا۔

اٰنَسَ اللّٰہُ وَحْشَتَکُمْ وَرَحِمَ اللّٰہُ غُرْبَتَکُمْ وَ تَجَاوَزَ اللّٰہُ عَنْ سَیِّئَاتِکُمْ وَقَبِلَ اللّٰہُ حَسَنَاتِکُمْ

اللہ تعالیٰ تمہاری ویرانی دور فرمائے۔ اور تمہاری مسافری پر رحم کھائے۔ اور تمہارے گناہوں سے درگزر کرے۔ اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے۔

بس یہی کلمات کہتے۔ یہی شخص کہتے ہیں۔ کہ ایک دن میں شام کو یہاں سے ہوکر اپنے گھر واپس گیا۔ اور قبرستان کے دروازے پر جانے کا اتفاق نہ ہوسکا۔ اسی رات کو میں سورہا تھا۔ کہ مجھے بہت سے لوگ دکھائی دیئے۔ وہ میرے پاس ہی آئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ آپ کون لوگ ہیں؟ اور میرے ساتھ تمہیں کیا کام ہے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ ہم قبرستان سے آئے ہیں۔ آپ روزانہ ہماری دیکھ بھال اور حال پوچھنے تشریف لایا کرتے تھے۔ اور ہمارے لیے ہدیہ لایا کرتے تھے۔ اور آج ہمیں وہ تحفہ دیئے بغیر ہی واپس چلے گئے۔ میں نے پوچھا کونسا تحفہ۔ تو انہوں نے کہا۔ وہ جو روزانہ آپ ہمارے لیے دعا کیا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے لیے ایک عظیم تحفہ ہے۔ لہٰذا اس کے بعد میں نے کبھی ان کے لیے دعا کرنا ترک نہیں کی۔

واقعہ نمبر ۲:

۹۶۔ ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ہی ابوالتیاح سے روایت کی ہے کہ مطرف روزانہ باہر جنگل کی طرف نکل جاتے۔ اور جمعہ کے دن قبرستان کی طرف چلے جاتے۔ اور رات کو ان کے پاس روشنی ہوتی۔ اور ایک رات کو جو وہ قبرستان پہنچے اور کچھ دیر کے لیے ان کی آنکھ لگ گئی۔ تو اچانک انہوں نے دیکھا کہ اہل قبور اپنی اپنی قبروں پر بیٹھے ہیں۔ اور وہ کہہ رہے ہیں۔ دیکھو وہ مطرف آئے ہیں۔ جو ہر جمعہ کو آتے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں پتہ چل جاتا ہے کہ میں روز تمہارے پاس آتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ اور ہمیں یہ معلوم ہو

جاتا ہے کہ پرندے اس دن کیا کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا پرندے کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ پرندے کہتے ہیں۔ "سَلَامٌ سَلَامٌ یَوْمٌ صَالِحٌ" سلامتی ہو، سلامتی ہو، آج بھلا دن ہے۔

واقعہ نمبر ۳:

۹۷۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے الفضل بن الموفق سفیان بن عیینہ کے ماموں سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں جس دن میرے والد فوت ہوئے ہیں۔ میں نے بہت ہی بے قراری کا اظہار کیا۔ اور بہت آہ وزاری کی۔ میں روزانہ والد صاحب کی قبر پر آتا۔ پھر میں نے آہستہ آہستہ وہاں آنا جانا کم کر دیا۔ تو میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا۔ کہ وہ کہہ رہے ہیں تم کس وجہ سے مجھ سے دور ہو گئے ہو۔ تو میں نے کہا کہ کیا میں روزانہ مٹی کو دیکھتا رہوں؟ تو انہوں نے فرمایا: بیٹا ایسا نہ کرو۔ جب تم مجھے ملنے آتے تھے۔ تو میرے پڑوسی اہل قبور مجھے خوش خبری دیتے تھے۔ کہ دیکھو۔ تمہارا بیٹا آیا ہے۔ اور جب تم مجھے مل کر جاتے تھے تو میں تمہیں کوفہ میں داخل ہونے تک دیکھتا رہتا تھا۔

واقعہ نمبر ۴:

۹۸۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عثمان بن سودہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ان کی والدہ ایک صالح خاتون تھیں۔ اور راہبہ کہتے تھے۔ حضرت عثمان فرماتے ہیں۔ جب یہ فوت ہو گئیں۔ تو میں روزانہ ان کی قبر پر جا کر دعا کرتا۔ اور اُن کے لیے اور دیگر اہل قبور کی بخشش کے لیے دعا کرتا۔ کہتے ہیں کہ ایک رات کو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا۔ اماں جان! آپ کیسی ہیں؟ فرمانے لگیں۔ بیٹے موت کی تکلیف بہت سخت ہوتی ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عالم برزخ میں اچھی حالت میں ہوں۔ پھولوں کا فرش بچھا ہوا ہے۔ ریشمی تکیوں پر ٹیک لگائے بیٹھی ہوں۔ میں نے ان سے کہا۔ کوئی ضرورت ہو تو بتاؤ۔ تو بولیں ہاں ایک کام ہے۔ میں نے پوچھا کیا؟ بولیں۔ یہ جو

تم روزانہ ملنے اور دعا و استغفار کرنے کو آتے ہو۔ اسے مت چھوڑنا۔ میں تم سے مل کر بہت خوش ہوتی ہوں۔ جب تم جمعہ کے روز مجھ سے ملنے آتے ہو۔ تو پڑوسی اہل قبور کہتے ہیں ساری راہبہ! تیرے گھر سے کوئی ملنے آیا ہے۔ تو میں بہت خوش ہوئی ہوں۔ اور آس پاس والے بھی خوش ہوتے ہیں۔

واقعہ نمبر ۵:

۹۹۔ سلفی کہتے ہیں۔ میں نے ابوالبرکات عبدالواحد بن عبدالرحمٰن بن غلاب السوسی سے اسکندریہ میں سنا۔ انہوں نے بتایا۔ کہ میری والدہ فرماتی تھیں۔ کہ میں نے اپنی ماں کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ وہ کہہ رہی تھیں۔ میری بیٹی جب تم میری قبر پر آیا کرو۔ تو گھڑی بھر کو میری قبر کے پاس بیٹھ جایا کرو۔ میں امید لگائے ہوتی ہوں۔ جب تم نے میرے لیے رحمت کی دعا کرتی ہو۔ تو رحمت کا بادل چھا جاتا ہے۔

ایک مردے کا اپنے دوست سے اس کے نہ آنے کی شکایت کرنا

۱۰۰۔ حافظ ابن رجبؒ فرماتے ہیں۔ مجھے علی بن عبدالصمد نے احمد البغدادی سے انہوں نے اپنے والد سے بیان فرمایا: وہ کہتے ہیں۔ مجھے قسطنطین بن عبداللہ الرومی نے کہا کہ میں نے الاسد بن موسیٰ سے سنا۔ کہ انہوں نے فرمایا: میرا ایک دوست فوت ہوگیا۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ سبحان اللہ! تم اپنے فلاں دوست کی قبر پر آئے۔ ان کے لیے رحمت کی دعا کی۔ اور تم میرے پاس نہیں آئے۔ اور میری قبر تک نہیں آئے۔ میں نے اُن سے پوچھا۔ آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ اور منوں مٹی کے نیچے سے تم نے مجھے کیسے دیکھ لیا؟ تو اس نے کہا۔ کبھی تم نے شیشہ میں سے نہیں دیکھا؟ میں نے کہا دیکھا ہے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ ہم اسی طرح سے مٹی کے آر پار دیکھ لیتے ہیں۔

قبرستان میں سلام علیکم اور السلام علیکم دونوں طرح کہنا جائز ہے

۱۰۱۔ ابوداؤد، ترمذی نے روایت کی ہے۔ اور اُسے صحیح کہا ہے۔ کہ حضرت تمیمہ الجہیمی سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! علیک السلام آپؐ نے ارشاد فرمایا: علیک السلام مت کہو۔ کیونکہ یہ علیک السلام مردوں کا سلام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کو سلام کرنے میں سنت طریقہ یہ ہے۔ کہ انہیں علیکم السلام کہا جائے۔ لیکن صحیح احادیث سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ کہنا ثابت ہے۔ اس لیے دونوں طرح جائز ہے۔ جیسا کہ پہلے گزرا۔ اور یہی زیادہ درست ہے۔ اور ابن قیم کے مطابق یہ کوئی شرعی حکم آپ نے نہیں فرمایا بلکہ زمانہ جاہلیت کے رواج کا تذکرہ فرمایا: جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

عَلَيْكَ سَلَامُ اللّٰهِ قَيْسَ ابْنَ عَاصِمٍ

اے قیس بن عاصم تم پر سلام ہو

اور اس شخص کا کلام بھی دلیل ہے۔ جو حضرت عمر الفاروق کا مرثیہ کہتا ہے

عَلَيْكَ سَلَامٌ مِنْ اَمِيْرٍ وَّ بَارَكَتْ يَدُ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْاَدِيْمِ الْمُمَزَّقِ

اے امیر! تم پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اس پھٹی ہوئی گلیم میں برکت ڈال دے۔

اور یہ کہ زندوں کو سلام کہنے سے جواب کی امید ہوتی ہے۔ اس لیے سلام کو دعا سے پہلے رکھا۔

---- ❖ ❖ ❖ ----

باب نمبر: ۴۵

انسان کے مرنے کے بعد روحیں کہاں رہتی ہیں؟

فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ

اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم سب کو ایک شخص سے پیدا کیا۔ پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے۔ اور ایک جگہ چند روز رہنے کی ہے۔

اور پھر فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا

اور وہ جانتا ہے کہ اس نے کہاں زیادہ رہنا ہے۔ اور کہاں چند روز رہنا ہے۔

ایک سے مراد صلب کے اندر رہنا اور دوسرے سے مراد مرنے کے بعد کہیں رہنا ہے۔

۱۔ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مرنے والوں کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے اندر رہتی ہیں۔ اور ان کے لیے عرش معلیٰ کے ساتھ روشنی کی قندیلیں لگی ہوئی ہیں۔ وہ روحیں جنت میں جہاں چاہیں پھرتی رہتی ہیں اور پھر انہیں قندیلوں میں آ کر ٹھکانہ بنا لیتی ہیں۔

۲۔ امام احمد، ابوداؤد، الحاکم اور البیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے ساتھیوں کو غزوۂ اُحد میں شہادتیں نصیب ہوئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز رنگ کے پرندوں میں کر دیا۔ وہ جنت کی نہروں پر گھومتی پھرتی ہیں۔ جنت کے پھل کھاتی ہیں۔ اور پھر عرش الٰہی کے سایہ میں لٹکی ہوئی قندیلوں میں (بسیرا) کرتی ہیں۔

۳۔ حضرت سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ حضرات شہداء کرام کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی شکلوں میں گھومتی اور جنت کے پھلوں سے پھل کھاتی ہیں پھر جنت کی قندیلوں سے معلق ہو جاتی ہیں۔

۴۔ بقی بن مخلد اور ابن مندہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہداء کرامؒ جنت میں صبح وشام اِدھر اُدھر گھومتے رہتے ہیں۔ اور پھر عرش الٰہی کے سایہ میں قندیلوں کے ساتھ معلق ہو جاتے ہیں۔ تو اب تبارک وتعالیٰ اُن سے فرماتا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر کوئی عزت ہے جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ لیکن ہماری خواہش ہے۔ کہ آپ ہماری روحیں دوبارہ ہمارے جسموں میں لوٹا دیں۔ تاکہ دوبارہ دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور شہادت سے سرفراز ہوں۔

۵۔ ہناد بن السریؒ نے کتاب الزہد میں اور ابن مندہ نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حضرات شہداء کرامؒ کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی صورت میں جنت کے باغیچوں میں چرتی چگتی رہتی ہیں۔ اور آخر میں عرش خداوند کے نیچے لٹکی قندیلوں میں جا پناہ لیتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے اور باقی مضمون پچھلی حدیث شریف میں گزرا ہے۔

۶۔ ابوالشیخ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بعض شہداء کرامؓ کو اللہ تعالیٰ سفید رنگ کے پرندوں کی صورت میں ان قندیلوں میں جگہ عطا فرماتا ہے۔ جو عرش الٰہی کے نیچے آویزاں ہیں۔

۷۔ ابن مندہ نے حضرت سعید بن سوید سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے حضرت ابن شہاب سے مومنوں کی روحوں کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ مجھے یہ روایت ملی ہے۔ کہ شہداء کرام کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی صورت میں عرش الٰہی کے نیچے موجود ہیں۔ وہ صبح وشام جنت کے باغیچوں میں چلی جاتی ہیں۔ اور روزانہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر اُسے سلام کرتی ہیں۔

۸۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ ارواح شہداء سبز رنگ کے پرندوں کے قالبوں میں عرش الٰہی کے نیچے قندیلوں میں موجود رہتی ہیں۔ اور وہ جنت میں جہاں چاہیں۔ گھومتی رہتی ہیں۔ اور پھر انہیں قندیلوں میں واپس آ کر بسیرا کرتی ہیں اور مومنوں کے بچوں کی روحیں ننھی ننھی چڑیوں کے رُوپ میں جنت میں جہاں چاہیں پھرتی رہتی ہیں۔

۹۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کی ہے۔ کہ اُن سے پوچھا گیا۔ کہ ارواح شہداء کہاں ہوتی ہیں۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ وہ سبز رنگ کے پرندوں میں عرش الٰہی سے لٹکی ہوئی قندیلوں میں رہتی ہیں۔ اور جنت میں جہاں چاہیں۔ چلتی پھرتی رہتی ہیں۔

۱۰۔ امام احمد، عبد، ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ شہداء کرام جنت کی نہروں کے کناروں پر سبز گنبدوں میں رہتے ہیں۔ اور صبح وشام ان کا رزق انہیں وہیں پر پہنچ جاتا ہے۔

۱۱۔ ہناد بن السری نے کتاب الزہد میں اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابی بن کعب

رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ بعض شہداء کرام جنت کے صحن میں لگے باغیچوں میں سبز گنبدوں میں رہتے ہیں۔ اور اُن کے پاس بیل اور مچھلیاں بھیجی جاتی ہیں۔ جو آپس میں چہلیں کرتے ہیں۔ اور جنتی ان کا تماشہ دیکھتے ہیں۔ اور جب ان لوگوں کو ان کے گوشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو ان میں ایک مغلوب ہو جاتا ہے۔ جس کا گوشت جنتی لوگ کھا لیتے ہیں۔ اور اُن کے گوشت میں جنت کی ہر نعمت کا مزا ہوتا ہے۔

۱۲۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت حارثہ شہید ہوئے۔ تو ان کی والدہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ میرے ہاں حارثہ کا مقام تو پہچانتے ہی ہیں۔ اگر وہ جنت میں ہے۔ تو میں صبر کر لوں۔ اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے۔ تو آپ کو معلوم ہے۔ کہ میں کیا کروں گی۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ جنتیں تو بہت ہیں۔ حارثہ جنت الفردوس میں ہیں۔ جو سب سے اونچی جنت ہے۔

۱۳۔ امام مالک نے الموطا میں اور احمد و نسائی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کی روح پرندے کی شکل میں جنت کے درخت پر لٹکی رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ان کے جسم میں دوبارہ لوٹا دے گا۔

۱۴۔ امام احمد اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ جب ہم فوت ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم ایک دوسرے کو مل سکیں گے۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ روحیں پرندوں کی شکلوں میں جنت کے درختوں سے معلق رہیں گی۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو اپنے اپنے جسموں میں چلی جائیں گی۔

۱۵۔ ابن سعد نے محمود بن لبید کے واسطہ سے حضرت اُم بشر بن البراء رضی اللہ عنہم

سے روایت کی ہے کہ آپؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! کیا مرنے والے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: تیرا بھلا ہو۔ نفس مطمئنہ (مومن کی روح) سبز رنگ کے پرندے کی صورت میں جنت میں رہے گی۔ اگر پرندے درختوں پر ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ تو یہ بھی ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔

۱۶۔ ابن عساکر نے ایک سند سے حضرت اُم بشرؓ سے جو ابی کی بیوی کے نام سے مشہور تھیں سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہؐ! کیا ہم مرنے کے بعد ایک دوسرے سے مل سکیں گے؟ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: روحیں پرندوں کی شکل میں جنت کے درختوں پر رہیں گی۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو وہ اپنے جسموں میں لوٹ جائیں گی۔

۱۷۔ ابن ماجہ، طبرانی اور البیہقی نے البعث میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو اُم بشر بنت البراءؓ نے ان کے پاس آکر کہا۔ اے ابو عبدالرحمٰن اگر تم فلاں شخص سے ملو۔ تو انہیں میرا اسلام کہنا۔ تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اے اُم بشر۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔ ہمیں اس کا کہاں ہوش ہوگا۔ تو وہ فرمانے لگیں۔ کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنا؟ کہ آپ نے فرمایا: کہ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے سیر کرتی رہتی ہے۔ اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ یہ تو ہے۔

۱۸۔ ابن مندہ، طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت ضمرہ بن حبیب سے مرسلاً روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مومنوں کی روحوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ سبز رنگ کے

پرندوں کی شکل میں جنت میں جہاں چاہے گھومتی پھرتی ہیں اور پوچھا گیا۔ یارسول اللہ! اور کافر کی روحیں؟ آپ نے ارشادفرمایا: وہ سجین کے اندر قید رہتی ہیں۔

۱۹۔ البیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت سلمان فارسیؓ اور حضرت عبداللہ بن سلام کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک نے دوسرے سے پوچھا۔ اگر تم مجھ سے پہلے اپنے رب کریم سے جاملے۔ تو مجھے بتانا کہ تمہارے ساتھ کیا بیتی۔ تو انہوں نے پوچھا۔ کیا مردے زندوں سے مل سکتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ ہاں، کیونکہ مومنوں کی روحیں جنت میں جہاں چاہیں آجاسکتی ہیں۔

۲۰۔ امام طبرانی نے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جنت سورج کی شعاعوں میں طے کر کے رکھی گئی ہے۔ اور اُسے ہر سال کھولا جاتا ہے۔ اور مومنوں کی روحیں سبز رنگ کی ننھی ننھی چڑیوں کی صورت میں جہاں سے چاہیں جنت کے پھل کھاتی پھرتی ہیں۔

۲۱۔ خلال نے ابن مندہ کے حوالہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ مومنوں کی روحیں سبز رنگ کی ننھی ننھی چڑیوں کی صورت میں جنت میں رہتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور انہیں جنت کے پھلوں کا رزق ملتا ہے۔

۲۲۔ امام احمد، الحاکم، البیہقی نے اور ابن ابی داؤد نے البعث میں اور ابن ابی الدنیا نے العزاء میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا: کہ مومنوں کی اولاد جنت کے پہاڑوں میں رہتی ہے۔ جن کی نگرانی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہؓ کرتے ہیں۔ اور پھر قیامت کے روز ان بچوں کو اللہ تعالیٰ ان کے والدین کے سپرد فرمادے گا۔

۲۳۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب العزاء میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بچہ مسلمان ہوتا ہے۔ اور وہ جنت میں کھانے پینے سے سیر ہوتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا رہتا ہے کہ اے رب کریم مجھے میرے والدین سے ملا دے۔

۲۴۔ ابن ابی الدنیا نے العزاء میں ہی حضرت خالد بن معدان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے۔ جسے طوبیٰ کہتے ہیں۔ اور اُس میں شیر دان ہی شیر دان ہیں۔ جب کوئی دودھ پیتا بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو وہ بچہ اُسی درخت کے شیر دان سے دودھ پیتا ہے۔ اور انہیں گود میں لینے والے حضرت ابراہیم خلیلؑ ہیں۔

۲۵۔ ابن ابی الدنیا نے ہی العزاء میں حضرت عبید بن عمیر سے روایت کی ہے۔ کہ جنت میں ایک درخت ہے۔ جس کے گائے کی طرح سے تھن ہیں۔ جس میں جنت کے بچوں کو دودھ ملتا ہے۔

۲۶۔ سعید بن منصور نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمانوں کے بچوں کی روحیں بھی سبز رنگ کی چڑیوں کی صورت میں جنت میں رہتی ہیں۔ جن کی کفالت حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۲۷۔ ابن ابی حاتم نے حضرت خالد بن معدان سے روایت کی ہے۔ کہ جنت میں طوبیٰ نامی ایک درخت ہے۔ جس میں شیر دان ہیں۔ اور مومنوں کے بچے انہیں شیر دانوں کے دودھ پر پلتے ہیں۔ اور اگر کسی عورت کے بچہ کا اسقاط ہو جاتا ہے۔ تو وہ جنت کی ایک نہر میں رہتا ہے۔ اور اس میں پروان چڑھتا رہتا ہے۔ یہاں تک وہ قیامت کو چالیس برس کا ہو کر اٹھے گا۔

۲۸۔ ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ جنت الماوی میں سبز رنگ کے پرندے ہیں۔ جن پر شہداء کی روحیں سوار ہوتی ہیں۔ اور وہ ان پر جنت میں جہاں دل چاہے گھومتی ہیں۔ اور فرعونیوں کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں میں جہنم کی طرف جاتی ہیں۔ اور مومن بچوں کی روحیں چڑیوں کی صورت میں جنت میں رہتی ہیں۔

۲۹۔ ہناد بن السری نے الزہد میں حضرت ہذیل سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ فرعونیوں کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں میں صبح وشام جہنم کی طرف جاتی ہیں۔ اور بس یہی اُن کی پرواز ہے۔ اور مومن بچوں کی روحیں جو ابھی جوانی کی منزل کو نہیں پہنچے ہوتے جنت کی چڑیوں کی صورت میں جنت میں چرتی چگتی اور گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔

۳۰۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مقتول ہوئے ہیں انہیں مردہ مت کہو۔

کے بارے میں انہوں نے فرمایا: شہداء کی روحیں سفید رنگ کے ننھے ننھے پرندوں کی شکل میں جنت میں رہتی ہیں۔ جیسے پانی کے بلبلے ہوں۔ یا کبوتروں کی طرح سے ہوتی ہیں۔

۳۱۔ ابن مندہ نے حضرت اُم کبشہ بنت المعرور رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ تو ہم نے آپؐ سے ان روحوں کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے وعظ بیان فرمایا: کہ سب گھر والے رونے لگے۔ پھر آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ مومنوں کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کی صورت میں جنت میں چرتی چگتی پھرتی ہیں۔ جنت کے پھل کھاتی ہیں۔ ان کا پانی پیتی ہیں۔ اور عرش الٰہی کے

پیچھے لگی قندیلوں میں رہتی ہیں۔اور دعائیں کرتی ہیں۔

رَبَّنَا اَلْحِقْ بِنَا اِخْوَانَنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَنَا

اے رب کریم ہمارے بھائیوں کو ہمارے ساتھ ملادے۔اور جو تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں عطا فرمادے۔

اور کافروں کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں میں رہتی ہیں۔وہ آگ کھاتی ہیں۔اور آگ ہی پیتی ہیں۔اور آگ کی غاروں میں رہتی ہیں اور وہ کہتی رہتی ہیں۔

رَبَّنَا لَا تُلْحِقْ بِنَا اِخْوَانَنَا وَلَا تُؤْتِنَا مَا وَعَدْتَنَا

اے رب کریم! ہمارے بھائیوں کو ہمارے ساتھ نہ ملا۔اور جو وعدہ تو نے ہم سے کیا ہے۔وہ ہم سے پورا نہ فرما۔

۳۲۔ امام بیہقی نے الدلائل میں اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی اپنی تفسیروں میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے وہ سیڑھی لائی گئی جس کے ذریعہ سے انسانوں کی روحیں اوپر چڑھتی ہیں۔اور کسی مخلوق نے ایسی حسین و جمیل سیڑھی نہیں دیکھی ہوگی۔اور اسے دیکھ کر میت کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔اور وہ آسمان کی طرف لگ جاتی ہیں۔مجھے بھی یہ سیڑھی اچھی لگی۔اور میں اور جبریل اس سیڑھی سے اوپر چڑھ گئے اور میں نے آسمان کا دروازہ کھلوایا تو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔جن کے سامنے اُن کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں۔تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ پاکیزہ اور نیک روح ہے۔اسے علیین میں لے جاؤ۔اور پھر برے لوگوں کی روح پیش کی جاتی ہے۔تو آپ فرماتے ہیں کہ اس ناپاک اور خبیث روح کو سجین میں لے جا کر ڈال دو۔

۳۳۔ ابو نعیم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت درج کی ہے۔کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مومنوں کی

روحیں ساتویں آسمان پر رہتی ہیں۔ اور وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتی ہیں۔

۳۴۔ ابونعیم نے حلیۃ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ ساتویں آسمان پر ایک بڑا گھر ہے۔ جسے البیضاء کہتے ہیں۔ اس میں مومنوں کی روحیں اکٹھی ہوتی ہیں۔ اگر دنیا سے کوئی شخص فوت ہو کر آتا ہے۔ تو یہ روحیں اس کا استقبال کرتی ہیں۔ اور اس سے دنیا کے حالات پوچھتی ہیں۔ جیسے کوئی مسافر اپنے گھر سے آنے والے سے اپنے گھر والوں کے حالات پوچھتا ہے۔

۳۵۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ان کے بیٹے کی تعزیت فرمائی۔ اور ان کے جسم کو سولی دی گئی تھی۔ فرمانے لگی۔ غم مت کریں۔ ارواح تو آسمان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہوتی ہیں۔ یہ تو ان کا محض جسم ہے۔

۳۶۔ سعید المروزی نے الجنائز میں حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مومنوں کی روحیں جبریل امین کے سپرد کردی جاتی ہیں۔ اور ان سے کہا جاتا ہے کہ قیامت تک تم ان کے ذمہ دار رہو۔

۳۷۔ سعید بن منصور نے سنن میں اور ابن جریر نے الادب میں حضرت مغیرہ بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام سے ہوئی۔ تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن سلام سے فرمایا: اگر آپ مجھ سے پہلے فوت ہو جائیں۔ تو اپنے پر بیتی مجھے بتا دینا۔ اور اگر میں تم سے پہلے فوت ہو گیا۔ تو میں اپنا ماجرا بتاروں گا۔ انہوں نے فرمایا: آپ کیسے بتائیں گے۔ جبکہ آپ فوت ہو چکے ہوں گے؟ تو فرمایا: کہ روحیں جسم سے نکلنے کے بعد زمین و آسمان کے درمیان میں ہوتی ہیں۔ پھر جسم میں لوٹ آتی ہیں۔ پھر خدا کا کرنا یہ کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام نے انہیں خواب میں دیکھا۔ تو ان سے پوچھا۔ کہ تم

نے کونسی چیز کو افضل پایا۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے توکل علی اللہ کو سب سے افضل پایا۔

۳۸۔ ابن المبارک نے الزہد میں اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مندہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ مومنوں کی روحوں کو زمین کے برزخ میں رکھا جاتا ہے۔ اور وہ جہاں چاہتی ہیں۔ چلی جاتی ہیں۔ اور کافر کی روح سجین میں رہتی ہے۔ ابن قیم فرماتے ہیں کہ برزخ دنیا و آخرت کے درمیان ایک مقام ہے۔

۳۹۔ حکیم ترمذی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مومنوں کی روحیں زمین کے برزخ میں چلی جاتی ہیں۔ اور زمین و آسمان کے درمیان جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں رہتی ہیں۔ اور جسم میں واپس آنے تک وہیں رہتی ہیں۔

۴۰۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ مومنوں کی روحیں کھلی ہوتی ہیں۔ جہاں چاہیں آتی جاتی ہیں۔

۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ اُن سے مومنوں کی روحوں کے بارے میں سوال کیا گیا۔ کہ مرنے کے بعد وہ کہاں ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ سفید پرندوں کی صورت میں عرش الٰہی کے سایہ تلے رہتی ہیں۔ اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین میں ہوتی ہیں۔ جب کوئی مومن فوت ہو جاتا ہے۔ تو اُسے دوسرے مومنوں کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور اُن کی مجلسیں لگی ہوتی ہیں۔ تو وہ لوگ اس سے اپنے بعض ساتھیوں کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر وہ بتائے کہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ بس وہ گیا نیچے۔ کیونکہ اگر وہ کافر ہوا تو اُسے زمین کے نیچے پھینک دیتے ہیں۔ اور کسی کے

بارے میں پوچھتے ہیں۔ تو وہ بتاتا ہے۔ کہ وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ اُسے اوپر لایا گیا ہے۔

۴۲۔ مروزی نے اور ابن مندہ نے الجنائز میں اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کافروں کی روحیں برہوت میں ایک بنجر اور شورزمین میں جمع ہوتی ہیں۔ اور مومنوں کی روحیں انجابیہ میں اور برہوت یمن میں ہے۔ اور انجابیہ شام میں۔

۴۳۔ ابن عساکر نے حضرت عروہ بن رویم سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انجابیہ میں ہر مومن کی روح آتی ہے۔

۴۴۔ ابو بکر النجاد نے اپنے مشہور رسالہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سب سے بہترین وادی وادی مکہ ہے۔ اور سب سے بری وادی وادی احقاف ہے۔ اور یہ وادی حضرموت میں ہے۔ جسے برہوت کہتے ہیں۔ اس میں کافروں کی روحیں رہتی ہیں۔

۴۵۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ بعض مومنوں کی روحیں چاہِ زمزم میں بھی رہتی ہیں۔

۴۶۔ امام الحاکم نے المستدرک میں اور ابن مندہ نے اخنس بن خلیفہ العنسی سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خط بھیجا اور اُن سے مومنوں کی روحوں کے بارے میں پوچھا۔ کہ وہ کہاں جمع ہوتی ہیں؟ اور مشرکوں کی روحیں کہاں اکٹھی ہوتی ہیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ مسلمانوں کی روحیں اریحہ میں اور لڑکوں کی روحیں صنعاء میں جمع ہوتی ہیں۔ اور ان کے قاصد نے واپس آکر انہیں یہ بات بتائی۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا ہے۔ اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت صفوان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عامر بن عبداللہ سے یمن میں پوچھا۔ کہ مومنوں کی روحوں کا

کوئی مشترک ٹھکانہ ہے؟ تو فرمایا: ہاں مومنوں کا اصل ٹھکانہ زمین ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

کہ ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ اور زمین ہی ہے جس میں مومنوں کی روحیں آخر کو اکٹھی ہوں گی۔ یہاں تک وہ قبروں سے اٹھیں گے۔

۴۷۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ بعض مومنوں کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں۔ تو اُسے ایک ایسے ملک کو لے جاتے ہیں۔ جسے رمیائیل کہتے ہیں۔ اور وہ مومنوں کی روحوں کا محشرن ہے۔

۴۸۔ حضرت ایان بن ثعلب اہل کتاب کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اُس نے کہا کہ کافروں کی روحوں کے لیے جو ملک مخصوص ہے۔ اُس کا نام دُومہ ہے۔

۴۹۔ عقیلی نے کمزور سند کے ساتھ حضرت خالد بن معدان کے واسطہ سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان ایک نوری منبر پر بیٹھے ہیں۔ اور سمندر کے سب جانوروں کو حکم ہے کہ ان کی سنیں اور ان کی اطاعت کریں۔ اور روحیں اُن کے سامنے صبح وشام پیش کی جاتی ہیں۔

۵۰۔ ابن القیم نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد روحوں کے رہنے کی جگہ کا مسئلہ اہم ہے۔ اور اس کا دارومدار نص شرع پر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومنوں کی روحیں سب کی سب جنت میں رہتی ہیں۔ ان میں مومنوں اور شہیدوں کی روحیں شامل ہیں۔ جبکہ ان سے کوئی بڑا گناہ سرزد نہ ہو گیا ہو۔ جو جنت میں اس روح کو داخل

ہونے سے روک دے۔ حضرت کعبؓ، حضرت اُم ہانیؓ، اُم بشرؓ، ابوسعیدؓ اور دوسرے اصحاب کی روایات سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○

اگر وہ مقربین الٰہ سے ہوا۔ تو راحت اور ریحان اور نعمتوں کی جنت میں رہے گا۔

بدن سے نکلنے کے بعد روحیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔ (۱) مقربین اور جنت کی نعمتوں میں رہتی ہیں۔ (۲) دائیں ہاتھ والی اور یہ بھی سلامتی کے ساتھ رہتی ہیں۔ یعنی وہ عذاب سے سلامت رہتی ہیں (۳) گمراہ جھوٹی ان کی مہمانی گرم کھولتے ہوئے جہنم کے پانی سے ہوتی ہے۔ اور پھر جہنم ہی ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ

اے مطمئن روح! تو اپنے پروردگار کے جوار رحمت میں چلی جا۔ کہ تو اس سے خوش وہ تجھ سے خوش۔ اور میرے بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اور حضرات صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت نے فرمایا ہے یہ خوشخبری انہیں دنیا سے رخصت ہوتے وقت دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے انہیں یہ بشارت دیں گے۔ اور اس بات کی تائید یہ فرمان باری تعالیٰ کرتا ہے کہ مومن آل فرعون کے بارے میں ہے۔

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ○

اُسے کہا جائے گا۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ کہے گا کاش میری قوم کو (میرا یہ

مقام) معلوم ہو جاتا۔

اور بعض کہتے ہیں کہ یہ احادیث حضرات شہداء کرام کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جیسا کہ ایک دوسری روایت میں اس کی وضاحت ہے۔ اور جیسا کہ فرمان رسولؐ گرامی ہے کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو صبح و شام اس کا ٹھکانہ اُسے دکھایا جاتا ہے اور سابقہ حدیث شریف میں مذکور ہوا ہے۔ کہ اس کی روحیں ساتویں آسمان کے اُوپر رہتی ہیں اور وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھتے رہتے ہیں۔

۵۱۔ اور ابن حزم فرماتے ہیں کہ روحوں کا ٹھکانہ مرنے کے بعد بھی وہیں ہوگا۔ جہاں اُن کے جسموں کے پیدا کرنے سے پہلے تھا۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب۔ اور کتاب وسنت میں اس کی دلیلیں موجود ہیں۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

کہ تیرے رب کریم نے انسانوں سے ان کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا۔

اور پھر فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ

کہ ہم نے تمہیں پیدا فرمایا۔ اور پھر تمہاری شکلیں بنائیں۔

اور یہ بات درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو ایک ساتھ پیدا فرمایا۔ اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ روحوں کے لشکروں کے لشکر پیدا ہوئے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے شناسا ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے مانوس ہیں۔ اور جو ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں۔ ان میں آپس میں اختلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سب سے عہد لیا۔ اور انہیں گواہ بنایا جب انہیں صورت بخش کر عقل عطا فرمائی۔ اور فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کرنے کے لیے ہی اُن سے عہد لے لیا۔ اور اُن کی روحوں کو جسموں میں داخل کرنے سے پہلے ہی اُن سے فرمایا کہ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى، کیا میں تمہارا

رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا۔ ہاں کیوں نہیں۔ اور ابھی ان کے جسم مٹی اور پانی میں ناپید تھے۔ اور اپنے اپنے وقت پر انہیں ایک قطرہ منی سے تخلیق فرما کر ان کی روحیں مٹی کے قالبوں میں داخل فرماتا ہے۔

اور یہ درست ہے کہ دنیا میں روحوں کا ٹھکانہ جسم ہے۔ اُن میں احساس و تمیز ہے۔ ان کی دنیا میں آزمائش ہوتی ہے۔ اور پھر اس دنیا سے چھٹکارا حاصل کر کے یہ عالم برزخ میں پہنچ جاتی ہیں۔ اور پھر قیامت کے دن اپنے جسموں میں واپس لوٹ کر جی اٹھیں گی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش نصیب روحوں کو معراج کی رات جنت میں ملاحظہ فرمایا تھا۔ کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں جانب موجود تھیں۔ اور بد نصیب روحیں حضرت آدمؑ کے بائیں جانب موجود تھیں۔ اور ابھی اس وقت یہ عناصر اربعہ موجود نہیں تھے یعنی پانی، ہوا، مٹی اور آگ، یہ ابھی کہیں آسمان نیچے تھے۔ اور دائیں بائیں والے برابر نہیں تھے۔ بلکہ دائیں والی روحیں بہت بلند اور یہ بائیں والی بہت پست تھیں۔ اور انبیاء و شہداء کی مبارک روحوں کو جنت میں رکھا جاتا ہے۔ اور اہل علم کا اس پر اتفاق ہے۔

۵۳۔ ابن حزم فرماتے ہیں۔ اور یہی تمام ائمہ اسلام کا قول ہے۔ کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ○ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○

تو جو دائیں طرف والے ہیں۔ اور دائیں طرف والے کیا ہی اچھے ہیں۔ اور بائیں طرف والے کیا ہیں وہ بائیں طرف والے، اور جو آگے بڑھنے والے ہیں وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔ وہ مقرب بارگاہ ہیں۔ وہ آرام کے باغوں میں ہیں۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ○

یا تو وہ مقربین بارگاہ ہیں۔ تو وہ راحت و آرام میں ہیں۔ اور نعمتوں کی جنت میں ہیں۔

اور پھر قیامت کو اپنے جسموں میں لوٹ آئیں گی۔ اور یہ اُن کی دوسری زندگی ہوگی۔

اور ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ روحیں قبروں کی وسعت میں ہی رہتی ہیں۔ اور علامہ ابن عبدالبر اس کی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ مرنے والے سے سوال و جواب ہوتا ہے۔ قبر میں اُسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں۔ سوال و جواب کے بعد راحت و ریحان اور عذاب قبر۔ اور قبروں کی زیارت کا حکم اور اُنہیں سلام کرنا۔ اور انہیں خطاب کرنا۔ یہ تمام باتیں اس امر کا ثبوت ہیں کہ روحوں کا تعلق قبروں سے مسلسل رہتا ہے۔

لیکن حافظ ابن قیمؒ اس قول کی تردید فرماتے ہیں کہ روحوں کا تعلق قبروں سے مسلسل رہتا ہے کہ اس سے کبھی جدا نہیں ہوتیں۔ یہ بات غلط اور کتاب وسنت کے خلاف ہے۔ اور قبر میں سوال و جواب سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ روحوں کا تعلق قبروں سے ہمیشہ رہتا ہے۔ بلکہ روح کا ایک خاص تعلق جسم سے ہو جاتا ہے۔ جس سے قبر میں اُس کا بیٹھنا اور سوالوں کا جواب دینا ممکن ہے۔ اور روح اپنے خاص مقام پر رہتی ہے۔ اور روح کی شان یہ ہے کہ وہ رفیق اعلیٰ کے ساتھ رہتی ہے۔ اور بدن کے ساتھ اُس کا تعلق بھی قائم ہو جاتا ہے۔ کہ مسلمان جب اُسے سلام کہتا ہے۔ تو وہ سلام کا جواب دیتی ہے۔ اور اُس وقت بھی وہ علیین میں اپنے مقام پر ہی ہوتی ہے۔ دیکھیے جبریلؑ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا۔ اور اُن کے چھ سو پر تھے۔ اور اُس کے دو پروں نے افق کو گھیر

رکھا تھا۔ اور اس کے باوجود وہ جناب نبی اکرمؐ کے قریب تھے اور آپ کے زانوؤں کے ساتھ اپنے زانوں ملائے ہوئے تھے۔ اور اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے ہوئے تھے۔ حالانکہ اصل میں جبریل اس وقت بھی اپنے مقام پر ہی تھے۔ اسی طرح سے روحیں آسمان پر ہوتے ہوئے بھی قبر سے متعلق رہتی ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا۔ تو جبریل امین اپنے قدم آسمان وزمین میں پھیلائے کھڑے تھے۔ "یَا مُحَمَّدُ، اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ" یا محمد! آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور میں جبرائیل ہوں۔ اور میں اپنی نظریں کسی طرف پھیرے بغیر جبریل کو دیکھ رہا تھا۔ اور اسی طرح سے ہے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے عرفہ شام کو اور اسی طرح کئی موقعوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں سے قریب ہو جاتی ہے۔ اور حالانکہ اللہ تعالیٰ زمان ومکان اور حرکت وانتقال سے پاک ہے۔ اور وہ بندوں کے قریب ترین ہو جاتا ہے۔ اور یہاں غائب کو حاضر پر قیاس نہیں کر سکتے اور اسی طرح سے روح کو جسم پر قیاس نہیں کر سکتے۔ کہ وہ ایک جگہ حاضر ہو اور دوسری جگہ سے غائب ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دیکھو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں جناب موسیٰ علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر بھی دیکھا۔ اور دنیا میں قبر میں نماز پڑھتے بھی انہیں ملاحظہ فرمایا: کہ روح کا اصل مقام تو آسمان ہے۔ اور وہ قبر میں بھی موجود ہیں۔ اور وہ روح مع البدن نماز ادا فرمارہے تھے۔ اور یہ روح کا قبر کے ساتھ تعلق ہے۔ جو قائم رہتا ہے۔ حالانکہ وہ اعلیٰ علیین میں رہتی ہے۔ اور قبر پر آنے والوں کا سلام بھی سنتی ہے۔ اور راحت محسوس کرتی ہے۔ کیونکہ روح کی کیفیت اور ہے۔ اور جسم کی حالت اور ہے۔ اور دیکھیں سورج آسمان پر ہوتا ہے۔ اور اس کی شعاعیں سارے عالم پر پڑتی رہتی ہیں۔ اور اصل سورج آسمان پر ہوتا ہے۔ اور عارضی طور پر اس کی شعاعیں زمین پر پڑتی رہتی ہیں۔ اور اسی طرح سے روح کا حال ہے۔ کہ وہ اعلیٰ علیین میں

رہتے ہوئے بھی قبر سے متعلق رہتی ہے۔

اور اسی طرح سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو آسمانوں میں دیکھا۔ اور یہ درست ہے کہ آپ نے انہیں آسمانوں میں جسموں کی طرح روحوں کو بھی ملاحظہ فرمایا: اور یہ بھی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں۔ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص مجھ پر میری قبر پر درود پڑھتا ہے میں اُسے سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے۔ وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ یہ حدیث امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے درج فرمائی ہے۔ اور آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت بخشی ہے۔ اس لیے جو شخص بھی مجھ پر درود شریف پیش کرے گا۔ وہ فرشتہ قیامت تک درود پڑھنے والے کا نام مع اس کے باپ کے لے کر مجھے پہنچاتا رہے گا۔ یہ حدیث پاک حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے البزار اور طبرانی نے نقل فرمائی ہے۔

اور یہ بات طے ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اعلیٰ علیین میں دوسرے انبیاء کی روحوں کے ساتھ موجود ہے۔ اور آنجنابؐ مقام رفیق اعلیٰ پر فائز ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ روح علیین میں ہوتے ہوئے یا آسمان یا جنت میں ہوتے ہوئے بھی بدن کے ساتھ اس کا تعلق ہو سکتا ہے۔ جہاں وہ میت نماز پڑھتی اور تلاوت کرتی ہے۔ اور یہ بات دنیوی حالات کو دیکھتے ہوئے ہمیں مشکل معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دنیا و آخرت کے حالات میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اور برزخ کے حالات دنیا سے مختلف ہیں۔ یہ تمام باتیں امام ابن قیم نے لکھی ہیں۔

اور ایک دوسری جگہ فرمایا ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ پانچ طرح کا تعلق ہوتا ہے

(۱) ماں کے پیٹ میں (۲) ولادت کے بعد (۳) سوتے کی حالت میں کہ ایک طرح سے روح نیند کے دوران جدا ہوتی ہے اور ایک طرح سے بدن کے ساتھ تعلق ہوتا ہے (۴) عالم برزخ میں کہ عالم برزخ میں ایک طرح سے بدن سے تعلق ہوتا ہے اور ایک طرح سے جدائی ہوتی ہے۔ اور بگاڑ اُس میں ہوتا ہے۔ (۵) قیامت کے دن جس دن مردے قبروں سے اُٹھیں گے۔ اور یہ روح اور جسم کا تعلق مکمل ترین ہوگا۔ کہ اب نہ اُسے موت آئے گی۔ نہ نیند آئے گی۔ نہ کوئی اور بگاڑ بدن میں ہوگا۔ اور ایک مقام پر فرماتے ہیں۔ کہ روح کی رفتار نہایت تیز ہے۔ کہ وہ ایک لمحے میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہے۔ ایک لحظہ میں آسمان سے قبر تک اور قبر سے آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اس بات کا مشاہدہ انسان کو نیند کے درمیان ہوتا ہے۔ کہ سونے والے کی روح ایک پلک جھپکنے میں سات آسمان چیر کر نکل جاتی ہے۔ اور عرش الٰہی کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ اور پھر فوراً جسم میں واپس لوٹ آتی ہے۔

اور پھر ان تمام اقوال کے بعد ابن قیم نے بیان کیا ہے۔ کہ وہ جابیہ یا چاہ زمزم میں بھی رہتی ہے۔ اور کفار کی برہوت میں۔ اور ابن مندہ نے حضرت سفیان سے حضرت ابان بن ثعلب کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک آدمی نے بتایا: کہ میں نے وادی برھوت میں ایک رات گزاری۔ اور اُس میں مختلف لوگوں کی آوازیں آرہی تھیں۔ کہ وہ کہہ رہے تھے۔ یا دومہ، یا دومہ اور ہم سے ایک اہل کتاب شخص نے روایت کی ہے۔ کہ دومہ ایک فرشتہ ہے۔ جو کفار کی روحوں پر متعین ہے۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے کئی حضرمی لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ کوئی شخص برہوت کی وادی میں ایک رات بھی نہیں گزار سکتا۔

اور ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت عمرو بن سلیمان سے روایت کی ہے۔ کہ ایک یہودی شخص مر گیا اور اُس کے پاس ایک مسلمان شخص کی امانت تھی۔ اور یہودی کا ایک مسلمان لڑکا تھا۔ لیکن اُسے بھی امانت کی جگہ کا علم نہیں

تھا۔ کہ کہاں رکھی ہے۔ تو اُس مسلمان نے حضرت شعیب الجبائی سے اس کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا تم برہوت کی وادی میں جاؤ، وہاں پر ایک چشمہ ہے۔ جو پُرسکون رہتا ہے۔ ہفتہ کے دن اُس چشمہ پر جاؤ اور وہاں جا کر اپنے والد کو آواز دے کر امانت کے بارے میں پوچھو۔ وہ تمہاری بات کا جواب دے گا۔ اُس وقت جو چاہو اس سے پوچھ لو۔ لہٰذا وہ مسلمان لڑکا باپ کی قبر کے قریب چشمہ پر گیا۔ اور باپ کو آواز دے کر امانت کے بارے میں پوچھا۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ وہ امانت دروازے کی چوکھٹ کے نیچے ہے۔ وہاں سے نکال کر اُسے دے دو اور دین اسلام پر قائم رہو۔

پھر ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر قول کو ہر موقعہ پر درست نہیں سمجھتے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ روحوں کے حالات درجات کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور یہ فرق عالم برزخ میں ہوتا ہے۔ اس لیے مختلف دلیلوں کا آپس میں تعارض (مقابلہ) نہیں ہے۔ کیونکہ جس قسم کی اور درجہ کی روح ہوگی۔ اس کا ٹھکانہ بھی اُسی مرتبہ کے لحاظ سے متعین ہوگا۔ اور وہ اپنے مرتبہ کے مطابق ہی اُس مقام پر رہے گا۔

تو اُن میں سے بعض روحیں۔ اعلیٰ علیین میں اور بعض ملاء اعلیٰ میں رہتی ہیں۔ اور وہ انبیاء کرام کی روحیں ہیں۔ اور وہ بھی اپنے اپنے مقامات پر الگ الگ رہتی ہیں۔ جیسا کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو ملاحظہ فرمایا: ان میں سے بعض روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے قالب میں جنت میں جہاں چاہتی ہیں چلتی پھرتی رہتی ہیں۔ اور ان میں سے بعض شہداء کی کچھ روحیں قرضہ کی وجہ سے جنت میں داخل ہونے سے روک دی جائیں گی۔ جیسا کہ مسند میں حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قتل ہو جاؤں۔ تو میرے لیے کیا ہے؟ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: تمہارے لیے جنت ہوگی۔ جب وہ شخص واپس لوٹا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں اگر تم پر قرضہ

نہ ہوتو۔ کیونکہ ابھی ابھی جبریل نے مجھ سے سرگوشی کی ہے۔ اس بارے میں اور اُن میں سے بعض جنت کے دروازے پر روک دیے جائیں گے۔ اور بعض قبر میں ہی روک دیے جائیں گے۔ اور اُن پر قبر میں آگ بھڑکا دی جائے گی۔ اور اُن میں سے بعض زمین کے اندر کسی حصہ میں بند کر دیے جائیں گے۔ اور اُن کی روحیں ملاء اعلیٰ تک پہنچ نہیں پائیں گی۔ کیونکہ وہ روح سفلی درجہ کی حقدار ہوگی۔ وہ آسمانی روحوں کے ساتھ رہنے کی حقدار نہیں ہوگی۔ جیسا کہ وہ دنیا میں نیک لوگوں کے ساتھ مل کر نہیں رہتے تھے۔ تو اس طرح روح جسم سے جدا ہو کر اپنے جیسے خبیث لوگوں کی روحوں کے ساتھ ہی رہے گی۔ کیونکہ فرمانِ رسول گرامی ہے۔ "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" کہ انسان اُسی کے ساتھ رہے گا۔ جس کے ساتھ اُس کی محبت ہوگی۔ اور اُن میں سے بعض روحیں زنا کاروں کے تنور میں رہیں گی۔ اور بعض کی خون کی نہر میں یعنی الگ الگ درجات میں رہیں گی۔ اور خوش نصیب اور بدنصیب روحوں کا ٹھکانہ یکجا نہیں ہوگا۔ وہ اپنے اپنے درجات کے لحاظ سے الگ الگ رہیں گی۔ اور اُن کی روحوں کا تعلق قبروں میں اُن کے جسموں کے ساتھ رہے گا۔ تاکہ وہ نعمتوں اور عذاب کو محسوس کرتے رہیں۔ ابن قیم کا کلام ختم ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ جسم کے ساتھ روح کے تعلق اور نعمت اور عذاب کا احساس اُس روایت سے ثابت ہے۔ جو امام احمدؒ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ کہ حضرت حزقیل علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ ایک فرشتہ میرے پاس آیا۔ اور اُس نے مجھے اُٹھا کر ایک میدان میں لا کر رکھ دیا۔ جہاں گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی۔ اور دس ہزار لوگ مقتول ہوئے پڑے تھے۔ اور اُن کے اعضا اور ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے انہیں پکارا۔ تو ہر ہڈی اپنے گوشت کے ساتھ مل کر کھالیں پیدا ہو کر مکمل جسم تیار ہو گئے۔ تو مجھ سے کہا گیا۔ کہ ان کی روحوں کو بلاؤ۔ اور جب میں نے انہیں بلایا۔ تو ہر روح اپنے جسم میں لوٹ آئی۔ جب وہ سکون سے بیٹھ گئے۔ تو میں نے ان سے سوال کیا۔ کہ تم اس

وقت کہاں تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ جب ہم مر گئے اور ہماری روحیں جسموں سے جدا ہو گئیں۔ تو ایک فرشتہ ہمیں ملا۔ جسے میکائیل کہتے ہیں۔ اُس نے کہا اپنے اعمال پیش کرو۔ اور اُن کا بدلہ لے لو۔ اس سے پہلے بھی ہمارا یہی دستور رہا ہے۔ اور تمہارے لیے بھی یہی ہے۔ اور بعد میں آنے والوں کے لیے بھی یہی رہے گا۔

تو جب اس نے ہمارے اعمال دیکھے۔ تو اُس نے ہمیں بت پرست پایا۔ تو اُس نے ہمارے جسموں پر کیڑے مکوڑوں کو مسلط کر دیا۔ اور روح درد والم محسوس کرنے لگے۔ اور اُن پر غم مسلط ہو گیا۔ اور اُس وقت سے ہمیں عذاب ہو رہا ہے۔ اور آپ کے بلانے تک ہماری یہی حالت تھی۔

۵۴۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ بعض شہداء کی روحیں جنت سے باہر بھی رہتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ بعض لوگوں کی روحوں کو جنت کے دروازے پر نہر کے کنارے روکا جائے گا۔ قرض کے سلسلے میں یا لوگوں کے بعض حقوق کے بارے میں اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ سب سے بڑا گناہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ کہ انسان قرضہ ادا کیے بغیر فوت ہو جائے۔ مرنے سے پہلے اُس کے ذمہ کسی کا کوئی قرض نہیں ہونا چاہیے۔ بعض علماء کرام کا خیال ہے کہ تمام مومنوں کی روحیں جنت الماوی میں رہتی ہیں۔ اور مومنوں کی روحوں کا ٹھکانہ ہونے کی وجہ سے اُسے جنت الماوی کہتے ہیں۔ اور یہ عرش کے نیچے ہے۔ اور یہی بات درست ہے۔

۵۵۔ حافظ ابن حجر اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ مومنوں کی روحیں علیین میں اور کافروں کی روحیں سجین میں رہتی ہیں۔ اور ہر روح کا اپنے جسم کے ساتھ رابطہ رہتا ہے۔ اور وہ ایک روحانی رابطہ ہے۔ دنیاوی تعلق کی طرح نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تعلق ایسا ہے جیسا کہ کسی سونے والے کی روح کا اپنے جسم کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اسی سے دونوں باتوں کے درمیان مشابہت ثابت ہوتی ہے۔ کہ روحوں کا

تعلق علیین یا سجین سے ہے۔ اور وہ جو ابن عبد البر نے کہا ہے۔ کہ وہ قبروں کی فضاؤں میں رہتی ہیں۔ کیونکہ انہیں اِدھر اُدھر جانے کی اجازت ہے۔ اور وہ علیین و سجین میں رہتے ہوئے بھی جسموں سے رابطہ رکھتی ہیں۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ جسم کے قبر میں منتقل ہو جانے کے بعد بھی روح کا تعلق جسم سے برابر قرار رہتا ہے۔ چاہے جسم پارہ پارہ ہو جائے۔

میں کہتا ہوں کہ روحوں کے علیین میں رہنے پر یہ حدیث شریف بھی تائید کرتی ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ارشاد فرمایا: آج جعفر سے میری ملاقات ہوئی۔ جو فرشتوں کی ایک جماعت کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ اُن کے دو بازو تھے جو خون سے رنگین تھے۔ اور وہ ان پروں سے یمن کے شہر بیشہ کی طرف پرواز کیے جا رہے تھے۔ اور یہ وہاں کے لوگوں کو بارش کی بشارت دیتے جا رہے تھے۔

۵۶۔ ابن عدی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کی ایک جماعت میں ملاحظہ فرمایا۔ جو یمن کے شہر بیشہ کی طرف ان لوگوں کو بارش کی خوش خبری سنانے جا رہے تھے۔

۵۷۔ الحاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بھی آنجنابؐ کے پاس آ گئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا۔ اور ارشاد فرمایا: اسماء! دیکھو یہ جعفر دو فرشتوں جبریل اور میکائیل کے ساتھ ابھی ہمارے پاس سے گزرے ہیں۔ اور انہوں نے ہمیں سلام کہا ہے۔ اور انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ فلاں فلاں دن مشرکوں سے میرا مقابلہ ہوا تھا۔ اور میرے سامنے والے حصے پر تلواروں اور نیزوں کے بہتر زخم آئے تھے۔ اور میں نے اسلامی پرچم اپنے دائیں ہاتھ سے تھاما ہوا تھا۔

کر وہ کٹ گیا۔ تو میں نے پرچم بائیں ہاتھ سے تھام لیا۔ تو وہ بھی کٹ گیا۔ اور اب اُن کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے دو پر عطا فرمائے ہیں۔ جن کے ساتھ میں جبرائیل و میکائیل کے ساتھ اُڑتا پھرتا ہوں۔ اور جنت میں جہاں چاہتا ہوں جا اُترتا ہوں۔ اور اُن کے درختوں سے پھل کھاتا ہوں۔ تو حضرت اسماءؓ فرمانے لگیں۔ جعفر رضی اللہ عنہ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتنی بھلائی عطا فرمائی ہے۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ اس بات پر یقین نہیں کریں گے۔ اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی۔ اور پھر ارشاد فرمایا: کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حضرت جبرائیلؑ و میکائیلؑ کے ساتھ میرے سامنے سے گزرے اور ان کے دو بازو تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کے بدلے میں عطا فرمائے تھے۔ انہوں نے مجھے السلام علیکم کہا۔ اور پھر آپ ؐ نے لوگوں کو ساری بات بتائی جو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے آپ ؐ کو بتائی تھی۔

۵۸۔ امام قرطبی حضرت کعب رضی اللہ عنہ والی حدیث شریف کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ مومن کی روح پرندے کے روپ میں رہتی ہے۔ اور فرماتے ہیں۔ وہ پرندہ اُن کی روح کا قالب نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ روح بھی پرندے کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں بھی اسی طرح سے ہے۔ جو ابن ماجہ شریف میں ہے۔ کہ ارواح شہداء سبز رنگ کے پرندوں کی طرح رہتی ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ سبز رنگ کے پرندوں کی شکل میں پھرتی رہتی ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ سفید رنگ کے پرندوں کی صورت میں۔ اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے الفاظ کا ترجمہ ہے۔ کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندے ہیں۔ اور امام قرطبی کے الفاظ ہیں ترجمہ سبز رنگ کے پرندے کے جوف میں اور حقیقت یہ ہے کہ درجات کے لحاظ سے یہ مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔

۵۹۔ القابسی فرماتے ہیں کہ علماء نے روحوں کے پرندوں قالبوں میں رہنے کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ اس طرح سے وہ پابند اور تنگ ہو کر رہ جائیں گے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات روایت سے ثابت ہے۔ قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے۔ وہاں تاویل کا احتمال ہے۔ کہ فی کو علیٰ کے معنی میں لیا جائے۔ جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ہے۔ "وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ" کہ میں تمہیں کھجوروں کے تنوں پر پھانسی دوں گا۔ یعنی وہ روحیں پرندوں پر سوار ہوتی ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اس میں بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔ کہ وہ قالبوں میں ہوتے ہوئے بھی کشادہ اور سکون سے ہیں۔

۶۰۔ ابن دحیہ نے التنویر میں کہا ہے کہ کچھ متکلمین نے اس روایت کو منکر کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک جسم میں دو روحیں نہیں رہ سکتیں۔ امر یہ محال اور ہے لیکن اُن کا یہ کہنا حقائق سے بے خبری ہے۔ اور اہل السنّت کے خلاف ہے۔ حالانکہ یہ ظاہر بات ہے۔ کہ جو روح دنیا میں جسم انسانی میں تھی۔ اب ایک پرندے کی صورت میں ہے۔ اور یہ دوسرے جسم میں اسی طرح رہے گی جس طرح پہلے دنیوی جسم میں رہی ہے۔ اور برزخ کے زمانہ میں اسی طرح سے رہے گی قیامت تک اور دو زندگیوں کا ایک جوہر میں زندہ رہنا درست ہے۔ کیونکہ ان روحوں سے ہی جوہر کی زندگی ہے۔ اور اسی طرح سے ہے جس طرح جنین شکم مادر میں رہتا ہے۔ تو یہ بھی تو دو روحیں ایک قالب میں ہیں۔ جن کو ایک ہی جسم شامل ہے۔ کیونکہ شہید کی روح اور ہے۔ اور ایک پرندے کی روح الگ ہے۔ اور وہ دونوں ایک ہی جسم میں ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ شہداء کی روحیں پرندوں کے قالب میں ہیں جو محض سبز رنگ پرندے کی شکلیں ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ میں نے ایک فرشتے کو انسانی شکل میں دیکھا۔

۶۱۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام اپنے امالی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان گرامی کے بارے میں "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ" کہ تمام مرنے والوں کی یہی کیفیت ہے۔ ان شہداء کی

روحوں کو مخصوص کیوں فرمایا گیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تمام روحوں کی یہ کیفیت نہیں ہے۔ کیونکہ موت نام ہے روح کے جسم سے جدا ہونے کا۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے ''اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا'' کہ مکمل طور پر جسموں سے الگ کر لیتا ہے۔ اور شہید ہونے والے مجاہد کی روح اپنے جسم سے منتقل ہو کر پرندے کے قلب میں چلی جاتی ہے۔ اور دوسری روحیں جسم سے بالکل جدا ہو جاتی ہیں۔

۶۲۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ والی حدیث سے مراد مجاہد فی سبیل اللہ کی شہید ہونے والی روح ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ روح کو قبر میں اُس کا ٹھکانہ جنت یا دوزخ دکھایا جاتا ہے۔ اور یہ کہ ہمیں اہل قبور کو سلام کہنے کا حکم ہے۔ اگر روحوں کا احساس نہ ہوتا۔ تو سلام کہنے کا کیا فائدہ تھا۔

۶۳۔ ہناد بن السری نے کتاب الزہد میں ابن اسحاق کے واسطہ سے اسحاق بن عبداللہ سے ابو فروہ کی روایت درج کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے کسی اہل علم نے حدیث بیان کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شہداء کرام تین طرح کے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں کم درجے کا وہ شہید ہے۔ جو اپنی جان اور مال کو نثار کرنے کے لیے نکلتا ہے۔ اور ابھی اُس نے لڑنے کا قصد بھی نہیں کیا ہوتا اور لڑنے کی نوبت بھی نہیں آتی۔ کہ اچانک اُسے کہیں سے اندھا تیر آ لگتا ہے۔ اور ابھی اُس کے جسم سے پہلا قطرہ خون کا زمین پر گرنے نہیں پاتا کہ اُس کی بخشش ہو جاتی ہے۔ اور اُس کے پچھلے سب گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور ایک جسم اللہ تعالیٰ آسمان سے اُس کے لیے اتارتا ہے اور شہید کی روح اس میں داخل کی جاتی ہے۔ پھر اُسے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ جس آسمان سے گزرتا ہے۔ فرشتے اُس کے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔ اور اُسے بارگاہِ خداوندی میں لے کر جاتے ہیں۔ جب وہ شہید بارگاہ الٰہی میں پہنچتا ہے۔ تو سجدے میں گر جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُسے ستر جوڑے سبز ریشم کے پہنائے جاتے ہیں۔ اور پھر ان فرشتوں سے کہا جاتا ہے۔

کرا ۔ سے دوسرے شہید بھائیوں کے پاس پہنچا دو۔ لہذا فرشتے اُسے لے کر وہاں آتے ہیں اور شہداء جنت کے دروازے کے پاس ایک سبز خیمے میں ہوتے ہیں۔ اور انہیں جنت سے ان کا رزق پہنچایا جاتا ہے۔ جب وہ شہید اپنے بھائیوں کے پاس پہنچتا ہے۔ تو وہ اُس سے اس طرح سوال کرتے ہیں۔ جیسے قافلے کا کوئی فرد آتا ہے تو اس سے اپنے عزیزوں کا اپنے شہر والوں کا حال پوچھتے ہیں۔ کہ فلاں کا کیا حال ہے؟ تو وہ بتاتے ہیں کہ فلاں کنگال ہو گیا ہے۔ تو کہتے ہیں اُس کے مال و دولت کو کیا ہوا؟ واللہ! وہ تو بڑا سمجھدار تاجر تھا۔ ہم تو اُسے کنگال نہیں جانتے جیسا کہ تم سمجھتے ہو۔ وہ کنگال وہ ہے۔ جو اعمال سے مفلس ہے۔

پھر اُس سے کہتے ہیں کہ فلاں نے اپنی فلاں عورت سے کیا سلوک کیا؟ تو وہ کہتا ہے کہ اُس نے اُسے طلاق دے دی ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں کس وجہ سے طلاق دے دی۔ حالانکہ وہ اُسے بہت پسند کرتا تھا۔ پھر پوچھتے ہیں۔ کہ فلاں کا کیا بنا؟ وہ بتاتا ہے کہ وہ فوت ہو گیا تھا۔ تو وہ کہتے ہیں۔ واللہ وہ ہلاک ہو چکا ہے ۔ اور ہم نے تو اس کا کوئی تذکرہ تک نہیں سنا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں دو راستے بنائے ہیں ۔ ایک ہمارے پاس سے ہو کر گزرتا ہے۔ اور ایک دوسری طرف ہے ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اُسے ہمارے راستے سے گزارتا ہے۔ لہذا ہمیں اس کے مرنے کا پتہ چل جاتا ہے اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دوسرے راستے سے گذارتا ہے۔ لہذا ہمیں اُس کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ (الحدیث)

۔۲۳ ابن مندہ نے عبدالرحمٰن کے واسطہ سے حیان بن جبلہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جب کوئی مومن شہید ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک نہایت حسین وجمیل جسم اُتارتا ہے۔ اور روح سے کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے اندر داخل ہو جاؤ۔ اور جب روح اپنے پہلے جسم کو دیکھتی ہے۔ کہ اُسے کیا ہو گیا ہے۔ تو وہ کلام کرتی ہے۔ اور اُسے یقین ہوتا ہے کہ اس کا کلام سنا جا رہا ہے۔ کہ اسے

میں اُس کی بیویاں حوریں آ کر اُسے لے جاتی ہیں۔

صاحب ''الافصاح'' نے لکھا ہے کہ شہداء کرام پر مختلف طریقوں سے انعامات ہوتے ہیں۔ بعض شہیدوں کی روحیں جنت کے پرندوں کی شکل میں رہتی ہیں۔ اور پھر وہ کچھ تو سبز پرندوں کے قالب میں ہوتی ہیں۔ اور کچھ عرش کے نیچے لٹکی رہتی ہیں۔ اور کچھ سفید پرندوں کی شکل میں رہتی ہیں۔ اور کچھ چڑیوں اور مختلف لوگوں کی صورتوں میں رہتی ہیں۔ اور کچھ حسین وجمیل صورتیں اُن کے اعمال نیک سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور کچھ مردوں کی روحوں سے ملاقات کرتی رہتی اور اُن کے پاس آتی جاتی رہتی ہیں۔ اور کچھ حضرت میکائیل کی کفالت میں ہوتی ہیں۔ اور اُن میں سے کچھ حضرت آدم علیہ السلام اور کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کفالت میں ہوتی ہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں۔ کہ روحوں کی مختلف حالتوں کا یہ قول اخبار واحادیث کی رو سے زیادہ صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں۔ اس بات کی تائید حدیث لیلۃ المعراج کرتی ہے۔ جو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ پھر میں دوسرے آسمان پر چڑھا۔ تو وہاں حضرت یحیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی۔ جن کے ساتھ اُن کی قوم کے کچھ لوگ بھی تھے۔ پھر میں تیسرے آسمان پر پہنچا۔ تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام اپنی قوم کے کچھ افراد کے ساتھ موجود تھے۔ پھر میں چوتھے آسمان پر پہنچا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام اپنے کچھ لوگوں کے ساتھ موجود تھے۔ اور پھر میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو حضرت ہارون علیہ السلام اپنے آدمیوں کے ساتھ موجود تھے۔ اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے آدمیوں کے ساتھ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے پیرو کاروں کے ساتھ موجود تھے۔ اس کے بعد مجھے کہا گیا۔ کہ یہ آپ کا اور آپ کی امت کا مقام عالی قدر ہے۔ پھر آنجنابؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور میری امت کے دو حصے ہیں۔ ایک حصے کے سفید لباس ہیں۔ گویا کہ سفید کاغذ کے ٹکڑے ہیں۔ اور ایک حصے کے لباس خیالے ہیں۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ روحوں کے درجات مختلف ہیں۔ اور اپنے اپنے مراتب کے مطابق ہر آسمان پر کچھ لوگ رہتے ہیں۔

۶۵۔ حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ روحیں عالم برزخ میں اِدھر اُدھر گھومتی رہتی ہیں۔ اور وہ دنیا اور فرشتوں کے حالات معلوم کرتی رہتی ہیں۔ اور کچھ روحیں عرش الٰہی کے نیچے سرفراز ہوتی ہیں۔ اور کچھ جنت میں پرواز کرتی رہتی ہیں۔ اور جہاں چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں۔ اور زندگی میں کئے ہوئے اپنے نیک اعمال کے مطابق رہتی ہیں۔

۶۶۔ امام بیہقی نے کتاب "عذاب القبر" میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ایک روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے شہداء کی روحوں کے بارے میں درج کی ہے۔ اور امام بخاری نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔ کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے جناب ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک دودھ پلانے والی مقرر فرمائی ہے۔ اور انہیں جنت میں دودھ پلایا جا رہا ہے۔ حالانکہ وہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہیں۔

۶۷۔ حضرت ابن قیم فرماتے ہیں کہ شہداء کی روحوں کا جنت کے درختوں میں لٹکے رہنا اور جنت کی نہروں میں رہنا۔ اور جنت کے پھل کھانا۔ اس میں کوئی منافات نہیں ہے۔ وہ برزخی زندگی میں ان مختلف حالتوں سے گزرتی رہتی ہیں۔ اور ان روحوں کا اپنے جسم میں داخل ہو کر مکمل طور جنت داخل ہونا۔ قیامت برپا ہونے

بعد عمل میں آئے گا۔ اور عالم برزخ میں روح کو ہر قسم کی آسائشیں حاصل ہیں۔

۶۸۔ اور امام نسفی نے بحر الکلام میں لکھا ہے۔ کہ روحیں چار طرح کی ہیں۔ پہلی قسم کی روحیں پیغمبروں کی ہیں۔ جو اپنی اصلی صورت میں آسمانوں پر اعلیٰ علیین میں رہتیں ہیں اور وہ کافور و کستوری کی طرح مہکتی ہیں۔ اور جنت میں جہاں چاہے کھاتی پیتی ہیں۔ اور رات کو عرش الٰہی کے نیچے قندیلوں کی طرح لٹکی ہوتی ہیں۔ اور شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں میں جنت میں کھاتی پیتی ہیں۔ اور وہ بھی رات کو عرش الٰہی کے سایہ میں چلی جاتی ہیں۔ اور فرمانبردار مومنوں کی روحیں جنت کے آس پاس ہی رہتی ہیں۔ اور جنت کی بہاریں دیکھتی رہتی ہیں۔ اور اُن کی خوشبوؤں اور نعمتوں کے نظارے کرتی رہتی ہیں۔ اور گنہگاروں کی روحیں آسمان اور زمین کے درمیان فضاء میں تیرتی رہتی ہیں۔ اور کافروں کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں میں بند ہو کر سجین میں رکھی جاتی ہیں۔ اور ان کا تعلق اپنے جسموں سے بھی رہتا ہے۔ اور انہیں عذاب ہوتا رہتا ہے۔ وہ ایسے ہی ہیں۔ جیسا کہ سورج آسمان پر ہوتا ہے۔ اور اُن کی روشنی زمین پر ہوتی ہے۔

۶۹۔ حافظ ابن رجب نے ''احوال القبور'' کے نویں باب میں برزخ میں مردوں کی روحوں کے بارے میں لکھا ہے کہ انبیاء کرام کی روحیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ علیین میں رہتی ہیں۔ اور صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت جو آخری کلمہ ارشاد فرمایا یہ تھا کہ ''اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی'' اے اللہ کریم! مجھے اپنی اعلیٰ رفاقت میں لے جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح کے قبض ہونے کے بعد کہاں تشریف فرما ہیں۔ فرمایا جنت میں۔ اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری قبر سے لے کر منبر شریف تک مسجد کا تمام حصہ جنت کا ایک باغیچہ ہے۔

اور شہداء کے بارے میں بھی اکثر روایت یہی ہیں کہ وہ جنت میں ہیں اور اس بارے میں احادیث شریفہ بے شمار ہیں۔

اور امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے اور ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھے خواب پسند تھے۔ اور آنجناب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اور اگر کوئی خواب بیان کرتا تو آنجناب اُس خواب کی تعبیر بیان فرماتے۔ راوی فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن ایک عورت نے حاضر ہو کر اپنا خواب بیان کیا۔ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ میں جنت میں داخل ہوئی ہوں۔ اور پھر میں نے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنی۔ جس سے تمام جنت گونج اُٹھی۔ اور پھر میں نے فلاں فلاں کو دیکھا۔ یہاں تک کہ اُس نے بارہ شخص گنوا دیئے۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت اس سے پہلے کہیں روانہ فرمائی تھی۔ اور انہیں لایا گیا۔ تو انہوں نے میلے کچیلے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ اور اُن کے اعضاء بدن سے خون بہہ رہا ہے۔ اور ان سے کہا گیا کہ انہیں نہر بیدرخ میں لے جاؤ۔ اور انہیں اُس نہر میں غوطہ دیا گیا۔ تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک اُٹھے۔ اور پھر سونے کی کرسیاں لائی گئیں۔ اور اُن پر انہیں بٹھایا گیا۔ اور پکی کھجوروں (ڈوکوں) کا ایک خوان سنہری لایا گیا۔ اور جتنا چاہا انہوں نے اُن میں سے تناول فرمایا: اور جنت میں ہر قسم کے میوے تناول فرمائے تو میں نے بھی اُن کے ساتھ وہ تازہ کھجوریں کھائیں۔ اور اُسی روانہ کردہ جماعت میں سے ایک خوش خبری دینے والا آیا۔ اور اُس نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ یہ بات ہوئی ہے۔ اور فلاں فلاں جنگ میں کام آئے ہیں۔ یہاں تک کہ اُس نے بارہ اشخاص کے نام گنوائے۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: اس عورت کو اس شخص کے پاس بلاؤ۔ تاکہ یہ اپنا خواب اس شخص کے سامنے بیان کرے۔ اس شخص نے اُس عورت کا خواب سن کر فرمایا:

معاملات اُسی طرح سے ہیں جس طرح اس عورت نے بیان کیا ہے۔فلاں فلاں شخص جنگ میں کام آئے ہیں۔

۔۷۰ حضرت آدم بن ابی ایاس حضرت مجاہد سے آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا

کہ انہیں جنت کے پھلوں سے رزق ملتا ہے۔اور جنت کی خوشبو سونگھتے ہیں۔اور وہ وہاں نہیں رہتے۔اور اس حدیث سے دلیل لیتے ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت فرمائی ہے کہ شہداء جنت کے دروازے پر جاری نہر بارق پر رہیں گے۔اور یہ نہر جنت کے باہر ہے۔اور کچھ شہداء جو عرش کے نیچے لٹکی قندیلوں میں رہتے ہیں وہ خواص شہداء کرام ہیں۔اور کچھ شہداء کرام وہ ہیں جو جہاد فی سبیل اللہ میں نہیں کسی اچانک بیماری یا حادثے میں شہادت کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔یا غرق ہو جاتے ہیں۔اور حدیث شریف آتا ہے کہ وہ بھی ایک درجہ کے شہید ہوتے ہیں۔تو اس طرح سے شہداء کے مختلف درجات ہیں۔اور ان کے مقامات بھی الگ الگ ہیں۔لہٰذا ان حدیثوں میں کوئی اختلاف نہ رہا۔چنانچہ روایت میں ہے۔کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن یا صدیق ہے یا شہید ہے۔تو لوگوں نے کہا۔یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ یہ آیت مبارکہ پڑھ کر دیکھ لو۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق اور شہداء ہیں۔(تا صف ۲۳۵) الحمدللہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے مومن شہید ہیں۔اور پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیات مذکورہ بالا تلاوت

فرمائی ۔ ہاں خاص شہداء کے علاوہ عوام مومن مکلف ہیں ۔ اور ان کے علاوہ مومنوں کے بچے جنت میں ہوں گے ۔ جمہور علماء اسی کے قائل ہیں ۔

اور امام احمد بن حنبلؒ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے ۔ اور حضرت جعفر بن محمد کی روایت میں ہے ۔ کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ کہ وہ جنت میں ہیں ۔ اور ایک گروہ علماء کا اس کا قائل ہے کہ مومن بچوں کے بارے میں یہ شہادت موجود ہے ۔ کہ وہ جنتی ہیں ۔ اور المیمونی کی روایت میں بھی ہے ۔ کہ کسی کو اس میں شک نہیں ہے ۔ کہ وہ جنتی ہیں ۔ اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی یہی بیان ہے کہ وہ جنت میں ہوں گے اور تمام سلف صالحین سے یہ مذکور ہے ۔ کہ وہ جنت میں رہیں گے ۔ اور کسی خاص بچے کے لیے یہ شہادت نہیں دی جا سکتی ۔ کہ وہ جنتی ہے ۔ کیونکہ اس کی کوئی بھی دلیل نہیں ۔ کہ اُس معین بچے نے اپنے والدین کے لیے ایمان کی گواہی دی ہو ۔ لہٰذا اس بچے کے ایمان کی گواہی بھی نہیں دی جا سکتی ۔ اور عام بچوں کے جنتی ہونے میں توقف ہوگا ۔ اور یہ بات کسی امام سے بھی ثابت نہیں ہے ۔ اور کسی نے اس کی صراحت نہیں کی ہے ۔ اور یہ سب کچھ اُن کے عموم کلام سے لیا گیا ہے ۔

اور امام احمدؒ نے مومنوں کے بچوں کے جنتی ہونے پر اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ وہ "وَصِغَارُهُمْ دَعَامِيصُ الْجَنَّةِ" کہ مومنوں کے چھوٹے بچے جنت میں آزادی سے پھرنے والے ہوں گے ۔ اور امام احمد نے اس سے یہ بھی دلیل لی ہے ۔ کہ ان کے والدین کے بارے میں بھی امید ہے ۔ کہ وہ جنت میں ہوں گے ۔ لہٰذا ان دونوں کے جنتی ہونے میں کیا شک ہے؟

اور خاص شہداء کے علاوہ عام مکلف مومن لوگوں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے ۔ لیکن اکثر یہی کہتے ہیں کہ وہ جنت میں جائیں گے ۔ اور کفار کی روحیں دوزخ میں جائیں گی ۔ اور کتنے ہی صحابہ کرام کی روایت میں ہے ۔ کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے علیین اور سجین

کے بارے میں پوچھا تو حضرت کعبؓ نے فرمایا کہ علیین تو ساتویں آسمان پر ہے۔ جس میں مومنوں کی روحیں رہتی ہیں۔ اور سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ جس میں ابلیس کے رخسار کے نیچے کافروں کی روحیں رہتی ہیں۔

اور دلائل سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ جنت ساتویں آسمان کے اُوپر ہے۔ اور دوزخ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ بزار اور طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بارے میں پوچھا گیا تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے انہیں جنت کی ایک نہر کے کنارے ایک عظیم الشان مکان میں دیکھا ہے۔ جس میں کوئی فضول بات نہیں ہوتی اور نہ کوئی مشقت ہوتی ہے۔

۷۱۔ اور امام طبرانیؒ نے منقطع سند کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ ہماری ماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کہاں ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ وہ خاص کانے کے ایک شاندار مکان میں رہتی ہیں جہاں کوئی شور وشغب اور مشقت نہیں ہے۔ اور آپ حضرت مریم اور فرعون کی بیوی آسیہ کے درمیان جلوہ افروز ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔ کیا ان کانوں کے مکان میں؟ (جو دنیا میں ہوتے ہیں) آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں! بلکہ ان کانوں سے جو مروارید (موتیوں) اور یاقوت سے جڑاؤ ہیں۔ (اُن سے وہ مکان تیار ہوا ہے)

اور وہ جو امام احمد اور ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے۔ کہ جب حضرت ماعز الاسلمی نے اپنے لیے زناکاری کا اعتراف کیا۔ اور انہیں رجم کی سزا دی گئی۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اب وہ جنت میں ہے۔ اور جنت کی نہروں میں ڈبکیاں لگا رہا ہے۔

۷۲۔ امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب روح جسم سے

جدا ہو جاتا ہے۔ تو وہ تین چیزوں سے بری ہو جاتا ہے۔ تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تین چیزوں، تکبر، کھوٹ ملانے اور قرض سے پاک ہو جاتا ہے۔

۴۷۔ اور علماء کے ایک گروہ کا بیان ہے کہ روحیں زمین پر ہی رہتی ہیں۔ اور ایک فرقہ کہتا ہے کہ روحیں قبروں کی چار دیواری میں ہی موجود رہتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے جو ابن حزمؒ نے عام محدثین سے نقل کر کے بیان کی ہے۔ اور ابن عبدالبرؒ نے بھی اس کو ترجیح دی ہے۔ کہ شہداء کی روحیں جنت میں اور دوسروں کی روحیں قبر کے اندر رہتی ہیں۔ اور وہاں سے جہاں چاہے سیر کرتی ہیں۔ اور اس کی دلیل انہوں نے یہ دی ہے۔ کہ انہیں سلام کہا جاتا ہے۔ اور انہیں ان کا ٹھکانہ جنت یا جہنم قبروں میں پیش کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے۔ کہ روحیں جنت میں نہیں رہتی ہیں۔ کیونکہ جنت و جہنم کا پیش کیا جانا روح و جسم کے اتصال سے ہوتا ہے۔ اور روحوں کی اصل جگہ جنت ہی ہے۔ اور ان پر سلام پیش کرنا روحوں کے قبروں میں ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ اور وہ تو انبیاء و شہداء کی روحوں پر بھی پیش ہوتا ہے۔ حالانکہ ان کی روحیں متفقہ طور پر علیین میں ہوتی ہیں۔ اور وہ جنت میں پرواز کرتی رہتی ہیں۔ اور اس کے باوجود ان کا تعلق اپنے جسموں کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اور ان باتوں کی کنہ اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

اور یہ بات احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ کہ ایک سوئے ہوئے شخص کی روح عرش تک پرواز کر جاتی ہے۔ اور اس کا تعلق اپنے بدن کے ساتھ بھی رہتا ہے۔ اور پھر فوراً واپس بھی لوٹ آتی ہے۔ لہٰذا مرنے والوں کی روحیں جسموں سے جدا ہو کر اپنے اپنے ٹھکانوں علیین یا سجین میں چلی جاتی ہیں۔ اور ان کا تعلق اپنے جسموں سے قائم رہتا ہے۔ اور کبھی وہ اپنی قبر میں لوٹ آتی ہیں۔ اور یہ ایک لحہ میں ہو جاتا ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ تمام روحیں زمین کے ایک مرکز پر ہی جمع رہتی ہیں۔ اور

مومنوں کی روحیں جابیہ کے مقام پر یا بعض کے نزدیک بیئر زمزم میں رہتی ہیں۔
اور کافروں کی روحیں بیئر برہوت میں قید رہتی ہیں۔اور قاضی ابو یعلیؒ نے اپنی
کتاب "المعتمد" میں اسی کو ترجیح دی ہے۔اور یہ بات امام احمد کی اس روایت
کے خلاف ہے کہ کفار کی روحیں آگ میں رہتی ہیں۔اور ہو سکتا ہے۔کہ بیئر
برہوت کا تعلق جہنم کے ساتھ ہو۔تو دونوں باتوں میں تطبیق ہو سکتی ہے۔جو جہنم کی
گہرائی میں ہے۔جیسا کہ البحر میں روایت ہے کہ بیئر برہوت کے نیچے جہنم ہے
اور ابو عمر احمد کی کتاب الحکایات میں درج ہے۔کہ ابو بکر محمد بن عیسیٰؒ بیان فرماتے
ہیں کہ مکہ مکرمہ میں خراسان کا ایک آدمی تھا۔جس کے پاس لوگ امانت رکھتے
تھے۔اور وہ بحفاظت لوگوں کی امانتیں واپس کر دیتا تھا۔ایک شخص نے اس کے
پاس دس ہزار دینار (سونے کے سکے) امانت رکھے اور کہیں سفر پر چلا گیا۔اور
خراسانی شخص کو موت قریب آئی تو اس نے وہ امانت اپنی اولاد کو سپرد نہیں کی اور
اُسے اپنے کسی مکان میں دفن کر دیا۔اور فوت ہو گیا۔جب وہ شخص واپس آیا۔
اور اُس نے اس کے بیٹوں سے اپنے دس ہزار دینار واپس طلب کیے۔تو انہوں
نے ان سے لاعلمی کا اظہار کیا۔اور انہوں نے مکہ مکرمہ کے موجود علماء کرام سے
اس بارے میں مسئلہ دریافت کیا۔تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس آدمی کو جانتے
ہیں۔وہ جنتی ہے۔اور جنتیوں کی روحیں بیئر زمزم میں رہتی ہیں۔تم رات کو جب
تہائی یا نصف گزر جائے تو زمزم کے کنوئیں کے کنارے پر آؤ۔اور اُسے آواز
دو۔اور اپنی امانت کا اُس سے پوچھو۔ہمیں امید ہے۔کہ وہ اس بارے میں
جواب دے گا۔تو علماء کرام کے کہنے کے مطابق وہ شخص زمزم کے کنوئیں پر گیا۔
اور پہلی رات اُس نے آواز دی پھر دوسری رات کو پھر تیسری رات کو اُس نے
پکارا لیکن اُسے کوئی جواب نہیں ملا۔اور اُس نے علماء کرام سے آکر کہا۔کہ میں
تین راتیں مسلسل اُسے بلاتا رہا ہوں۔لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔تو علماء کرام
نے فرمایا: کہ انا للہ وانا الیہ راجعون معلوم ہوتا ہے۔کہ وہ شخص جہنم میں ہے۔لہٰذا
تم یمن کی طرف جاؤ۔وہاں پر ایک وادی ہے جسے برہوت کہتے ہیں۔وہاں

ایک کنواں ہے جسے برہوت ہی کہتے ہیں۔ وہاں جہنمیوں کی روحیں رہتی ہیں۔ اُس کے کنارے پر جا کر آواز دو۔ اور امید ہے۔ کہ تمہیں جواب مل جائے گا۔ وہ شخص علماء کے فرمانے کے مطابق وہاں گیا۔ اور جا کر آواز لگائی۔ کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ تو پہلی آواز پر ہی اُسے کنویں سے جواب مل گیا۔ اور باقی واقعہ کتاب الحکایات میں مذکور ہے۔

۷۵۔ صفوان بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان عامر بن عبداللہؓ سے پوچھا۔ کہ مومنوں کی روحوں کا کوئی مرکز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے۔ کہ "اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ" اور یہ وہی زمین ہے جس میں مومنوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ اور وہیں سے وہ قیامت کے دن اُٹھیں گی۔ ابن مندہ نے یہ روایت درج کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ روایت نہایت اجنبی ہے۔ اور یہ قرآنی تفسیر اور بھی عجیب وغریب ہے۔

۷۶۔ ابن مندہ نے ابن حوشب سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمروؓ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی جانب لکھا۔ اور اُن سے پوچھا۔ کہ جنت کی روحیں اور جہنم کی روحیں کہاں کہاں رہتی ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جنت والوں کی روحیں جابیہ کے مقام پر اور جہنم والوں کی روحیں حضر موت میں رہتی ہیں۔

۷۷۔ حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت کا فرمانا ہے۔ کہ ارواح تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی یہی فرماتے ہیں۔

۷۸۔ ابن مندہ نے شعبی کے واسطہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ ارواح اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ اور اپنے اپنے انجام کا انتظار کر رہی ہیں۔ یہاں تک کہ صور پھونکا جائے گا۔ اور یہ بات اس کے منافی نہیں ہے۔ جو روحوں کا مقام نام لے کر بتایا گیا ہے جیسا کہ روایات میں موجود ہے۔

۷۹۔ ایک گروہ نے لکھا ہے کہ مرنے والے لوگوں کی روحیں حضرت آدم علیہ السلام

کے دائیں بائیں موجود ہیں۔ جیسا کہ بخاری و مسلم کی صحیح حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ قصہ معراج میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب ہم آسمان پر پہنچے دروازہ کھولا گیا۔ تو ایک صاحب تشریف فرما تھے۔ اور اُن کے دائیں بائیں اُن کی اولاد کی روحیں موجود تھیں۔ جب وہ اپنے دائیں جانب نظر فرماتے۔ تو آپ ہنس پڑتے اور جب وہ اپنے بائیں جانب نظر دوڑاتے تو رو پڑتے۔ میں نے جبریل امین سے پوچھا۔ یہ صاحب کون ہیں؟ جبریل نے کہا۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور یہ ان کے دائیں بائیں ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ یہ دائیں والے جنتی ہیں اور بائیں والے جہنمی ہیں۔ یہ دائیں والوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اور بائیں والوں کا انجام دیکھ کر رو پڑتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کافروں کی روحیں بھی آسمان پر ہیں۔ حالانکہ کافروں کی روحوں کے لیے آسمان کا دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے۔

اور بعض روایات سے یہ اشکال دور ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح سے ہے کہ جب روحیں آسمان اول پر پیش ہوتی ہیں تو جب وہ روح کسی مومن کی ہوتی ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ یہ طیب روح ہے۔ اسے علیین میں پہنچا دو۔ اور جب کافر کی روح پیش کی جاتی ہے۔ تو حضرت آدمؑ فرماتے ہیں کہ یہ خبیث روح ہے۔ اسے سجین میں ڈال دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب روحیں پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ تو وہ انہیں اپنے اپنے ٹھکانے پر روانہ فرما دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ روحوں کا اصل ٹھکانہ علیین اور سجین ہی ہیں۔

اور ابن حزم کا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے روحوں کو جسموں سے پہلے پیدا فرمایا ہے۔ اور انہیں برزخ میں رکھا۔ اور یہ برزخ اربعہ عناصر کے ختم ہونے کے بعد آتا ہے۔ کہ وہاں نہ ہوا ہے۔ نہ مٹی ہے نہ آگ ہے نہ پانی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جسموں کو پیدا فرما کر اپنے اپنے موقعہ پر ان میں روحوں کو ڈالا اور قبض کرنے کے بعد انہیں پھر برزخ میں ہی لوٹا دے گا۔ اور انبیاء و شہدا کو خاص طور پر جنت میں رکھے گا۔ یہ قول عام مسلمان علماء کا نہیں ہے۔ یہ فلسفیانہ نظریہ معلوم ہوتا ہے۔

جو روایات اسلامی سے میل نہیں کھاتا ہے۔

اور متکلمین کی ایک جماعت کی طرف سے یہ حکایت بھی منقول ہے۔ کہ روحیں جسموں کے مرنے ساتھ ہی مر جاتی ہیں۔ اور یہ نظریہ معتزلہ فرقہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اندلس کے فقہا کی ایک قدیم جماعت نے بھی یہی کہا ہے۔ جن میں عبدالاعلیٰ بن وہب اور متاخرین میں سہیلی وابوبکر بن العربی شامل ہیں۔ اور اس نظریہ پر علماء نے بہت ہی تنقید کی ہے۔ یہاں تک کہ حضرت سحنون بن سعید وغیرہ نے فرمایا ہے۔ یہ اہل بدعت کا قول ہے۔ اور صحیح روایات کثرت سے اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ روحیں جسموں سے نکل کر باقی رہتی ہیں اور شہداء کی روحوں اور عام مومنوں کی روحوں میں یہ فرق ہے۔ کہ شہداء کی روحیں جنت میں رہتی ہیں۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔

(۱) اس لیے کہ ارواح شہداء کے لیے نئے جسم پرندوں کی شکل کے پیدا کیے جاتے ہیں جن میں رہ کر وہ جنت میں جہاں چاہیں پھرتے ہیں اور جنت کی نعمتوں سے مستفید ہوتے ہیں۔ اور یہ روحیں اپنے اصل جسموں سے جدا ہو کر نئے طائرانہ جسموں میں عارضی طور پر منتقل ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ حضرات شہداء کرام نے بارگاہ الٰہی میں اپنے دنیاوی جسموں کی قربانی دی ہوئی ہے۔ تو بدلے میں انہیں جنت میں یہ پرندوں کے نئے قالب عطا ہوتے ہیں۔ جن میں وہ جنت میں پرواز کرتے اور ہر قسم کی نعمتوں سے فیض پاتے ہیں۔ اور یہ اُن کا برزخی جسم ہوتا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ انہیں جنت میں رزق دیا جاتا ہے۔ اور وہ جنت کی ہر قسم کی نعمتوں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کے بارے میں ایسا ثابت نہیں ہے۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ کہ وہ شجر جنت سے معلق رہتے ہیں۔ اس سے مراد بھی جنت کے درختوں کے پھلوں سے نعمتیں حاصل کرنا ہی ہے۔ اور پھر شہداء کے جنت میں درجات ہیں۔ کوئی کسی درجے میں کوئی کسی درجے میں ہوتا

ہے۔ جیسا کہ عام جنتیوں کے مقامات الگ الگ ہوتے ہیں۔

اور وہ جو ابن السنی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قبرستان میں داخل ہوتے تو فرماتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَيَّتُهَا الْاَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ وَالْاَبْدَانُ الْبَالِيَةُ وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِاللّٰهِ مُؤْمِنَةٌ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا مِّنْكَ وَسَلَامًا مِّنَّا

اس کی سند ضعیف ہے۔ اور اس کی تاویل یہ ہے۔ کہ یہاں روحوں کے فنا ہونے سے مراد اُن کا دنیا سے چلا جانا ہے۔ اور وہ جسموں سے الگ ہو جاتی ہیں۔

فائدہ: حافظ ابن القیم فرماتے ہیں کہ روح کے چار مقامات ہیں۔ اور ہر مقام پہلے سے زیادہ بڑا ہے۔ روح کا پہلا گھر ماں کا پیٹ ہے۔ اور یہ نہایت ہی تنگ و تاریک ہے۔ دوسرا گھر روح کا یہ دنیا ہے۔ جس میں پیدا ہوتا اور پلتا بڑھتا ہے۔ اور جس میں اُس کا دل لگ جاتا ہے۔ وہ کماتا کھاتا ہے اور خیر و شر حاصل کرتا ہے۔ تیسرا گھر روح کا عالم برزخ ہے۔ جو اس دنیا کے گھر سے زیادہ وسیع ہے۔ اور اُس کے پہلے گھر کی نسبت سے زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ اور روح کا چوتھا گھر وہ ہے جس کے بعد اور کوئی گھر نہیں ہے۔ اور وہ گھر دار القرار ہے۔ جو جنت یا دوزخ کی صورت میں انسان کو ملے گا۔ اور اس کی شان اور حالت ہی الگ ہے۔ اور جیسا کہ ابن ابی الدنیا کی روایت میں ہے۔ کہ حلیم بن عامر الحارثی سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مَثَلَ الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا كَمَثَلِ الْجَنِيْنِ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِهَا بَكٰى عَلٰى مَخْرَجِهٖ حَتّٰى

اِذَا رَاَى الضَّوْءَ وَرَضَعَ لَمْ يُحِبَّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى مَكَانِهٖ وَكَذٰلِكَ الْمُؤْمِنُ يَفْزَعُ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا اَفْضٰى اِلٰى رَبِّهٖ لَمْ يُحِبَّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا كَمَا لَا يُحِبُّ الْجَنِيْنُ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى بَطْنِ اُمِّهٖ

ترجمہ: دنیا میں مومن کی مثال ماں کے پیٹ میں بچے کی سی ہے۔ کہ جب وہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ تو وہ روتا ہے۔ اور پھر جب وہ روشنی دیکھتا ہے۔ اور ماں کا دودھ پینے لگتا ہے۔ تو پھر وہ اپنی پہلی جگہ واپس جانے کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح سے مومن جب موت سے فارغ ہو کر بارگاہِ الٰہی میں پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ کبھی دنیا میں واپس آنے کو پسند نہیں کرتا۔ جیسے پیٹ سے باہر آیا ہوا بچہ ماں کے پیٹ میں واپس جانا پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح سے عمرو بن دینار سے مرسل روایت ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شخص جو اس دنیا سے کوچ کر گیا ہے۔ اگر یہ خوش ہے تو اسے دنیا میں واپس آنا ناپسند ہوگا۔ جیسے تم میں سے کوئی اب اپنی ماں کے پیٹ میں واپس جانا نہیں چاہتا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کی تشبیہ دنیا سے نکلنے کی بچے کے ماں کے پیٹ سے نکلنے کی سی ہے۔ جو پیٹ کی مشقت اور تاریکی سے نکل کر اس دنیا کے آرام اور کھلی فضا میں آجاتا ہے۔

فائدہ: حضرت یافعیؒ نے کفایۃ المعتقد میں الشیخ عمرو بن الفارض سے حکایت بیان کی ہے۔ کہ کسی ولی اللہ کا جنازہ حاضر ہوا۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔ تو فضاءِ آسمانی سبز رنگ کے پرندوں سے بھر گئی۔ اور پھر ایک بڑا پرندہ آیا اور وہ اُن سب پرندوں کو نگل کر چلتا بنا۔ فرماتے ہیں۔ کہ یہ دیکھ کر مجھے

بہت حیرت ہوئی تو ایک شخص مجھ سے کہنے لگا۔ یہ پرندہ بھی فضاء آسمان سے ہی اترا تھا۔ اور اس اللہ تعالیٰ کے بندے کی نماز جنازہ میں شامل ہوا تھا۔ اور شہداء کرام کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں میں رہتی ہیں۔ جو جنت میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں چرتی رہتی ہیں۔ یہ لوگ تلواروں سے جان کی قربانی دے چکے ہیں۔ اب یہ آزاد روحیں ہوتی ہیں۔ جہاں چاہے چلی جاتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ واقعہ اسی کے مشابہ ہے۔ جسے ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں درج کیا ہے۔ کہ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ جو لوگوں سے الگ تھلگ پہاڑ کی ایک غار میں عبادت کرتا رہتا تھا۔ اور لوگ جب قحط سالی میں مبتلا ہوتے۔ تو اس کے پاس شکایت لے کر آتے۔ تو وہ ان کے لیے بارش کی دعا کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی فریاد قبول فرماتا۔ اور ان پر رحمت کی بارش ہو جاتی۔

تو جب وہ شخص فوت ہو گیا۔ تو لوگ اس کے کفن دفن کا انتظام کرنے لگے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ ایک مرصع تخت ہوا میں جھول رہا ہے۔ اور وہ تخت فضا میں جھولتا ہوا۔ اس شخص تک پہنچ گیا۔ تو ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس مرد خدا کو اس جھولے پر سوار کرا دیا۔ اور وہ تخت اس شخص کو لے کر فضا آسمان میں بلند ہونے لگا اور لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اور اس کا رخ جنت کی طرف تھا۔

☆ اور اس بات کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو بیہقی اور ابو نعیمؒ نے دلائل النبوۃ میں کی ہے۔ کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غزوہ بیر معونہ کے موقع پر دوسرے شہداء کے ساتھ مقتول ہوئے۔ اور عمرو بن امیہ الضمری اسیر ہوئے تو عامر بن الطفیل نے ان سے پوچھا کیا تم اپنے ساتھیوں کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اور مقتولوں کے اردگرد پھرنے لگے۔ اور وہ ان کے حسب ونسب کے بارے میں پوچھتا رہا۔ اور پوچھنے لگا کہ ان میں سے کوئی گم تو نہیں

ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں! حضرت ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ نہیں مل رہے۔ تو اس نے پوچھا وہ تمہارے اندر کیا مقام رکھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ہم میں افضل شخص تھے۔ تو اس نے کہا کہ کیا میں تمہیں ان کا پتہ نہ بتاؤں؟ آؤ دیکھو۔ یہ انہیں نیزہ لگا ہوا ہے۔ تو اُن کا وہ نیزہ نکالا گیا۔ اس کے بعد وہ آسمان کی بلندیوں میں چلے گئے اور واللہ پھر آپؓ مجھے کہیں دکھائی نہیں دیئے۔

اور حضرت عامرؓ کو کلاب قبیلہ کے ایک شخص جبار بن سلمی نے قتل کیا تھا۔ اور اس موقع پر حضرت الضحاک بن سفیان الکلابی آ کر مسلمان ہو گئے۔ جب انہوں نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ مقتول ہونے اور اُن کے آسمان پر بلند ہونے کو ملاحظہ فرمایا اور پھر انہوں نے اپنے اسلام لانے کی اطلاع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی۔ اور حضرت عامرؓ کے قتل اور اُن کے آسمان پر بلند ہونے کا واقعہ بھی ذکر کیا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ وَارَتْ جُثَّتَهُ وَأُنْزِلَ فِي عِلِّيِّينَ" کہ فرشتوں نے اُس کے جسم کو چھپا دیا۔ اور اُسے علیین میں جا اُتارا۔

☆ امام بیہقی نے اس واقعہ کو ایک اور انداز سے روایت کیا ہے کہ عامر بن الطفیل کہتے ہیں کہ میں نے عامر بن فہیرہؓ کو شہید ہونے کے بعد دیکھا ہے کہ اُسے آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ اور میں آسمان اور زمین کے درمیان فضا میں اُنہیں آسمان پر جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اور بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو بخاری نے صحیح میں بیان فرمایا ہے۔ اور آخر میں لکھا ہے۔ پھر اُنہیں واپس زمین پر اُتارا گیا۔ اور فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ انہیں اُوپر اُٹھانے کے بعد زمین پر اُتارا گیا ہو۔ اور بعد میں نظروں سے اوجھل کر دیا گیا ہو۔ اور مغازی موسیٰ بن عقبہ میں یہ قصہ مذکور ہے۔

حضرت عروہ بن الزبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر کا جسد اطہر نہیں ملا۔ اصحاب کا خیال ہے کہ اُسے فرشتوں نے کہیں دفن کر دیا۔

☆ ابن سعد نے اور الطبرانی نے الکبیر میں عروہؓ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ عامر بن فہیرہؓ کو آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا۔ اور اُن کا جسد مبارک کہیں دکھائی نہیں دیا۔ اُن کا خیال ہے کہ فرشتوں نے خود انہیں کہیں دفن کر دیا۔

میں کہتا ہوں کہ فرشتوں کے چھپانے سے مراد آسمان کی فضاؤں میں ہی کہیں غائب کر دینا ہے۔ جیسا کہ پہلی روایت میں ہے۔ کہ انہوں نے اُن کا جسد کہیں چھپا دیا اور روح کو علیین میں جا اُتارا۔

☆ اور یہ بھی روایت میں ہے۔ جسے ابونعیم اور امام بیہقیؒ نے حضرت عروہ بن امیہ الضمری سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ اکیلے کو جاسوس بنا کر روانہ فرمایا تھا۔ تو میں حضرت خبیبؓ کی پھانسی کے پاس پہنچا۔ اور لکڑی کے اوپر چڑھ کر انہیں سولی کے پھندے سے آزاد کیا۔ اور میں قریش کے جاسوسوں سے ڈر رہا تھا۔ (کہ کہیں مجھے دیکھ نہ لیں) اور پھر میں وہاں سے دوڑ گیا۔ اور تھوڑی دور چلا گیا۔ پھر میں نے توجہ کی تو حضرت خبیبؓ مجھے کہیں دکھائی نہیں دیے۔ اور حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔ جنہیں فرشتوں نے کہیں چھپا دیا۔ یا تو آسمان کی طرف اُٹھا کر ظاہر میں تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ یا فرشتوں نے کہیں زمین میں دفن کر دیا۔ یا خود زمین نے انہیں اپنے اندر چھپا لیا۔ اور ابونعیمؒ کو تو اسی بات کا یقین ہے۔ کہ انہیں آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا۔ اور اس کرامت اور انبیاء کے معجزے کے درمیان فرق کرتے ہوئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اور یہ لوگ اور اُمت محمدیہؐ کے بعض دوسرے لوگ مرنے کے بعد کرامۃً اُوپر اُٹھائے گئے۔ یا حفاظت کے لیے چھپا دیے گئے۔ اور یہ واقعہ حیرت انگیز ہے۔ اور حضرت خبیبؓ، حضرت عامر بن فہیرہؓ اور العلاء بن الحضرمیؓ کے واقعات احوال الموتی کے باب کے آخر میں مذکور ہیں۔

اوران کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے واقعہ کی تائید ایک اور روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو امام نسائی، بیہقی اور طبرانی وغیرہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں غزوۂ اُحد کے روز کٹ گئیں۔ اور انہوں نے اچانک اُف کہا۔ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللّٰہِ لَرَفَعَتْکَ الْمَلٰئِکَۃُ وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ حَتّٰی تَلِجَ بِکَ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ'' اگر تم اس موقع پر بسم اللہ کہتے تو فرشتے تمہیں اُٹھا کر لے جاتے اور لوگ دیکھتے کہ فرشتے تمہیں آسمان کی فضاء میں لے کر داخل ہو رہے ہیں۔

اور فرشتوں کے اُن کی میت کو چھپا لینے کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔ جو ابن عساکر نے عطاء الخراسانی کے حوالے سے بیان کی ہے۔ کہ حضرت اویس القرنی کو ایک سفر کے دوران میں پیٹ درد کی شکایت لاحق ہوئی اور وہ وہیں فوت ہو گئے۔ تو اُن کے تھیلے میں دو کپڑے ایسے پائے گئے جو دنیا بھر میں کہیں نہیں ہوتے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ دنیا میں ایسے کپڑے کوئی نہیں بنتا۔ اور دو آدمی اُن کی قبر کھودنے گئے۔ تو انہوں نے آکر بتایا کہ ایک پتھریلی چٹان میں قبر پہلے سے کھودی ہوئی موجود ہے۔ لگتا ہے کہ کسی کے ہاتھوں نے ابھی ابھی اُسے کھودا ہے۔ تو ساتھیوں نے آپ ؒ کو کفن پہنایا۔ اور اُس قبر میں دفن کر دیا۔ اور بعد میں لوگوں نے دیکھا۔ تو وہاں قبر کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ اور اس واقعہ کو امام احمدؒ نے الزہد میں درج فرمایا ہے۔ بعد میں لوگوں نے کہا۔ کہ آؤ اب جا کر ان کی قبر کو دیکھیں تو بھی قبر کا وہاں کوئی نشان نہیں تھا۔

اور شہداء کے سبز رنگ کے پرندوں کی نظیر وہ روایت ہے جو ابن عساکر نے ابو بکر بن ریان سے کی ہے۔ کہ میں مصر کے محلہ حمام غلہ میں کھڑا تھا۔ کہ کچھ لوگ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کی نعش لے کر آئے۔ تو میں نے سبز رنگ کے پرندے دیکھے۔ اور اُن کی نعش پر آکر پھڑ پھڑانے لگے۔ اور اُن کی قبر تک اُن کو چھوڑ کر گئے۔ اور جب انہیں دفن کر دیا گیا۔ تو وہ غائب ہو گئے۔

اور کتاب "النشر المصون فیما اکرم بہ المخلصون" طاہر بن محمد الصدفی" ایک صالح بزرگ سلامہ الکنانی کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ انہیں اُن کی موت کے سال خبر دی گئی۔ کہ وہ اس سال میں فوت ہو جائیں گے۔ اور فلاں وقت میں فوت ہوں گے۔ لہٰذا وہ اسی وقت فوت ہوئے اور وہ سفید پرندے جو صالحین کی وفات پر اکثر دیکھنے میں آتے تھے۔ وہ ان کی نعش پر آ کر پھڑ پھڑانے لگے۔ اور اُن کے ساتھ ہی اُن کی قبر میں اُتر گئے۔ اور یہ عموماً بزرگوں کے جنازوں میں دیکھنے میں آتا تھا۔ اور اسے عجیب نہیں جانتے تھے۔

اور اسی کتاب میں مالک بن علی القلانسیؒ کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ کہ جب وہ فوت ہوئے۔ اور انہیں نماز جنازہ کی ادائیگی کے لیے چار پائی پر رکھا گیا۔ تو لوگوں نے صحرا اور پہاڑوں کی طرف دیکھا کہ حد نظر تک ہزاروں لوگ سفید رنگ کے کپڑے پہنے کھڑے تھے۔ کہ اتنے زیادہ سفید کپڑے انہوں نے کبھی نہیں دیکھے تھے اور انہوں نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز جنازہ پڑھی۔

اور ابو خالد روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمرو بن قیس فوت ہوئے۔ تو لوگوں نے دیکھا۔ کہ صحرا سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور جب ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور انہیں دفنا دیا گیا۔ تو پھر صحراء میں کوئی شخص نہیں دکھائی دیا۔

ابن جوزیؒ نے عیون الحکایات میں عبداللہ بن المبارک کی سند سے روایت درج کی ہے۔ کہ ایک رات کو میں جبانہ کے مقبرہ میں موجود تھا۔ کہ میں نے سنا کہ کوئی غمناک آواز میں اپنے مولا کو پکار رہا ہے۔ اور عرض کر رہا ہے۔

سَیِّدِیْ قَصَدَکَ عَبْدُکَ وَرُوْحُہٗ اِلَیْکَ وَقِیَادُہٗ
بَیَدَیْکَ وَاشْتِیَاقُہٗ اِلَیْکَ وَحَسَرَاتُہٗ عَلَیْکَ لَیْلُہٗ
اَرَقٌ وَنَھَارُہٗ قَلَقٌ وَاَحْشَآءُہٗ تَحْتَرِقُ وَدُمُوْعُہٗ
تَسْتَبِقُ شَوْقًا اِلٰی رُؤْیَتِکَ وَحَنِیْنًا اِلٰی لِقَآئِکَ

لَيْسَ لَهٗ رَاحَةٌ دُوْنَكَ وَلَا اَمَلٌ غَيْرَكَ

اے میرے آقا! تیرا بندہ تیرے پاس آیا ہے۔ اور اُس کی روح تیری طرف مائل ہے۔ اور اُس کی باگ ڈور تیرے ہاتھ میں ہے۔ اور اُسے تیرا شوق ہے۔ اور تجھ سے ملنے کی حسرت ہے۔ اُس کی رات بیداری میں گزرتی ہے۔ اور دن کو بے چین رہتی ہے۔ اس کا باطن جل رہا ہے۔ اور آنسو بہ رہے ہیں۔ اور اُسے تجھ سے ملنے کا شوق ہے۔ اور تیرے دیدار کے لیے بے چین ہے۔ تیرے سوا اُسے کوئی آرام نہیں ہے۔ اور نہ تیرے سوا کسی سے کچھ امید ہے۔

پھر وہ روتا رہا اور آسمان کی طرف دیکھ کر اُس کی ہچکی بندھ گئی۔ اُسے میں نے آگے بڑھ کر ہلا کر دیکھا تو وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو چکا تھا۔ میں اُس کی نگرانی کر رہا تھا۔ کہ میں نے کچھ لوگوں کو اس کی طرف آتے دیکھا۔ انہوں نے آکر اُسے غسل دیا۔ کفن پہنایا۔ خوشبو لگائی اور اُس کی نماز جنازہ پڑھی اور احترام سے اُسے دفن کر دیا۔ اور پھر وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔

اور انہوں نے ہی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے۔ کہ میں ایک صحراء میں چلا جا رہا تھا۔ کہ میں نے ایک غار میں ایک نوجوان کو نماز پڑھتے دیکھا۔ اور غار کے منہ پر ایک درندہ کھڑا تھا۔ میں نے اُس نوجوان سے پوچھا۔ کیا تمہیں اس درندے سے ڈر نہیں لگتا؟ اُس نوجوان نے کہا۔ اگر تم اس ذات گرامی سے ڈرو جس نے درندوں کو پیدا کیا ہے۔ تو بہتر ہوتا پھر وہ نوجوان درندے سے مخاطب ہوا۔ اور کہا اے درندے تو اللہ تعالیٰ کے کتوں میں ایک کتا ہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تیرا رزق یہاں مقدر فرمایا ہے۔ تو ہم اُسے روک نہیں سکتے۔ ورنہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ تو وہ درندہ وہاں سے بھاگ گیا۔ پھر وہ نوجوان بارگاہ الٰہی میں دعا کرنے لگا" يَا سَيِّدِيْ اَسْئَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ اِنْ كَانَ لِيْ عِنْدَكَ خَيْرٌ فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ" اے میرے مولا! میں تجھ سے تیرے عرش کریم کے مراتب کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔ کہ اگر

میرے لیے تیرے پاس بھلائی ہے۔ تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ اور ابھی یہ دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ وہ نوجوان دنیا سے جدا ہو گیا۔ تو میں وہاں سے واپس لوٹا آیا۔ اور میں نے اپنے عابد و زاہد صالح دوستوں کو اکٹھا کیا۔ تا کہ ہم اُس کے کفن دفن کا انتظام کریں۔ اور اس کے لیے ہم غار کے پاس واپس آئے تو وہاں ہمیں کچھ دکھائی نہیں دیا۔ اور غیب سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ کوئی کہہ رہا تھا۔ کہ اے ابو سعید! لوگوں کو واپس بھیج دو۔ اُسے بارگاہ الٰہی میں اُٹھا لیا گیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کا عجیب واقعہ

فائدہ: حضرت ابو سعید نے شرف المصطفیٰ میں حضرت احمد بن محمد بن ابی بزہ سے روایت درج کی ہے۔ کہ محمد بن الفرات سے حضرت عبید بن سعید نے اپنے والد سے بیان کیا۔ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ اور لوگ اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ سبز آنکھوں والا ایک شخص آیا۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ کیا تمہاری آنکھیں پیدائشی سبز ہیں۔ یا یہ بعد میں سبز ہوئی ہیں؟ اُس نے کہا۔ ابو سعید! کیا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ آپؓ نے پوچھا تم کون ہو؟ تو اس شخص نے اپنا تعارف کرایا۔ اپنا حسب و نسب بیان کیا۔ تو مجلس کے سب لوگ اُسے پہچان گئے۔ حضرت حسنؓ نے اُس سے پوچھا۔ آپ کا قصہ کیا ہے؟

تو اس نے بتایا کہ میں نے اپنا سارا مال و اسباب اکٹھا کیا۔ اور اُسے ایک بحری جہاز میں لادا اور یمن کی طرف جانے کے ارادے سے چل پڑا۔ کرنا خدا کا یہ ہوا کہ آندھی کے طوفان نے جہاز کو آ گھیرا۔ اور جہاز کو ڈبو دیا۔ تو میں جہاز کے ایک تختہ بیٹھ کر ایک ساحل پر آ پہنچا۔ اور تقریباً چار مہینے اِدھر اُدھر بھٹکتا رہا۔ اور درختوں کے پتے اور گھاس پھونس کھا کر گزارہ کرتا رہا۔ اور چشموں سے پانی پیتا۔ اور پھر میں سیدھا ایک طرف کو چل پڑا۔ یا تو کہیں پہنچ جاؤں گا۔ اور بچ جاؤں گا۔ یا کہیں مر کھپ جاؤں گا۔ یہاں تک کہ چلتا چلتا ایک بلند

وہاں محل کے پاس جا پہنچا۔ جو بہت مضبوط بنا ہوا تھا میں نے اُس کا بڑا دروازہ کھولا۔ تو دیکھا کہ محل کے اندر کئی کمرے ہیں۔ اور ہر کمرے میں موتیوں سے جڑا ہوا ایک ایک صندوق رکھا ہوا ہے۔ اور اُن صندوقوں کو کھولا تو اُن کے اندر سے خوشبو آ رہی تھی۔ اور ہر صندوق کے اندر ریشمی کپڑوں میں لپٹے ہوئے انسان موجود تھے۔ میں نے ان میں سے کچھ کو ہلا کر دیکھا۔ تو وہ زندوں کی طرح لیٹے ہوئے تھے۔ لہٰذا میں نے صندوقوں کو بند کر دیا۔ اور محل کا دروازہ بند کر کے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر میں نے دو گھوڑ سواروں کو دیکھا۔ جو نہایت حسین وجمیل نوجوان تھے۔ کہ ایسے حسین وجمیل میں نے کہیں نہیں دیکھے تھے۔ اور اُن کے گھوڑے سفید پیشانی اور سفید پاؤں والے تھے۔ انہوں نے مجھ سے میرا قصہ دریافت کیا۔ تو میں نے انہیں اپنی سرگزشت سنا دی۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا۔ کہ آگے چلتے جاؤ۔ تم ایک درخت کے پاس پہنچو گے۔ وہاں پر ایک باغیچہ ہوگا۔ اور وہاں ایک پُر وقار بزرگ موجود ہوں گے۔ انہیں اپنا واقعہ بتاؤ۔ تو وہ تمہیں راستہ دکھائیں گے۔ تو میں چلتا گیا۔ تا آنکہ میں اُن بزرگ کے ہاں پہنچ گیا۔ اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ اور مجھ سے میرا ماجرا پوچھا۔ تو میں نے انہیں اپنے تمام حالات سنا دیے۔ اور جب میں نے انہیں محل کا واقعہ سنایا۔ تو وہ گھبرا گئے۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا تم نے محل میں جا کر کیا کیا؟ میں نے کہا کہ میں نے صندوقوں کو ڈھانپ دیا۔ اور کمروں کے دروازے بند کر دیے۔ تو انہیں تسلی ہوئی۔ اور مجھ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ کہ اتنے میں ایک بادل وہاں سے گزرا۔ اور اُس نے ان بزرگ سے کہا۔ اے اللہ تعالیٰ کے دوست! السلام علیکم! ان بزرگوں نے بادل سے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ تو بادل نے بتایا۔ کہ میں فلاں فلاں شہر میں برسنے جا رہا ہوں۔ اور اسی طرح سے بادل وہاں سے گزرتے رہے۔ اور وہ بزرگ ان کی منزل پوچھتے رہے۔ تا آنکہ ایک بادل سے انہوں نے پوچھا تو کہاں جا رہا ہے؟ تو اس نے بتایا کہ میں بصری جا رہا ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: نیچے آؤ۔ تو وہ بادل اُن کے سامنے آ گیا۔ تو ان بزرگ نے بادل سے کہا۔ کہ اس شخص کو صحیح وسلامت اس کی منزل تک پہنچا دو۔ اور میں بادل پر سوار ہو گیا۔ اور جب وہ فضاء آسمانی پر اُڑنے لگا۔ تو میں نے اس سے کہا۔ تجھے قسم ہے اُس ذات گرامی کی جس نے تمہیں یہ اکرام بخشا ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ اس محل اور دو گھوڑ سواروں کا کیا راز ہے؟

اور اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کون ہو۔ تو اس نے بتایا کہ وہ محل ان شہدائے کرام کے لیے بنایا گیا ہے جو سمندروں میں راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے جان قربان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے انہیں سمندروں سے اُٹھا کر اس محل میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور لا کر ان جزاؤں صندوقوں میں رکھ دیتے ہیں۔ اور انہیں ریشمی کفنوں میں لپیٹ دیتے ہیں اور وہ دو گھوڑ سوار اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں۔ جو ہر صبح و شام انہیں آ کر اللہ تعالیٰ کا سلام پیش کرتے ہیں اور میں خضر ہوں۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے اپنے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں اُٹھائے۔ تو اس شخص نے بتایا کہ جب میں بادل پر سوار ہوا تو فضاء آسمانی کے نظارے سے گھبرا گیا۔ اور میری آنکھیں خوف سے ایسی ہو گئیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اس واقعہ کو حضرت شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ میں حضرت خضرؑ کے تذکرہ میں بیان فرمایا ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۳۶

میت پر روزانہ اس کا ٹھکانہ (جنت یا دوزخ) پیش ہونے کا بیان

فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا

کہ روزانہ انہیں (کافروں کو) جہنم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حضرت ہذیلؒ سے بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ فرعون کو ماننے والے لوگوں کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں کے اندر قید ہوتی ہیں۔ اور انہیں روزانہ جہنم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

☆ لالکائی اور الاسماعیلی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرعونیوں کی روحیں سیاہ رنگ کے پرندوں کے جوف میں قید ہوتی ہیں۔ اور انہیں روزانہ دو مرتبہ جہنم پیش کی جاتی ہے۔ اور انہیں کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا اصل ٹھکانہ ہے۔

اور فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۝

☆ ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے بھی روایت کی ہے۔

☆ بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے جب کوئی فوت

ہو جاتا ہے۔ تو اُسے جنت دکھائی جاتی ہے۔ اور اگر وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے۔ تو اُسے جہنم دکھائی جاتی ہے۔ اور اُسے کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا اصل ٹھکانہ ہے۔ قیامت کے روز اُٹھنے کے بعد تم اسی کی طرف جاؤ گے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہ جنت اُسے دکھائی جاتی ہے۔ جس مومن کو عذاب نہ ہو رہا ہو۔ ورنہ نہیں۔ اور ممکن ہے کہ مومن کو دونوں ٹھکانے بیک وقت دکھائے جاتے ہوں۔ نیز فرماتے ہیں کہ یہ ٹھکانہ روح کو دکھایا جاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ جسم کے کسی حصے کو بھی دکھایا جاتا ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ پورے جسم کو بھی احساس دلایا جاتا ہو۔ جس کے اندر روح لوٹی ہو۔ جیسا کہ سوال و جواب کے وقت لوٹتی ہے۔ واللہ اعلم۔

میں کہتا ہوں کہ لالکائی نے "السنۃ" میں لکھا ہے کہ جو مومن بھی فوت ہوتا ہے۔ اُس کا ٹھکانہ اُس کی روح پر پیش کیا جاتا ہے۔ اور ہناد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔ کہ قبر میں صبح و شام اُس کا اصل ٹھکانہ جنت یا دوزخ پیش کیا جاتا ہے۔

☆ امام البیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ روزانہ صبح و شام قبر میں دو دھماکے ہوتے ہیں۔ کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے۔ رات چلی گئی ہے۔ اور دن آ گیا ہے۔ فرعون کے پیروکاروں کو جہنم کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور جو بھی یہ آواز سنتا ہے۔ جہنم سے پناہ مانگتا ہے اور رات کا وقت ہوتا ہے تو آواز آتی ہے۔ دن چلا گیا۔ رات آ گئی۔ اور فرعونیوں کو جہنم کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور جو بھی اُس کی آواز سنتا ہے۔ وہ جہنم سے پناہ مانگتا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے کتاب "مَنْ عَاشَ بعد الموت" میں امام اوزاعیؒ سے روایت کی ہے کہ اُن سے عسقلان کے ساحل سمندر پر ایک شخص نے پوچھا۔ اے ابو عمرو ہم سمندر سے سیاہ رنگ کے پرندے نکلتے دیکھتے رہتے ہیں۔ اور وہ

شام کو واپس سمندر کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ واقعی تم سیاہ رنگ کے پرندوں کو سمندر سے نکلتے دیکھتے ہو؟ انہوں نے کہا۔ ہاں! تو حضرت امام اوزاعیؒ نے انہیں بتایا۔ ان سیاہ پرندوں میں فرعونیوں کی روحیں ہوتی ہیں۔ جو جہنم کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ اور جہنم کی لپٹوں سے سیاہ ہو چکی ہیں۔ اور روزانہ ان کا یہی معمول ہے۔ اور قیامت تک ان کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ

فرعونیوں کو سخت عذاب میں داخل کرتے رہو۔

----❖❖❖----

باب نمبر:۳۷

زندوں کے اعمال ان کے عزیز واقارب مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں

امام احمد اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مندہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اَعْمَالَکُمْ تُعْرَضُ عَلٰی اَقَارِبِکُمْ وَعَشَائِرِکُمْ مِّنَ الْاَمْوَاتِ فَاِنْ کَانَ خَیْرًا اِسْتَبْشَرُوْا وَاِنْ کَانَ غَیْرَ ذَالِکَ قَالُوْا اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْھُمْ حَتّٰی تَھْدِیَھُمْ کَمَا ھَدَیْتَنَا۔

تمہارے اعمال تمہارے مرنے والے عزیزوں اور قبیلوں کو پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر وہ نیک ہوتے ہیں۔ تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ اور اگر اعمال نیک نہیں ہوتے تو وہ دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ کریم! انہیں ہدایت دیئے بغیر موت نہ دینا۔ جیسا کہ تو نے ہمیں ہدایت دی ہے۔

☆ طیالسیؒ نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ قبروں میں تمہارے اعمال عزیزوں اور رشتہ داروں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر وہ اچھے ہوتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر وہ انہیں برے دکھائی دیتے ہیں تو کہتے ہیں۔ اللہ کریم انہیں ہدایت دے کہ وہ نیک عمل کریں۔

☆ ابن المبارک اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ تمہارے اعمال تمہارے مرنے والے عزیزوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اگر وہ اعمال انہیں اچھے نظر آتے ہیں۔ تو وہ یہ خوش خبری پا کر راحت محسوس کرتے ہیں۔ اور اگر انہیں بُرا دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں۔ اے اللہ کریم یہ اعمال انہیں واپس کر دے۔

☆ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور حکیم ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم بن میسرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوایوب قسطنطنیہ جہاد کے لیے تشریف لے گئے۔ تو وہاں اُن کا ایک قصہ گو کے پاس سے گزر ہوا۔ تو وہ کہہ رہا تھا۔ کہ جب کوئی بندہ دن کے دوران میں کوئی عمل کرتا ہے۔ تو اُسے اُس کے جان پہچان والے مردہ عزیزوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اور جب شام ہوتی ہے۔ تو اسی طرح سے اُس کا عمل پیش کیا جاتا ہے۔ تو حضرت ابوایوبؓ نے اُس سے فرمایا: دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو۔ تو اس نے ان سے کہا کہ میں آپ کے لیے ہی کہہ رہا ہوں۔ تو حضرت ابوایوبؓ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ کریم! میں تیری ذات کے واسطہ سے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے اپنے پیاروں حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کے سامنے رُسوا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ جس بندے کے لیے اپنی دوستی مقرر فرما دیتا ہے۔ تو اس کے پردے ڈھانپ لیتا ہے۔ اور اُس کے عمل کی تعریف کرتا ہے۔

☆ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں عبدالغفور بن عبدالعزیز سے انہوں نے اپنے دادا سے کتاب المنامات میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے اپنے مرنے والے بھائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کہ تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لَا تَفْضَحُوْا مَوْتَاكُمْ بِسَيِّئَاتِ اَعْمَالِكُمْ فَاِنَّهَا تُعْرَضُ عَلٰى اَوْلِيَاءِكُمْ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

اپنے مرنے والے عزیزوں کو اپنے برے اعمال سے رسوا مت کرو۔ کہ تمہارے اعمال قبروں میں تمہارے عزیزوں کو پیش کیے جاتے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا، ابن مندہ، ابن عساکر نے احمد بن عبداللہ بن ابی الحوری سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ مجھ سے میرے بھائی محمد بن عبداللہ نے بیان کیا۔ کہ حضرت عباد الخواص ابراہیم بن صالح الہاشی کے پاس آئے۔ اور وہ فلسطین کے امیر تھے۔ تو ابراہیم نے ان سے عرض کیا۔ کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ زندہ لوگوں کے اعمال ان کے مرنے والے عزیزوں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اور تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز ہو۔ تم خیال رکھنا۔ کہ تمہارے کیسے اعمال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش ہوتے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَمْقُتَنِيْ خَالِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ اِذَا لَقِيْتُهٗ

اے اللہ کریم! میں تیری ذات کے وسیلے سے اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ میری ملاقات کے وقت میرے ماموں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ مجھ سے (میرے برے اعمال کی وجہ سے) ناراض ہوں۔

☆ ابن المبارک اور الاصبہانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں تمہارے اعمال تمہارے عزیزوں کے سامنے پیش ہوتے ہیں

جو وفات پا چکے ہیں۔ تو خوش ہوتے ہیں (نیک اعمال پر) اور ناخوش ہوتے ہیں (برے اعمال پر) اور آپؓ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَعْمَلَ عَمَلاً یُخْزِیْ بِہٖ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ اِذَا لَقِیْتُہٗ

میں اس سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں ایسے اعمال کروں جس سے میرے عزیز حضرت عبداللہ بن رواحہ کی رسوائی ہو۔

☆ ابن المبارکؒ نے حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس سے روایت کی ہے کہ حضرت سعید بن جبیرؓ نے ان سے فرمایا کہ میری بھتیجی میرے پاس آئیں۔ اور وہ حضرت عثمان کی بیوی اور حضرت عمرو بن اوس کی بیٹی تھیں۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ تمہارے شوہر تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ میرے شوہر میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں۔ پھر میں نے حضرت عثمان سے کہا۔ اس کے ساتھ نیک سلوک کیا کرو۔ کیونکہ تم ان کے ساتھ جو نیک سلوک کرو گے۔ وہ تمہارے سسر حضرت عمرو بن اوس کے سامنے پیش ہوگا۔ تو اُس نے پوچھا کہ کیا زندہ لوگوں کی خبریں مرنے والوں کے پاس پہنچتی ہیں؟ تو میں نے کہا ہاں۔ جو بھی کسی کا کوئی عزیز دوست ہے۔ اُسے اپنے عزیزوں کے اعمال کی خبر پہنچتی رہتی ہے۔ اور وہ نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں۔ اور برے اعمال سے ناخوش ہوتے ہیں۔ اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور کسی مرنے والے سے اُس کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ کیا وہ تمہارے پاس نہیں پہنچا؟ تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں معلوم ہوتا ہے وہ اپنے اصل ٹھکانے ہاویہ میں پہنچ گیا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوبکر بن عیاش کے واسطہ سے ایک گورکن سے جو بنی اسد میں رہتے تھے۔ روایت کی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک رات کو میں قبرستان میں موجود تھا۔ کہ میں نے ایک کہنے والے سے سنا۔ جو ایک قبر سے بول رہا تھا۔ یا عبداللہ، یا جابر، دیکھو کل یہاں ہماری ماں آئے گی۔ تو گورکن نے

پوچھا۔ پھر میں کیا کروں؟ اس نے کہا۔ کہ اس کی قبر ہمارے ساتھ نہ کھودنا۔ کیونکہ ہمارا باپ اُس پر ناراض ہے۔ تو جب اگلا دن ہوا۔ تو ایک آدمی نے آکر مجھ سے کہا۔ کہ ان دو قبروں کے درمیان ایک قبر کھود دو۔ جس سے کل تم نے آواز سنی تھی۔ اس نے پوچھا کیا اُن کا نام جابر اور عبداللہ ہے؟ اُس نے کہا ہاں۔ تو میں نے کہا کہ میں نے ان قبروں سے آواز سنی تھی کہ ہماری ماں کی قبر ہمارے پاس نہیں ہونی چاہیے۔ کہ ہمارا باپ اُس پر ناراض ہے۔ تو اُس آدمی نے کہا۔ ہاں میں نے قسم اُٹھائی تھی کہ میں اُس کی نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ اب میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کروں گا۔ اور اُس کی نماز جنازہ پڑھوں گا۔

☆ حضرت ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ اپنے والد کے ملنے والے سے نیک سلوک کرتے رہو۔ اور جسے محبوب ہو کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اُس کی قبر میں اُس سے نیک سلوک کرے تو وہ اپنے والد کے دوست سے نیک سلوک کرتا رہے۔

☆ حضرت ابن حبان نے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ فرمان رسول گرامی ہے (ﷺ) "مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّصِلَ اَبَاهُ فِیْ قَبْرِهٖ فَلْیَصِلْ اِخْوَانَ اَبِیْهِ مِنْ بَعْدِهٖ" جسے یہ پسند ہو۔ کہ وہ اپنے والد کے ساتھ قبر میں حسن سلوک کرے۔ تو اُسے چاہیے کہ اُن کے مرنے کے بعد اُس کے بھائی بندوں سے نیک سلوک کیا کرے۔

☆ ابو داؤد اور ابن حبان نے حضرت ابو اسید الساعدی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں کوئی حق باقی ہے۔ کہ میں مرنے کے بعد ان سے حسن سلوک کروں؟ آنجناب نے ارشاد فرمایا: ہاں! چار باتیں تم پر لازم ہیں (۱) والدین کے لیے دعا واستغفار (۲) اُن کے وعدوں کا پورا کرنا (۳) ان کے دوستوں کا اکرام کرنا (۴) اور اُن کے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنا۔

کس وجہ سے میت اپنے اچھے ٹھکانے پر پہنچنے سے روک دی جاتی ہے؟

☆ ترمذی اور ابن ماجہ اور البیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مومن کی روح قرضہ کی بنا پر اپنے اچھے مقام پر پہنچنے سے روک دی جاتی ہے۔ جب تک اس کا قرضہ ادا نہیں کر دیا جاتا۔

☆ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ کہ ایک شخص کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے لایا گیا۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس کے ذمہ کوئی قرضہ تو نہیں ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں ہے۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا تو میرا نماز جنازہ اسے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ کہ انسان کی روح قرضہ کے بدلہ میں گروی رہتی ہے۔ وہ اس وقت تک آسمان پر نہیں جا سکتی جب تک اس کا قرضہ ادا نہ کر دیا جائے۔ اگر کوئی شخص اس کے قرضہ کا ضامن ہو جائے۔ تو میں اس کی نماز جنازہ پڑھ دوں۔ جب میرے نماز جنازہ پڑھنے کا اسے فائدہ ہوگا۔

☆ طبرانی نے الاوسط میں اور البیہقی نے شعب الایمان میں اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد ارشاد فرمایا: کہ فلاں قبیلہ کا کوئی آدمی یہاں موجود ہے؟ کیونکہ ادھر تمہارا ایک آدمی قرض کی وجہ

سے جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے۔ اگر تم چاہو۔ تو اُس کا قرض ادا کر کے اُسے چھڑالو۔ اور اگر چاہو تو اُسے عذاب الٰہی کے سپرد کردو۔

☆ امام احمد اور البیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی فوت ہو گیا۔ اور اُس کے ذمہ دو دینار قرضہ تھا۔ تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی نماز پڑھنے سے انکار فرمادیا۔ پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اُس کا قرض ادا کرنے کی حامی بھری۔ تو آنجنابؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اُس کے اگلے دن جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت قتادہؓ سے استفسار فرمایا: کہ اُن دو دیناروں کا کیا بنا۔ انہوں نے عرض کیا کہ قرض ادا کر دیا گیا ہے۔ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ اب اس کی سختی دور ہوئی ہے۔ اور یہی روایت البزار اور الطبرانی نے نقل کی ہے۔ اور انہوں نے اُس قبیلہ کا نام ہذیل لکھا ہے۔

☆ امام احمد نے حضرت سعد بن الاطول سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہمارے والد محترم فوت ہو گئے۔ اور انہوں نے تین سو درہم پیچھے چھوڑے۔ اور اُن کے بال بچے بھی تھے۔ اور ان پر قرضہ بھی تھا۔ تو میں نے وہ درہم ان کے بال بچوں پر خرچ کرنے کا ارادہ کر لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے والد اُس قرضہ کی وجہ سے جنت میں جانے سے روک لیے گئے ہیں۔ پہلے ان کا قرضہ ادا کرو۔

☆ امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ "صَاحِبُ الدَّيْنِ مَأْسُوْرٌ بِدَيْنِهٖ يَشْكُوْ اِلَى اللّٰهِ الْوَحْدَةَ" کہ مقروض آدمی مرنے کے بعد اپنے قرضہ کی وجہ سے قید کر لیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنی تنہائی اور بے بسی کا اللہ کریم سے شکوہ کرتا ہے۔ (کہ میں جنت کی نعمتوں سے محروم ہو گیا ہوں)

☆ ابن ابی الدنیا نے کتاب "مَنْ عاش بعد الموت" شیبان بن جبیر سے روایت

کی ہے۔ کہ میرے والد اور حضرت عبدالواحد بن زید کسی جہاد میں شریک تھے۔ کہ وہ ایک چوڑے اور گہرے کنوئیں پر اکٹھے ہوئے۔ اور کنوئیں کے اندر سے انہیں ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے کنوئیں کے اندر اتر کر دیکھا۔ کہ ایک آدمی پتھر کی سلوں پر بیٹھا تھا۔ اور اس کے نیچے پانی تھا۔ اُس نے اُس سے پوچھا کیا جن ہو کہ انسان ہو؟ اُس شخص نے بتایا کہ میں انسان ہوں۔ تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تو اُس نے کہا۔ میں انطاکیہ کا رہنے والا ہوں اور مجھ پر قرضہ ہے اور میری اولاد اس وقت انطاکیہ میں ہے۔ اور وہ مجھے بھول گئے ہیں۔ اور میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔

تو وہ شخص کنوئیں سے باہر آیا۔ اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا۔ کہ یہ جہاد کا موقعہ تو کبھی کبھار ملتا رہتا ہے۔ چلو کوشش کر کے اس کا قرضہ ادا کر دو۔ لہٰذا انہوں نے محنت مشقت کر کے اُس آدمی کا قرضہ ادا کر دیا۔ اور جب وہ دوبارہ اس کنوئیں پر آئے۔ تو وہ آدمی اُس کنوئیں میں موجود نہیں تھا۔ اور وہ رات کو وہیں ٹھہر گئے۔ تو رات کو انہوں نے اس شخص کو خواب میں دیکھا۔ تو اُس شخص نے ان دونوں آدمیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ کہ اللہ کریم نے اس کنوئیں سے اُٹھا کر جنت کے فلاں فلاں مقام پر مجھے سرفراز فرمایا ہے۔ اس لیے کہ تم نے میرا قرضہ ادا کر دیا ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۳۹

جس نے وصیت نہیں کی اُسے اپنے مرنے والے عزیزوں سے بات چیت کی اجازت نہیں ملتی

☆ ابوالشیخ بن حبان نے کتاب "الوصایا" میں حضرت قیس بن قبیصہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

مَنْ لَّمْ يُوْصِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ فِي الْكَلَامِ مَعَ الْمَوْتٰى قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ تَتَكَلَّمُ الْمَوْتٰى؟ قَالَ نَعَمْ وَيَتَزَاوَرُوْنَ

جس نے وصیت نہیں کی۔ اُسے مرنے والوں کے ساتھ بات چیت کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ آنجناب کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا۔ یارسول اللہؐ! کیا مردے بھی باتیں کرتے ہیں؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اور ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں۔

☆ ابواحمد الحاکم نے الکنی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص وصیت کیے بغیر فوت ہو جائے۔ تو اُسے قیامت تک مرنے والے عزیزوں سے بات چیت کی اجازت نہیں ملتی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنجناب سے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! اور کیا وہ قیامت سے پہلے ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہیں؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ ایک دوسرے سے ملتے بھی رہتے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے سعید بن خالد بن یزید الانصاری کے واسطہ سے بصرہ کے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ جو قبریں کھودا کرتا تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک دن اُس نے ایک قبر کھودی۔ اور وہیں پر پڑ کر سو گیا۔ تو دو عورتیں خواب میں اُس کے پاس آ ئیں۔ تو اُن میں سے ایک عورت نے کہا کہ جس عورت کی تم نے قبر کھودی ہے۔ تمہیں قسم ہے۔ اُس کی قبر ہمارے پڑوس میں نہ بناؤ۔ کہیں اور بنا دو۔ تو میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ تو ایک عورت کا جنازہ لایا گیا۔ تو میں نے اُن سے کہا۔ تمہارے لیے یہ قبر نہیں ہے۔ اُس کی قبر وہ اُدھر ہے۔ جب رات کو میں سو گیا۔ تو وہ دونوں عورتیں خواب میں میرے پاس آئیں۔ ایک نے اُن میں سے کہا۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ تم نے ہمارے سے ایک بڑا شر دور کر دیا۔ میں نے پوچھا اُس عورت کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ عورت بغیر وصیت کئے مری ہے۔ اور جو لوگ بغیر وصیت کئے مر جائیں وہ قیامت تک کسی سے بات چیت نہیں کر سکتے۔

☆ دیلمی نے ابی ہدبہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دو عورتوں کو خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بات چیت کر رہی ہے۔ اور دوسری بات نہیں کر رہی۔ اور وہ دونوں جنتی ہیں۔ تو میں نے اُس پہلی سے پوچھا کہ تم بات چیت کر رہی ہو۔ اور یہ دوسری نہیں کر رہی؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے مرنے سے پہلے وصیت کر دی ہے۔ اور یہ بغیر وصیت کئے مر گئی ہے۔ اب یہ قیامت تک کسی سے بات چیت نہیں کر سکے گی۔

----❖❖❖----

باب نمبر:۴۰

مردہ اور زندہ لوگوں کی روحوں کا خواب میں ملنے کا بیان

☆ اس بارے میں حضرت سلمانؓ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اقوال گزر چکے ہیں۔ ابن قیم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں شواہد اور واقعات موجود ہیں۔ اور وہ بے شمار ہیں۔ اور تجربہ خود بہت بڑی دلیل ہے۔ یہ مردوں کی روحیں زندوں کی روحوں کے ساتھ اسی طرح سے ملتی ہیں۔ جیسے زندہ لوگ آپس میں ملتے ہیں۔ اور فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِہَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (سورۃ الزمر۔۴۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روحوں کو موت کے وقت پوری طرح قبض کر لیتا ہے اور جو نیند کے وقت نہیں مرتی ہے۔ اور جس کے لیے موت مقدر ہوتی ہے اُسے روک لیتا ہے اور دوسری کو مقرر وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔

☆ بقی بن مخلد نے اور ابن مندہ نے ''کتاب الروح'' میں اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن جبیر کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ زندوں کی روحوں اور مردوں کی روحوں میں بھی فرق ہے۔ کہ سونے والوں کی روحیں جسم سے نکلنے کے بعد واپس آ جاتی ہیں۔ اور جن پر موت طاری ہو جاتی ہے۔ ان کی روحیں واپس نہیں آتیں۔ اور وہ

روحیں سوتے میں آپس میں ملاقات کرتی ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے سوال جواب بھی کرتی ہیں۔

☆ ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اسی آیت مبارکہ کے بارے میں روایت بیان کی ہے۔ کہ موت کے وقت بھی روح جسم سے جدا ہو جاتا ہے۔ اور نیند کے وقت بھی روح جسم سے جدا ہو جاتا ہے پس جس کی زندگی باقی ہوتی ہے۔ اُس کی روح واپس کر دی جاتی ہے۔ اور جس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی روح جسم سے جدا ہونے کے بعد واپس نہیں کی جاتی ہے۔ اور مرنے والوں کی روحیں زندہ لوگوں کی روحوں سے ملتی ہیں۔ اور ایک دوسرے کا حال پوچھتی ہیں۔ اور جاتی ہیں اور مرنے والے کی روح بھی واپس جسم میں آنا چاہتی ہے۔ لیکن اُسے واپسی کی اجازت نہیں ملتی ہے۔

☆ حضرت جو بیر نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کے سلسلہ میں روایت بیان کی ہے۔ کہ فرماتے ہیں کہ ایک تار ہے تنی ہوئی مغرب و مشرق کے درمیان اور زمین و آسمان کی فضا میں۔ زندہ و مردوں کی روحیں اسی تار کے ذریعہ سے نقل و حرکت کرتی ہیں۔ اور ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔ پھر زندہ کی روح کو حکم ہوتا ہے۔ کہ تم واپس اپنے جسم میں جاؤ۔ اور اپنا رزق دنیا میں مکمل حاصل کرو۔ پھر مرنے والے کی روح وہیں رہ جاتی ہے۔ اور زندہ کی روح واپس بھیج دی جاتی ہے۔

اور الفردوس میں بغیر سند کے حضرت ابوالدرداء سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کی روح کو ایک ماہ تک اُس کے گھر کے گرد پھرایا جاتا ہے اور ایک سال بھر تک اُس کی قبر کے گرد گھمایا جاتا ہے۔ اور اُسے اس تار پر ڈال دیا جاتا ہے۔ جو مشرق سے مغرب تک تنا ہوا ہے۔ اور اُس کے ذریعہ سے زندوں اور مردوں کی روحیں آپس میں ملاقات کرتی ہیں۔

ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ روحوں کے آپس میں ملنے کی دلیل یہ ہے کہ زندہ شخص

مرنے والے کو خواب میں دیکھتا ہے۔ اور مرنے والا اُسے کئی راز کی باتیں بتاتا ہے۔ جو عالم برزخ میں دیکھ چکا ہوتا ہے۔ اور پھر وہ باتیں اُسی طرح سے واقع ہوتی ہیں۔

میں کہتا ہوں۔ ابو محمد بن عمرو العکبری کی کتاب الفوائد میں فرماتے ہیں۔ کہ ہم کو ابو جعفر محمد بن صالح بن رافع بن وربیع العکبری نے حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے اسماعیل بن ہرام نے۔ حدیث بیان کی وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حضرت اشجعی نے حضرت شیخ سے انہوں نے حضرت ابن سیرین سے فرماتے ہیں۔ کہ خواب میں جو بات تم سے مرنے والا بیان کرے وہ درست ہے۔ کیونکہ وہ عالم حق وصداقت کا گھر ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے اور ابن الجوزی نے عیون الحکایات میں سند کے ساتھ حضرت شہر بن حوشب سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت مصعب بن جثامہ اور حضرت عوف بن مالک آپس میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ تو حضرت مصعب نے حضرت عوفؓ سے کہا۔ کہ ہم سے جو پہلے فوت ہو جائے وہ اپنی حالت دوسرے کو بتا دے۔ انہوں نے کہا۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ہو سکتا ہے۔ تو مصعب فوت ہو گئے۔ اور عوف نے انہیں خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ تو انہوں نے بتایا کہ تھوڑی سی آزمائش کے بعد انہیں بخش دیا گیا۔ اور عوف نے ان کی گردن میں سیاہ رنگ کا ایک نشان دیکھا۔ تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک یہودی سے دس دینار اُدھار لئے تھے۔ اور میرے بٹوے میں موجود ہیں۔ انہیں واپس کر دو۔ اور دیکھو میرے مرنے کے بعد جو بھی واقعہ میرے گھر میں پیش آیا ہے۔ اُس کی خبر مجھے پہنچ گئی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بلی جو پچھلے دنوں مر گئی ہے۔ مجھے اس کی بھی خبر ہے اور میری بیٹی چھ دن تک مر جائے گی۔ اُس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

حضرت عوف فرماتے ہیں جب صبح ہوئی۔ میں ان کے گھر والوں کے پاس آیا۔

اور میں نے آ کر اس کے گھر میں وہ دینار تلاش کیے۔ تو وہ اس کے ترکش میں مل گئے۔ اور وہ میں نے اس یہودی کو بھیج دیے۔ اور میں نے اس سے پوچھا کہ حضرت معصب کے ذمہ تمہاری کوئی چیز تھی۔ تو اس نے کہا کہ حضرت معصبؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب کرامؓ میں سے تھے۔ اور میں نے انہیں دس دینار دیے تھے اور یہ بعینہٖ وہی ہیں۔ اور پھر میں نے اُن کے گھر والوں سے گھر کے حالات پوچھے تو انہوں نے وہی باتیں بتائیں۔ جو مجھے معصبؓ نے بتائی تھیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے بتایا کہ پچھلے دنوں ہماری ایک بلی بھی مرگئی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے بھائی کی بیٹی کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا۔ وہ کھیل رہی ہے۔ تو میں نے آ کر اُسے دیکھا۔ تو اُسے بخار تھا۔ تو میں نے انہیں بتادیا کہ اس کا خیال رکھو کہ یہ چھ دنوں تک اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ چھ دنوں کے اندر فوت ہوگئی۔

☆ ابن المبارک نے الزہد میں عطیہ بن قیس سے انہوں نے حضرت عوف بن مالک الاشجعیؓ سے روایت کی ہے کہ وہ ایک شخص کے بھائی بنے ہوئے تھے۔ جن کا نام محلم تھا۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو حضرت عوف ان سے فرمانے لگے۔ جب تم یہاں سے عالم برزخ میں پہنچ جاؤ۔ تو ہمیں بتادینا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔ تو اس نے کہا کہ اگر ایسا ہو سکا تو میں بتادوں گا۔ تو حضرت محلم فوت ہوگئے۔ تو ایک برس کے بعد حضرت عوفؓ نے انہیں خواب میں دیکھا۔ تو ان سے اُن کا ماجرا پوچھا۔ تو انہوں نے بتایا کہ ہمیں ہمارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا گیا۔ لیکن بے دین و بے پرواہ لوگ ہلاکت میں پڑ گئے۔ اور لوگ ان کی طرف انگلیوں سے اشارہ کرتے تھے۔ لیکن ہمیں تو ہر عمل کی پوری پوری جزا ملی۔ بلکہ ہمیں تو اس بلی کی بھی جزا ملی جو چند دن پہلے گم ہوگئی تھی۔ تو صبح کو حضرت عوفؓ جب حضرت محلم کے گھر میں داخل ہوئے۔ تو اُن کی بیوی نے کہا۔ معصب آپ کو محلم کی ملاقات مبارک ہو۔ تو حضرت عوفؓ نے ان سے پوچھا کہ کیا مرنے کے بعد تم نے حضرت محلم کو دیکھا ہے؟ تو بیوی نے بتایا ابھی

کل رات ہی میں نے انہیں خواب میں دیکھا ہے۔ اور میری بیٹی کے بارے میں مجھ سے بحث کی ہے کہ میں اُسے اپنے پاس لے جاؤں گا۔ تو حضرت عوفؓ نے بھی انہیں باتوں کا ذکر فرمایا: یہاں تک بلی کا بھی جو گم ہوئی تھی۔ اور محلّم وہ ابن جثامہ ہی ہیں۔ جو اُن کے بھائی بنے ہوئے تھے۔ اور پچھلی روایت میں بھی انہیں کا ذکر ہوا ہے۔

☆ ابوالشیخ بن حبان نے کتاب الوصایا میں اور الحاکم نے المستدرک میں: اور البیہقی نے الدلائل میں اور ابونعیم نے حضرت عطاء الخراسانیؒ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ مجھ سے حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی بیٹی نے حدیث بیان کی۔ کہ حضرت ثابتؓ یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور انہوں نے ایک نہایت عمدہ زرہ پہن رکھی تھی۔ تو ایک مسلمان آدمی کا اُن کے پاس سے گزر ہوا۔ اور وہ زرہ اُس نے اُٹھالی۔ اور اسی دوران میں ایک مسلمان شخص سویا ہوا تھا۔ کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ خواب میں اُسے ملے۔ اور اُن سے فرمایا کہ دیکھو میں تمہیں ایک ہدایت دے رہا ہوں۔ اسے محض خواب سمجھ کر ضائع نہ کر دینا۔ میں کل شہید ہوا ہوں۔ اور میرے پاس سے گزرتے ہوئے ایک مسلمان نے میری زرہ اُٹھالی ہے۔ اور اُس کا ٹھکانہ لوگوں کے آخر میں ہے۔ اور اُس کے خیمہ کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اور زرہ پر اُس کے ایک ہانڈی اُلٹا کر رکھی ہوئی ہے۔ اور اُس ہانڈی کے اُوپر اُس نے کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ اور انہیں کہو کہ کسی کو بھیج کر میری وہ زرہ منگوا لیں۔

اور جب وہ مدینہ منورہ میں پہنچیں۔ تو خلیفہ رسول اللہ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کریں۔ کہ مجھ پر میرے فلاں پرانے دوست کا اتنا قرضہ ہے۔ وہ ادا کریں تب وہ شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں یہ بات بتائی۔ اور انہوں نے آدمی بھیجا۔ جو اُس آدمی سے زرہ لے کر آیا اور پھر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ جا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ عنہ سے اُس خواب کا تذکرہ کیا۔ اور انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق عمل فرمایا: اور فرمایا کہ اس سے پہلے ہم نہیں جانتے کہ کسی نے کسی کے مرنے کے بعد اُس کی کی ہوئی وصیت پر عمل کیا ہو۔ سوائے حضرت ثابت بن قیس کی وصیت کے۔

☆ حاکم نے المستدرک میں اور البیہقی نے الدلائل میں حضرت کثیر بن الصلت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی جس دن شہادت ہوئی ہے۔ اُسی دن آپ کو ذرا سی اونگھ آ گئی۔ اور جب آپؓ نیند سے بیدار ہوئے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے ابھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس جمعہ کو تم ہمارے ساتھ موجود ہو گے۔

☆ الحاکم نے ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے صبح ہی صبح فرمایا: کہ آج رات کو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے عثمان افطار ہمارے ساتھ کرنا اور اُس دن کو جناب عثمان رضی اللہ عنہ کا روزہ تھا۔ اور اسی دن آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ اور آنجنابؐ نے اُن سے یہ بھی فرمایا تھا کہ تم جمعہ کے روز ہمارے پاس موجود ہو گے۔

☆ الحاکم نے حسین بن خارجہ سے روایت کی ہے کہ جب پہلا فتنہ برپا ہوا۔ تو میں تردد میں مبتلا ہو گیا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے حق دکھا دے۔ تاکہ میں اُس کو تھام لوں۔ تو میں نے خواب میں دنیا اور آخرت کو دیکھا۔ اور ان دونوں کے درمیان ایک دیوار دکھائی دی۔ جو زیادہ لمبی نہیں تھی۔ اور میں اُس دیوار کے نیچے کھڑا سوچ رہا تھا۔ کہ اس دیوار کے پار جاتا ہوں۔ اور وہاں اشجع کے شہداء سے جا کر اس بارے میں پوچھتا ہوں۔ وہ مجھے اس بارے میں کچھ بتائیں گے۔ تو میں دیوار کے پار درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس پہنچا۔ جہاں

کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کیا تم شہداء کرام ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تو فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا تو شہداء کدھر ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو اپنے بلند مقام پر پہنچ گئے ہیں۔ تو میں بھی بلند مقامات کی طرف بڑھنے لگا۔ اور خدا معلوم میں بلندی کے کس مقام پر پہنچ گیا۔ اور اُس مقام کی خوبصورتی اور وسعت بس خدا ہی جانتا ہے۔ تو میں نے دیکھا کہ وہاں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں۔ اور آنجناب ؐ حضرت ابراہیمؑ سے فرمارہے ہیں کہ میری امت کے لیے بخشش کی دعا فرمائیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: آپ ؐ کو نہیں معلوم انہوں نے آنجناب ؐ کے بعد کیا گل کھلائے۔ انہوں نے آپس میں خونریزی کی۔ اپنے امام پیشوا کو شہید کیا۔ تو انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا۔ جس طرح میرے دوست سعدؓ نے عمل کیا۔ تو میں نے سوچا۔ میں نے یہ خواب دیکھا ہے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس ذریعہ سے فائدہ دے گا۔ اب جا کر یہ دیکھتا ہوں کہ حضرت سعدؓ نے کیا عمل کیا ہے؟ تو میں بھی اُن کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ تو میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اُن سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو وہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ وہ لوگ ناکام ہو گئے۔ جس کے حضرت ابراہیم علیہ السلام دوست نہ ہوئے۔ اور پھر میں نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں گروہوں میں سے کس کے ساتھ ہو؟ تو انہوں نے فرمایا: میں کسی کے ساتھ نہیں ہوں۔ تو میں نے ان سے پوچھا۔ کہ آپ میرے لیے کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے پاس بھیڑ بکریاں ہیں؟ میں نے کہا نہیں تو آپ ؓ نے فرمایا: کچھ بکریاں خرید لو۔ اور انہیں لے کر کسی طرف نکل جاؤ۔ بس تم فتنہ سے بچ جاؤ گے۔

☆ امام الحاکم نے اور البیہقی نے الدلائل میں حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئی۔ تو آپ رو رہی تھیں۔ تو میں نے اُن سے رونے کی وجہ دریافت کی۔ تو انہوں نے

فرمایا: کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتے دیکھا ہے اور آنجناب کے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر مٹی پڑی ہوئی ہے۔ تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! کیا بات ہے؟ تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ میں ابھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ سے ہو کر آیا ہوں۔

☆ الحاکم نے حضرت معمر سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم سے ہمارے شیخ نے روایت بیان کی ہے۔ کہ ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ کے پاس آئیں۔ اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میرا یہ ہاتھ درست ہو جائے۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے اس ہاتھ کو کیا ہوا ہے؟ اُس نے بتایا کہ میرے والدین تھے۔ اور میرے والد نہایت دولت منداور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔ اور میری ماں کے پاس یہ سب کچھ نہیں تھا۔ اور میں نے ماں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ ہم نے گائے ذبح کی۔ تو انہوں نے چربی کا ایک ٹکڑا کسی مسکین کو دیا تھا۔ اور ایک دھجی کپڑے کی دی تھی۔ اور بس پھر میرے ماں باپ فوت ہو گئے۔ تو میں نے خواب میں اپنے والد کو ایک نہر پر کھڑے دیکھا کہ وہ لوگوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ تو میں نے اُن سے پوچھا۔ ابا جان! امی کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا۔ مجھے اُن کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ تو میں اُنہیں تلاش کرنے نکلی۔ تو میں نے انہیں ننگے بدن کھڑے پایا۔ بس اُن کے جسم پر وہی ایک دھجی تھی۔ جو انہوں نے راہ خدا میں دی تھی۔ اور چربی کا وہی ٹکڑا ان کے ہاتھ میں تھا۔ جسے وہ اُلٹ پلٹ رہی تھیں۔ اور پھر وہ کہتیں۔ ہائے میں پیاسی ہوں۔ تو میں نے ان سے کہا۔ امی جان! کیا میں آپ کو پانی نہ پلا دوں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں کیوں نہیں تو میں اپنے والد کے پاس جا کر اُن سے پانی لائی۔ اور امی جان کو پلا دیا۔ تو ان کے پاس سے کسی شخص نے مجھے تنبیہ کی۔ اور کہا کہ اس عورت کو پانی کس نے پلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کا ہاتھ شل کر دے۔ میں جاگی تو میرا یہ ہاتھ شل یعنی بیکار ہو چکا تھا۔

اس بات کی تحقیق کہ روح نیند کی حالت میں جسم سے نکل کر جہاں چاہے چلتی پھرتی اور روحوں وغیرہ سے ملاقات کرتی ہے

☆ الحاکم نے المستدرک میں اور طبرانی نے الاوسط میں اور العقیلی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ تو اُن سے پوچھا۔ یا ابوالحسن! کہ انسان خواب دیکھتا ہے۔ کوئی سچا ہوتا ہے۔ کوئی جھوٹا۔ آپؓ نے فرمایا: ہاں! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ کہ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: کہ جب کوئی مومن مرد یا عورت بھرپور نیند سوتا ہے۔ تو اُس کی روح عرش الٰہی کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ اور جو عرش کے پاس پہنچ کر جاگنے کی کیفیت میں ہوتا ہے۔ تو اس کا خواب سچا ہوتا ہے۔ اور جس کی آنکھ عرش الٰہی سے واپسی پر کھلتی ہے۔ اُس کا خواب جھوٹا ہوتا ہے۔

☆ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ روحیں نیند کے دوران میں آسمان کی جانب جاتی ہیں۔ تو انہیں عرش الٰہی کے پاس سجدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ جو روح پاک ہوتی ہے۔ وہ عرش الٰہی کے پاس سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ اور جو طاہر نہیں ہوتی ہے۔ وہ عرش الٰہی سے دور کہیں سجدہ ریز ہوتی ہے۔

☆ ابن المبارک نے الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جب انسان سوتا ہے تو اس کی روح آسمان پر پرواز کرتی ہوئی عرش الٰہی کے نیچے پہنچ جاتی ہے۔ اگر وہ پاک ہو۔ تو اُسے سجدہ ریز ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ اور اگر وہ ناپاکی کی حالت میں ہو۔ تو اُسے سجدہ کرنے کا حکم نہیں ہوتا۔

☆ حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں سند ضعیف سے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

فرمان گرامی ہے۔ کہ مومن کا خواب کلام ہے۔ جو بندہ اپنے رب کریم سے سوتے میں کرتا ہے۔

☆ امام نسائی نے حضرت خزیمہ سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ گویا میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کر رہا ہوں۔ تو میں نے اس بارے استفسار کیا تو فرمایا: کہ روحیں روحوں سے ملتی رہتی ہیں۔

☆ شیخ عزالدین بن عبدالسلام "روح المقطر" میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ ضابطہ الٰہی ہے۔ کہ روح جب تک جسم میں رہتی ہے۔ انسان جاگتا رہتا ہے۔ اور جب جسم سے نکل جاتی ہے۔ تو وہ سو جاتا ہے۔ اور جسم سے جدا ہو کر روح طرح طرح کے خواب دیکھتی ہے۔ جب یہ آسمان میں دیکھتی ہے۔ تو یہ خواب سچا ہوتا ہے۔ کیونکہ آسمانوں پر شیطان کا کوئی عمل دخل نہیں۔ اور اگر یہ خواب آسمان کے بغیر روح کہیں اور دیکھتی ہے۔ وہ وسوسہ شیطان ہوتا ہے۔ اور جب روح جسم میں واپس لوٹ آتی ہے۔ تو انسان بیدار ہو جاتا ہے۔

☆ حضرت عکرمہ اور مجاہد فرماتے ہیں۔ جب انسان سو جاتا ہے۔ تو روح کسی راستے پر چلنے لگتا ہے۔ لیکن اُس کا رابطہ جسم کے ساتھ استوار رہتا ہے۔ اور وہ مسلسل گھومتی پھرتی رہتی ہے۔ اور انسان اتنی دیر تک نیند کی حالت میں رہتا ہے۔ اور سورج کی شعاعوں کی طرح جسم کا تعلق روح سے قائم رہتا ہے۔ اور جب روح واپس آتی ہے۔ تو انسان جاگ اٹھتا ہے۔

☆ ابن مندہ نے کسی عالم سے ذکر کیا ہے۔ کہ روح انسان کے جسم سے ناک کے نتھنے کی راہ سے باہر نکلتی ہے۔ اور بنیادی طور پر اُس کا رابطہ جسم سے قائم رہتا ہے اور جب زندگی پوری ہونے پر مکمل طور پر جسم سے خارج ہو جاتی ہے۔ تو انسان موت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ جس طرح چراغ کی بتی کو اگر دیئے سے الگ کر دیا جائے۔ تو وہ بجھ جاتا ہے۔ اور جب بتی دیئے میں موجود رہتی ہے۔ تو سارا گھر روشنی سے معمور ہو جاتا ہے۔ تو اس طرح سے روح انسانی ناک کے راستہ

سے نکل کر شہروں میں گھومتی ہے۔ اور موکل فرشتہ اُسے اس کے محبوب لوگوں کی روحوں سے ملاتا ہے۔ اور پھر روح بدن کی طرف لوٹ آتی ہے۔

☆ ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ اُن سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا۔ جو خواب میں دیکھتا ہے۔ کہ وہ خراسان یا شام میں ہے۔ یا کسی ایسے ملک میں موجود ہے۔ جسے اُس نے کبھی جا کر دیکھا بھی نہیں۔ تو یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ سب کچھ انسان کی روح وہاں پر پہنچ کر ہی دیکھتی ہے۔

☆ اور ابوالشیخ نے ایک اور واسطہ سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت بیان کی ہے "وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰكُمْ بِالَّیْلِ" "وہ ذات گرامی جو تمہیں نیند کی حالت میں فوت کرتی ہے۔ تو فرماتے ہیں کہ ہر رات کو اللہ تعالیٰ روحوں کو جسم سے نکال لیتا ہے۔ اور ہر روح سے صاحب روح کے اعمال کے بارے میں سوال ہوتا ہے۔ کہ دن کو اُس نے کیا کیا ہے؟ اور پھر ملک الموت کو حکم ہوتا ہے۔ کہ فلاں کو مکمل طور پر اپنے پاس رکھ لو اور فلاں روح کو واپس بھیج دو۔

---- ❖ ❖ ❖ ----

باب نمبر: ۴۱

اُن لوگوں کے واقعات جنہوں نے خواب میں مرنے والوں کو دیکھا اور اُن سے اُن کے حالات دریافت کئے اور انہوں نے بتائے

☆ ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات میں اور ابن سعد نے الطبقات میں حضرت محمد بن زیادہ الالہانی نے روایت کی ہے۔ کہ عفیف بن الحارث نے حضرت عبداللہ بن عائذ الثمالی الصحابیؓ سے کہا۔ جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا۔ کہ اگر تم مرنے کے بعد مجھ سے مل سکو تو مجھے اپنے حالات سے آگاہ کرنا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت عبداللہ الثمالی رضی اللہ عنہ اُن سے خواب میں ملے۔ تو ان سے پوچھا کہ آپ پر کیا گزری؟ انہوں نے فرمایا کہ ہم بچ گئے اور بچنا مشکل تھا۔

بڑی پوچھ گچھ کے بعد ہماری نجات ہوئی۔ تو ہم نے اپنے پروردگار کو بہتر پروردگار پایا کہ اس نے گناہ معاف کر دیئے اور برائیوں سے درگزر فرمایا: سوائے احراض کے کہ اس کی معافی نہ ہوئی۔ میں نے ان سے پوچھا یہ احراض کیا ہیں۔ انہوں نے فرمایا احراض وہ لوگ ہیں۔ جن کی طرف شہر کے بارے میں انگلیوں سے اشارہ کیا جائے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے ابوطاہر یہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ عبدالاعلیٰ بن عدی بن ابی بلال الخزاعی نے ان کی عیادت کی تو عبدالاعلیٰ نے ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میری طرف سے سلام عرض "کیجئے" اور آپ سے ہو سکے

کہ مجھ سے مل سکیں تو آپ کو اس کی اطلاع دیدیجئے اور عبدالاعلیٰ کی ماں ابن ظاہر یہ کی بہن ابن ابی بلال کے نکاح میں تھی۔

ان کی وفات کے تین دن بعد آپ نے خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ میری بیٹی تین دن بعد مجھ سے ملنے والی ہے۔ کیا تو عبدالاعلیٰ کو جانتی ہے۔ اس نے کہا نہیں تو فرمایا ان کے بارے میں پوچھ کر انہیں بتادینا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کا سلام عرض کردیا ہے۔ اور آپؐ نے اس کا جواب بھی عنایت فرمایا ہے تو انھوں نے اپنے بھائی ابوظاہریہ کو یہ بات بتائی اور انہوں نے آگے پہنچادی۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت یحییٰ بن ایوب سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ دو آدمیوں نے آپس میں عہد کیا کہ جو شخص ان دونوں میں پہلے فوت ہو وہ اپنے ساتھی کو اپنے حالات بتائے۔ تو ان میں سے ایک فوت ہوگیا اور اس نے اپنے ساتھی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا ہمارے بھائی حسن کے ساتھ کیا معاملہ ہوا ہے۔ تو انہوں نے بتایا کہ وہ تو جنت میں فرشتوں کی مانند ہے۔ جس کا کوئی فرمان ٹالا نہیں جاتا۔ پوچھا ابن سیرین کا کیا حال ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ اس مقام پر ہیں کہ انہیں وہ ملتا ہے۔ جو وہ چاہیں یا ان کا دل جو چاہے اور ان دونوں کے درمیان لمبا فرق ہے۔ تو انہوں نے پوچھا ہمارے میرے بھائی حسن نے یہ مقام کس چیز سے حاصل کیا۔ تو انہوں نے بتایا۔ شدت خوف کی وجہ سے۔

☆ ابن عدی نے اور ابن عساکر نے اپنی تعریف میں محمد بن یحییٰ الحدری سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ابن اجلح فرماتے ہیں کہ میرے والد نے سلمہ بن کہیل سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے مرگئے اور تم میرے خواب میں میرے پاس آسکے تو جو تم نے وہاں دیکھا ہو بتادینا۔ سلمہ نے بھی اس سے کہا کہ اگر تم مجھ سے پہلے مرگئے تو اگر تم سے ہوسکے تو میرے خواب میں میرے پاس آکر جو وہاں دیکھا ہو مجھے بتادینا تو سلمہ اجلح سے پہلے فوت ہوگئے۔ پھر میرے والد

نے مجھ سے فرمایا بیٹے کیا آپ کو معلوم ہے کہ سلمہ میرے خواب میں آئے تو میں نے کہا کیا تم مر نہیں چکے؟ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ کیا ہے۔ میں نے کہا تم نے اپنے پروردگار کو کیسا پایا۔ انہوں نے بتایا نہایت ہی رحم کرنے والا پھر میں نے کہا تم نے عملوں میں سے کونسا عمل سب سے بڑھیا پایا۔ جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کردے تو اس نے کہا کہ میں نے ان لوگوں کے ہاں نماز تہجد سے بڑھ کر زیادہ قابل عزت کوئی عمل نہیں پایا۔ میں نے پوچھا تمہارا معاملہ کیسے ہوا۔ فرمایا: آسان، لیکن بھروسہ مت کرو۔

☆ امام احمد نے "الزہد" میں اور ابن سعد نے الطبقات میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ میرے مخلص دوست تھے جب ان کی شہادت ہوئی تو میں ایک سال تک اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ وہ مجھے خواب میں ان سے ملائیں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال بعد دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا امیرالمومنین آپ کے پروردگار نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ابھی فارغ ہوا ہوں۔ میرا تو تختہ ہی ہو گیا تھا اگر میں نے اپنے پروردگار کو رؤف و رحیم نہ پایا ہوتا۔

☆ حضرت ابن سعد نے حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت کی کہ وہ فرماتے ہیں میں نے ایک انصاری آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ مجھے خواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملائے اور میں نے انہیں دس سال بعد دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں میں نے کہا یا امیرالمومنین آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا ابھی فارغ ہوا ہوں اگر رحمت پروردگار نہ ہوتی تو میں ہلاکت میں پڑ چکا ہوتا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ یہ بات مجھے بہت محبوب تھی کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

حالات کو جانوں تو میں نے خواب میں ایک محل دیکھا میں نے کہا یہ کس کا ہے کہنے لگے حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کا تو آپ محل سے باہر نکلے اور آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی لگتا تھا کہ ابھی غسل کر کے آئے ہیں۔ تو میں نے کہا کیا معاملہ ہوا فرمایا اچھا ہوا میرا تو عرش ہی ڈگمگا گیا تھا اگر میں اپنے پروردگار کو نہایت بخشنے والا نہ پایا ہوتا تو میں نے عرض کیا معاملہ کیا ہوا فرمانے لگے۔ میں کب سے تم سے جدا ہوا ہوں میں نے عرض کیا بارہ سال ہو گئے ہیں فرمایا تو حساب سے اب چھوٹ کر آیا ہوں۔

☆ ابن عساکر نے حضرت مطلب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے سبز رنگ کا لباس پہن رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اچھا معاملہ کیا۔ میں نے عرض کیا کہ دین کا کونسا شعبہ بہتر ہے فرمایا: دین قیم وہ ہے جس میں خونریزی نہ ہو۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن النضر الحارثی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ سلمہ بن عبدالملک نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کے بعد دیکھا تو پوچھا یا امیر المومنین ہائے اللہ مرنے کے بعد آپ کن حالات سے گزرے ہوں گے انہوں نے فرمایا ارے سلمہ ابھی ابھی فارغ ہوا ہوں اور اس عرصے تک میں نے آرام نہیں پایا۔ میں نے عرض کیا اب آپ کہاں ہیں فرمایا میں ائمہ ہدایت کے ساتھ جنات عدن میں ہوں۔

☆ ابن ابی شیبہ نے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے افلح کو دیکھا یا فرماتے ہیں کثیر ابن افلح کو خواب میں دیکھا۔ اور یہ حرہ کے دن مقتول ہوئے تھے۔ تو میں نے پوچھا کیا تم قتل نہیں ہو گئے تھے فرمانے لگے ہاں کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا تو پھر کیا معاملہ ہوا فرمانے لگے اچھا ہوا میں نے پوچھا کیا تم شہید ہو۔ تو انہوں نے فرمایا نہیں کیوں

کہ جب مسلمان آپس میں لڑتے ہیں تو کچھ مقتول ایسے ہوتے ہیں کہ وہ شہید نہیں ہوتے ہاں لیکن ہم شرمندہ ہیں۔

☆ ابن سعد نے ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جنت میں آگیا ہوں اور خیمے تنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا یہ خیمے کس کے ہیں کہنے لگے ذی الکلاع اور حوشب کے ہیں یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ لڑتے ہوئے مارے گئے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی کہاں ہیں؟ تو وہ کہنے لگے کہ وہ آپ کے سامنے ہیں میں نے کہا بعض لوگوں نے بعض کو قتل کیا تو؟ بتایا گیا کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے سامنا ہوا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو وسیع المغفرت پایا میں نے کہا نہروان والوں یعنی خارجیوں کا کیا بنا۔ اس نے کہا کہ وہ ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے کتاب ''المنامات'' میں حضرت ابوبکر الخیاط سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ گویا میں قبرستان میں داخل ہوا ہوں اور اہل قبور اپنی قبروں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے ریحان کے پودے لگے ہوئے ہیں کہ اچانک میں نے حضرت محفوظ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے درمیان کھڑے دیکھا۔ کبھی ادھر کبھی ادھر آ جا رہے ہیں۔ میں نے کہا محفوظ بھائی تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا کیا تم مر نہیں گئے تھے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔

موت التقی حیٰوۃ لا نفاد لھا

قد مات قوم وھم فی الناس احیاء

پرہیزگار کی موت ایسی زندگی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو زندہ ہونے کے باوجود مر چکے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت سلیم المصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے یزید بن مسور العابد کو خواب میں دیکھا اور یہ صاحب اللہ

تعالٰی کا بہت ذکر کرنے والے اور موت کو بہت یاد کرنے والے تھے لمبی ریاضت فرماتے میں نے پوچھا آپ نے اپنا مقام کیسا پایا تو انہوں نے فرمایا:

وَلَيْسَ يَعْلَمُ مَا فِي الْقَبْرِ دَاخِلُهٗ
إِلَّا الْإِلٰهُ وَسَاكِنُ الْأَجْدَاثِ

قبر کے اندر کیا ہے؟ یہ بات سوائے اللہ تعالٰی کے اور قبروں میں رہنے والوں کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے بشر بن المفضل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت بشر بن منصور رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے کہا ابو محمد تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا جو میں اپنے لیے مشکل سمجھتا تھا۔ میں نے اس سے معاملے کو زیادہ آسان پایا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حفص الرہبی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے خواب میں دیکھا تو میں نے کہا ابو سلیمان تم نے آخرت کی بھلائی کو کیسے پایا۔ فرمایا میں نے آخرت کی بھلائی کو بہت پالیا۔ میں نے پوچھا پھر بھی کہاں تک پالیا۔ فرمایا الحمد للہ خیر کو پالیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو سفیان بن سعید کی کوئی خبر ہے وہ نیکی اور نیکی والوں کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے تبسم فرما کر کہا کہ نیکی نے انہیں نیکوں کے درجہ تک پہنچادیا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے عتبہ بن ضمرہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی سے خواب میں ملا تو میں نے کہا آپ کیسی ہیں کہنے لگیں بخیریت ہوں میرے عمل کا بدلہ مجھے مل گیا ہے یہاں تک کہ چھوٹی موٹی نیکیوں کا بھی اجر مل گیا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت عبدالملک اللیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے عامر بن عبدالقیس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم نے

کیا پایا فرمایا بہتر میں نے کہا پھر تم نے کونسا عمل زیادہ بڑھیا پایا۔ فرمایا ہر وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو عبداللہ ہجری سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میرے چچا فوت ہوگئے تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں دنیا دھوکہ ہے اور آخرت عمل کرنے والوں کے لیے مسرت کا مقام ہے۔ ہم نے یقین اللہ تعالیٰ پر اور مسلمانوں کی خیر خواہی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھی کسی معمولی نیکی کو بھی حقیر مت جانو اور عمل اس شخص کا سا کرو جو یہ سمجھتا ہو یہ میں عمل کرنے میں قاصر ہوں۔

☆ اور ابن ابی الدنیا نے امام الاصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یونس بن عبید کے بصری ساتھیوں کو دیکھا اور آپ کی وفات ہو چکی تھی۔ میں نے پوچھا آپ کہاں سے آرہے ہیں۔ فرمانے لگے یونس طبیب کے پاس سے۔ میں نے پوچھا کون یونس طبیب؟ فرمانے لگے ماہر فقیہ میں نے کہا ابن عبید؟ فرمانے لگے ہاں! میں نے کہا وہ کہاں ہیں۔ فرمانے لگے ارغوانی پھولوں کی مجلس میں کنواری لڑکیوں کے ساتھ ان کی آنکھیں تقویٰ کی درستگی کی وجہ سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت میمون الکردی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عروہ البزار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ فلاں سقے کے میرے ذمہ ایک درہم ہے اور وہ میرے گھر کے ایک طاق میں رکھا ہوا ہے۔ وہاں سے لے کر اسے ادا کردو تو صبح کو میں سقہ سے ملا اور اس سے پوچھا کہ کیا عروہ کے ذمہ تمہاری کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا ہاں ایک درہم تو میں اس کے گھر میں گیا۔ اور وہ درہم طاق میں رکھا پایا اور وہ میں نے سقہ کو ادا کردیا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے کوفہ کے ایک آدمی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے

سوید بن عمرو الکلبی کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت اچھی حالت میں ہیں میں نے کہا یا سوید یہ اچھی حالت کیسے ہوئی انہوں نے فرمایا کہ میں کلمہ لا الہ الا اللہ کی کثرت کیا کرتا تھا۔ تم بھی اس کی کثرت کیا کرو پھر فرمایا داؤد طائی اور محمد بن النضر الحارثی رحمۃ اللہ علیہما نے جو مقام چاہا تھا انہوں نے اسے پالیا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم المنذر الحرانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے ضحاک بن عثمان کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا تو فرمایا آسمان میں کچھ پناہ گاہیں ہیں جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ ان پناہ گاہوں میں اٹک جاتا ہے۔ جو لا الہ الا اللہ نہیں کہتا ہے وہ گر جاتا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن الخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عائشہ التیمی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ فرمایا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے ساتھ محبت کی وجہ سے بخش دیا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے السری بن یحییٰ سے انہوں نے والان بن عیسیٰ بن ابی مریم سے روایت کی ہے کہ قزوین کا ایک شخص جو نہایت نیک تھے فرماتے ہیں ایک رات چاند نے مجھے دھوکے میں ڈال دیا تو میں مسجد کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ میں نے جا کر نماز پڑھی ذکر و تسبیح کرتا رہا اور دعائیں کیں کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا تو میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا میرا خیال ہے کہ وہ آدمی نہیں تھے ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے طشت تھے اور ان پر برف کی طرح سے سفید چار چار روٹیاں رکھی ہوئی تھیں اور ہر روٹی کے اوپر انار کی طرح کا ایک ایک موتی رکھا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے کھاؤ میں نے کہا میرا تو روزہ رکھنے کا ارادہ ہے انہوں نے کہا کہ تمہیں اس گھر والے کا حکم ہے کہ کھاؤ تو میں نے کھایا اور میں ان موتیوں کو

اٹھانے لگا تو مجھ سے کہا گیا کہ اسے چھوڑ دو ہم اسے تیرے لیے بو دیں گے۔ اور یہ تیرے لیے بڑا درخت بن جائے گا۔ تو تیرے لیے اس سے بہتر ہو گا۔ میں نے کہا اسے کہاں لگاؤ گے انہوں نے کہا ایسے گھر میں جو کبھی ویران نہیں ہو گا۔ اور ایسا پھل ہو گا کہ کبھی خراب نہیں ہو گا۔ اور وہاں ایسی حکومت ہو گی جو کبھی ختم نہ ہو گی اور کپڑے ہوں گے کہ پرانے نہیں ہوں گے اور وہاں پہاڑ میں چشمے ہیں اور آنکھوں کو ٹھنڈک راضی خوش رہنے والی اور راضی رکھنے والی بیویاں ہیں جو حسد نہیں کریں گی بس تم نے اسی میں رہنا ہے۔ بس ایک عرصہ ہے کہ جس سے تم گزر کر اس گھر میں آ ٹھہرو گے فرماتے ہیں کہ دو جمعوں کے بعد وہ فوت ہو گئے۔ سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں فوت ہونے کی رات خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے کہہ رہے ہیں۔ کیا تم اس درخت سے حیرت میں نہیں رہ گئے ہو جو میرے لیے اس دن بویا گیا تھا۔ جس دن میں نے تمہیں یہ بات بتائی تھی وہ اب بار آور ہو چکا ہے ہم نے کہا اس نے کیا پھل دیا ہے انہوں نے فرمایا اس بات کے بارے میں مت پوچھو جس کے بیان کرنے پر کوئی شخص قادر نہیں۔ اور ہم نے کوئی ایسا فیاض نہیں دیکھا کہ اس کے پاس کوئی فرمانبردار آیا ہو اور اس نے اس کے ساتھ ایسا اچھا سلوک کیا ہو۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت اسماعیل بن عبداللہ بن میمون سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے عطا بن محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا آپ نے کون سے عمل کو افضل پایا فرمایا۔ خدا کی پہچان، میں نے پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے ہم سے حدیث بیان کی ہمیں خبر دی تو فرمایا میں تحرد مباحات کو ناپسند کرتا ہوں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے کسی ساتھی سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا: بہتر کیا ہم نے عمل صالح سے بڑھ کر کوئی معاون نہیں پایا اور صحابہ صالحین سے بڑھ کر کسی کو بلند مرتبہ

نہیں پایا اور ہم نے سلف صالحین کی طرح کسی کو بڑھیا نہیں پایا اور صالحین کی مجلسوں کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں پائی۔

☆ ابن ابی الدنیا نے عبدالوہاب بن یزید الکندی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے ابوعمرو نابینا کو دیکھ کر پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا۔ میں نے پوچھا کون سے عمل کو آپ نے افضل پایا تو انہوں نے فرمایا جس سنت پر اور عمل پر تم عامل ہو۔ میں نے پوچھا تم نے کونسا عمل زیادہ بُرا پایا فرمانے لگے ناموں سے بھی بچ کر رہو۔ میں نے کہا کہ نام کیا ہے تو فرمایا وہ ہیں قدری معتزلی اور مرجئی اس طرح آپ من مانی کرنے والے فرقوں کے نام شمار کرتے رہے۔

حضرات شیخین کو گالی دینے والے کا انجام بد

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوبکر العیلی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص فوت ہو گیا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ تو مجھے خواب میں ایک شخص نے وہ آدمی دکھایا بالکل ننگ دھڑنگ اور اس کے سر پر سیاہ رنگ کا چیتھڑا اور ایک چیتھڑا اس کی شرمگاہ پر تھا۔ اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دو عیسائی پادریوں بکرا اور عون بن اصمر کا ساتھی بنا دیا ہے۔

صحابہ کرام کی ذات میں نقص نکالنے والے کا انجام بد

☆ ابن ابی الدنیا نے ایک بزرگ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میرا ایک پڑوسی فوت ہو گیا اور وہ بھی اس قسم کی باتیں کیا کرتا تھا۔ تو مجھے نیند میں وہ شخص دکھایا گیا گویا کہ وہ کانا ہے۔ میں نے کہا ارے فلانے یہ میں تجھے کیا دیکھ رہا ہوں کہنے لگا میں اصحاب رسول اللہ میں نقص نکالا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرے اندر یہ نقص رکھ دیا ہے اس نے ضائع شدہ آنکھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اشارے سے بتایا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے ابو جعفر المدینی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے محمود بن حمید کو اپنے خواب میں دیکھا۔ یہ بہت عامل شخص تھا۔ انہوں نے دو سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے پوچھا مرنے کے بعد کہاں تک پہنچے ہو۔ تو انہوں نے میری طرف دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

نِعْمَ الْمُتَّقُوْنَ فِی الْخُلْدِ حَقًّا

بِجِوَارِ نَوَاهِدِ اَبْكَارِ

جنت الخلد میں متقین لوگ نہایت اچھے ہیں۔ جو کنواری دوشیزاؤں کی ہمراہی میں رہیں۔

ابو جعفر فرماتے ہیں واللہ ایسی بات میں نے اس سے پہلے کسی سے نہیں سنی تھی۔

☆ ابن ابی الدنیا نے اور البیہقی نے شعب الایمان میں مطرف بن عبداللہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں ایک قبرستان میں تھا کہ میں نے جلدی جلدی ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ لیکن میں ان کے اچھا ہونے پر خوش نہیں تھا اور مجھ کو اونگ آ گئی۔ تو میں نے صاحب قبر کو دیکھا مجھ سے باتیں کر رہا ہے کہہ رہا ہے کہ تم نے دو رکعتیں پڑھ لیں اور تم اس کے اچھا ہونے پر خوش نہیں ہو۔ میں نے کہا بس ایسا ہی ہوا ہے۔ تو اس نے کہا کہ تم عمل کرتے ہو لیکن کرنا جانتے نہیں اور ہم کرنا جانتے ہیں اور کر سکتے نہیں (اس کے باوجود بھی) مجھے تمہاری طرح سے ہی دو رکعتیں پڑھ لینا دنیا اور اس کے ساز و سامان سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے پوچھا اس قبرستان میں کون لوگ ہیں اس نے بتایا کہ یہاں سب مسلمان ہیں۔ اور سب نے اپنی جزائے خیر کو پا لیا ہے میں نے پوچھا یہاں پر افضل کون ہے تو اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا تو میں نے اپنے دل میں دعا کی اے اللہ کریم اسے میرے سامنے قبر سے نکال دے تاکہ میں اس سے باتیں کر سکوں۔ تو اس قبر سے ایک نوجوان باہر آیا۔ میں نے کہا تم یہاں پر افضل آدمی ہو اس نے کہا لوگ یہی کہتے ہیں میں نے کہا تم کس طرح

اس مقام تک پہنچے ہو۔ واللہ مجھے نظر آتا ہے اس عمر میں ایسے مقام پر کوئی نہیں پہنچ سکتا میں کہتا ہوں تم نے یہ تمام مرتبہ کثرت حج و عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ اور نیک اعمال سے حاصل کیا ہے۔ اس نے بتایا کہ میں نے بہت سی مصیبتیں اٹھائیں اور ان مصیبتوں پر صبر کی توفیق حاصل ہوئی تو اسی وجہ سے مجھے لوگوں پر فضیلت حاصل ہوئی۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت ایاس بن دغفل سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے ابوالعلاء یزید بن عبداللہ کو نیند کی حالت میں دیکھا میں نے کہا تم نے موت کا مزہ کیسا پایا۔ فرمایا میں نے اسے کڑوہ ناخوشگوار پایا۔ میں نے پوچھا تمہیں مرنے کے بعد کیا ہوا۔ فرمایا راحت اور گلستان اور بغیر غصہ کے رب رحمٰن۔

☆ ابن ابی الدنیا نے کسی سے روایت کی ہے اس نے بتایا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا تو میں نے اسے سوتے میں دیکھا تو میں نے پوچھا جب تمہیں قبر میں رکھا گیا تو تمہاری کیا حالت ہوئی تھی اس نے بتایا کوئی میرے پاس آگ کا شعلہ لیکر آیا تو اگر میرے لیے کسی نے دعا نہ کی ہوتی تو تم دیکھتے اس نے مجھے ہلاک کر دیا تھا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے المنکدر بن محمد المنکدر سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا جیسا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آیا ہوں اور لوگ روضۃ الجنت میں ایک شخص کے اوپر اکٹھے ہو رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے مجھے بتایا گیا۔ یہ ایک آدمی ہے آخرت کی دنیا سے آیا ہے اور لوگوں کو ان کے مرنے والوں کے بارے میں بتا رہا ہے۔ تو میں اسے دیکھنے آگے بڑھا۔ تو وہ شخص حضرت صفوان بن سلیم تھے اور لوگ ان سے سوال کر رہے تھے اور وہ ان کے جواب دے رہے تھے۔ اور انہوں نے فرمایا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں جو مجھ سے محمد بن المنکدر کے بارے میں پوچھے تو لوگ کہنے لگے یہ ان کا بیٹا ہے۔ تو میں نے لوگوں سے آگے بڑھ کر عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ ہمیں ان کے بارے میں کچھ بتائیں۔

تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں بیہ دیا ہے اور یہ کچھ دیا ہے اور اُسے راضی کردیا ہے۔ اور جنت میں کئی مقامات ومراتب عطا فرمائے ہیں اور ایسا ٹھکانا عطا فرمایا ہے کہ جہاں سے نہ کہیں جانا ہے اور نہ موت آنی ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے ابو کریا سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے آکر بتایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا جیسے میں جنت میں داخل کردیا گیا ہوں تو میں ایک باغیچے میں پہنچا تو وہاں جناب ایوب یونس اور ابن عون اور تیمی رحمتہ اللہ علیہم موجود تھے۔ میں نے پوچھا سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کہاں ہیں تو انہوں نے بتایا وہ تو ہمیں دور ایک ستارے کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت محمد بن واسعؒ کو جنت میں دیکھا اور محمد بن سیرینؒ کو بھی جنت میں دیکھا تو میں نے پوچھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔ فرمایا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے یزید بن ہارونؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے محمد بن یزیدؒ الواسطی کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے میں نے پوچھا کس وجہ سے انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ جمعہ کے روز عصر کے بعد ہماری مجلس میں حضرت ابوعمرو البصری تشریف لائے انہوں نے دعا فرمائی اور ہم نے آمین کہی اور ہمیں سب کو بخش دیا گیا ہے۔ جب سے ہم تم سے جدا ہوئے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا عقبہ بن ابی شیبتؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے خلید بن سعید کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کیا معاملہ ہوا۔ ہم نکل گئے اور نکلنے والے نہیں تھے۔ میں نے پوچھا قرآن کے ساتھ تمہارا کیا لگاؤ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا جب سے ہم تم سے جدا ہوئے ہیں قرآن کی ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں۔

☆ خطیب بغدادی نے حضرت محمد بن سالم الخواصؒ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن اکثم القاضی کو سوتے میں دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے مجھ سے فرمایا: ارے بدتر بوڑھے اگر تیرا بڑھاپا آڑے نہ آتا تو میں تمہیں آگ میں جلا دیتا۔ تو مجھ پر وہ وحشت طاری ہوئی جو ایک غلام پر اپنے آقا کے سامنے طاری ہوتی ہے۔ جب میں حواس میں ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: ارے بوڑھے کھوسٹ اگر تم بوڑھے نہ ہوتے تو میں تمہیں آگ میں جلا دیتا۔ تو پھر مجھ پر اسی طرح وحشت طاری ہوئی جو ایک غلام کو اپنے آقا کے سامنے ہوتی ہے جب میں ہوش میں آیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: ارے خراب بوڑھے تو پہلی طرح سے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے عرض کیا اے رب کریم میں نے تیری طرف سے ایسی حدیث کوئی نہیں سنی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے میری طرف سے کیا حدیث بیان کی گئی تھی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے تو میں نے عرض کیا کہ مجھ سے عبدالرزاق بن ہمام نے حدیث بیان کی انہوں نے فرمایا ہم سے معمر بن راشد نے ابن شہاب الزہری سے روایت کی انہوں نے نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے سنا اور جبریل امین نے اے خدائے عظیم تجھ سے سنا۔ کہ تو نے فرمایا:

مَاشَابَ لِیْ عَبْدٌ فِی الْاِسْلَامِ شَیْبَۃً اِلَّا اِسْتَحْیَیْتُ مِنْہُ اَنْ اُعَذِّبَہٗ بِالنَّارِ

ترجمہ: جو میرا بندہ بھی اسلام میں بوڑھا ہوا تو مجھے اس سے شرم آتی ہے کہ میں اسے نار جہنم کی سزا دوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا عبدالرزاق نے سچ بیان کیا معمرؒ نے بھی سچ کہا۔ اور زہریؒ نے بھی سچ کیا اور انسؓ نے

بھی سچی روایت کی اور نبیؐ نے بھی سچ کہا جبرائیلؑ نے بھی سچ کہا اور میں نے ہی یہ کہا ہے۔ (پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا) اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔

☆ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت ابوبکر انفزاری سے روایت کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے کسی بھائی نے ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا احمدؒ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا: تو فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا احمدؒ تم نے کوڑوں کی مار پر صبر کیا۔ کہ جو تم نے کہا اس سے تمہیں پھرے کلام الٰہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور غیر مخلوق ہے (نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا) مجھے اپنے عزت کی قسم میں تمہیں اپنا کلام قیامت تک سناتا رہوں گا۔ تو میں اپنے رب تبارک تعالیٰ کا کلام سنتا رہتا ہوں۔

☆ ابن عساکر نے محمد بن عوف سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے محمد بن المصفی الحمصیؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہاں تک پہنچے فرمایا بھلائی تک اور اس بھلائی کے ساتھ ساتھ ہم اپنے پروردگار کو روزانہ دو دفعہ دیکھتے ہیں۔ میں نے کہا ارے اللہ تعالیٰ کے بندے تم دنیا میں بھی صاحب سنت تھے اور آخرت میں بھی صاحب سنت ہو۔ تو وہ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیئے۔

☆ ابن عساکر نے محمد بن مفضل سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے منصور بن عمار کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا تو خلط ملط (گڑبڑ) کیا کرتا تھا۔ پھر بھی میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ اس لیے کہ تم مجھے میری مخلوق میں محبوب بناتے تھے۔ اٹھو میرے فرشتوں کے سامنے میری بزرگی بیان کرو جیسے تم دنیا میں میری بزرگی بیان کیا کرتے تھے۔ تو میرے لیے ایک کرسی رکھی گئی اور میں نے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کے سامنے اس کی بزرگی بیان فرمائی۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت ابوالحسن الشعارانیؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے منصور بن عمار کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تم منصور بن عمار ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں اے رب کریم فرمایا: تم وہ شخص ہو جو لوگوں کو دنیا سے بے نیاز بناتے تھے اور انھیں آخرت کا شوق دلاتے تھے۔ میں نے عرض کیا ایسا ہی تھا۔ اور میں نے کوئی ایسی مجلس اختیار نہیں کی کہ جو تیری حمد وثنا سے آغاز نہ کیا ہو، دوسرے یہ کہ تیرے نبی پر درود نہ پڑھا ہو۔ اور تیسری بات یہ کہ تیرے بندوں کی خیر خواہی نہ کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے سچ کہا (اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا) اس شخص کے لیے کرسی رکھ دو کہ میرے آسمان پر میری بزرگی بیان کرے جیسا میری زمین پر میرے بندوں کے درمیان میری بزرگی بیان کیا کرتا تھا۔

☆ ابن عساکر نے سلیم بن منصور بن عمار سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے بتایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے قریب کیا اور پاس بلایا اور مجھ سے فرمایا اے بدترین بوڑھے تمہیں معلوم ہے میں نے تمہیں کیوں بخش دیا میں نے عرض کیا اے اللہ کریم مجھے نہیں معلوم تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس لیے کہ تو ایک دن لوگوں کے لیے ایک مجلس میں بیٹھا اور تو نے ان کو رُلا دیا اور ان بندوں میں میرا ایک بندہ بھی رو پڑا جو میری خشیت سے کبھی نہیں رویا تھا۔ تو میں نے (اس کے رونے پر) اسے بخش دیا۔ اور تمام اہل مجلس اس کے حوالے کر دیے اور تمہیں بھی ان لوگوں کے ساتھ اسی شخص کے حوالہ کر دیا۔

☆ ابن عساکر نے مسلمہ بن عفان سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت وکیع کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے

جنت میں داخل فرما دیا۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے فرمایا علم کی برکت سے۔

☆ ابن عساکر نے ابو یحییٰ المستملی بن ہمامؒ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو ہمام کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ان کے سر کے اوپر قندیلیں لگی ہوئی ہیں میں نے پوچھا یا ابا ہمام یہ قندیلیں آپ نے کس وجہ سے پائیں انہوں نے فرمایا یہ قندیلیں مجھے حوض کوثر اور شفاعت اور فلاں فلاں حدیث کی برکت سے حاصل ہوئیں۔

☆ ابن عساکرؒ نے سفیان بن عیینہؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ثوریؒ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا مجھے کچھ ہدایت فرمائیں انہوں نے فرمایا لوگوں سے ملنا جلنا کم کر دو۔ میں نے عرض کیا کچھ اور فرمائیں تو فرمایا اگر تو اس میں پڑ جائے گا تو معلوم ہو جائے۔

☆ ابن عساکر نے ابو الربیع الزہرانیؒ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پڑوسی نے بیان کیا کہ میں نے ابن عوف کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ جب بھی سوموار کے دن سورج غروب ہوتا ہے۔ تو میرا عمل نامہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا ہے اور مجھے بخش دیا ہے اور یہ حضرت سوموار کے دن فوت ہوئے تھے۔

☆ ابن عساکر نے حضرت ابو عمرو الخفافؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یحییٰ الذہلیؒ کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا تمہارے عملوں کا کیا ہوا فرمایا کہ وہ آب زر سے لکھ کر علیین کے مقام پر پہنچا دیئے گئے۔

☆ ابن عساکر نے الاستاذ ابو الولید سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ابو العباس الاصم کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا بزرگو تمہارا مقام

کہاں تک پہنچا فرمایا میں ابو یعقوب البویطی اور الربیع بن سلیمان کے ساتھ ابو عبداللہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں ہوں اور ہم لوگ روزانہ امام شافعیؒ کی ضیافت میں جاتے ہیں۔

☆ ابن عساکر نے حضرت حزمؒ کے بھائی سہلؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی موت کے بعد دیکھا تو میں نے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کچھ لیکر پہنچے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے حضور بہت سے گناہ لیکر پہنچا اور اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ حسن گمان کی وجہ سے ان تمام گناہوں کو مٹا دیا۔

☆ ابن عساکر نے یمن کی ایک عورت سے روایت کی ہے فرماتی ہیں میں نے رجا بن حیوۃ کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ آپ فوت نہیں ہو گئے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں کیوں نہیں اور جنت میں اعلان کیا گیا کہ جراح بن عبداللہ کے استقبال کے لیے تیار رہو اور یہ آپ کی وفات کی خبر آنے سے پہلے کی بات ہے۔ پھر حضرت جراح کے وفات کی خبر آئی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی ہے۔ اور وہ اسی دن آذربائیجان کی جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔

☆ ابن عساکر نے حضرت عتبہ بن ابی حکیم سے انہوں نے بیت المقدس کی ایک عورت سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ رجاء بن حیوۃ ہمارے ہم مجلس تھے۔ اور یہ مجلس کے بہترین ساتھی تھے وہ فوت ہو گئے تو میں نے انہیں ایک مہینے کے بعد دیکھا تو میں نے پوچھا کہاں تک پہنچے فرمایا خیر تک۔ لیکن ہم نے تم سے جدا ہونے کے بعد اتنی وحشت محسوس کی کہ ہم نے یہ گمان کر لیا کہ قیامت برپا ہو گئی ہے۔ میں نے پوچھا ایسا کیوں ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت جراح اور ان کے ساتھی اپنے بوجھ اٹھائے جنت میں داخل ہوئے یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر بھیڑ ہو گئی۔

☆ ابن عساکر نے امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت

کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں حضرت جریر خطفی کو ان کے مرنے کے بعد دیکھا۔ تو ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا کس وجہ سے فرمانے لگے اس تکبیر کی وجہ سے جو میں نے جنگل میں ایک چشمے پر ظہر کے بعد کہی پوچھا آپ کے بھائی فرزدق کا کیا بنا فرمایا اُسے پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے نے برباد کر دیا۔

☆ ابن عساکر نے ثور بن یزید الشامی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے "الکمیت" "بن زید" ... نے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا فرمایا اس نے مجھے بخش دیا۔ اور میرے لیے ایک کرسی رکھی اور اس پر مجھے بٹھایا اور طرب انگیز اشعار پڑھنے کا حکم دیا تو جب میں اپنے اس شعر پر پہنچا۔

خَبَائِكَ رَبُّ النَّاسِ مِنْ اَنْ يَغُرَّنِیْ
كَمَا غَرَّهُمْ شُرْبُ الْحَيٰوةِ الْمُصَرَّرِ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کمیت تم نے سچ کہا تجھے اس چیز نے دھوکے میں نہیں ڈالا جس نے لوگوں کو دھوکے میں ڈالا۔ تو میں نے تمہیں تمہاری سچائی "برأت" خیریت کی وجہ سے تمہیں معاف کر دیا۔ اور تمہارے ہر شعر کے بدلے میں اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی کے بدلے میں ایک ایک گھر جنت میں بنا دیا اور آخرت میں قیامت تک یہ درجات تیرے لیے بلند کرتا رہوں گا۔

☆ ابن عساکر نے حضرت ابن الشعثاء المصری سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ابوبکر بن النابلسی کو خواب میں دیکھا۔ جنہیں ابو عبید نے قتل کر دیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا۔ کس بات پر بخش دیا۔ حالانکہ تم نے تو جو کیا کیا انہوں نے فرمایا اس تھوڑا سا سنت پر عمل کرنے پر جو میں نے

بظاہر کیا تھا۔

☆ ابن عساکر نے حجاج بن قتیبہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں حسن اور فرزدق کے ساتھ ایک قبر پر موجود تھا کہ حسن نے فرزدق سے کہا کہ اس دن کے لیے تم نے کیا تیاری کی ہے۔فرمایا کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ کی ستر سالوں سے ریاضت ،تو حضرت حسن خاموش ہو گئے۔اور بلطر بن الفرزدق بتاتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: بیٹے! مجھے اُسی کلمہ شہادت نے فائدہ دیا۔جو میں نے حضرت حسن کو بتایا تھا۔

☆ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن الصالح الصوفی سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کوئی محدث بزرگ خواب میں دیکھے گئے تو ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا پوچھا گیا کس بات کی وجہ سے فرمایا اپنی کتابوں میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر درود شریف لکھنے کی وجہ سے۔

☆ ابن عساکر نے حضرت یزید بن نعمہؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک زندہ آدمی نے کسی مرنے والے کو دیکھا تو مرنے والے نے اس سے کہا ارے فلانے لوگوں کو بتا دو کہ حضرت عامر بن قیسؒ کا چہرہ قیامت کے روز چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

☆ ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلمؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ انہوں نے ایک لمبی ٹوپی پہن رکھی ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے علم سے سنوار دیا میں نے پوچھا کہ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کہاں ہیں۔فرمایا مالک اوپر۔اوپر اور مسلسل کہتے رہے اوپر اور اپنا سر اٹھاتے رہے یہاں تک کہ ان کی ٹوپی سر سے گر گئی۔

☆ ابن عساکر نے حضرت بشر الحافیؒ کے بھانجے خوشنام سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے ماموں کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور پھر ذکر کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا کیا انعام بخشا تو میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کچھ فرمایا فرمانے لگے ہاں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تم مجھ سے شرماتے نہیں کہ ہر وقت تمہیں مجھ سے ڈرتے رہنا چاہیے تھا۔

☆ ابن عساکر نے حسین بن اسماعیل الحاملیؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت کا شانیؒ کو خواب میں دیکھا۔ تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا۔ انہوں نے مجھے اشارے سے بتایا کہ کچھ سختی کے بعد میں بچ گیا۔ میں نے پوچھا کہ آپ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا فرمائیں گے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا میں نے عرض کیا۔ بشر الحافی کے بارے میں کچھ بتائیں تو فرمانے لگے اس شخص کی روزانہ دو مرتبہ عزت افزائی ہوتی ہے۔

☆ ابن عساکر نے حضرت عاصم الحربی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت ہشام کے احاطے میں داخل ہوا ہوں تو وہاں بشر الحافی کی اور میری ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔ فرمایا: علیین سے میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا۔ فرمایا کہ میں ابھی احمد بن حنبل اور عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہما کو اللہ تبارک تعالیٰ کے سامنے چھوڑ کر آیا ہوں دونوں کھا پی رہے ہیں اور عیش کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ کہاں تک پہنچے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کھانے کا شوق کم پا کر اپنی طرف دیکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

☆ ابن عساکر نے حضرت ابو جعفر اشقاء سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بشر الحافی اور معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہما کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہیں سے آ رہے ہیں۔ میں نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم جنت الفردوس سے آ رہے ہیں۔ اور ہم نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

☆ ابن عساکر نے قاسم بن منبہؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت بشر الحافی کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ اور فرمایا اے بشرؒ میں نے تجھے بھی بخش دیا اور جو تمہارے جنازے میں شامل ہوا اسے بھی بخش دیا۔ میں نے عرض کیا اے رب کریم اسے بھی جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہر اس شخص کو میں نے بخش دیا قیامت تک جو تم سے محبت کریں گے۔

نیک لوگوں کے قریب دفن ہونے سے مغفرت ہوگئی

☆ ابن عساکر نے حضرت احمد الدورقیؒ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میرا ایک پڑوسی فوت ہوگیا تو میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ اس نے دو جوڑے پہن رکھے ہیں میں نے پوچھا آپ کا قصہ کیا ہے یعنی اعزاز تمہیں کس طرح مل گیا۔ اس نے بتایا کہ ہمارے قبرستان میں بشر الحافی دفن کئے گئے ہیں۔ اور ہر اہل قبر کو دو دو جوڑے پہنائے گئے۔

☆ ابن عساکر نے حجاج بن شاعر سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ بشر الحافی کسی کو خواب میں نظر آئے تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا اے بشر تم نے میری اتنی عبادت نہیں کی جتنا میں نے تمہارا نام بلند کیا۔

☆ ابن عساکر نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ اس نے بشر الحافی کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے

فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے فرمایا اے بشر اگر تم انگاروں پر سجدہ کرتے تو اس کا بدلہ نہ اتار سکتے جو عزت میں نے تمہیں اپنے بندوں کے دلوں میں بخشی ہے۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت محمد بن خزیمہؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام احمد بن حنبلؒ کی وفات ہوئی تو میں بہت غمگین ہوا اور جب میں رات کو سویا تو انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ بڑی شان سے ٹہلتے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ میں نے پوچھا اے ابوعبداللہ یہ کیسی چال ہے فرمایا دارالسلام (جنت) میں خادموں کی چال ہے۔میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور میرے سر پر سونے کا تاج رکھا اور مجھے سنہری جوتے پہنائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے احمد یہ تمہارے اس کہنے کا بدلہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے پھر مجھ سے فرمایا اے احمد مجھ سے انہی دعاؤں سے مانگو جن سے تم دنیا میں مانگا کرتے تھے۔

میں نے عرض کیا یا رب کریم سب کچھ مانگ لوں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ہاں جو چاہے مانگ لو۔ تو میں نے عرض کیا۔ تو ہر چیز پر قادر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا تو میں نے عرض کیا اے رب کریم مجھ سے کچھ سوال نہ کرنا اور مجھ کو ہر چیز بخش دینا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا ہی کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے احمد یہ جنت ہے اٹھو اس کے اندر جاؤ میں داخل ہو گیا۔ اور حضرت سفیان ثوریؒ کو دیکھا کہ ان کے دو سبز رنگ کے پر ہیں جن سے وہ ایک کھجور سے دوسری کھجور پر اڑ کر جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ○

ترجمہ: تمام تعریفیں اس ذات گرامی کی ہیں جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں ایسی سرزمین کا وارث بنا دیا۔ یعنی جنت کا جس

میں ہم جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں اور یہ عمل کرنے والوں کے لیے بہترین بدلہ ہے۔

میں نے ان سے پوچھا حضرت عبدالوہابؒ وراق کا کیا بنا فرمانے لگے میں نے انہیں دریائے نور کے شیریں پانی میں رب غفور کے سامنے تیرتے ہوئے چھوڑا ہے۔

میں نے پوچھا حضرت بشرالحافی کا کیا ہوا فرمانے لگے واہ واہ بشرالحافی جیسا کون ہے۔ میں نے انہیں ملک جلیل رب کریم کے سامنے اس حالت میں دیکھا کہ ان کے سامنے کھانے کا دستر خوان رکھا ہے۔ اور رب جلیل اسے مخاطب ہو کر فرما رہا ہے ارے کھاؤ تم نے دنیا میں نہیں کھایا۔ ارے پیو تم نے دنیا میں نہیں پیا۔ ارے عیش کرو تم نے دنیا میں عیش نہیں کی۔

☆ ابن عساکرؒ نے ولف بن ابی ولف العجلیؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک ویران گھر میں جس کی دیواریں سیاہ ہو چکی ہیں اور اس کے اندر راکھ بکھری ہوئی ہے۔ اور وہ نہایت پریشان اور بے لباس ہیں اور اپنا سر گھٹنوں میں دیے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے پوچھنے کے سے انداز میں کہا ولف ہو۔ میں نے کہا ہاں اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

أَبْلِغَنْ أَهْلَنَا وَلَا تَخْفِ عَنْهُمْ   مَا لَقِينَا فِي الْبَرْزَخِ الْخَنَّاقِ

قَدْ سُئِلْنَا عَنْ كُلِّ مَا قَدْ فَعَلْنَا   فَارْحَمُوا وَحْشَتِي وَمَا قَدْ أُلَاقِي

فَلَوْ أَنَّا إِذَا مِتْنَا تُرِكْنَا   لَكَانَ الْمَوْتُ رَاحَةَ كُلِّ حَيٍّ

وَلٰكِنَّا إِذَا مِتْنَا بُعِثْنَا   فَنُسْأَلُ بَعْدَهُ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ

☆ ابن عساکرؒ نے امام الاصمعیؒ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے حجاج بن یوسف کو خواب میں دیکھ کر ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ

نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو اس نے بتایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قتل کے بدر میں ستر ستر مرتبہ قتل فرمایا میں نے ایک سال بعد پھر انہیں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو اس نے کہا کیا تم اس سے پچھلے سال نہیں پوچھ چکے ہو۔

☆ ابن عساکر نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا ایک مردار سا پڑا ہوا ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کیا چیز ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اگر آپ اس سے بات کریں گے تو وہ بولے گا۔ تو میں نے اپنے پیر سے اسے ٹھوکر لگائی تو اس نے اپنا سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور اپنی دونوں آنکھیں کھول دیں۔ میں نے اس سے کہا تم کون ہو۔ اس نے کہا میں حجاج ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہو کر آیا ہوں میں نے اس کو سخت سزا دینے والا پایا ہے۔ اس نے مجھے ہر قتل کے بدر میں بری طرح سے قتل کیا ہے۔ اب میں اس کے حضور انتظار میں کھڑا ہوں جیسا کہ دوسرے توحید پرست مسلمان اپنے رب کے فیصلے کے منتظر ہیں کہ جنت کا ہوتا ہے یا جہنم کا۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت اشعثؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج کو خواب میں بُرے حالوں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا: انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قتل کے بدلے میں قتل کیا۔ میں نے پوچھا پھر کیا ہوا۔ اس نے بتایا۔ میں بھی دوسرے لا الہ الا اللہ پڑھنے والوں کی طرح اُمید لگائے بیٹھا ہوں۔

☆ ابن عساکرؒ نے ابوالحسنؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سونے کے دوران میں دیکھا کہ میں ایک وسیع اور کشادہ مقام پر آیا ہوں اور ایک شخص تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک آدمی اس کے سامنے بھونا جا رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ بیٹھنے والا کون شخص ہے۔ بتایا گیا کہ یہ یزید نحوی ہے اور یہ سامنے ابو مسلم خراسانی ہیں جو ایک صاحب دعوت تھے انہیں اس کے سامنے آگ سے جلایا جا رہا ہے۔

میں نے پوچھا ابراہیم الصائغ" کا کیا حال ہے۔ اس نے بتایا اعلیٰ علیین میں ہیں ان تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس نے بتایا ابوالحسن مجھے خواب میں بتایا گیا یہ جو تم نے دیکھا ہے یہ ایک صالح آدمی تھا جو سرزمین خراسان میں رہتا تھا اور یہ ہمارے پاس اس کے بعد آیا کرتا۔ اور بتاتا کہ بلخ میں بھی ایک آدمی نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اور سمرقند جورجان اور صوبہ خراسان میں بھی

☆ ابن عساکرؒ نے احمد بن عبدالرحمان المصیرؒ سے روایت کی ہے۔ فرما ... ہیں کہ میں نے صالح بن عبدالقدوس" کو ہنستے مسکراتے اور خوش وخرم دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا: تم کیسے بچ گئے باوجود یکہ تم زندیق (لادین) کہلائے جاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا جب میں اپنے پروردگار کے حضور پیش ہوا جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ میرا استقبال فرمایا۔ اور فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم اس الزام سے بری ہو جو تم پر لگایا جاتا رہا۔ (کہ تم لادین ہو)

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت ابویزید طیفورؒ البسطامی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے جناب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا یا امیرالمؤمنین مجھے کوئی ایسا کلمہ تعلیم فرمادیں جو مجھے فائدہ بخشے آپؓ نے فرمایا دولت مندوں کی انکساری کتنی اچھی ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید سے کریں۔ میں نے عرض کیا کچھ اور ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا اس سے اچھی بات یہ ہے کہ فقراء لوگ دولت مندوں سے بے نیاز ہو کر اللہ کی ذات پر بھروسہ کرلیں۔ میں نے عرض کیا مجھے کچھ اور ارشاد فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا اس سے بہتر کر... ے اپنا ہاتھ مبارک کھولا تو اس میں آب زر سے یہ اشعار لکھے تھے۔

قَدْ كُنْتُ مَيْتًا فَصِرْتُ حَيًّا وَعَنْ قَلِيلٍ تَكُوْنُ مَيْتًا
فَأَبْنِ بِدَارِ الْبَقَاءِ بَيْتًا وَاهْدِمْ بِدَارِ الْفَنَاءِ بَيْتًا

ترجمہ: کبھی تو مردہ تھا پھر تو زندہ ہو گیا اور کچھ عرصے کے بعد تو پھر مردہ ہو جائے گا۔ ہمیشہ کے گھر کے لیے اپنا گھر تعمیر کر لو۔ اور دار فنا سے اپنے گھر کو گرا دو۔

☆ ابن عساکرؒ نے کسی مکی شخص سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے سعید بن سالمؒ القدرح کو خواب میں دیکھا تو میں نے پوچھا کہ اس قبرستان میں سب سے افضل کون ہیں انہوں نے فرمایا اس قبر والا میں نے پوچھا یہ فضیلت اسے کیسے ملی انہوں نے فرمایا کہ وہ آزمائشوں میں پڑا اور اس نے صبر کیا۔

میں نے پوچھا فضیل بن عیاضؒ کا کیا ہوا؟ تو فرمایا ہائے انہیں تو ایسا قیمتی سوٹ پہنایا گیا ہے کہ دنیا اور دنیا کی ساری دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔

☆ ابن عساکرؒ نے ابوالفرج غیث بن علیؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ابوالحسن الیعقوبی المقری کو خواب میں دیکھا نہایت اچھی حالت میں تو میں نے ان سے ان کا حال پوچھا تو انہوں نے خیریت بتائی تو میں نے کہا کہ آپ مر نہیں چکے ہیں فرمایا ہاں کیوں نہیں میں نے پوچھا آپ نے موت کو کیسا پایا فرمایا اچھا پایا اور وہ خوش تھے۔

میں نے پوچھا تم بخشے گئے اور جنت میں چلے گئے؟ فرمایا ہاں میں نے پوچھا کون سے عمل نے زیادہ فائدہ دیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہاں استغفار سے بڑھ کر کوئی چیز نفع مند نہیں ہے۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت حسن بن یونس الحرانیؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے الماجور الامیر کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے فرمایا مسلمانوں کا اچھا انتظام کرنے اور حاجیوں کے لیے راستہ آسان بنانے کی وجہ سے۔

☆ ابن عساکرؒ نے ابونصر بن ماکولا سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے

خواب میں دیکھا گویا کہ میں حضرت ابوالحسن الدارقطنیؒ کا آخرت میں حال پوچھ رہا ہوں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ صاحب جنت میں امام کہہ کر پکارے جاتے ہیں۔

☆ ابن عساکرؒ نے ابونصر خلف الوزانؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں۔ یوسف بن الحسین الرازی الصوفیؒ کو خواب میں دیکھا گیا۔ اور ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا۔ میں نے پوچھا کس بنا پر انہوں نے فرمایا ان کلمات کی برکت سے جو میں نے مرتے وقت کہے میں نے کہا اے اللہ کریم میں نے گفتگو میں لوگوں کی خیر خواہی کی اور عمل میں اپنے نفس سے خیانت کی تو میرے لوگوں کو نصیحت کرنے کے طفیل میری خیانت سے درگزر فرمادے۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت عبداللہ بن صالحؒ سے روایت کی ہے۔ کہ ابونواس خواب میں کسی کو دکھائی دیئے وہ بڑی نعمتوں میں تھے ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور یہ بڑی نعمت عطا فرمائی تو ان سے کہا گیا یہ نعمت تمہیں کیسے مل گئی حالانکہ تم گڑبڑ کرنے والے آدمی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک رات کو ایک نیک بزرگ قبرستان میں تشریف لائے اور انہوں نے اپنی چادر بچھا کر دو رکعتیں پڑھیں اور ان دو رکعتوں میں انہوں نے دو ہزار مرتبہ قل ھواللہ احد (سورۃ الاخلاص) کو پڑھا اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام اہل قبرستان کی مغفرت فرمادی اور میں بھی ان سب میں شامل ہوں۔

☆ ابن عساکر نے حضرت محمد بن نافع سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابونواس کو نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں دیکھا۔ تو میں نے کہا ابونواس ہو؟ اُس نے کہا۔ یہ کنیت کا مقام نہیں ہے۔ میں نے کہا حسن بن ہانی ہو؟ اُس نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اُس

نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان اشعار کے بدلے میں بخش دیا۔ جو میرے تکیے کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ تو میں اُس کے گھر والوں کے پاس آیا تو وہ اشعار اُس کے تکیہ کے نیچے سے مل گئے۔ ایک رقعہ میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

يَارَبِّ إِنْ عَظُمَتْ ذُنُوْبِيْ كَثْرَةً ۔۔۔ فَلَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّ عَفْوَكَ أَعْظَمُ

إِنْ كَانَ لَا يَرْجُوْكَ إِلَّا مُحْسِنٌ ۔۔۔ فَبِمَنْ يَلُوْذُ وَيَسْتَجِيْرُ الْمُجْرِمُ

أَدْعُوْكَ رَبِّ كَمَا أَمَرْتَ تَضَرُّعًا ۔۔۔ فَإِذَا رَدَدْتَ يَدِيْ فَمَنْ ذَا يَرْحَمُ

مَالِيْ إِلَيْكَ وَسِيْلَةٌ إِلَّا الرَّجَا ۔۔۔ وَجَمِيْلُ عَفْوِكَ ثُمَّ أَنِّيْ مُسْلِمُ

اے رب کریم! اگرچہ میرے گناہ بہت ہی زیادہ ہیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ تیری معافی ان سے بھی بڑھ کر عظیم ہے۔

اے کریم! اگر نیک اعمال کرنے والے ہی تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ تو گناہ گار لوگ کس سے پناہ اور حفاظت حاصل کریں گے۔

اے اللہ کریم! میں تیرے حکم کے مطابق تجھ سے ہی گڑگڑا کر مانگتا ہوں۔ اور جب تو ہی مجھے خالی ہاتھ لوٹا دے گا۔ تو پھر مجھ پر اور کون رحم کرے گا؟

اے اللہ کریم! تیری رحمت کی امید ہی میرا وسیلہ ہے اور تیری خوبصورت معافی اور اس کے بعد یہ کہ میں مسلمان ہوں۔

☆ ابن عساکر نے حضرت ابوبکر الاصفہانی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ابونواس خواب میں کسی کو نظر آئے۔ تو اُن سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا۔ تو انھوں نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اُن اشعار کی برکت سے بخش دیا۔ جو میں نے گل نرگس کے بارے کہے ہیں۔ اور وہ اشعار یہ ہیں۔

تَأَمَّلْ فِيْ نَبَاتِ الْأَرْضِ وَانْظُرْ ۔۔۔ إِلَى آثَارِ مَا صَنَعَ الْمَلِيْكُ!!

عُيُوْنٌ مِنْ لُجَيْنٍ شَاخِصَاتٌ ۔۔۔ بِأَحْدَاقٍ كَمَا ذَهَبُ السَّبِيْكُ!

عَلٰی قُضُبِ الزَّبَرْجَدِ شَاهِدَاتٌ بِاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ لَهٗ شَرِیْکٌ
وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدٌ رَسُوْلٌ !!!! اِلَی الثَّقَلَیْنِ اَرْسَلَهُ الْمَلِیْکُ

زمین کے پودوں پر ہی ذرا غور کرلو۔ اور قدرت کی ان نشانیوں کو ہی دیکھ لو۔

کہ کس طرح زمین سے چاندی کی طرح چمکتے ہوئے چشمے رواں دواں ہیں۔ اور وہ آنکھوں کو پگھلے ہوئے سونے کی طرح سے بہتے دکھائی دیتے ہیں۔ زمرد جیسی ڈالیوں پر رنگ رنگ کے پھول اس بات کے شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے دونوں جہان کے لیے بھیجا ہے۔

☆ ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن محمد المروزی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یعقوب بن سفیان الحافظ کو خواب میں دیکھا۔ تو اُن سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری بخشش فرمادی۔ اور مجھے حکم فرمایا کہ میں آسمان پر بھی حدیث رسولؐ بیان کروں جیسا کہ میں زمین پر بیان کیا کرتا تھا۔ تو میں نے چوتھے آسمان پر حدیث رسولؐ بیان کی۔ اور فرشتے حدیث سننے کے لیے میرے سامنے جمع ہوئے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام احادیث لکھواتے رہے۔ اور فرشتوں نے سونے کے قلموں سے لکھا۔

☆ ابن عساکر نے ابو عبید بن حربویہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت والسری السقطیؒ کے جنازہ میں شامل ہوا۔ جب رات ہوئی تو اس نے انہیں خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھے اور جو لوگ تیرے جنازہ میں شامل ہوئے اور تیری نماز جنازہ پڑھی ہے میں نے ان سب کو بخش دیا۔ تو اس نے رجسٹر نکالا اور اُس میں اپنا نام تلاش کیا۔ تو وہ نہیں ملا۔ لیکن یہ کہنے لگے کہ میں ان کے جنازہ میں حاضر تو ضرور ہوا ہوں۔ تو تلاش کے بعد انہیں اپنا نام رجسٹر کے ایک کنارہ پر لکھا ہوا

مل گیا۔

☆ ابن عساکر نے حضرت ابو القاسم ثابت بن احمد بن الحسین البغدادی سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم سعد بن محمد الزنجانی کو خواب میں دیکھا۔ وہ مجھے بار بار فرما رہے تھے۔ اے ابو القاسم! اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف کی خدمت کرنے والے (محدثین) کے لیے مجلس کے بدلہ میں جنت میں ایک ایک گھر تعمیر فرمایا ہے۔

☆ ابن عساکر نے محمد بن مسلم بن وراد سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا۔ تو ان سے ان کا حال پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حاضری کے وقت پوچھا کہ تو لوگوں کے پیچھے کیوں پڑا۔ تو میں نے عرض کیا۔ کہ یا باری تعالیٰ! وہ لوگ تیرے دین کے درپے ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ پھر طاہر الخلقانی کو بارگاہ رب العزۃ میں لایا گیا تو میں نے اُن کے خلاف اللہ تعالیٰ سے اپنا حق چاہا۔ تو انہیں سو کوڑے حد لگائی گئی۔ اور پھر اُسے قید کر دیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: کہ اسے اپنے ساتھیوں۔ ابوعبداللہ سفیان ثوری، ابوعبداللہ مالک بن انس اور ابوعبداللہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے پاس پہنچا دو۔

☆ ابن عساکر نے حفص بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ کہ وہ پہلے آسمان پر فرشتوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھی ہے۔ جس میں میں نے ہر حدیث میں لکھا ہے "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلَاۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِہَا عَشْرًا

کہ جس شخص نے مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا اس پر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

☆ ابن عساکر نے یزید بن مخلد طرسوسیؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ ان کی وفات کے بعد دیکھا کہ وہ پہلے آسمان پر ایسے لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں جنھوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔اور خود انھوں نے بھی سفید لباس پہن رکھا ہے۔اور وہ نماز میں اپنے ہاتھوں کو اُٹھا رہے ہیں۔میں نے پوچھا ابوزرعہ یہ کون لوگ ہیں فرمایا یہ فرشتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جہمیہ فرقے نے "رے" شہر میں۔ ہمارے ساتھیوں کو اذیتیں دیں اس کا کیا ہوا۔ فرمایا چپ رہو۔کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اوپر سے ان کا پانی بند کر دیا ہے۔

☆ ابن عساکرؒ نے ابوالعباس المرادی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے ابوزرعہ کو دیکھ کر ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا فرماتے ہیں میں اپنے رب کریم سے ملا تو اس نے مجھ سے فرمایا اے ابوزرعہ میرے پاس ایک لڑکا پہنچا ہے۔میں اسے جنت میں بھیجنے کا حکم دے رہا ہوں تو کیا حال ہے اس شخص کا جو میرے بندوں کے لیے سنتوں کی حفاظت کرے تو اس کا بدلہ یہی ہے کہ جہاں چاہے وہ جنت میں اپنی جگہ بنالے۔

☆ ابن عساکرؒ نے صدقہ بن یزید سے روایت کی ہے۔فرماتے ہیں کہ میں نے طرابلس کے اطراف میں ایک ٹیلے پر تین قبریں دیکھیں جن میں سے ایک قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

وَكَيْفَ يَلَذُّ بِالْعَيْشِ مَنْ هُوَ مُوْقِنٌ ‏ بِاَنَّ الْمَنَايَا بَغْتَةً سَتُعَاجِلُهٗ

وَتَسْلُبُهٗ مُلْكًا عَظِيْمًا وَنَخْوَةً ‏ وَتُسْكِنُهُ الْبَيْتَ الَّذِیْ هُوَ اٰهِلُهٗ

ترجمہ: زندگی کی عیش وعشرت سے وہ شخص لذت کیسے اٹھا سکتا ہے کہ جسے یقین ہو کہ موت اسے اچانک آجائے گی اور موت کا فرشتہ اسے اچانک اپنی طرف کھینچ لے گا۔اور اُسے اس گھر میں جا ٹھہرائے گا

جس کا وہ حقدار ہے۔

اور دوسری قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ عَالِمٌ ... بِأَنَّ إِلٰهَ الْخَلْقِ لَا بُدَّ سَائِلُهُ

فَيَأْخُذُ مِنْهُ ظُلْمَهُ لِعِبَادِهِ ... وَيَجْزِيْهِ بِالْخَيْرِ الَّذِيْ هُوَ فَاعِلُهُ

ترجمہ: اور زندگی سے وہ شخص کیسے لذت اٹھا سکتا ہے جو یہ بات جانتا ہے کہ خالق کائنات اس سے عملوں کا حساب پوچھے گا اور بندوں کے حقوق اس سے طلب کرے گا۔ اور اُسے عملوں کی وہی جزا ملے گی جو اس نے کیے ہوں گے۔

اور تیسری قبر پر یہ اشعار تحریر تھے۔

وَكَيْفَ يَلَذُّ الْعَيْشَ مَنْ هُوَ صَائِرٌ ... إِلٰى جَدَثٍ تُبْلِي الشَّبَابَ مَنَازِلُهُ

وَيَذْهَبُ حُسْنُ الْوَجْهِ مِنْ بَعْدِ ضَوْئِهِ ... سَرِيْعًا وَيَبْلٰى جِسْمُهُ وَمَفَاصِلُهُ

ترجمہ: زندگی سے لطف وہ شخص کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ جو قید میں جانے والا ہے اور ہولناک منزلیں اس کی جوانی کو برباد کرنے والی ہیں۔ اور اُس کا روشن چہرے کی آب وتاب فوراً چلی جائے گی اور اس کا بدن اور ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی۔

میں اس قبرستان کے قریب ایک بستی میں اُترا اور میں نے وہاں کے ایک بزرگ سے کہا کہ میں نے یہاں عجیب بات دیکھی ہے انہوں نے فرمایا وہ کیا بات ہے۔ میں نے یہ تین قبریں جو دیکھی ہیں ان بزرگوں نے فرمایا کہ ان کا واقعہ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔ تو میں نے کہا کہ آپ ان کے بارے میں مجھے بتائیں انہوں نے فرمایا یہ تین بھائی تھے۔ ایک ان میں سے بادشاہ وقت کا مقرب تھا اور بادشاہ نے اسے لشکروں اور شہروں کا امیر مقرر کیا ہوا تھا اور دوسرا ایک دولت مند تاجر تھا جس کی تجارت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور ایک بھائی عابد وزاہد تھا وہ گوشہ نشین ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف رہتا تھا۔ تو جب عابد

وزاہد بھائی کی وفات کا وقت قریب آیا تو بادشاہ کا مقرب اس کا بھائی اس کے پاس آیا اور اس وقت عبدالملک بن مروان نے اسے اپنے کئی شہروں کا امیر مقرر کیا ہوا تھا۔ اور اس کا بڑا تاجر بھائی بھی اس کے پاس آیا اور دونوں اس سے کہنے لگے کہ تم کوئی وصیت کر دو۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی مال و دولت نہیں اور نہ مجھ پر کسی کا کوئی قرضہ ہے جس کی ادائیگی کی میں وصیت کروں اور میں کوئی دنیا کا ساز و سامان اپنے پیچھے چھوڑ کر نہیں جا رہا ہوں۔ لیکن میں تم سے ایک عہد لیتا ہوں کہ تم اس کے خلاف نہیں کرو گے۔ وہ یہ ہے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے کسی اونچی زمین پر دفن کر دینا اور اس پر یہ دو اشعار لکھ دینا۔ وَكَيْفَ يَلَذُّ بِالْعَيْشِ مَنْ هُوَ عَالِمٌ.........آخر تک

پھر تین دن بعد میری قبر پر آنا تاکہ تمہیں کچھ نصیحت ہو۔

تو اس کے دونوں بھائیوں نے اسے کسی ٹیلے پر دفن کر کے یہ دو اشعار لکھوا دیئے تو جب تیسرا دن ہوا اس کا مقرب سلطان بھائی قبر پر آیا اور جب وہ زیارت کے بعد واپس لوٹنے لگا اس نے بھاری گھڑ گھڑاہٹ کی آواز سنی جس سے وہ دہشت زدہ ہو کر گھبرا گیا اور ڈر کر وہاں سے بھاگ آیا تو رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا ارے بھائی یہ میں نے تمہاری قبر سے گھڑ گھڑاہٹ کی آواز کیسی سنی اس نے بتایا یہ لوہے کے ہتھوڑے کی آواز تھی اور مجھ سے کہا گیا کہ تم نے ایک مظلوم کو دیکھا اور تم نے اس کی کوئی مدد نہیں کی۔ تو جب صبح ہوئی تو مقرب سلطان بھائی نے اپنے بھائی کو اور خاص رشتہ داروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نے تمہارے امور ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔ لہٰذا میں یہ حکومت اور امارت چھوڑتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی وہ حکومت چھوڑ کر عبادت گزار بن گیا۔ اور اب وہ جنگلوں، پہاڑوں اور وادیوں میں رہنے لگا۔ جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس کا تاجر بھائی اُس کے پاس آیا اور اس سے کہا کوئی وصیت ہو تو کر دو۔ اس نے کہا نہ میرے پاس کوئی مال ہے۔ نہ مجھ پر کسی کا کوئی قرضہ ہے۔ بس مجھے یہی وصیت کرنی ہے

کہ جب میں مر جاؤں تو میری قبر میرے بھائی کے پہلو میں بنا کر اس پر یہ دو اشعار لکھ دینا۔ وَ كَيْفَ يَلَذُّ بِالْعَيْشِ مَنْ هُوَ مُوْقِنٌ .... آخر تک۔ اور پھر تین دن کے بعد میری قبر آنا۔

جب وہ فوت ہو گیا تو اس کے بھائی نے ایسا ہی کیا اور جب وہ تیسرے دن اس کی قبر پر آیا اور زیارت کے بعد واپس جانے لگا۔ اس نے قبر سے ایک دھا کے کی آواز سنی۔ اور جسے سن کر قریب تھا کہ اس کی عقل جاتی رہتی تو وہ ڈر کر وہاں سے بھاگا۔ اور رات کو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا سب خیریت ہے اور توبہ نے سب کچھ معاف کر دیا ہے۔ پوچھا میرا دوسرا بھائی کیسا ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ آئمہ ابرار کے ساتھ ہے۔ تو اس نے پوچھا ہمارے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس نے کہا کہ جو شخص جو کچھ آگے بھیجے گا اسے پالے گا تو تم اپنی اس دولت کو محتاجی سے پہلے غنیمت جانو اور فائدہ اٹھا لو۔ تو یہ تیسرا بھائی بھی دنیا سے بے نیاز ہو کر گوشہ نشین ہو گیا اور اس نے اپنی تمام دولت راہِ خدا میں بانٹ دی اور سیدھا ہو کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگ گیا۔ اور اس کا کاروبار اس کے بیٹے نے سنبھال لیا جب اس تاجر کی موت کا وقت قریب آیا تو اس کا بیٹا باپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کوئی وصیت نہیں کریں گے۔ تو اس نے کہا بیٹے میرے پاس کیا ہے جس کی میں وصیت کروں گا۔ ہاں میں تمہارے ذمہ ایک کام لگاتا ہوں کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اپنے دونوں چچاؤں کے پہلو میں دفن کر دینا اور میری قبر پر یہ دو اشعار لکھوا دینا۔ وکیف یلذ بالعیش من ھو صائر .... آخر تک۔ پھر تین دن بعد میری قبر پر آنا۔

تو اس نوجوان نے ایسا ہی کیا اور تین دن کے بعد اپنے باپ کی قبر پر آیا تو اس نے قبرستان سے ایک ہولناک آواز سنی تو گھبرا کر وہاں سے بھاگ آیا تو پھر رات کو خواب میں اپنے والد کو دیکھا تو اس نے اس سے کہا ارے بیٹے تم نے یہاں تھوڑا عرصہ رہنا ہے۔ اور معاملہ بہت مشکل ہے ہوشیار رہو اور لمبے سفر کے

لیے کوچ کی تیاری کرو۔ اور اپنا سامان اس گھر سے آگے بھیج دو جس سے تم کوچ کرنے والے ہو۔ اور اس منزل کی طرف تم نے جانا ہے جہاں تم نے ہمیشہ رہنا ہے۔ دنیا سے دھوکہ کھانے والوں کی طرح لمبی امیدوں میں نہ پڑے رہو ان امیدوں کو آخرت کے لیے کم کردو اس لیے کہ جن لوگوں نے اس دنیا میں لمبی امیدیں لگائیں وہ مرنے کے وقت پشیمان ہوئے اور عمر ضائع کرنے کا انہیں افسوس ہوا یہ مرنے کے وقت کی پشیمانی نے انھیں کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ ان کے افسوس نے گناہوں سے انھیں پاک کیا۔

اے بیٹے آگے بڑھو۔ آگے بڑھو میں پھر کہتا ہوں آگے بڑھو تو بزرگ فرماتے ہیں کہ اس سے اگلے دن میں اس نوجوان کے ہاں پہنچا تو اس نے مجھے یہ تمام قصہ سنایا۔ اور بزرگوں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے اس دنیا میں زندگی کے تھوڑے دن رہ گئے ہیں نامعلوم کہ میری زندگی کتنی ہے میں تین مہینے جیتا ہوں یا تین دن۔ اس لیے کہ میرے والد نے مجھے تین بار آگے بڑھنے کو کہا ہے بزرگ فرماتے ہیں جب تیسرا دن ہوا تو اس نوجوان نے اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو بلایا اور سب کچھ ان کے سپرد کیا اور قبلہ رخ ہو کر کلمہ شہادت پڑھا اور اسی رات اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔

باب نمبر: ۴۲

مرنے والوں کو زندوں کی طرف سے کوئی بُری بات پہنچتی ہے تو انہیں اذیت ہوتی ہے اور انہیں بُرا بھلا کہنے اور اذیت دینے سے روکنے کا بیان

☆ امام الدیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت کو قبر میں ہر اس چیز سے اذیت ہوتی ہے جس سے اُسے گھر میں اذیت ہوتی ہے۔

☆ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ مرنے والوں کو زندوں کے افعال وکردار کا پہنچنا درست ہے۔ اور ان کی باتوں سے اذیت پہنچنا بھی درست ہے یہ اس بات پر تنبیہ ہے۔ کہ مرنے والوں کے بارے میں کوئی بری بات نہیں کہنا چاہے اور فرماتے ہیں اس سے یہ مراد بھی ہوسکتی ہے کہ کوئی بادشاہ کسی کو اذیت پہنچائے یا اسے غلط قرار دے یا اسے سرزنش کرے تو بھی۔

☆ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرنے والوں کو برا بھلا مت کہو اس لیے کہ انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا اس کا بدلہ پالیا ہے۔

☆ امام نسائی نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جناب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور کسی ہلاک ہونے والے کا برائی کے ساتھ ذکر ہوا تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا کہ کسی ہلاک ہونے والے کا ذکر بھلائی کے بغیر مت کرو۔

☆ ابوداؤد وترمذی اور ابن ابی الدنیا نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مرنے والوں کی خوبیاں بیان کیا کرو۔ اور ان کی برائیاں بیان مت کرو۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے کہ اپنے مرنے والوں کا ذکر خیر بھلائی کے ساتھ کیا کرو اگر وہ جنتی ہیں تو وہ گناہ سے پاک ہو چکے ہیں۔ اور اگر وہ جہنمی ہیں تو ان کا جہنم میں ہونا ہی ان کے لیے کافی ہے۔

باب نمبر: ۴۳

میت پر بیان کر کے رونے سے میت کو اذیت پہنچتی ہے

☆ امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے ان سے پوچھا گیا کہ جناب عبداللہ ابن عمرؓ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث بیان فرماتے ہیں کہ قبیلے کے رونے پر میت کو عذاب ہوتا ہے۔ تو فرمانے لگیں کہ ابو عبدالرحمٰن بھول گئے آنجنابؐ نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے کہ اہل میت رو رہے ہوتے ہیں اور مرنے والے کو اس کے جرم کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہوتا ہے۔

☆ ابن سعد نے حضرت یوسف بن ماہک سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ حضرت رافع بن خدیج کے جنازے میں شریک ہوئے تو فرمایا کہ قبیلے والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قبیلے والوں کے رونے سے میت کو عذاب نہیں ہوتا ہے اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ میت کو قبیلے کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے تو یہ روایت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے جسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ قبیلے والوں کے رونے کی وجہ سے اس پر گرم کھولتے ہوئے پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں کہ میت پر رونے سے اسے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اس روایت کو امام بخاری

نے روایت کیا ہے اور حضرت انس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح ابن حبان میں ہے۔ اور سمرہ بن جندب کی روایت طبرانی کی کبیر میں اور ابوہریرہ کی روایت ابو یعلیٰ اور مغیرہ بن شعبہ کی روایت ابن مندہ کے ہاں درج ہے۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

اس بارے میں علمائے کرام کے کئی مسلک ہیں۔

پہلا مسلک:

ظاہریہ کے مطابق یہ ہے کہ نوحہ کرنے والوں کے نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے یہ حضرت عمر بن خطاب اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما کا مسلک ہے۔

دوسرا مسلک:

یہ ہے کہ قبیلے کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب بالکل نہیں ہوتا۔

تیسرا مسلک:

یہ ہے کہ ان کے نوحہ کے دوران میں میت کو عذاب تو ہوتا ہے لیکن ان کے نوحہ کی وجہ سے نہیں اس کے اپنے گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

چوتھا مسلک:

یہ ہے کہ نوحہ کرنے والوں کی وجہ سے میت کو عذاب ہونا کافروں کے لیے خاص ہے اور یہ دونوں آخری قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہیں۔

پانچواں مسلک:

یہ ہے کہ عذاب اس شخص کے لیے خاص ہے جو کسی کے مرنے پر خود بھی نوحہ کیا کرتا تھا یہ امام بخاری کا مسلک ہے۔

چھٹا مسلک:

یہ ہے کہ یہ عذاب اس شخص کے لیے ہے جس نے اس کی وصیت کی ہو جیسے ایک

کہنے والا کہتا ہے۔

اذا مت فانعيني بما انا اهله وشقي علي الجيب يا ابنة معبد

جب میں مر جاؤں تو مجھ پر خوب رونا کہ میں اس کا حقدار ہوں اور اے معبد کی بیٹی میرے لیے اپنا گریبان پھاڑ لینا۔

ساتواں مسلک:

یہ ہے کہ عذاب اُس میت کے لیے ہے جس نے نوحہ نہ کرنے کی وصیت نہیں کی۔ کیونکہ اس بارے میں اہل وعیال کو وصیت کرنا لازم ہے۔ اگر اُسے اس بات کا اندیشہ ہو کہ نوحہ کرنے کا دستور ہے۔

آٹھواں مسلک:

یہ ہے۔ ان صفات کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ جو اس میں بیان کر کے نوحہ کیا جائے۔ اور نوحہ شرعاً ممنوع ہے۔ جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ اے عورتوں کو بیوہ کر جانے والے اور اے بچوں کو یتیم کر جانے والے۔ اور اے گھروں کو ویران کر جانے والے۔

نواں مسلک:

یہ ہے کہ عذاب سے مراد فرشتوں کی سرزنش اور تنبیہ ہے۔ کہ اس کے گھر والے نوحہ سے رو رہے ہیں۔ ترمذی، ابن ماجہ اور الحاکم کی حدیث کی وجہ سے۔ کہ جب کوئی مرنے والا مر جاتا ہے۔ اور اس کے گھر والوں میں ایک عورت مرنے والے کے لیے بین کر کے روتی ہے۔ ہائے ہمارے پہاڑ جیسے سپوت اور اس طرح اور بھی بین کرتی ہے۔ تو اس پر دو فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ جو اُسے گھر والوں کے نوحہ کی وجہ سے اُسے شرمسار کرتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کیا تو واقع میں ایسا تھا۔

☆ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی تو ایک نوحہ

کرنے والی تھی۔ کہ اتنے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے آئے اور انہیں افاقہ ہوا تو عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی! تو عورتیں چیخنے لگیں۔ ہائے ہماری عزت ہائے ہمارے پہاڑ جیسے سپوت۔ تو اس دوران میں ایک فرشتہ کھڑا ہوا۔ جس کے پاس ایک ہتھوڑا تھا۔ اور اس نے وہ میرے دونوں پیروں کے درمیان رکھ دیا اور کہا کیا واقعی تم ایسے ہو تو میں نے کہا نہیں اگر میں کہتا ”ہاں“ تو مجھے ہتھوڑے سے پیٹ دیتا۔

☆ حاکم نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ بے ہوش ہو گئے تو ان کی بہن عمرہ رونے لگی اور کہتی ہے ہائے بھیا ہائے فلانے اور ہائے فلانے اس کی خوبیاں شمار کر رہی ہے۔ جب انہیں ہوش آیا تو بہن سے فرمایا کہ جب بھی تم نے کوئی جملہ کہا تو مجھ سے پوچھا گیا کیا واقعی آپ ایسے ہیں۔

☆ طبرانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو اس کی بہن یہ کہنا شروع ہوئی ہائے ہمارے پہاڑ جیسے بھیا جب وہ ہوش میں آئے تو فرمانے لگے (اری بہن) آج تو مجھے مسلسل اذیت پہنچاتی رہی کہ تو کہتی رہی ہائے ایسے ہائے ویسے۔ اور فرشتے مجھ سے کہتے تھے کیا تو واقعی ایسا ہے تو میں کہتا نہیں۔

☆ ابن سعد نے حضرت المقدام بن معدی کرب سے روایت کی ہے فرماتے ہیں جب حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے تو حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اندر آئیں اور کہنے لگیں۔ اے رسول اللہ کے ساتھی۔ اے رسول اللہ کے سسر اے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا میں اس حق کی بنا پر جو میرا تجھ پر ہے تمہیں پابند کرتا ہوں کہ اس مجلس کے بعد مجھ پر نوحہ مت کرنا۔ کیونکہ جس میت پر نوحہ کیا جاتا ہے۔ فرشتے اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

دسواں مسلک:

کہ عذاب سے مراد میت کے عمل سے اذیت پہنچتا ہے۔ طبرانی اور ابن ابی شیبہ کی اس حدیث کی بنا پر جو بنت مخرمہ سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اس بیٹے کا ذکر کیا۔ جو فوت ہو گیا تھا۔ اور پھر رو پڑیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کہ جب کوئی فوت ہو جائے تو اِنّا لِلّٰہِ پڑھو۔ تو قسم ہے اس ذات گرامی کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے جب تم میں سے کوئی شخص روتا ہے تو اس کے ساتھی اس کو عار دلاتے ہیں۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو اپنے مرنے والوں کو عذاب نہ دیا کرو۔ اور یہی بات ابن جریرؒ نے کی ہے اور آئمہ کی ایک جماعت نے اسی بات کو اختیار کیا ہے۔ جن میں سے آخری امام ابن تیمیہ ؒ ہیں۔

☆ امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عبدالربیع سے روایت فرماتے ہیں کہ فرماتے ہیں میں جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھا۔ کہ ایک چیخنے والے انسان کی آواز سنائی دی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں خاموش کرانے کے لیے کسی شخص کو بھیجا تو میں نے ان سے عرض کیا اے ابو عبدالرحمان اُسے تم نے خاموش کیوں کرایا فرمایا اس کی وجہ سے میت کو قبر میں داخل ہونے تک اذیت پہنچ رہی تھی۔

☆ حضرت سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عورتوں کو ایک جنازے میں دیکھ کر فرمایا۔ واپس جاؤ۔ بوجھ اُٹھا رہی ہو تمھیں کوئی ثواب نہیں مل رہا ہے۔ تم عورتیں زندوں کو مشکل میں ڈالتی ہو اور مرنے والوں کو اذیت پہنچاتی ہو۔ اور پہلے حصے میں حضرت یحییٰ بن معین کی سند کے ساتھ حضرت حسن سے یہ روایت گزر چکی ہے کہ میت کے گھر والوں میں سے اس کے لیے سب لوگوں سے بُرا وہ ہے جو اس پر روتا ہے اور اس کا قرضہ ادا نہیں کرتا ہے۔

باب نمبر:۴۴

قبر کے اوپر گزرنے سے یا قبرستان میں پیشاب کرنے سے مرنے والے کو اذیت ہوتی ہے

☆ ابن ابی شیبہ اور الحاکم نے حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں انگاروں پر چلوں یا فرمایا میں تلوار کی دھار پر چلوں جس سے میرے پیروں کا ستیاناس ہو جائے میں زیادہ پسند کروں گا اس سے کہ میں کسی مسلمان آدمی کی قبر کے اوپر سے چلوں اور مجھے پرواہ نہ ہو۔ یا فرمایا میں قبرستان میں قضاء حاجت کروں یا بازار ان دونوں کے بیچ بیچ۔ اور لوگ دیکھ رہے ہوں (ابن ماجہ بروایت حضرت حذیفہؓ (حدیث رسول ﷺ)

☆ ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت سلیم بن عمیر سے روایت کی ہے کہ وہ ایک قبرستان سے گزر رہے تھے اور انھیں بڑی شدت سے پیشاب کی حاجت ہو رہی تھی۔ ان سے کہا گیا کہ نیچے اتر کر پیشاب سے فارغ ہو جاؤ۔ انہوں نے فرمایا۔ سبحان اللہ واللہ میں مردوں سے اسی طرح شرماتا ہوں جس طرح زندوں سے شرماتا ہوں۔

☆ طبرانی، حاکم اور ابن مندہ نے حضرت عمارہ بن حزمؓ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ارے قبر پر بیٹھنے والے قبر سے نیچے اترو اور قبر والے کو اذیت مت پہنچاؤ ایسا نہ ہو کہ تمہیں بھی اذیت پہنچے۔

☆ سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ان سے قبر کو

روندنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا جس طرح سے مومن کو اس کی زندگی میں اذیت دینا ناپسند کرتا ہوں اسی طرح سے اس کے مرنے کے بعد بھی اسے اذیت دینا ناپسند کرتا ہوں۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ایسے ہی ہے جیسے اسے زندگی میں اذیت پہنچانا۔

☆ ابن مندہ نے حضرت قاسم بن مخیمر سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نیزے کی نوک پر سے گزر جاؤں یہاں تک کہ وہ میرے قدم سے آر پار ہو جائے مجھے یہ پسند ہے اس سے کہ میں کسی قبر کو روندوں اور ایک شخص کسی قبر کو روند گزرا اور وہ ہوش حواس میں تھا کہ اسے قبر سے آواز سنائی دی ارے آدمی مجھ سے پیچھے رہو۔ مجھے اذیت مت پہنچاؤ۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۴۵

مؤمن کی قبر پر دو محافظ فرشتوں کی دائمی تقرری

☆ ابونعیم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی اپنے مومن بندے کی روح قبض کرتا ہے تو اس کے دو محافظ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب کریم تو نے ہمیں اپنے مؤمن بندے پر مقرر کیا تھا۔ کہ ہم اس کے عمل لکھتے رہیں اور اب جبکہ تو نے اسے اپنے پاس بلالیا ہے۔ تو ہمیں اجازت دو کہ ہم آسمان پر رہا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا آسمان میرے فرشتوں سے بھرا پڑا ہے۔ وہ میری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ تو فرشتوں نے عرض کیا تو ہمیں زمین پر رہنے کی اجازت بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری زمین میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ بس اب تم میرے بندے کی قبر پر کھڑے رہو اور سبحان اللہ لا الہ اللہ اکبر قیامت تک پڑھتے رہو اور میرے بندے کے لیے لکھتے رہو۔

☆ امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور ابن جوزی نے الموضوعات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ اور جب کافر بندہ مرجاتا ہے تو اس کے دونوں محافظ فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ تم دونوں اس کی قبر کے پاس واپس جاؤ اور اس پر لعنت کرتے رہو۔

باب نمبر ۴۲

مرنے والے کو اس کی قبر میں کیا چیز فائدہ پہنچاتی ہے

☆ ابن ابی الدنیا نے اور ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت ثابت البنانی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں جب مؤمن کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔ تو اس کے نیک اعمال آکر اسے گھیر لیتے ہیں اور عذاب کا فرشتہ بھی آجاتا ہے۔ تو ایک نیک عمل اس فرشتے سے کہتا ہے۔ اس شخص سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اگر صرف میں ہی ایک عمل ہوتا تو تم اس کے پاس نہیں آسکتے تھے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے ثابت البنانی سے روایت کی ہے کہ جب کوئی نیک بندہ فوت ہو جاتا ہے اور اسے اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے لیے جنت سے ایک بستر لایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے آنکھیں ٹھنڈی کر کے آرام اور سکون سے سو رہو۔ تم کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو گیا ہے اور اس کی قبر حد نظر تک کشادہ کر دی جاتی ہے اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ وہ اس کی خوبصورتی کو دیکھتا ہے اور اس کی خوشبودار ہوائیں محسوس کرتا ہے اور اس کے نیک اعمال اسے گھیر لیتے ہیں۔ یہ روزہ ہے یہ نماز ہے یہ کوئی اور نیکی ہے۔ وہ نیک اعمال اسے کہتے ہیں ہم نے تمہیں بہت تھکایا تمہیں پیاسا رکھا۔ تمہیں راتوں کو جگایا اب ہم تمہارے لیے تمہارے مرضی کے مطابق ہوں گے۔ ہم تیرے ہمدرد ہوں گے یہاں تک کہ تم اپنے مقام جنت تک پہنچ جاؤ۔

☆ بزار اور طبرانی اور الحاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے تین دوست ہوتے ہیں ایک دوست اسے کہتا ہے جو تو نے خرچ کر دیا وہ تیرا ہے اور

جو تو نے روک لیا وہ تیرا نہیں ہے۔ یہ دوست اس کا مال ہے اور ایک دوست کہتا ہے میں تیرے ساتھ ہوں جب تو بادشاہ کے دروازے پر پہنچے گا تو میں تجھے وہاں چھوڑ کر واپس آجاؤں گا۔ تو یہ دوست اس کے گھر والے اور نوکر چاکر ہیں اور ایک دوست کہتا ہے میں تیرا ساتھی ہوں جہاں بھی تو جائے گا جہاں سے بھی تو باہر آئے گا۔ تو یہ دوست اس کا عمل ہے۔ تو مرنے والا کہے گا تو تو مجھے معمولی لگا کرتا تھا۔ (تو تو کام کا نکل آیا)

☆ امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب بندہ فوت ہو جاتا ہے تو تین چیزیں اس کے پیچھے جاتی ہیں دو واپس لوٹ آتی ہیں۔ ایک وہیں رہ جاتی ہے۔ اس کے اہل عیال اس کا مال اس کا عمل اس کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں تو اس کے اہل وعیال اور مال وحشم واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اسکے پاس باقی رہ جاتا ہے۔

☆ بزار طبرانی اور حاکم نے حضرت النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اور موت کی مثال اس آدمی کی سی ہے کہ اس کے تین دوست ہیں ایک مال ہے جو اُسے کہتا ہے جو لینا ہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو اور دوسرا کہتا ہے میں تیرے ساتھ ہوں تیری خدمت کروں گا۔ لیکن جب تو مر جائے گا۔ تجھے چھوڑ دوں گا۔ اور ایک اور کہتا ہے میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ تیرے ساتھ ہی اندر جاؤں گا۔ اور تیرے ساتھ ہی باہر نکلوں گا۔ چاہے تو مر جائے چاہے تو زندہ رہے۔ جس نے یہ کہا ہے کہ جو چاہے رکھ لے جو چاہے چھوڑ دے وہ اس کا مال ہے۔ اور دوسرا اس کا قبیلہ ہے۔ اور تیسرا اس کا عمل ہے کہ اُس کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور جہاں سے وہ باہر آئے باہر آتا ہے۔ (یعنی ہر جگہ عمل اس کا ساتھ دیتا ہے)

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں جب

نیک بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال اسے آ کر گھیر لیتے ہیں یعنی نماز روزہ حج جہاد اور صدقہ اس کی حفاظت کے لیے پہنچ جاتے ہیں۔ اور پھر اس کے پیروں کی طرف سے عذاب کے فرشتے آ جاتے ہیں۔ تو نماز کہتی ہے اس سے پیچھے ہٹ کر رہو۔ تمہارا اس پر کوئی اختیار نہیں۔ اس نے لمبے عرصے تک مجھے قائم کیا ہے تو وہ میت کے سر کی طرف سے آ جاتے ہیں تو روزہ کہتا ہے تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے لیے لمبی پیاس برداشت کی ہے۔ تو وہ جسم کے کسی اور جانب سے آ جاتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں اس سے پیچھے ہی رہو۔ اس نے اپنے آپ کو بہت مشقت میں ڈالا ہے اور اپنے بدن کو خوب تھکایا ہے۔ اس نے حج کیا ہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہے تمہارا اس پر کوئی اختیار نہیں۔ تو فرشتے اس کے ہاتھوں کی جانب سے آتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے میرے دوست سے رک جاؤ کتنی ہی دفعہ ان دونوں ہاتھوں سے اللہ کی راہ میں صدقہ دیا ہے اور وہ صدقہ اللہ کے ہاتھ میں پہنچا ہے اور یہ کام اس نے اللہ کی رضا کے لیے کیا ہے۔ اس پر تمہارا کوئی چارہ نہیں چل سکتا ہے تو میت سے کہا جائے گا آپ کو مبارک ہو تو پاکیزہ ہو کر زندہ رہا اور پاکیزہ ہو کر مرا اور پھر رحمت کے فرشتے اس کے پاس آ کر اس کے لیے جنت کا بستر بچھائیں گے اور اسے جنت کا لباس پہنائیں گے اور حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور جنت سے ایک قندیل لائی جائے گی۔ کہ قیامت کے روز اس کے قبر سے اٹھنے تک اس سے روشنی حاصل کرتا رہے گا۔

☆ ابن ابی الدنیا نے یزید بن ابو منصورؒ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی قرآن شریف پڑھا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت ہوا تو عذاب کے فرشتے اس کی روح کو قبض کرنے آئے تو قرآن شریف نکل کر سامنے آ گیا۔ اور کہنے لگا اے رب کریم! میرا وہ ٹھکانا جس میں مجھے تو نے رکھا ہوا تھا (تو مجھے وہیں پہنچاؤ) اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا قرآن کے لیے اس کے ٹھکانے کو چھوڑ دو۔

☆ ابن مندہ نے حضرت عمرو بن مرہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ جب انسان

اپنی قبر میں جاتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کے دائیں طرف سے آتا ہے تو قرآن مجید آکر اسے روک دیتا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے کہ میرا اور تیرا کیا واسطہ، واللہ یہ تجھ پر عمل نہیں کرتا تھا۔ تو قرآن کہے گا کیا میں اس کے سینے کے اندر نہیں تھا۔ تو مسلسل اس سے بحث کرتا رہے گا یہاں تک کہ اپنے پڑھنے والے کو بچالے گا۔

☆ الاصفہانی نے الترغیب میں حضرت ابوالمنہال سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ بندہ اپنی قبر میں استغفار سے بڑھ کر کسی کا ہمسایہ نہیں ہوتا۔

☆ امام بخاری نے الادب میں اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے۔ سوائے تین چیزوں کے اس کا ہر عمل ختم ہو جاتا ہے۔ ایک تو صدقہ جاریہ ہے اور دوسرا علم ہے جس سے اسے نفع پہنچ رہا ہے۔ اور تیسرا نیک لڑکا ہے جو اس کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔

☆ امام احمد حنبلؒ نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ چار عمل ایسے ہیں جن کا ثواب انہیں مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے (۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑا تیار کرنے والے کو (۲) جس نے علم سیکھا (۳) جس شخص نے راہِ خدا میں صدقہ کیا اس کا اجر مسلسل جاری رہے گا (۴) اور ایک وہ آدمی جس نے نیک لڑکا پیچھے چھوڑا جو اس کے لیے دعا کرتا ہے۔

☆ مسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کوئی اچھا طریقہ جاری کیا تو اس سنت کا اجر اور اس کے بعد عمل کرنے والوں کا اجر اسے ملتا رہے گا۔ اور عمل کرنے والوں کے اجر میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوگا۔ اور جس شخص نے اسلام کے اندر کوئی بُرا طریقہ جاری کیا تو اس بُرے طریقے کا بوجھ اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا بوجھ اس جاری کرنے والے پر ہوگا اور برائی پر عمل کرنے والوں کا بوجھ اس سے کچھ کم نہیں ہوگا۔

☆ ابن سعد نے حضرت رجاء بن حیوۃ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سلیمان بن عبدالملک سے کہا۔ کہ اگر تو قبر میں بچاؤ چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ کسی نیک آدمی کو اپنا خلیفہ بنا کر جائے۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمان رسول گرامی ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کوئی آیت سیکھ لی۔ یا علم (علم دین) کا کوئی باب یاد کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو قیامت کے دن تک بڑھاتا رہے گا۔

☆ ابن ماجہ اور ابن خزیمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مرنے کے بعد مومن کو جو چیز پہنچتی ہے اس کے نیک اعمال ہیں۔ یعنی ایک وہ علم جو اس نے سیکھا اور اسے پھیلایا۔ یا نیک لڑکا جو اس نے پیچھے چھوڑا یا قرآن مجید لکھا ہوا جس کا اس نے وارث بنایا یا مسجد جسے اس نے تعمیر کیا۔ یا کوئی سرائے جو اس نے مسافروں کے لیے بنائی یا کوئی نہر جو اس نے کھدوائی یا کوئی صدقہ جو اس نے اپنے مال سے اپنی زندگی میں تندرستی کی حالت میں نکالا۔ ان تمام اعمال کے ثواب اُسے اس کے مرنے کے بعد ملتے رہیں گے۔

☆ ابو نعیم اور بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سات عمل ایسے ہیں جن کا ثواب بندے کو اس کے مرنے کے بعد قبر میں پہنچتا ہے۔ (۱) وہ شخص جس نے علم سیکھا یا اسے سکھایا (۲) یا کوئی نہر جاری کی (۳) یا کوئی کنواں کھودا (۴) یا کوئی درخت لگایا (۵) یا کوئی مسجد تعمیر کی (۶) یا قرآن مجید وراثت میں چھوڑا (۷) یا کوئی لڑکا چھوڑا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔

☆ طبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا کرتا تھا۔ تو اب قبروں کی زیارت کیا کرو اور اپنی زیارت قبور

میں اہل قبور کے لیے دعائیں اور استغفار کیا کرو۔

☆ ابونعیم نے حضرت طاؤس سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ مرنے والے کے نزدیک سب سے بڑھیا کلمہ کیا ہے۔ جو اس کے پاس کہا جائے۔ فرمایا اس کے لیے بخشش کی دعا۔

☆ طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں نیک بندے کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔ تو بندہ عرض کرتا ہے اے رب کریم یہ درجہ مجھے کہاں سے مل گیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس استغفار کی وجہ سے جو تیرے لڑکے نے تیرے لیے کیا ہے اور بیہقی کے الفاظ ہیں کہ اس دعا کی وجہ سے جو تیرے لڑکے نے تیرے لیے کی ہے۔ اور امام بخاری نے بھی الادب المفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے۔

☆ طبرانی نے ہی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے روز نیکیاں پہاڑوں کی طرح سے ایک آدمی کے پیچھے چلیں گی۔ تو وہ آدمی کہے گا۔ اتنی نیکیاں کہاں سے آگئیں۔ تو اسے بتایا جائے کہ تیرے بیٹے کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

☆ بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میت کی مثال اپنی قبر میں ایک ڈوبتے ہوئے مدد کے لیے بلانے والے شخص کی سی ہے۔ جو اپنے باپ ماں یا اولاد یا خالص دوست کی طرف سے دعا کا امیدوار ہوتا ہے۔ اور جب وہ دعا اسے پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ اس کے لیے دنیا وما فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اہل قبور پر زمین والوں کی دعائیں داخل کرتا ہے۔ اور وہ پہاڑوں کی طرح ان کی طرف جاتی ہیں اور زندہ لوگوں کا ہدیہ مرنے والوں کے لیے استغفار کرنا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ابوعلی الحسین بن علی الحافظ نے بھی عبداللہ بن مبارک سے یہ روایت کی ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے سفیان سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا۔ مرنے والوں کو دعا کی زندوں کے کھانے پینے سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ کتنے ہی علماء نے اس بات پر اجماع نقل فرمایا ہے کہ دعا مرنے والے کو نفع پہنچاتی ہے اور اس کی دلیل قرآن مجید میں موجود ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ ○

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے

☆ ابن ابی الدنیا نے کسی گزشتہ بزرگ سے یہ روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے بھائی کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ کیا زندہ لوگوں کی دعا تم تک پہنچتی ہے انہوں نے فرمایا ہاں! واللہ وہ نور کا لباس بن کر آتی ہے جسے ہم پہن لیتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے عمرو بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں جب بندہ اپنے مرنے والے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے۔ تو اس دعا کو لیکر ایک فرشتہ اس کی قبر تک پہنچتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ارے اجنبی قبر والے یہ تیرے مشفق بھائی کی طرف سے تحفہ آیا ہے۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں شام

سے بصرہ کی طرف جارہا تھا تو میں ایک نشیب کے پاس اُترا وضو کیا اور رات کو دو رکعتیں پڑھیں اور ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ پھر میں بیدار ہوا تو صاحب قبر شکایت کر رہا تھا۔ کہ آج رات تم نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ تم عمل کرنا جانتے نہیں اور کرتے ہو اور ہم جانتے ہیں۔ اور عمل کر سکتے نہیں اور یہ دو رکعتیں تم نے جو پڑھی ہیں۔ یہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہیں۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے انھیں میری طرف سے سلام کہیے کہ ان کی دعائیں ہمارے لیے نور کے پہاڑوں کی طرح آتی ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے کسی پہلے بزرگ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں میں ایک قبرستان کے پاس سے گزرا تو مجھے ان پر بہت رحم آیا تو غیب سے آواز آئی کہ ہاں ان پر رحم کھاؤ کیونکہ ان میں سے بہت سے اندوہ رسیدہ اور غمگین لوگ ہیں۔

☆ ابن رجب فرماتے ہیں کہ جعفر خلدی نے بیان کیا کہ ہم سے عباس بن صالح الاجباری نے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ کسی صالح آدمی نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا تو والد نے اس سے کہا بیٹے تم نے ہمیں ہدیہ بھیجنا کیوں بند کر دیا ہے۔ بیٹے نے کہا ابا جان کیا مرنے والے زندوں کا ہدیہ پہچانتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اگر زندہ لوگ نہ ہوتے تو مرنے والے ہلاکت میں پڑ گئے ہوتے۔

☆ ابن النجار نے اپنی تعریف میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میں جمعہ کی رات کو ایک قبرستان میں داخل ہوا تو اچانک اس میں سے ایک روشنی چمکتی ہوئی دیکھی تو میں نے دل میں کہا لا الہ الا اللہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان کے رہنے والوں کو بخش دیا ہے کہ اچانک دور سے ایک نامانوس آواز آئی کہ کوئی کہہ رہا تھا اے مالک بن دینارؒ یہ روشنی مؤمنوں کا اپنے قبرستان کے بھائیوں کے لیے ہدیہ ہے میں نے آواز سے کہا تجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہیں بولنے کی طاقت بخشی ہے۔ مجھے یہ بتا دو

کہ وہ کون ہے تو اس نے بتایا کہ وہ ایک مومن ہے جس نے جمعہ کی اس رات کو اچھی طرح سے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی ہے اور اس کی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت الکافرون وسورت الاخلاص پڑھی ہے۔ اور یہ دعا کی ہے اے اللہ میں ان دو رکعتوں کا ثواب اس قبرستان کے مومنوں کو بخشتا ہوں تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے چمک اور روشنی پیدا فرمائی ہے اور قبروں میں مشرق اور مغرب تک کشادگی اور سرور بخشا ہے۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں ایسی دو رکعتیں ہر جمعہ کی رات کو پڑھتا ہوں میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو اپنے خواب میں دیکھا کہ آپ مجھ سے ارشاد فرما رہے ہیں اے مالک بن دینار اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے اس نور کے مطابق جو تم نے میری امت کے لیے ہدیہ بھیجا ہے۔ اور تجھے اس کا ثواب الگ ملا۔ پھر آنجناب نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جنت میں ایک گھر بھی بنا دیا ہے۔ اور وہ گھر ایسے محل میں ہے جسے المنیف کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ المنیف کیا چیز ہے آنجناب نے ارشاد فرمایا: جس کے اوپر سے جنت والوں کو جھانک کر دیکھتے ہیں۔

☆ ابن ابی الدنیا نے حضرت بشار بن غالبؒ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت رابعہ بصری کو خواب میں دیکھا اور میں ان کے لیے بہت دعائیں کیا کرتا تھا۔ تو آپ مجھ سے فرمانے لگیں بشار تمہارے تحفے نور کی طشتریوں میں رکھے ہوئے ہمارے پاس پہنچتے ہیں۔ جنہیں ریشمی رومالوں سے ڈھانپا گیا ہوتا ہے۔ تو میں نے عرض کیا یہ کیسے۔ فرمانے لگیں اسی طرح سے ہے کہ زندہ مومن جب مرنے والوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں تو وہ قبول ہوتی ہیں۔ (بطور اعزاز کے) یہ دعائیں نور کی طشتریوں میں رکھ کر ریشمی رومالوں سے ڈھانپ کر لے جائی جاتی ہیں۔ پھر مرنے والوں کو بلایا جاتا ہے۔ اور مرنے والے کو بتایا جاتا ہے۔ کہ یہ تحفہ تمہیں فلاں عزیز نے بھیجا ہے۔

☆ طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ میری امت پر ایک خاص رحمت ہے کہ وہ اپنی قبروں میں گناہ لیکر جاتے ہیں اور جب قبروں سے نکلیں گے تو ان کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا مومنوں کے ان کے لیے استغفار ان گناہوں کو ختم کر دیں گے۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حضرت حسنؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کسی کتاب میں ہے! اے انسان دو چیزیں میں نے تیرے لیے بنائی ہیں اور وہ تیری تھی نہیں اپنی ملک وصیت کرتا اور حالانکہ وہ دوسرے کی ملک ہو چکی اور تیرے لیے مسلمانوں کی دعائیں اس وقت کہ تو برائی اور اچھائی میں کمی بیشی کا مختار نہیں ہے۔

☆ دارمی نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو آدمی کو اس کے مرنے کے بعد ملتی ہیں۔ (۱) تہائی مال کا ثواب بشرطیکہ اس سے پہلے اپنی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والا ہو (۲) اس کے نیک بیٹے کی اس کے مرنے کے بعد دعائیں (۳) اور کوئی اچھا عمل جو اس نے جاری کیا ہو اور اس کے مرنے کے بعد اس پر عمل ہوتا ہو (۴) اور سو آدمیوں کی شفاعت کو قبولیت جب وہ اس کے لیے شفاعت کریں۔

☆ امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ! میری ماں اس دنیا سے اچانک چلی گئیں اور انہوں نے وصیت نہیں کی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ کوئی بات کرتیں تو صدقہ کا ضرور کہتی کیا اس کو اجر پہنچے گا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں پہنچے گا۔

☆ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ
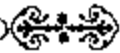
حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ان کی غیر حاضری میں فوت ہوگئیں تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میری والدہ میری غیر حاضری میں فوت ہوگئیں تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا۔ تو آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا: ہاں پہنچے گا۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ میرا باغ میری والدہ کی طرف سے صدقہ ہے۔

☆ امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی ابن ماجہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ کونسا صدقہ کرنا افضل ہے آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا: پانی کا تو انہوں نے ایک کنواں کھودوایا۔ اور کہا یہ ام سعد کے لیے ہے۔

☆ طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ صدقہ قبروں میں رہنے والوں کی قبروں سے گرمی کو بجھا دیتا ہے۔

☆ طبرانی نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں اور انہوں نے وصیت نہیں کی۔ تو کیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا۔ تو آنجناب نے ارشاد فرمایا کہ ہاں تم ان کے لیے پانی کا صدقہ جاریہ کردو۔

☆ طبرانی ہی نے حضرت سعد بن عبادہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں نہ وہ کوئی وصیت کرسکی ہیں اور نہ کوئی صدقہ کرسکی ہیں۔ تو میرا ان کی طرف سے صدقہ کرنا کیا ان کے لیے مفید ہوجائے گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں چاہے بکری کا ایک جلا ہوا پائچہ

دیا جائے۔

☆ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نفلی صدقہ کرے تو اس میں اپنے والدین کے لیے بھی نیت کر لیا کرے کہ ان دونوں کو بھی اجر مل جائے گا اور تمہارے اجر میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ اسی حدیث کو دیلمی نے بھی حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے۔

☆ طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کسی گھر میں سے جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو گھر والے اس کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں تو حضرت جبریل علیہ السلام اس صدقے کا ہدیہ نور کی ایک طشتری میں لے جاتے ہیں پھر قبر کے کنارے کھڑے ہو کر کہتے ہیں۔ اے گہری قبر والے یہ تیرے گھر والوں نے تیرے لیے تحفہ بھیجا ہے۔ اس کو قبول کر لے تو وہ ہدیہ اُسے پیش کیا جاتا ہے۔ اور وہ اسے پا کر خوش وخرم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے آس پاس کے اہل قبور غمناک ہو جاتے ہیں۔ جنہیں ان کے گھر والوں کی طرف سے کوئی تحفہ نہیں بھیجا گیا ہوتا۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن ابی سعید سے روایت کی ہے فرماتے ہیں میت کے لیے اگر ایک پاچہ بھی صدقہ میں دیا جائے تو وہ اسے پہنچ جاتا ہے۔

☆ امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور اصفہانی نے الترغیب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے والدین کے لیے ان کی وفات کے بعد حج کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دیں گے۔ اور وہ حج ان دونوں کی طرف سے مکمل حج ہوگا اور حج کرنے والے کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اس روایت میں دو راوی مجہول ہیں۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی مرنے والے کو اپنے کسی رشتے دار کی طرف سے اس کے مرنے کے بعد قبر میں حج سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں ہے۔

☆ ابو عبداللہ ثقفی الفوائد المرفوعہ میں حضرت زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس شخص نے اپنے ان والدین کی طرف سے حج کیا جو حج نہیں کر سکے تھے تو وہ ان کی طرف سے کافی ہو جائے گا اور ان کی روحوں کو آسمان پر اس کی بشارت مل جائے گی اور یہ حج کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیک فرمانبردار لکھا جائے گا۔

☆ بزار اور طبرانی نے اچھی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے والد فوت ہو گئے ہیں اور وہ حج اسلام کی ادائیگی نہیں کر سکے تو آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا: دیکھو اگر تمہارے باپ کے ذمہ کوئی قرضہ ہوتا تو تم اسے ادا کرتے انہوں نے عرض کیا جی ہاں تو آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بھی ان کے ذمے قرض ہے اسے ادا کرو۔

☆ طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری والدہ جو فوت ہو گئی ہیں میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر تمہاری ماں کے ذمہ کوئی قرض ہوتا اور تم اسے ادا کر دیتیں تو کیا وہ تمہاری طرف سے منظور نہ ہوتا۔ اس نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں تو آنجناب نے اسے حکم دیا کہ تم (اپنی ماں کی طرف سے) حج کرو۔

☆ طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مرنے والے کی طرف سے حج کیا تو مرنے والے کو بھی حج کرنے والے کی طرف سے پورا

ثواب ملے گا۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حضرت عطا اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے دونوں فرماتے ہیں ایک شخص جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد جو فوت ہو چکے ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر سکتا ہوں۔ آنجناب نے ارشاد فرمایا: ہاں کر سکتے ہو۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حضرت عطا ہی سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مرنے والے کو مرنے کے بعد غلام آزاد کرنے حج کرنے اور صدقہ کرنے کا ثواب پہنچتا ہے۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن جعفر سے روایت کی ہے کہ حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جناب علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے غلام آزاد فرمایا کرتے تھے۔

☆ ابن سعد نے حضرت قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمان کی طرف سے بھی غلام آزاد فرمایا انہیں امید تھی کہ مرنے کے بعد اس کا فائدہ ان کے بھائی کو پہنچے گا۔

☆ ابو الشیخ نے اور ابن حبان نے کتاب الوصایا میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کہ عاص نے وصیت کی ہے کہ ان کی طرف سے سو جان آزاد کی جائے تو انہوں نے ان میں سے پچاس جانیں آزاد کی ہیں۔

آنجناب نے ارشاد فرمایا: نہیں صدقہ حج اور غلام آزاد کا مسلمان کی طرف سے کیا جاتا ہے اگر مسلمان ہو تو اس کو پہنچ جاتا ہے۔

☆ ابن ابی شیبہ نے حجاج بن دینار سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے بھی نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لیے بھی روزہ رکھے اور اپنے صدقے کے ساتھ ان کے لیے بھی صدقہ کرے۔

☆ مسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ! کہ میری والدہ پر دو مہینے کے روزے ہیں تو کیا میرا ان کی طرف سے روزہ رکھنا کافی ہو جائے گا۔ آنجناب نے ارشاد فرمایا ہاں! تو اس عورت نے عرض کیا کہ میری والدہ نے کبھی حج نہیں کیا اور میں اس کی طرف سے حج کروں تو اُسے کافی ہو جائے گا۔ آنجناب نے ارشاد فرمایا ہاں ہو جائے گا۔

☆ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص فوت ہو گیا اور اس کے ذمے روزے ہیں تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔

باب نمبر:۴۷

مرنے والے کیلئے یا کسی کی قبر پر قرآن شریف پڑھنے کا بیان

☆ اس بات پر اختلاف ہوا ہے کہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب مرنے والے کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو جمہور سلف اور تین اماموں کا میت کو ثواب پہنچنے پر اتفاق ہے۔ صرف امام شافعی نے اس کی مخالفت کی ہے اور ان کی دلیل یہ ہے۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے کوشش کی۔

جمہور اور تینوں اماموں نے اس کے کئی جواب دیے ہیں پہلا جواب کہ اس آیت مبارکہ کا مضمون اس آیت سے منسوخ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور پیچھے آئی ان کی اولاد

بیٹوں نے نیکی کر کے اپنے والدین کو جنت میں داخل کر دیا۔

دوسرا جواب کہ وہ آیت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کی قوموں کے ساتھ خاص ہے لیکن اس امت کے لیے وہ کچھ ہے جو انہوں نے خود کوشش کی اور دوسروں نے ان کے لیے کوشش کی یہ بات حضرت عکرمہ نے کہی ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ پہلی آیت میں انسان سے مراد کافر ہے۔ لیکن مومن کے لیے اپنی کوشش اور اس کے لیے دوسروں کی کوشش بھی سودمند ہے۔ یہ حضرت ربیع بن انس کا قول ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ انسان کے لیے وہ کچھ ہے جو اس نے انصاف کے ساتھ محنت کی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ دوسروں کے عمل سے بھی اس کو فائدہ پہنچا ہے یہ بات حضرت الحسین بن الفضل نے کہی ہے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ لیلانسان میں ل بمعنی علی یعنی انسان کو اس چیز کا نقصان پہنچے گا جو وہ غلط کام کرے گا۔ اور ثواب پہنچنے کی دلیل جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے مومنوں کی دعا صدقہ روزے حج اور غلام آزاد کرنے کا ثواب برابر پہنچتا ہے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اور ثواب کے پہنچنے میں کوئی تفریق نہیں۔ چاہیے جونسا بھی نیک عمل ہو۔ اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے چاہے وہ حج ہو یا صدقہ ہو یا کوئی وقف یعنی صدقہ جاریہ ہو یا دعا ہو یا قرآت قرآن ہو احادیث مبارکہ میں برابر اس کا ذکر موجود ہے اگرچہ کچھ احادیث ضعیف ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر صحیح احادیث سے اس کی دلیل موجود ہے اور مسلمان ہر زمانے میں یہ اعمال کرتے رہے ہیں اپنے مرنے والوں کے لیے جمع ہو کر قرآن پاک کو تلاوت کرتے رہے ہیں اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا گویا یہ امت کا اجماع ہو گیا۔ ان سب باتوں کو حافظ شمس الدین بن عبدالواحد المقدسی الحنبلی نے اس جزو میں لکھا ہے۔ جو انہوں نے اس مسئلے پر تالیف فرمائی ہے۔

☆ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عز الدین بن عبدالسلام پہلے یہ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ کہ میت کو قرآت قرآن کا ثواب نہیں پہنچتا ہے۔ جب وہ فوت ہوئے۔ تو ان کے کسی ساتھی نے انہیں خواب میں دیکھا تو اُن سے پوچھا کہ تم فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو قرآت قرآن یا دوسرے ہدیہ کا ثواب نہیں پہنچتا۔ اب آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا کہ میں دنیا میں یہی کہا کرتا تھا۔ اب میں نے اس سے رجوع کر لیا ہے۔ جبکہ میں نے دیکھ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ثواب مرنے والوں کو پہنچتا ہے۔

اور قبر پر قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں ہمارے اصحاب اہل سنت کو یہ یقین

ہے کہ یہ عمل درست ہے۔ الزعفرانی فرماتے ہیں میں نے حضرت امام شافعیؒ سے قبر پہ قرآن کریم پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح المہذب میں لکھا ہے کہ قبروں کی زیارت کرنے والے کے لیے یہ مستحب ہے کہ جتنا ہو سکے وہاں قرآن کریم پڑھے۔ اور اُس کے بعد ان کے لیے دعا کرے۔ امام شافعی نے اس پر دلیل بیان کی ہے۔ اور اصحاب اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے ایک اور مقام پر مزید تحریر فرماتے ہیں کہ اگر قبر پر پورا قرآن کریم ختم کریں تو یہ عمل افضل ہے۔

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پہلے اس سے انکار کیا کرتے تھے۔ کہ اُس وقت تک انہیں حضرات صحابہ کرام سے یہ عمل نہیں ملا تھا۔ جب آثار صحابہ کرامؓ سے انہیں ثبوت مل گیا۔ تو آپ نے اپنے مسلک سے رجوع فرمالیا۔

خلال نے الجامع میں حضرت شعبیؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ انصار میں جب کوئی فوت ہو جاتا۔ تو وہ اُس کی قبر پر آیا جایا کرتے اور اُس کے لیے قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔

☆ ابو محمد سمرقندی نے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" کی فضیلت میں حدیث نقل کی ہے۔ کہ فرمان رسول کریم ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ جو شخص قبرستان سے گزرا۔ اور اُس نے گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد (سورۃ) پڑھ کر اُس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دیا۔ تو مرنے والوں کی تعداد کے مطابق پڑھنے والے کو ثواب حاصل ہوگا۔

☆ ابو القاسم بن علی الزنجانی نے اپنے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہوا۔ اور اُس نے سورۃ فاتحہ اور سورۃ الاخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھ کر یہ کہا۔ اے اللہ کریم! میں نے اس تلاوت قرآن کریم کا ثواب

قبرستان کے تمام مومن مردوں عورتوں کے لیے ہدیہ کر دیا ہے تو وہ سب لوگ اس کے لیے بارگاہِ الٰہی میں سفارش کرنے والے ہو جائیں گے۔

☆ قاضی ابوبکر بن عبدالباقی الانصاری اپنے شیخ حضرت سلمہ بن عبید سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حماد مکی نے فرمایا میں ایک رات کو مکہ کے قبرستان کی طرف نکل گیا۔ اور میں وہاں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ اہل قبور الگ الگ حلقے باندھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کیا قیامت برپا ہو گئی ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ ہاں ہمارے بھائیوں سے کسی نے قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخش دیا ہے۔ اور ہم ایک سال سے اُس ثواب کو آپس میں بانٹ رہے ہیں۔

☆ الخلال کے مولف حضرت عبدالعزیز نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ جس شخص نے قبرستان میں جا کر سورۃ یٰسٓ شریف پڑھی۔ تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں سے آسانی کا معاملہ فرمائے گا اور پڑھنے والے کو اہل قبور کی تعداد کے مطابق ثواب ملے گا۔ یعنی اُس کی اتنی ہی نیکیاں لکھ دی جائیں گی۔

☆ قرطبیؒ نے اس حدیث پر کہ تم اپنے مرنے والوں پر یٰسٓ شریف پڑھا کرو کے بارے میں لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ بھی ہے کہ مرنے کے وقت یٰسٓ شریف پڑھو۔ اور یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ مرنے کے بعد قبر کے پاس پڑھو۔ میں کہتا ہوں کہ پہلی بات تو جمہور علماء نے کہی ہے اور دوسری بات ابن عبدالواحد المقدسیؒ نے اپنے اس رسالہ میں لکھی ہے جس کی طرف میں نے پہلے اشارہ کیا ہے۔

اور یہ یٰسٓ شریف پڑھنے کا حکم دونوں حالتوں میں عام ہے۔ یہ بات ہمارے متاخرین صاحبان میں سے حضرت المحب الطبریؒ نے کہی ہے۔ امام غزالی کی احیاء العلوم اور العاقبۃ میں ہے۔ کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب تم قبرستان میں جاؤ۔ تو فاتحۃ الکتاب سورہ فلق، سورہ الناس اور قل

ھواللہ احد پڑھ کر اہل قبور کو بخش دو۔تمہارا یہ تحفہ اُن تک پہنچ جائے گا۔

☆ قرطبیؒ نے کہا ہے کہ کہتے ہیں کہ قرأۃ قرآن کا ثواب قاری کو اور سننے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔اور اسی سننے پر اُسے رحمت الٰہی حاصل ہوتی ہے۔چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور جب قرآن کریم پڑھا جائے تو اُسے دھیان سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ بعید نہیں۔کہ قرآن کریم پڑھنے اور سننے کا ثواب دونوں کا ملتا ہو اور اگرچہ سنا نہ بھی ہو جیسے کہ صدقہ اور دعا کا ثواب پہنچتا ہے۔

حنیفہ کے فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ جس نے قبرستان میں قرآن کریم پڑھا اور نیت کی کہ اہل قبور کو اُنس حاصل ہو اور اللہ کریم تو قرآن کریم کی تلاوت ہر جگہ سے سنتا ہے۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۴۸

ایصالِ ثواب کے بارے میں مزید تفصیل

☆ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء نے کھجور کی ٹہنی کے واقعہ والی حدیث پاک سے دلیل پکڑی ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ٹکڑے کر کے دو قبروں پر گاڑ دیا تھا اس امید پر کہ جب تک یہ دو شاخیں خشک نہیں ہوں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ خطابی فرماتے ہیں کہ عام چیزیں اپنی فطرت پر یعنی تر و تازگی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں۔ جب وہ خشک ہو جاتی ہیں تو تسبیح کا یہ سلسلہ رک جاتا ہے۔

☆ خطابی کے علاوہ ایک عالم فرماتے ہیں جب ٹہنی کی تسبیح سے قبر والے پر آسانی ہوتی ہے تو مومن کے قرآن پڑھنے سے کیسے نہیں ہوتی ہوگی۔ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قبروں کے پاس درخت اور پودے لگانے چاہئیں۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت حماد بن سلمٰی کے واسطے سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ حدیث بیان فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قبر پر سے گزرے تو اس قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا۔ تو آنجناب نے کھجور کی ایک شاخ لیکر اسے قبر پر گاڑ دیا اور ارشاد فرمایا اُمید ہے کہ جب تک یہ شاخ تازہ رہے گی اس قبر والے کو آسانی ہوگی۔

اور حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ وصیت فرمایا کرتے تھے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ میری قبر میں دو تازہ شاخیں رکھ دینا تو اتفاقاً ان کی وفات کرمان اور قومس کے درمیان ایک صحرا میں ہوئی تو ساتھیوں نے کہا یہ صاحب ہمیں وصیت فرمایا کرتے تھے۔ کہ ان کی قبر میں دو تازہ شاخیں رکھ دینا اور ہم اس وقت اس مقام پر ہیں کہ یہ ہمیں نہیں مل سکتیں تو اچانک انہیں بجستان کی طرف سے ایک قافلہ آتا دکھائی دیا۔ تو ان سے کھجور کی شاخیں مل گئیں تو انہوں نے ان سے دو شاخیں لیکر حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی قبر پر رکھیں۔

☆ حضرت ابن سعد نے حضرت مورق ؒ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں رکھ دی جائیں۔

☆ تاریخ ابن نجار میں حضرت کثیر بن سالم الیشکی کے ذکر میں لکھا ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ جب ان کی قبر مٹ جائے تو اسے دوبارہ مت بنائیں اور اس بات کی انہوں نے نہایت ہی سختی سے تاکید فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مٹی ہوئی اور ویران قبروں کو دیکھ کر ان پر رحم فرماتا ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ میں بھی ان میں شامل ہو جاؤں (اللہ تعالیٰ میری بے بسی پر رحم فرمائے)

☆ ابن نجار فرماتے ہیں اس قسم کے واقعات آثار صحابہ میں موجود ہیں۔ پھر انہوں نے عبد بن حمید سے روایت کی ہے فرماتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی اسماعیل بن عبدالکریم نے وہ فرماتے ہیں ہم سے عبدالصمد بن معقل نے حضرت وہب بن منبہ سے حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں کہ ارمیاء نبی علیہ السلام قبرستان میں سے گزرے جن میں مرنے والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔ تو جب ایک سال بعد وہ دوبارہ وہاں سے گزرے تو اہل قبور کا عذاب موقوف ہو چکا تھا۔ فرمانے لگے سبحان تیری قدرت وقد وسیت ابھی پچھلے سال میں اس قبرستان سے گزرا تھا تو انہیں عذاب ہو رہا تھا اور اب میں اس سال گزرا ہوں تو عذاب موقوف ہو چکا ہے (بات کیا ہے) تو آسمان کی طرف سے آواز آئی اے ارمیاء اے ارمیاء

ان کی کفن پھٹ گئے ان کے بال بکھر گئے ان کی قبروں کے نشان مٹ گئے۔ تو میں نے ان کی حالت دیکھ کر ان پر رحم فرمایا ہے۔ اور میں مٹی ہوئی اور ویران قبروں والوں پھٹے ہوئے کپڑوں والوں اور بکھرے ہوئے بالوں والوں پر اس طرح رحم کیا کرتا ہوں۔

----❖❖❖----

باب نمبر: ۴۹

مرنے کیلئے بہترین اوقات

☆ ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کی موت ماہِ رمضان کے دوران میں ہوئی وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس شخص کی موت عرفہ کے دن ہوئی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس کی موت صدقہ کرنے کے دوران میں ہوگئی وہ جنت میں جائے گا۔

☆ امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے آخری وقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے لا الہ الا اللہ پڑھا وہ جنت میں جائے گا اور جس شخص نے آخیر وقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے روزہ رکھا وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس نے صدقہ کرتے ہوئے جان دی وہ بھی جنت میں جائے گا۔

☆ ابونعیم نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو یہ بات پسند تھی کہ کوئی آدمی نیک عمل کرتا ہوا اس دنیا سے جائے یا وہ حج کر رہا ہو یا عمرہ کر رہا ہو یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑ رہا ہو یا ماہ رمضان کے روزے رکھ رہا ہو۔

☆ دیلمیؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی رات کو یا جمعہ کے دن کو فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے پناہ عطا فرمائیں گے۔ اور وہ قیامت کے روز آئے گا۔ کہ اس پر شہیدوں کی مہر لگی ہوئی ہوگی۔ حمیدؒ نے اپنی

ترغیب میں سعد بن طریف کے حوالے سے حضرت ابو جعفر سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ جمعہ کی رات چمکدار ہے اور جمعہ کا دن زیادہ روشن ہے۔ جو شخص جمعہ کی رات کو فوت ہو گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے عذاب قبر سے خلاصی لکھ دے گا۔ اور جو شخص جمعہ کے دن فوت ہو گا وہ جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا جائے گا۔

----❖ ❖ ❖----

وہ نیک اعمال جو عامل کو مرنے کے بعد جلدی سے جنت میں پہنچا دیتے ہیں

☆ نسائی نے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن مردویہ اور دارقطنی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لی تو اسے جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے اور کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ اور امام بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس طرح کی حدیث ذکر کی ہے۔

☆ بیہقی نے ہی حضرت صلصال بن الدلہمش سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت کرسی پڑھ لی تو اس کے اور اس کے جنت میں داخل ہونے کے درمیان سوائے موت کے کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔ جب بھی وہ فوت ہوگا جنت میں داخل ہو جائے گا۔

----❖❖❖----

باب نمبر:۵۱

حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کے علاوہ لوگوں کی جسمانی آزمائش اور بدبو

☆ امام بخاری نے جناب جندب البجلی سے حدیث بیان کی ہے کہ مرنے والے کے جسم میں سب سے پہلے پیٹ میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔

☆ ابونعیم نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ کسی کتاب (آسمانی) میں لکھا ہے کہ اگر میں مرنے والوں کے لیے بدبو کا فیصلہ نہ کروں تو لوگ انہیں گھروں میں روکے رکھیں۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں کے لیے تین چیزیں زیادہ رکھی ہیں۔ (۱) غلے کو کیڑا لگ جانا، اگر ایسا نہ ہوتا تو بادشاہ لوگ اس کا ذخیرہ کر لیتے جیسے سونے چاندی کا ذخیرہ کر لیتے ہیں (۲) مرنے کے بعد جسم میں تغیر اور بدبو اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی سگا اپنے سگے کو دفن نہ کرتا (۳) اور غمگین کے غم کی تسلی اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی شخص چین وقرار نہ پاتا۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے روح سے زیادہ پاکیزہ کوئی چیز پیدا نہیں کی ہے اور جس چیز سے روح نکل جاتی ہے وہ بدبو چھوڑ دیتا ہے۔

☆ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ سوائے ایک ہڈی کے اور وہ دم کی ہڈی (دمچی ہے) اور اُسی سے قیامت کے روز مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

☆ امام مسلم ابوداؤد نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت درج کی ہے فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ انسان کے تمام جسم کو مٹی کھا جاتی ہے سوائے دم کی ہڈی کے کہ اُسی سے دوبارہ مخلوق بنائی جائے گی۔

☆ المواقف کے شارح فرماتے ہیں انسانی جسم کے اعضاء ملیا میٹ ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ بنائے گا۔ یا فرمایا کہ انھیں الگ الگ کر دے گا اور پھر انہیں دوبارہ جوڑ دے گا اور سچی بات تو یہ ہے کہ اس بارے میں نفی اثبات میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ دونوں طرف سے کوئی حتمی دلیل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کل شئی ھالک الا وجھہ میں انسانی جسم کے ختم ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ اور حقیقت میں ہلاک ہونا ہی معدوم ہونا ہے۔ اور اسے عرف میں فنا کہتے ہیں۔

☆ ابوداؤ والحاکم نے اوس بن اوسؓ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو اس لیے کہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا درود آپ پر کیسے پیش ہوگا جبکہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی تو آنجنابؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

☆ ابن ماجہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔ تو درود شریف سے فارغ ہونے کے بعد وہ درود شریف میرے

سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تو میں نے عرض کیا اور مرنے کے بعد بھی (پیش ہوگا) آنجناب ؐ نے ارشاد فرمایا اور مرنے کے بعد بھی کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

☆ امام مالک نے عبدالرحمان بن ابی صعصعہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن الجموح اور عبداللہ بن عمرو انصاری صحابیوں کی قبر کو سیلاب نے اکھاڑ دیا تھا۔ اور ان دونوں کی قبر سیلاب کی زد میں آ گئی تھیں اور یہ دونوں حضرات ایک ہی قبر میں مدفون تھے اور یہ حضرات غزوۂ احد کے دن شہید ہوئے تھے۔ تو ان کی قبر کی جگہ تبدیل کرنے کے لیے انھیں نکالا گیا تو ان کے جسم مبارک صحیح سالم پائے گئے اور ان میں ذرا بھر کوئی تغیر نہیں ہوا تھا۔ گویا کہ وہ دونوں ابھی کل ہی فوت ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک صاحب زخمی تھے اور انہوں نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے زخم پر رکھا ہوا تھا۔ اور وہ اسی حالت میں دفن کیے گئے جب ان کا ہاتھ ان کے جسم کے زخم سے ہٹا کر چھوڑا گیا تو وہ بدستور اپنی جگہ پر آ گیا۔ اور ان قبروں کو کھودنے اور غزوۂ احد کے درمیان چھیالیس سال کا وقفہ ہوا تھا۔

☆ بیہقی نے الدلائل میں اور طریقے سے روایت کی ہے اور یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ ان کا ہاتھ ان کے زخم سے ہٹایا گیا تو خون بہہ نکلا۔ اور جب ہاتھ واپس اپنی جگہ پر رکھا گیا تو خون بہنا بند ہو گیا اور روایت کے آخر میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب نہر نکالنے۔ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اعلان فرمایا کہ جن کا کوئی مقتول غزوۂ اُحد میں شہید ہوا ہو تو وہ موقعہ پر پہنچ جائے تو لوگ اپنے شہیدوں کے سلسلے میں وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ شہداء کے اجسام تروتازہ ہیں اگر غلطی سے کسی جسم کو کوئی بیلچہ کی انی لگ گئی تو جسم سے خون بہہ پڑا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد شہداء کی حیات کے منکروں کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہ گئی۔ اور فرماتے ہیں جب وہ لوگ قبروں کی مٹی کھود رہے تھے اس بکھری ہوئی مٹی سے کستوری کی خوشبو کی مہک آ رہی تھی۔ اسی طرح واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے۔

☆ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس نے حضرت ابواسحاق سے حدیث بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے بنی سلمہ کے آدمیوں سے مجھے خبر دی انہوں نے کہا کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس چشمے کا رخ موڑنا چاہا جو شہدائے کی قبروں کے پاس سے ہوکر گزرتا تھا۔ تو وہ چشمہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام اور عمرو بن الجموح کی قبروں سے اوپر ہوکر گزر رہا تھا جب ان کی قبریں ظاہر ہوئیں تو ان پر چیخ و پکار پڑ گئی۔ تو ہم نے ان دونوں حضرات کو تر و تازا باہر نکال لیا لگتا تھا کہ ابھی وہ کل ہی شہید ہوئے ہوں ان پر دو چادریں تھیں جن سے ان کے چہروں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ اور ان کے دونوں پیروں پر زمینی گھاس پھونس ڈالی ہوئی تھی۔

☆ امام بیہقی نے الدلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہی روایت نقل کی ہے۔ اور یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں کہ اس دوران میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کو کسی کی نوک لگ گئی جس سے خون بہہ پڑا۔

☆ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ثواب کی نیت سے اذان دینے والا اس خون آلود شہید کی طرح سے ہے کہ جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی قبر میں کیڑا پیدا نہیں ہوتا۔ امام قرطبی فرماتے ہیں اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے اذان دینے والے کو بھی زمین نہیں کھاتی ہے۔

☆ عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت مجاہد سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ موذنوں کی قیامت کے روز گردنیں لمبی ہوں گی اور ان کی قبروں میں کیڑے نہیں پڑیں گے۔

☆ ابن مندہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی حامل قرآن (حافظ یا عامل) فوت ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ زمین کو ہدایت دیتا ہے کہ تو اس کے جسم کو نہیں

کھائے گی۔ تو زمین کہتی ہے۔ اے رب کریم! میں اس کے گوشت کو کیسے کھا سکتی ہوں کہ تیرا کلام اس کے اندر ہے ابن مندہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے پر حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی روایت موجود ہیں۔

☆ المروزی نے حضرت قتادہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زمین اس شخص کے جسم پر مسلط نہیں ہوتی ہے۔ جس نے کوئی برائی نہ کی ہو۔

باب نمبر:۵۲

خاتمۃ الکتاب

روح کے بارے میں چند فوائد

اس مضمون کو میں نے ابن قیم کی کتاب الروح سے بطور خلاصہ کے بیان کیا ہے۔

☆ بخاری اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک کھنڈر میں موجود تھا اور آنجناب اپنی لاٹھی سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ آنجناب کا گزر کچھ یہودی لوگوں کے پاس سے ہوا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ اس شخص (پیغمبر) سے روح کے بارے میں پوچھو۔ تو کچھ نے کہا رہنے دو نہ پوچھو لیکن کچھ نے کہا یا محمد روح کیا چیز ہے تو آنجناب مسلسل ٹیک لگائے کھڑے رہے تو مجھے خیال ہوا کہ آنجناب پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○

آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں فرما دیجئے روح میرے رب کا حکم ہے اور تمہیں (اس بارے میں) تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

تو روح کے بارے میں لوگوں میں دو گروہ ہیں ایک گروہ روح کے بارے میں

گفتگو کرنے سے خاموش رہتا ہے۔ کیونکہ روح اللہ تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔ جس کا علم انسان کو نہیں دیا گیا اور یہی پسندیدہ مسلک ہے۔

☆ حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روح وہ شے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ خاص کیا ہے مخلوق میں سے کوئی شخص اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں۔ اور بندوں کو اس سے زیادہ بحث کرنے کی اجازت نہیں ہے کہ وہ موجود ہے۔ اور یہی مسلک حضرت عبداللہ بن مسعود اور اکثر سلف صالحین کا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ روح کی تفسیر نہیں فرمایا کرتے تھے۔

☆ ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روح کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ روح میرے رب کا امر ہے۔

تم اس مسئلے کے پیچھے مت پڑو اور نہ اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ کرو اور تم اُسی طرح کرو جس طرح سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اپنے نبی ؐ کو تعلیم فرمائی ہے کہ روح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں اس کے بارے میں تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

☆ ابن جریر نے مرسل سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو یہود نے کہا کہ ہمارے ہاں بھی اسی طرح سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس مسئلے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور تورات شریف میں مبہم رکھا ہے اور اپنی مخلوق سے اس کے علم کو چھپایا ہے۔ تو اس مسئلے کے پیچھے پڑنے والے اس کی حقیقت کو کہاں پا سکتے ہیں۔ ابوالقاسم القشیری السعدیؒ نے الایضاح میں نقل فرمایا ہے

کہ ''ہم عصر'' فلاسفروں نے بھی روح کے بارے میں کلام کرنے سے توقف کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ روح کا معاملہ ہماری حسیات (محسوسات) سے باہر ہے۔ عقلوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔فرماتے ہیں کہ ہمارے علم کا اس کی حقیقت کے ادراک نہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے قضا و قدر کی حقیقت کا ادراک مشکل ہے۔

ابن بطال فرماتے ہیں اس میں یہ حکمت ہے کہ مخلوق جس چیز کے ادراک سے بے بس ہو جاتی ہے۔تو اس کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہی کو قرار دیتی ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ یہاں روح کے بارے میں انسانی بے بسی کا اظہار ہے کیونکہ جب وہ اپنے روح کی موجودگی کے باوجود اس کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہے تو اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو بدرجہ اولیٰ نہیں سمجھ سکے گا۔اور اس طرح سے ہے۔کہ خود انسانی آنکھ اپنے نفس کو دیکھنے سے قاصر ہے۔

☆ اور ایک فرقہ نے اس پر گفتگو کی ہے۔اور اس کی حقیقت کو کریدنے کی کوشش کی ہے۔امام نوویؒ فرماتے ہیں۔سب سے درست بات اس بارے میں امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ روح ایک جسم لطیف ہے۔ جو جسم کثیف میں سمایا ہوا ہے۔جیسا کہ پانی سبز شاخ کے اندر سمایا ہوتا ہے۔پھر اس بات میں اختلاف ہے۔کہ روح کے بارے میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہے یا کہ نہیں؟

☆ تو ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔کہ ہم سے ابو سعید الاشج نے حدیث بیان کی۔وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو اسامہ نے حضرت صالح بن حیان سے حدیث بیان کی۔وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ نے روایت فرمائی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے

رخصت ہوئے اور آنجناب روح کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔

☆ لیکن علماء کرام کے ایک گروہ نے فرمایا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح کے بارے میں جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو اس کا علم عطا فرمایا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُمت کو بتانے کا حکم نہیں تھا اور اسی طرح کا اختلاف قیامت کے علم کے بارے میں ہے۔

☆ اکثر محققین مسلمانوں کا کہنا ہے کہ روح بھی ایک جسم ہے۔ اور کتاب وسنت اور اجماع صحابہ سے اس پر دلائل ہیں۔ قرآن کریم میں اور احادیث شریف میں روح کے لیے قبض ہونا، روک لینا، چھوڑ دینا، پکڑنا، برزخ میں اِدھر اُدھر جانا مذکور ہے۔ نیز روح کے لیے نکلنا، نکالنا، نعمت پانا۔ عذاب پانا، لوٹنا۔ داخل ہونا۔ راضی ہونا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔ کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پناہ لینا۔ بولنا۔ معروف ہونا۔ غیر معروف ہونا وغیرہ صفات کا استعمال ہوتا ہے۔ اور ایسی تمام صفات جسموں کے ساتھ خاص ہوتی ہیں۔ اور خود عرض کی یہ صفات نہیں ہوتیں۔ اور یہ کہ روح اپنے آپ کو اور اپنے خالق کو پہچانتی ہے۔ اور عقل و ذہن سے ادراک کرتی ہے۔ اور یہ تمام علوم اعراض ہیں۔ جو روح کے ساتھ قائم ہیں۔ جس کا اپنا ایک الگ وجود ہے۔

☆ استاد ابوالقاسم القشیریؒ فرماتے ہیں کہ روح اسی طرح سے لطیف جسم ہے۔ جس طرح سے فرشتے جسم لطیف ہیں۔

اور صحیح بات یہ ہے کہ روح اور نفس ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ اور

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى

اور کہتے ہیں سانس نکل گئی۔ نفس معدوم ہو گیا۔ یعنی انسان مر گیا۔

☆ کسی اہل السنت عالم کا قول ہے۔ کہ جو روح قبض ہوتی ہے۔ وہ نفس سے الگ چیز ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرمان باری تعالیٰ "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر روح اور نفس دو چیزیں ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان سورج کی شعاع کی طرح رابطہ ہے۔ نیند میں نفس کی موت ہوتی ہے۔ اور روح اندر اور جسم انسانی حرکت کرتا اور زندہ رہتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ بندے کو موت دینا چاہتا ہے۔ تو بذریعہ ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتا ہے۔ اور اگر بندے کی زندگی باقی ہوتی ہے۔ تو نفس جسم کے اندر واپس لوٹ آتا ہے۔

☆ مقاتل فرماتے ہیں انسان کے اندر حیات، روح اور نفس تین چیزیں ہوتی ہیں۔ تو جب انسان سوتا ہے۔ تو وہ نفس جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ جو چیزوں کا ادراک کرتا ہے۔ اور روح اور حیات جسم میں باقی رہتے ہیں۔ اور نفس کا رابطہ روح سے شعاعوں کی طرح سے رہتا ہے۔ تو انسان اسی رابطے کے ذریعے سے خواب دیکھتا ہے۔ اور کروٹیں بدلتا ہے۔ اور سانس لیتا ہے۔ اور حرکت کے وقت جلدی سے واپس جسم میں لوٹ آتا ہے۔

اور جب اللہ تعالیٰ بندے کی موت چاہتا ہے۔ تو اس نفس کو بھی باہر ہی روک لیتا ہے۔ اور مقاتل یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ جب نفس خواب دیکھ کر واپس لوٹ آتا ہے۔ تو وہ روح کو بتاتا ہے اور روح قلب کو مطلع کرتی ہے۔ تب انسان کو پتہ

چلتا ہے۔ کہ اس نے یہ خواب میں دیکھا ہے۔

☆ ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں اور ابن عبدالبر نے التمہید میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نفس انسانی چوپاؤں کی طرح سے تخلیق ہوا ہے۔ جو خواہش کرتے ہیں۔ اور شر کی دعوت دیتے ہیں۔ اور نفس کا مسکن پیٹ ہے۔ لیکن انسان کو چوپایوں سے امتیاز روح کی وجہ سے حاصل ہے اور روح کا مسکن دماغ کے اندر ہے۔ اور دماغ میں ہی انسان کی زندگی ہوتی ہے۔ اور وہ خیر کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور اس کو حکم دیتا ہے۔ اور پھر حضرت وہب نے اپنے ہاتھ پر پھونک ماری۔ تو فرمایا دیکھو تم اسے ٹھنڈی محسوس کرتے ہو؟ یہ روح کی طرح سے ہے اور پھر اپنے ہاتھ پر گہرا سانس لیا۔ تو فرمایا۔ یہ گرم ہے۔ اور یہ نفس کی طرف سے ہے اور روح اور نفس کی مثال مرد اور اس کی بیوی کی سی ہے۔ کہ جب روح نفس سے ملتی ہے۔ تو انسان سو جاتا ہے۔ اور جب وہ جاگتا ہے۔ تو روح اپنے مقام پر واپس لوٹ آتی ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح سے ہے کہ جب تم سو رہے ہوتے ہو۔ اور تم جاگتے ہو۔ تو ایک چیز تمہارے دماغ کی طرف جوش کرتی ہے۔ اور دل کی مثال فرشتے کی سی ہے۔ اور اعضاء بدن اس کے معاون و مددگار ہیں۔ جب نفس برائی کا حکم دیتا ہے۔ اور اسے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ تو یہ اعضاء بدن حرکت میں آجاتے ہیں۔ اور تعمیل حکم کرتے ہیں تو روح انہیں برائی سے باز رکھتی ہے۔ اور بھلائی کی دعوت دیتی ہے۔ تو اگر دل مومن ہوتا ہے۔ تو روح کی اطاعت کرتا ہے اور اگر دل کافر ہوتا ہے۔ تو روح کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور نفس کی اطاعت کرتا ہے۔

☆ ابن سعد نے الطبقات میں وہب بن منبہؒ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مٹی اور پانی سے پیدا فرمایا ہے پھر اس کے اندر نفس کو رکھا ہے۔ اسی میں وہ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ دیکھتا اور سنتا ہے اور وہ کچھ جانتا ہے۔ جو مویشی جانتے ہیں۔ اور ان چیزوں سے بچتا ہے جن سے مویشی بچتے ہیں پھر اس کے اندر روح رکھی گئی تو وہ حق و باطل کو سمجھنے لگا۔ اور ہدایت اور گمراہی میں فرق کرنے لگا۔ اور عقل کی بنا پر برائیوں سے اور نقصان دہ چیزوں سے پرہیز کرنے لگا۔ اور معاملات پر غور کر کے اس کے نفع و نقصان کے آگاہ ہونے لگا۔

☆ ابن عبدالبر التمہید میں ابواسحاق محمد بن القاسم بن شعبان سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن القاسم بن خالد صاحب مالک فرماتے ہیں۔ کہ نفس جسم مجسم ہے۔ اور انسان کی طرح سے مخلوق ہے۔ اور روح جاری پانی کی طرح سے ہے اور اس آیت سے دلیل پکڑی ہے۔ ''اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ'' فرماتے ہیں۔ کہ سونے والے کا نفس فوت ہوتا ہے اور روح اوپر چلی جاتی ہے۔ اور کوئی نیچے کو چلی جاتی ہے۔ اور سانس جاری رہتی ہے۔ اور نفس ہر جگہ کی سیر کرتا رہتا ہے۔ اور خواب دیکھتا رہتا ہے۔

اور جب جسم کی طرف جانے کا اُسے حکم ہوتا ہے تو جسم جاگ اُٹھتا ہے۔ اور تمام اعضاء بدن بیدار ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں تو روح نفس سے الگ چیز ہے۔ اور روح جنت میں جاری پانی کی طرح سے چلتا ہے۔ اور اس کے اعضاء بدن قبر میں مرے ہوتے ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن ابی جعفر نے فرمایا ہے۔ جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے۔ تو روح فرشتہ کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ وہ اُسے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ جب چارپائی جنازہ کے لیے رکھی جاتی ہے۔ تو فرشتہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور جب میت کو قبر کی طرف لے جاتے ہیں

فرشتہ بھی ساتھ ہی جاتا ہے۔ اور جب اُسے لحد میں اتار کر دفن کر دیا جاتا ہے۔ اور روح جسم میں لوٹ آتی ہے۔ تو دو فرشتے (منکر و نکیر) اُس سے مخاطب ہوتے ہیں۔ اور حساب کتاب کے بعد ایک فرشتہ اُس کی روح کو جسم سے نکال کر جہاں اُس کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔ وہاں اُسے ڈال دیتا ہے۔ اور یہ فرشتہ ملک الموت کا معاون ہوتا ہے۔

☆ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں۔ ہر جسم کے اندر دو روح ہوتے ہیں۔ ایک روح الیقظہ (بیدار روح) اور عادت اللہ تعالیٰ ہے کہ جب تک وہ روح جسم کے اندر موجود رہتا ہے۔ انسان جاگتا رہتا ہے۔ اور جب روح الیقظہ جسم سے نکل جاتا ہے۔ تو انسان سو جاتا ہے۔ اور روح خواب دیکھتی ہے۔ اور دوسری روح الحیات ہوتی ہے۔ کہ عادت اللہ یہ جاری ہے۔ کہ جب تک روح حیات جسم میں رہتی ہے۔ جسم انسان زندہ رہتا ہے۔ اور جب روح حیات جسم سے نکل جاتی ہے۔ تو جسم انسانی مردہ ہو جاتا ہے۔ اور جب اُس میں دوبارہ آئے گی تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور یہ دونوں روحیں انسان کے باطن میں رہتی ہیں۔ اور ان کے ٹھکانے سے وہی واقف ہو سکتا ہے۔ جسے اللہ کریم باخبر کر دے اور یہ دونوں روحیں ایسے ہی ہوتی ہیں جس طرح سے ایک پیٹ میں دو بچے ایک ساتھ پل رہے ہوتے ہیں۔

اور کسی متکلم نے کہا ہے کہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ روح دل کے قریب رہتی ہے۔ اور ابن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ یہ غیر ممکن نہیں ہے۔ کہ روح دل کے اندر ہی رہتی ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روحیں نورانی اور لطیف و شفاف اجسام ہیں۔ اور یہ کہ ان کی یہ لطافت و شفافیت مومنوں اور فرشتوں کے ساتھ مخصوص ہو۔ اور کافروں

اور شیطانوں کی روحیں ایسی شفاف ولطیف نہ ہوں۔ اور روح حیات پر قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ دلیل ہے۔ "قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ" اور روح حیات اور روح یقظہ پر یہ آیات مبارکہ دلالت کرتی ہے۔ "اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ" یعنی ان روحوں کو فوت کرتا ہے۔ جن کے جسم سوتے میں مردہ نہیں ہوتے۔ اور جس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس روح کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس روک لیتا ہے۔ اور دوسری روح کو چھوڑ کر واپس کر دیتا ہے۔ اور روح یقظہ دوبارہ جسم میں لوٹ آتی ہے۔ اور ایک مدت پوری کر کے آخر موت سے دوچار ہوتی ہے۔ اور اس وقت روح یقظہ اور روح حیات دونوں قبض ہو جاتی ہیں۔ لیکن روح حیات نہیں مرتی۔ بلکہ اپنی زندہ حالت میں آسمان پر چڑھ جاتی ہے۔

اور کافروں کی روحیں واپس رد کر دی جاتی ہیں اور ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ اور جنت و آسمان کے دروازے صرف مومنوں کی روحوں کے لیے کھولے جاتے ہیں۔ اور انہیں بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور ان کا کیا ہی اکرام ہوتا ہے۔ شیخ عزالدین کا کلام ختم ہوا۔

میں کہتا ہوں۔ جو روح کا دل کے اندر ہونا مذکور ہوا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الانتصار میں اس پر پختہ یقین کا اظہار کیا ہے۔ اور مجھے اس بارے میں ایک حدیث بھی ملی ہے۔ جسے ابن عساکر نے الترمذی سے نقل فرمایا ہے۔ کہ خزیمہ بن حکیم السلمی ثم البہزی رضی اللہ عنہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں فتح مکہ کے موقع پر حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے رات کے اندھیرے اور دن کے اجالے کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ اور سردیوں میں پانی کے گرم ہونے اور گرمیوں کے دنوں میں ٹھنڈا

ہونے کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔ اور بادل کے تسبیح کے بارے میں مرد اور عورت کی منی کے بارے میں معلومات مہیا فرمائیں۔ اور یہ کہ نفس جسم میں کس جگہ رہتا ہے؟ اور پوری حدیث ذکر فرمائی۔ یہاں تک فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نفس کا مقام انسان کے دل کے اندر ہے۔ اور یہ حدیث مرسل ہے۔ اور دوسری روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

☆ اہل السنت کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ روح فانی اور مخلوق چیز ہے۔ اور سوائے بے دینوں کے اس میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے۔ اور اس کے فانی ہونے پر محمد بن نصر المروزی اور ابن قتیبہ نے بھی اجماع نقل کیا ہے اور روحوں کے مخلوق ہونے پر یہ حدیث دلیل ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ۔ ''اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ'' اور لشکر مخلوق ہوتے ہیں۔

اس میں اختلاف ہے کہ روحیں پہلے پیدا کی گئیں یا اجسام۔ امام محمد بن نصر اور ابن حزم فرماتے ہیں۔ اور انہوں نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ روحیں جسموں سے پہلے پیدا کی گئیں ہیں۔ اور دلیل میں حضرت عمرو بن عنبسہ کی روایت کردہ حدیث پیش کی ہے کہ ''اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اَرْوَاحَ الْعِبَادِ قَبْلَ الْعِبَادِ بِاَلْفَیْ عَامٍ'' کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی تخلیق سے دو ہزار برس پہلے بندوں کی روحوں کو پیدا فرما دیا تھا۔ جو آپس میں متعارف ہوتی ہیں۔ وہ مانوس ہوتی ہیں۔ اور جو ایک دوسرے سے ناواقف ہوتی ہیں۔ ان میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس روایت کی سند بہت کمزور ہے۔

اور اس حدیث سے روحوں کا جسموں سے بعد میں پیدا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ کہ حدیث شریف میں ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا

فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ تو تمام روحیں ان کی پشت سے گر پڑیں۔ جو قیامت تک ہونے والی تھیں۔ اور یہ روحیں چیونٹیوں کی طرح سے تھیں۔ اور نسمہ سے مراد روح ہے جس کا لفظ حدیث شریف میں آیا ہے۔

☆ اور حاکم نے ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمان باری تعالیٰ "وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ" اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جو قیامت تک دنیا میں آنے والی تھیں۔ ان کو آدم علیہ السلام کی پشت سے پیدا فرما کر ایک جگہ اکٹھا فرمایا اور ان روحوں کو صورتیں بخشیں۔ اور انہیں گویائی بخشی۔ تو وہ بولنے لگیں۔ اور پھر ان سے عہد لیا۔ کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ تو سب نے کہا۔ ہاں کیوں نہیں۔

اور روح کے بعد میں ہونے کی دلیل یہ آیت مبارکہ بھی ہے۔ "هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا" کہ انسان پر وہ وقت آچکا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہیں تھا۔ فرماتے ہیں کہ جسم انسانی چالیس برس تک یونہی پڑا رہا۔ اور اس میں روح نہیں پھونکی گئی تھی۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بھی اس کی دلیل ہے۔ کہ فرمان رسول گرامی ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ تم میں سے کوئی شخص بھی ہو اس کی تخلیق شکم مادر میں چالیس دن تک ہوتی ہے۔ کہ وہ چالیس دن میں گوشت کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے۔ اور چالیس دن میں بوٹی بنتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتے کو بھیجتا ہے۔ جو اس میں روح پھونکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روح کے پھونکنے اور اس کے پیدا ہونے سے فرق ہے۔ اس لیے کہ روح عرصہ دراز سے پیدا کر دی گئی ہے۔ اور بدن کے بننے کے بعد اس میں فرشتے کے ذریعے

سے پھونکی جاتی ہے۔ تمام مذاہب اور مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ بدن کے مردہ ہو جانے کے بعد روح باقی رہتی ہے۔ لیکن فلاسفروں نے اس کی مخالفت کی ہے ہماری دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے۔ "كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ" کہ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور چکھنے والا لازمی بات ہے کہ چکھی ہوئی چیز کے بعد باقی ہوتا ہے۔ اور اس سے پہلے اس کتاب میں جو آیات اور احادیث درج ہیں وہ روح کے باقی رہنے پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی لیے وہ نعمتوں اور عذاب کو محسوس کرتی ہیں۔ اس بنا پر کہتے ہیں کہ قیامت کے روز روح کو فناء ہونے کے بعد پھر وجود حاصل ہوگا۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہے۔ کل من علیھا فان جو کچھ زمین پر ہے سب فانی ہے روح اس سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے فرمان باری تعالی ہے۔ الا من شاء اللہ ہاں جسے اللہ تعالی چاہے یہاں دو قول ہیں۔ جنہیں امام سبکی نے اپنی تفسیر الدر النظیم میں بیان کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ درست بات یہ ہے۔ کہ روح فنا نہیں ہوتی ہے۔ اور یہ فناء سے مستثنیٰ ہے۔ جیسا کہ حور عین کے بارے میں کہا گیا ہے ابن القیم کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس بات میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ بدن کے ساتھ روح میں بھی مرجاتی ہے یا صرف بدن مرتا ہے اور درست بات یہ ہے کہ موت کو چکھنے سے مراد اس کا بدن سے جدا ہونا ہے اور بس موت کا ذائقہ چکھنے کا یہی معنی ہے۔ اور یہ کہ روح معدوم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ روح اپنے پیدا ہونے کے بعد بالاتفاق باقی رہتی ہے اور وہ نعمت یا عذاب کا مزہ چکھتا ہے۔

☆ اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں محمد بن وضاح سے کی روایت کی ہے جو ایک مالکی امام ہیں کہا ہے کہ میں نے سا حنون بن سعید سے سنا ہے کہ ان کے سامنے

ایک شخص کا ذکر ہوا جو اس کا قائل تھا کہ روحیں جسموں کے مرنے کے ساتھ ہی مرجاتی ہیں تو آپ نے فرمایا معاذ اللہ (اللہ بچائے) یہ اہل بدعت کا قول ہے۔

اس معنی میں اختلاف ہے کہ الارواح جنود مجندہ کہ روحیں ملے جلے لشکر ہیں جو ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں وہ آپس میں مانوس ہوتی ہیں اور جو ایک دوسرے کو نہیں پہچانتی وہ ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خیر وشر اصلاح وبگاڑ میں ہم شکل ہوتی ہیں۔ اور اچھے لوگ اچھائی کی طرف اور برے لوگ برائی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ اور روحیں اپنی فطرت کے مطابق خیر اور شر کو قبول کرتی ہیں اور کہ روحیں جسموں سے دو ہزار سال پہلے پیدا کی گئی ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ روحیں وجود کے لحاظ سے اگرچہ ایک جیسی ہیں لیکن انواع اور اقسام کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ کچھ ایک دوسرے سے مانوس ہوتی ہیں۔ اور کچھ ایک دوسرے سے متنفر ہوتی ہیں۔

☆ تاریخ ابن عساکر میں حرم بن حیان کی روایت سے لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حضرت اویس القرنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور میں نے انھیں سلام عرض کیا اور اس سے پہلے نہ میں نے انھیں دیکھا تھا اور نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ لیکن انہوں نے میرے سلام کے جواب میں فرمایا: اے حرم ابن حیان وعلیک السلام میں نے عرض کیا آپ کو میرا اور میرے والد کا نام کہاں سے معلوم ہوا۔ حالانکہ نہ میں نے آپ کو اس سے پہلے دیکھا اور نہ آپ نے مجھے دیکھا۔ آپ نے فرمایا میری روح تمہاری روح کو پہچانتی ہے اور میرے نفس نے تمہارے نفس سے باتیں کی ہیں اور روحوں کے بھی نفس ہیں جیسے جسموں کے نفس ہوتے ہیں اور مومن لوگ بعض بعض کو پہچان لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی روحانیت کی وجہ

سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں چاہے ظاہر میں وہ آپس میں ملے نہیں ہوتے۔

☆ امام طوسی نے عیون الاخبار میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک عورت قریشی عورتوں کی مجلس میں آ کر انہیں ہنسایا کرتی تھی۔ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئیں تو میرے پاس آئی میں نے پوچھا کہاں ٹھہری ہو کہنے لگی فلاں عورت کے پاس جو مدینہ المنورہ کی عورتوں کو ہنساتی ہے تو اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا فلانی ہنسانے والی تمہارے پاس آئی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں تو آنجناب نے ارشاد فرمایا یہ کس کے پاس ٹھہری ہوئی ہے تو میں نے عرض کیا فلاں ہنسانے والی کے پاس تو آنجناب نے ارشاد فرمایا الحمد للہ کہ روحیں مزاج کے لحاظ سے ملی جلی ہوتی ہیں۔ جو آپس میں متعارف ہوتی ہیں وہ یہاں بھی ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتی ہیں اور جو آپس میں اجنبی ہوتی ہیں وہ یہاں بھی ایک دوسرے سے اجنبی رہتی ہیں۔

☆ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر پوچھا جائے کہ روحیں ایک دوسرے سے جسموں سے جدا ہونے کے بعد ممتاز کیسے ہوتی ہیں کیا وہ آپس میں متعارف ہوتی ہیں تو اہل سنت کے اصول کے مطابق اس کا جواب یہ ہے کہ روحیں بذات خود قائم ہیں وہ اوپر جاتی ہیں نیچے آتی ہیں ملتی ہیں جدا ہوتی ہیں جاتی ہیں آتی ہیں حرکت کرتی ہیں ساکن ہوتی ہیں۔ اس طرح کے سو دلائل ہیں کہ وہ اصل فطرت میں یکساں ہیں۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا نیز الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ

یہ آیات ارواح کی یکسانیت پر دلیل ہیں لہٰذا بدن کی یکسانیت نفس کی یکسانیت پر منحصر ہے فرمایا اسی لیے روح اپنے بدن سے وہ صورت حاصل کرتی ہے جو غیر سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور روح بدن سے ہی متاثر ہوتی ہے جیسے بدن روح سے متاثر ہوتا ہے اسی لیے بدن کی طہارت اور خباثت روح سے بھی حاصل ہوتی ہے کہ جیسا ہی روح ویسا ہی بدن۔

☆ الدرۃ الفاخرہ میں امام غزالی کا کلام ہے کہ مومن کی روح کھجور کے درخت کی صورت میں ہوتی ہے اور کافر کی روح ٹڈی کی صورت میں ہوتی ہے۔ لیکن اس کی کوئی بنیاد نہیں پائی گئی بلکہ صور پھونکی جانے والی حدیث شریف میں ہے کہ اسرافیل فرشتہ روحوں کو بلائے گا۔ تو تمام روحیں اس کے پاس آجائیں گی۔ مومنوں کی روحیں نور سے چمک رہی ہوں گی اور دوسروں کی روحیں اندھیرے میں ہوں گی۔ اور انہی صورتوں کے سامنے صور پھونکا جائے۔ رب جلیل تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ تمام روحیں اپنے جسموں کی طرف لوٹ آئیں گی۔ اور وہ زمین سے کھجور کے درختوں کی طرح سے نکلیں گی اور تمام زمین کو بھر دیں گی اور ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے گی اور جسم میں ایسے سرایت کر جائے گی جیسے زہر انسان کے جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کھجور کے درخت کے ساتھ تشبیہ شکل صورت کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ زمین سے نکلنے کی صورت میں ہے۔ اور بس اور اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہے۔

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝

وہ قبروں سے نکلیں گے گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں بکھری ہوئی۔ اس حدیث میں

حضرت جویبر کی تفسیر میں ہے کہ مومنوں کی روحیں جابیہ کی جانب سے اور کافروں کی روحیں برہوت کی جانب سے آئیں گی۔ اور وہ اپنے جسم پر سوار ہوں گی۔ اور روحیں اس دن کچھ سیاہ ہوں گی کچھ سفید ہوں گی۔ یعنی مومنوں کی روحیں سفید اور روشن اور کافروں کی روحیں سیاہ بھجنگ۔

☆ ابن منده نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں مسلسل جھگڑا رہا اور وہ جھگڑا جسم اور روح میں بھی رہے گا روح جسم سے کہے گا کہ جو کیا تو نے کیا اور جسم روح سے کہے گا کہ تُو نے حکم دیا۔ اور تُو نے ہی تدبیر بتائی تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجے گا کہ وہ ان دونوں میں فیصلہ کرے تو وہ ان دونوں سے کہے گا کہ تمہاری دونوں کی مثال ایک لنجے بے بس آدمی اور ایک نابینا شخص کی سی ہے کہ وہ ایک باغ میں آئے تو لنجے بے کار آدمی نے نابینا سے کہا کہ مجھے یہاں بہت سے پھل دکھائی دے رہے ہیں۔ لیکن میں وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ (تو اب کیا کریں) نابینے نے اس سے کہا تم مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ لہٰذا وہ اس کے کندھوں پر سوار ہوا اور پھل توڑ لئے تو اب بتاؤ تم میں سے کون ظالم ہے؟ تو وہ کہیں گے دونوں ہی۔ تو فرشتہ ان سے کہے گا پھر تم دونوں نے ٹھیک اپنے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے مراد یہ ہے کہ جسم روح کے لیے سواری اور روح اس پر سوار ہے۔

☆ الدار قطنی نے الافراد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سے مرفوعاً روایت کی ہے اس روایت کے الفاظ ہیں کہ روح اور جسم قیامت کے روز جھگڑا کریں گے جسم کہے گا کہ میں تو درخت کے تنے کی مانند تھا بے حس و حرکت نا طاقت نا تصرف اگر روح نہ ہوتی تو میں کچھ بھی نہ کر پاتا اور روح کہے گی میں تو

ہوا تھا اگر جسم نہ ہوتا تو میں کچھ نہ کر پاتا۔

تو ان دونوں کے لیے ایک نابینا اور لنگڑے کی مثال دی گئی کہ نابینا نے لنگڑے کو اٹھایا اور اس نے لنگڑے کی راہنمائی کی اور دونوں نے مل کر کوئی عمل کیا اور اس روایت کی شاہد وہ روایت ہے جو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ دل اور جسم کی مثال ایک نابینا اور لنگڑے کی جیسی ہے کہ لنگڑے نے نابینا سے کہا کہ میں پھل توڑنا چاہتا ہوں۔ میں وہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ تم مجھے اوپر اٹھاؤ تو میں توڑوں خود بھی کھاؤں اور تمہیں بھی کھلاؤں۔ یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ دل روح کا مقام ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اور اس کی طرف مرجع اور مآب ہے۔

والحمد للہ رب العالمین۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کتاب شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور کا ترجمہ ختم ہوا۔